فتن اور ملاحم کے موضوع پر قدیم و نادر مخطوطہ کا اردو ترجمہ

دار التحقیق فیصل آباد پاکستان

مجلس تحفظ سنت پاکستان

زیرِ نظر کتاب ''الملاحم لابن المنادی'' کا اردو سلیس ترجمہ حاضرِ خدمت ہے، تاکہ اہلِ زبان اس مشکل ترین اور فکر انگیز موضوع کو سمجھنے میں دشواریوں سے نکل کر آسانیوں میں آجائیں۔

احقر نے ''فتن'' اور ''ملاحم'' کے موضوع پر اس قدیم اور نادر مخطوطہ کا اُردو ترجمہ کرنے کا عزم کیا تاکہ ''فتن'' اور ''ملاحم'' سے آگاہی حاصل ہو۔ اگر علماء وطلباء اس مجموعہ سے نفع اٹھالیں اور اسے اپنے دروس و بیانات میں شامل کرلیں تو اُمتِ مسلمہ کو بھی نفع ہوگا۔

احقر کو اپنی علمی بے مائیگی کا اعتراف ہے کہ بندۂ ناچیز علم وہنر سے تہی دامن ہے۔ البتہ جو کچھ آپ کے سامنے ہے وہ صرف دلی احساس اور درد کا نتیجہ اور اپنے محبوب ومربی حضرت استاذ مفتی ابولبابہ شاہ منصور مدظلہٗ کی تربیت وشفقت اور حضرت والد مکرم مفتی عبدالرحمٰن ظفر مدظلہٗ کی سرپرستی اور پروفیسر محمد شفیق خاں جالندھری کی اردو ترجمہ میں مکمل مساعدت کے مرہون منت ہے۔ ان کا سایۂ عاطفت نہ ہوتا تو شاید بندہ اس کام کی تکمیل نہ کرپاتا۔ حق تعالیٰ ان حضرات کو اس کا عظیم صلہ عنایت فرمائے۔ (آمین)

کتاب کی اشاعت ''مجلسِ تحفظِ سنّت پاکستان'' کے زیرِ اہتمام کی جارہی ہے..... بندہ مجلس کے احباب کا اعماقِ دل سے شکر گزار ہے، اللہ جل شانہ اُن کی علمی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے۔ (آمین)

خاکپائے اکابر

ابوعبداللہ مفتی محمد مسعود ظفر

فتن اور ملاحم کے موضوع پر قدیم و نادر مخطوطہ کا اردو ترجمہ

الملاحم

خون ریز جنگیں اور فتنے

مؤلف

احمد بن جعفر

المعروف بہ (ابن المنادی)

(المتوفی ۳۳۶ھ)

مرتب ابو عبداللہ مفتی محمد مسعود ظفر

مجلس تحفظ سنت پاکستان

دار التحقیق فیصل آباد پاکستان

نام کتاب	......	الملاحم (خون ریز جنگیں اور فتنے)
مؤلف	......	ابو الحسین احمد بن جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ المعروف ابن المنادی
مرتب	......	ابوعبداللہ مفتی محمد مسعود ظفرؔ، ناظم: جامعہ علوم اسلامیہ، فیصل آباد
معاون مترجم	......	ابوسعد محمد شفیق خاں جالندھری
ترتیب و تبییض	......	مولانا ڈاکٹر محمد امجد خاں مدیر جامعہ فاروقیہ انوار البنات، پیر محل
تاریخ اشاعت	......	ذوالحجہ ۱۴۴۴ھ / جولائی 2022ء
طبع	......	اوّل
تعداد	......	1000
صفحات	......	400
قیمت	......	1000 روپے
تزئین و پرنٹنگ	......	اقراء کمپیوٹرز اینڈ پرنٹرز، پریس مارکیٹ فیصل آباد فون 041-2631411، 0301-7977716
ناشر	......	□ دار التحقیق، مدینہ ٹاؤن فیصل آباد □ مجلسِ تحفظِ سنّت پاکستان

قانونی مشیر

حافظ محمد عثمان فضل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

چیمبر نمبر 108 نیو، ڈسٹرکٹ کورٹس، فیصل آباد موبائل: 0308-6362208

رابطہ کیلئے

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل شیل پمپ، کوتوالی والی روڈ فیصل آباد

041-2631204

دار التحقیق

چناب مارکیٹ، مدینہ ٹاؤن فیصل آباد

0306-7235715

انتساب

حضرت محمد بن عبداللہ مہدی رضی اللہ عنہ

حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام

اور

ان کی معیّت میں روئے زمین پر

اسلام کو نافذ کرنے والے مجاہدین

کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھمّ

صلِّ علیٰ محمّدٍ وّعلیٰ آلِ محمّدٍ

کما صلّیتَ علیٰ ابراہیمَ وعلیٰ آلِ ابراہیمَ

انّک حمیدٌ مّجیدٌ

اللّٰھمّ

بارِک علیٰ محمّدٍ وّعلیٰ آلِ محمّدٍ

کما بارکتَ علیٰ ابراہیمَ وعلیٰ آلِ ابراہیمَ

انّک حمیدٌ مّجیدٌ

عرضِ مرتب

اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جس نے ماضی، حال اور مستقبل کے حالات وواقعات کو بالتفصیل بیان فرمایا ہے۔

جس طرح ماضی کے حالات واقعات قرآن وحدیث میں مذکور ہیں، اسی طرح مستقبل کے حالات، فتنے، جنگیں اور قیامت کی نشانیاں انتہائی تفصیل کے ساتھ احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔

امام الانبیاء، خاتم المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے جو علوم عطا فرمائے گئے، ان میں مستقبل کے بعض علوم بھی شامل ہیں جیسے "عِلْمُ الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمْ" اور اس کا وافر حصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منتقل فرمایا۔ یہ احادیث آج بھی امت کے پاس محفوظ ہیں۔ تمام محدثین نے اپنی اپنی کتب میں "کِتَابُ الْفِتَنِ" اور "کِتَابُ الْمَلَاحِمْ" کے عنوانات سے ان احادیث کا تفصیلی تذکرہ کردیا ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمّت کو مستقبل کے تمام فتن سے آگاہ فرما دیا تھا۔ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت سے پہلے تک کی کوئی نشانی نہیں چھوڑی جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر نہ کیا ہو، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس پر ایک خطبہ ایسا بھی ہے جس کی ابتدا فجر کے بعد سے ہوئی اور انتہا مغرب کے وقت کے داخل ہونے پر۔ اس خطبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مستقبل کے تمام فتنوں اور جنگوں کا علم امت کے سپرد کر دیا۔

صحابئ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمرو بن اخطب الانصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اترے، نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے، ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہوگیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اُترے، ہمیں نماز عصر پڑھائی، پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ اس خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں قیامت تک آنے والے تمام فتنوں سے آگاہ کیا اور ہم میں سے سب سے بڑا عالم وہ ہے جس کو وہ تمام واقعات یاد ہیں۔

(صحیح مسلم، مسند احمد)

مستقبل کے علوم کا حامل ہونا اس امت کے اعزازات میں سے ایک اہم اعزاز ہے ،اور علماء اُمت نے دیگر علوم کی طرح اس میدان میں بھی نمایاں کارنامہ ہائے انجام دیئے ،جس کی ایک طویل فہرست کتب کی شکل میں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے ۔(آمین)

لیکن انتہائی افسوس ہے کہ ہمارے دور میں اکثر علماء اپنے فریضۂ منصبی سے غافل نظر آتے ہیں۔ مدارس میں ''کِتَابُ الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ'' محض تلاوت حدیث کی صورت میں برق رفتاری سے گزر جاتے ہیں اور طلبہ حدیث جو کہ مستقبل کے رہبر ورہنما ہوتے ہیں، انہیں تیمّن حدیث کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

جس دور سے ہم گزر رہے ہیں اس پرفتن دور میں تو ''عِلْمُ الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ'' کو مدارس کے نصاب میں انتہائی اہمیت کے ساتھ پڑھایا جانا چاہئے تاکہ امتِ مسلمہ اور نسلِ نو تک فتن بالخصوص فتنۂ دجال کے متعلق احادیثِ رسول ﷺ منظم انداز میں پہنچانے کا اہتمام ہو۔ اور اس بات کی تلقین جو کہ خود لسانِ نبوت سے صادر ہوئی، ملاحظہ فرمائیے!

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ نے دجال کے فتنے کو بالتفصیل بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا أُحَدِّثُكُمْ هٰذَا لِتَعْقِلُوْهُ وَتَفْقَهُوْهُ وَتَعُوْهُ، وَاعْمَلُوْا عَلَيْهِ وَحَدِّثُوْا بِهٖ مَنْ خَلْفَكُمْ. فَلْيُحَدِّثِ الْآخَرُ الْآخَرَ. فَإِنَّ فِتْنَتَهٗ أَشَدُّ الْفِتَنِ۔

(الفتن ص ۲۹۹، لنعیم ابن حماد المروزی المتوفی ۲۲۹ھ)

''میں تمہیں یہ باتیں اس لئے بیان کررہا ہوں کہ تم ان کو سمجھو اور سمجھاؤ ان کو یاد کرو اور ان پر عمل کرو اور اپنی آنے والی نسلوں کو بتاؤ اور ہر شخص ایک دوسرے سے یہ باتیں بیان کرتا رہے کیونکہ دجال کا فتنہ بہت سخت ہوگا۔''

اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ ، سنن ابن ماجہ میں الفتن کی احادیث بالخصوص دجال ملعون کے متعلق حدیث کے تذکرہ کے بعد فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ الطَّنَافِسِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيَّ يَقُوْلُ: يَنْبَغِيْ أَنْ يُّدْفَعَ هٰذَا الْحَدِيْثُ إِلَى الْمُؤَدِّبِ، حَتّٰى يُعَلِّمَهُ الصِّبْيَانَ فِي الْكُتَّابِ۔ (سنن ابن ماجہ، ص ۲۹۹)

''میں نے اپنے شیخ ابوالحسن طنافسی سے سنا اور انہوں نے اپنے استاد عبدالرحمٰن محاربی کو فرماتے ہوئے سنا:

مناسب یہ ہے کہ الفتن کی احادیث معلم ومؤدب کے حوالے کی جائیں تاکہ وہ طلبہ کو بطور تدریس پڑھائے۔''

یہ مشورہ امام ابن ماجہ کے دادا استاد کا ہے جوکہ علم الفتن کو اپنے زمانہ میں اتنی اہمیت دے رہے ہیں، آج اس کی ضرورت کہیں بڑھ کر ہے، بالخصوص اس زمانہ میں جوفتن کے ظہور، دجالی تہذیب کے غلبہ اور مادیت کی ترقی کا زمانہ ہے۔

الفتن کے موضوع پر بہت محنت اور کاوش کی ضرورت ہے۔ مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''معرکۂ ایمان و مادیت'' میں رقمطراز ہیں:

''احادیث کا وہ حصہ جوفتن و ملاحم اور قربِ قیامت کی تفصیلات و واقعات سے متعلق ہے کسی ایسے عالی ہمت علوم دینیہ کے جوہر شناس اور تاریخ کے ماہر شخص کا اب بھی منتظر ہے جوصبر آزما بحث وجستجو اور تحقیق ومطالعہ سے کام لے کر اس پر غور کرے، مخلص اور صحیح العقیدہ ہو، اس لئے کہ یہ موضوع بہت اہم، دقیق اور وسیع ہے اور بہت احتیاط اور کاوش کا محتاج ہے۔'' (معرکۂ ایمان و مادیت ص ۱۲۹)

احقر نے اسی فکر سے متاثر ہوکر ''فتن'' اور ''ملاحم'' کے موضوع پر قدیم اور نادر مخطوطہ کا اُردو ترجمہ کرنے کا عزم کیا تاکہ ''فتن'' اور ''ملاحم'' سے آگاہی حاصل ہو۔ اگر علماء وطلباء اس مجموعہ سے نفع اٹھالیں اور اِسے اپنے دروس و بیانات میں شامل کرلیں تو اُمتِ مسلمہ کو بھی نفع ہوگا۔ ہم نے ''ابن المنادی'' کی معرکۃ الآراء کتاب ''کتاب الملاحم'' کا اردو زبان میں ترجمہ کرنے کی کاوش کی ہے تاکہ ''فتن'' اور ''ملاحم'' کے موضوع کو مزید سمجھنے میں آسانی ہوجائے۔

زیرِ نظر کتاب ''کتاب الملاحم لابن المنادی'' کا سلیس ترجمہ حاضر ہے، تاکہ اہلِ زبان اس مشکل ترین اور فکر انگیز موضوع کو سمجھنے میں دشواریوں سے نکل کر آسانیوں میں آجائیں۔

احقر کو اپنی علمی بے مائیگی کا اعتراف ہے کہ بندۂ ناچیز علم و ہنر سے تہی دامن ہے، البتہ جو کچھ آپ کے سامنے ہے وہ صرف دلی احساس اور درد کا نتیجہ اور اپنے محبوب ومربی حضرت استاذ مفتی ابولبابہ شاہ منصور مدظلہٗ کی تربیت وشفقت اور حضرت والد مکرم مفتی عبدالرحمٰن ظفر مدظلہٗ کی سرپرستی اور پروفیسر محمد شفیق خاں جالندھری کی

اردو ترجمہ میں مکمل مساعدت کے مرہون منت ہے۔ان کا سایۂ عاطفت نہ ہوتا تو شاید بندہ اس کام کی تکمیل نہ کر پاتا۔حق تعالیٰ ان حضرات کو اس کا عظیم صلہ عنایت فرمائے۔ اور بندہ کتاب کی دستیابی اور قدم قدم مشاورت کے لئے احسان مند ہے برادرِ کبیر حضرت قاری محمد الیاس ظفر (دوحہ قطر) اورمحبوب دوست مولانا ڈاکٹر محمد امجد خاں کا جن کی حوصلہ افزائی نے مہمیز کا کام کیا۔

اور شاید میں اس عظیم الشان خدمت کیلئے خود کو تیار نہ کر پاتا اگر ہمارے محسن ڈاکٹر مختار عالم (لاہور) اور سوبھی خاندان (لاہور) کی ہمت افزائی اور مرشد و مربی حضرت مولانا سیّد محمود میاں مدیر جامعہ مدنیہ لاہور کی سرپرستی شامل نہ ہوتی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمام اکابر واحباب کو اپنی شان کے مطابق اجر جزیل عطا فرمائے۔آمین

زیرِ نظر کتاب ''مجلسِ تحفظِ سنّت پاکستان'' کے زیرِ اہتمام شائع کی جارہی ہے...... بندہ مجلس کے احباب بالخصوص حضرت میاں کاشف رشید صاحب کا اعماقِ دل سے شکر گزار ہے ، اللہ تعالیٰ اُن کی علمی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے۔

خدائے وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں عرض گزار ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور میرے لئے ذریعہ نجات بنائے۔اس کتاب کی تبییض کا اکثر کام حرمین شریفین میں مکمل ہوا ، اللہ تعالیٰ وہاں کی برکات بھی نصیب فرمائے اور جن کرم فرماؤں نے اس کام میں معاونت کی اللہ رب العزت انہیں اجرِ جزیل عطا فرمائے۔(آمین)

خاکپائے اکابر

ابوعبداللہ محمد مسعود ظفر

ناظم: جامعہ علوم اسلامیہ، فیصل آباد

ڈائریکٹر: دارالتحقیق، فیصل آباد

۱۳۔ذوالحجہ ۱۴۴۴ھ

13۔جولائی 2022ء

کلماتِ تبریک

استاذ العلماء، جامع المحاسن

حضرت مولانا مفتی عبد الرحمٰن ظفرؔ دامت برکاتہم العالیہ

باسمہٖ تعالیٰ وتقدس

دن بدن یہ حقیقت واضح ہوتی جارہی ہے کہ دینی راہنمائی کے تناظر میں اہلِ علم پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

علمی تفصیلات اپنے تنوّع اور ہمہ گیری کی حیثیت سے ایک نہ ختم ہونے والا سنہری سلسلہ ہے۔

مشہور ہے کہ دینی علوم کا دائرہ مع متعلقات ومبادیات کے، قریباً پندرہ علوم وفنون پر محیط ہے اور ہرایک قسم اپنے اندر بے پناہ وسعت رکھتی ہے۔

مزید برآں رفتہ رفتہ کی دریافت سے معلوم ہورہا ہے کہ ان علوم میں سے جن کا تعلق فتن، علامات قیامت، قیامت سے پہلے کی پیش گوئیوں اور فتنوں سے بچاؤ کی تدابیر وتنبیہات سے ہے، وہ اپنی فراوانی کے اعتبار سے دیگر کئی علوم پر بھاری ہیں اور یہ مخفی خزینے بہت سے اہلِ علم کی دسترس سے بلند ہیں۔

ان علوم کی تفصیلات کیا ہیں؟ ان میں امت کے لئے کیا ہدایات میسر آتی ہیں؟ بالخصوص نبوت کی صداقت پر کس قدر روشنی پڑتی ہے؟ یہ ایک وسیع جولان گاہ ہے۔

اہلِ علم وقلم کی ایک وقیع تعداد اس میدان میں اتر چکی ہے۔ (شکر اللہ سعیہم)

ایک سنجیدہ، خشک اور غیر مانوس عنوان میں قارئین کی رغبت کیلئے رنگ بھرنا دشوار اور کٹھن ہے۔

جس وادیٔ پرخار سے ہے اپنا گزر
مصحفیؔ قافلے اس راہ سے کم گزرے ہیں

عزیزم، پسرم مولوی محمد مسعود ظفرؔ بھی اسی کارواں کا راہ رو بلکہ کوہ پیماں طبقے کا فرد ہے، جس کی گہری فکر اور استنباطی نگاہ ہم جیسوں کیلئے قابل رشک ہورہی ہے اور نت نئے زاویے تلاش کرنے میں کامرانی کی

شاہراہ پر گامزن ہے۔

عزیز نے نہایت جانفشانی سے فتن کے متعلق احادیث کا مجموعہ تیار کیا ہے، جو کہ صحاح ستہ سے ماخوذ ہے۔

تاہم ان کے محبوب استاذ حضرت الشیخ مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب مدظلہٗ کی علمی مساعدت اور فکری نگرانی اور حضرت مفتی محمد اعظم ہاشمی صاحب اور پسرم حضرت قاری محمد الیاس ظفر صاحب (دوحہ قطر) کی رہنمائی ہمراہ نہ ہوتی تو اس علمی کاوش تک پہنچنے میں تاخیر یقینی تھی۔ گویا

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

کی بجائے

طے شود جادۂ حق بآہے ، گاہے

اللہ رب العزت ان کی اس محنت کو قبول فرمائے اور امت مسلمہ کیلئے نافع بنائے۔ آمین

عبد الرحمٰن ظفرؔ

جون 2022ء

کلماتِ تبریک

استاذالعلماء حضرت مفتی سعید احمد مدظلہ
(امیرِ مجلسِ تحفظِ سنّت پاکستان)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡعَوَالِمَ وَجَعَلَ فِیۡھَا عَلٰی سِعَۃِ قُدۡرَتِہِ الۡمَعَالِمَ
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الَّذِیۡ بَیَّنَ لِاُمَّتِہٖ مَا سَیَقَعُ مِنَ الۡفِتَنِ وَالۡمَلَاحِمِ،
اَمَّا بَعۡدُ!

اسلام آخری مدارِ نجات دین اور مکمل ضابطہ حیات ہے اور پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا قیدِ زمان و مکان قیامت تک آنے والی نسل انسانیت کے لئے ہادی و رہنما اور سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل شدہ آخری آسمانی کتاب قرآن حکیم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات قیامت تک کی انسانی ضروریات پر محیط اور پیش آمدہ ہمہ جہت حالات و واقعات اور حوادث وفتن میں مکمل رہنمائی کی ضامن ہیں۔

اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کا طرۂ امتیاز ہے کہ اس کے اہلِ علم نے خاتم الانبیاء محسنِ انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات وتعلیمات کو محفوظ کرنے میں اپنی زندگیاں کھپائی ہیں۔

محفوظ شدہ تعلیمات نبوی کا ایک بڑا حصہ انسانیت کو پیش آنے والے حوادث، فتن، ملاحم، انقلابِ احوال، پیشین گوئیوں اور بشارات پر مشتمل ہے۔ اُمت کی صلاح وفلاح اس میں ہے کہ وہ اپنے حال کو ماضی سے مربوط کرتے ہوئے اپنے مستقبل کی پیش بندی کرے، اس کے لئے ضروری ہے کہ قرآن وفرامین نبوی میں بیان کردہ مستقبل کے احوال کا تذکرہ، ان پر تحقیق وجستجو اور تغیر پذیر عالمی حالات کے ساتھ مقارنہ وتقابل پر کام جاری رہے۔

لائقِ صد تحسین ہیں وہ افراد اور ادارے جو اس حسّاس، پیچیدہ اور اُمت کی طرف سے تغافل وتجاہل کے شکار موضوع پر دادِ تحقیق میں مصروف ہیں، انہی اداروں میں دارالتحقیق فیصل آباد اور ایسے ہی افراد میں

دارالتحقیق کے رُوح رواں برادرمکرّم مفتی محمد مسعود ظفر صاحب حفظہ اللہ (نائب امیرِ مجلسِ تحفظِ سنّت پاکستان) ہیں جوفتن وملاحم پر متخصّصانہ نتائج فکر ونظر پیش کرنے میں مسلسل مصروفِ کار ہیں۔

''سرزمینِ شام'' اور ''الاربعین فی الفتن'' جیسی قابلِ قدر مطبوعات کے بعد زیرِ نظر کتاب ''الملاحم لابن منادی'' اردو قالب میں مفتی صاحب اور اِن کے ادارے دارالتحقیق فیصل آباد کی وہ کاوش ہے جس پر بجا طور پر وہ دادِ تحسین کے مستحق ہیں، چوتھی صدی ہجری کے نظروں سے اوجھل اس خزانہ اور تشنۂ اشاعت اس علمی ورثہ کی طباعت واشاعت کا اہتمام ان شاء اللہ ان کے میزانِ عمل میں کفۂ حسنات کوضرور باوزن بنائے گا۔

''تعمیرِ سنّت بطریقِ سنت'' کا ماٹو رکھنے والی ''مجلسِ تحفظِ سنّت پاکستان''فتن وملاحم بارے پیش بندی والے پہلوئے سنت سے بھلا کیوں غافل ہوسکتی ہے۔الحمدللہ! احیاءِ سنّت کے دیگر پہلوؤں کے علاوہ اس پہلو پر تقریر وتحریر کی صورت میں مسلسل رہنمائی کا کام مجلس کے زیرِ انتظام جاری ہے۔

''الملاحم لابن المنادی'' کی طباعت و اشاعت دارالتحقیق فیصل آباد اور مجلسِ تحفظِ سنّت پاکستان کی مشترکہ کاوش ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے نفع کو عام وتام فرمائیں، قدیم علمی تراث کی تلاش، ترجمہ اور طباعت و اشاعت کے مراحل میں اپنا اپنا حصہ لگانے والے تمام افراد اور اداروں کی محنت قبول فرمائیں۔

آمین بحرمة سیّد المرسلین علیه الصلاة والتسلیم

سعید احمد

۲۹ مئی ۲۰۲۲ء

التَّعرِیفُ بِالمُؤَلِّف

(مؤلف کا تعارف)

آپ قاری، حافظ، ابوالحسین[1] احمد بن جعفر بن المحدث ابی جعفر محمد بن عبید اللہ بن ابی داؤد بن المنادی البغدادی بہت سی کتب کے مؤلف اور مصنف ہیں۔ آپ بغداد شہر رصافہ کی جانب تشریف لائے تھے۔

ولادت:

آپ ۱۸ ربیع الاوّل ۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ کی ولادت ۲۵۷ھ میں ہوئی۔

وفات و مدفن:

آپ بروز منگل ۱۸ محرم الحرام ۳۳۶ھ بغداد میں رصافہ کے قریب ''الخیزران'' کے قبرستان میں مدفون ہیں اور وہیں امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک ہے۔

آپ کے بارے میں مختلف اقوال:

ہمارے مؤلف کے حالات تاریخ اور تراجم کی کثیر کتب میں موجود ہیں۔ اور مؤرخین نے آپ کی خوب تعریف کی ہے اور آپ کی بعض خصوصیات کا بھی تذکرہ کیا ہے جن میں سے ہم چند ایک کا ذکر کرتے ہیں۔

الخطیب البغدادی نے اپنی تاریخ (۴/۲۷۹) میں فرمایا:

''ابن المنادی بغدادی امین اور ثقہ تھے، سچے تھے، مضبوط الصدر، متقی اور حجت تھے۔ اپنی مرویات میں، اپنی املاء شدہ روایات کو اکٹھا کرنے کی صلاحیت موجود تھی۔ آپ نے بہت سی کتب تحریر کیں اور بہت سے علوم کو جمع کیا۔ لوگوں میں آپ کی بہت کم تصانیف معروف

---

[1] بعض مصادر میں ''الحسن'' ہے۔

ہیں۔ بہت سے متقدمین نے آپ سے روایات نقل کی ہیں۔ مثلاً بیان کیا مجھے ابوالفضل عبیداللہ بن احمد بن علی الصیرفی نے فرمایا کہ ابوالحسین بن المنادی دین میں پختہ کار تھے۔ کمزور اور بداخلاقی میں معروف تھے۔ اس لئے ان کی روایات عوام میں پھیل نہ سکیں۔''

اور ابن ندیم ''الفہرست'' ص ۱۴۱ میں فرمایا کہ

''ابن منادی اپنی کتب میں غریب مانے جاتے ہیں اور ان کی تالیفات میں فصاحت و بلاغت خوب ہے، آپ نے اسے کافی مثقل انداز میں روایات کیا ہے اور آپ قرأت کے عالم بھی تھے۔ آپ کی مختلف علوم میں ۱۲۰ کے قریب کتابیں ہیں۔''

القاضی ابن ابی یعلیٰ طبقات الحنابلہ ج ۲ ص ۳ تا ۶ میں فرمایا:

''آپ ثقہ، امین، متقی، ضبطِ صدر میں مضبوط اور آپ ایک حجت تھے اپنی مرویات میں، آپ اپنی بیان کردہ یا تحریر کروائی ہوئی روایات کو بیان کرنے والے تھے، آپ نے بہت سی کتب تحریر کیں اور بہت سے علوم جمع کئے، بے شک ان کی تصانیف تقریباً ۴۰۰ کے قریب ہیں۔ مگر لوگوں میں آپ کی بہت ہی کم تصانیف مشہور ہوئیں۔ کیونکہ آپ سخت اخلاق کے مالک تھے، دین میں سخت اور اخلاقی لحاظ سے بھی بہت زیادہ سخت تھے اس لئے آپ کی روایات لوگوں میں زیادہ معروف نہیں ہوئیں۔''

اور امام ذہبی ''سیر اعلام النبلاء'' ج ۱۵ ص ۳۶۱ میں فرماتے ہیں:

''وہ امام، قاری، حافظ، ابوالحسین بہت سی تالیفات کے مؤلف تھے۔ اور الدانی نے کہا کہ اس نے مختلف طریقوں سے قرأت اخذ کی اور الحسن بن عباس سے مختلف روایات کو قرأت کے حوالے سے روایت کیا اور ابوایوب الضبی سے بھی روایت کیا اور ان کے سوا بہت ساری جماعت نے بھی روایت کیا، اور پھر فرمایا عظیم قاری اور (فن قرأت) کی پختگی میں انتہاء، فصیح اللسان، حدیث کے عالم، عربی علوم میں انتہاء، صاحب سنت، ثقہ، مامون تھے۔''

امام ابن الجوزی ''المنتظم'' ج ۱۴ ص ۶۵ میں فرماتے ہیں:

''آپ ثقہ، امین، مضبوط، سچے، متقی، حجت اور کتبِ کثیرہ کے مصنف تھے اور آپ نے بہت سے علوم جمع کئے لیکن آپ کی تصنیفات لوگوں میں آپ کی بداخلاقی کی وجہ سے بہت کم معروف ہوئیں۔''

حاجی خلیفہ الچلپی نے کشف الظنون ج ۵ ص ۵۳ میں فرمایا:

''اور انہوں نے ابن منادی کو محدث بیان کیا ہے۔''

آپ کے اساتذہ جن سے آپ نے روایت کی:

پہلے اقوال سے یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ ابن منادی کی مختلف علوم میں بہت سی تالیفات اور تصانیف ہیں۔ حالات و واقعات بتلاتے ہیں کہ آپ نے بہت زیادہ علماء اور مشائخ سے کسبِ فیض کیا اور زانوئے تلمذ طے کئے، لیکن آپ کی بڑی بڑی تصانیف مفقود ہیں اور ان کی تلاش بھی ایک مشکل معاملہ ہے۔ اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء ج ۱۵ ص ۳۶۱ میں ذکر کیا ہے کہ زکریا بن یحییٰ المروزی یہ سفیان بن عیینہ کے ساتھی تھے جو کہ ابن المنادی کے بڑے استاد تھے۔ اب ہم یہاں ان کے ان شیوخ کے تذکرے پر اکتفا کرتے ہیں جن سے انہوں نے اس کتاب میں روایت کی اور یہ کافی ہے اور ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ ابراہیم بن محمد بن الہیثم
۲۔ ابراہیم بن موسیٰ التوزی
۳۔ ابراہیم بن نصر الکندی
۴۔ ابو محمد بن فرج النحوی
۵۔ احمد بن حرب بن مسمع البزار
۶۔ احمد بن الحسین بن مدرک
۷۔ احمد بن زہیر بن حرب
۸۔ احمد بن علی بن المثنی التمیمی
۹۔ احمد بن محمد بن عبداللہ بن صدقۃ
۱۰۔ احمد بن ملاعب بن حیان
۱۱۔ احمد بن موسی ابو جعفر الحمّار
۱۲۔ اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل
۱۳۔ جعفر بن محمد بن شاکر الصائغ
۱۴۔ جعفر بن محمد، والد المصنف
۱۵۔ الحسن بن العباس بن ابی مہران
۱۶۔ الحسین بن الحباب بن مخلد
۱۷۔ الحسین بن العباس الرازی
۱۸۔ سعدان بن نصر
۱۹۔ العباس بن محمد بن حاتم
۲۰۔ العباس بن محمد الدوری
۲۱۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل
۲۲۔ عبداللہ بن جریر الجوالقی
۲۳۔ عبداللہ بن الصقر بن نصر
۲۴۔ عبداللہ بن محمد بن ناجیۃ
۲۵۔ عبیداللہ بن ثابت الحریری
۲۶۔ عبیداللہ بن جعفر بن محمد
۲۷۔ عبدالملک بن محمد الرقاشی
۲۸۔ عصام بن غیاث بن عصام

۲۹۔علی بن احمد بن معروف
۳۰۔علی بن داود بن یزید البہی
۳۱۔علی بن سہل بن المغیرة
۳۲۔عمر بن ابراہیم، ابوبکر
۳۳۔عمر بن محمد بن بکّار
۳۴۔عمرو بن أبی قیس
۳۵۔القاسم بن زکریا بن یحیی المطرّز
۳۶۔محمد بن ابراہیم بن ابی الرجال
۳۷۔محمد بن ابراہیم بن یحییٰ
۳۸۔محمد بن أبی موسیٰ الانصاری
۳۹۔محمد بن أحمد بن أبی العوام
۴۰۔محمد بن اسحاق الصاغانی
۴۱۔محمد بن حماد، أبوجعفر الدباغ
۴۲۔محمد بن حماد بن ماہان
۴۳۔محدم بن حمدان ابوبکر الصیدلانی
۴۴۔محمد بن عبداللہ بن سلیمان
۴۵۔محمد بن عبدالملک بن مروان
۴۶۔محمد بن عبدالملک الدقیقی
۴۷۔محمد بن عبیداللہ، جدّ المصنّف
۴۸۔محمد بن علی بن عتاب الایادی
۴۹۔محمد بن الہیثم، ابوعبداللہ
۵۰۔موسی بن اسحاق بن موسیٰ
۵۱۔ہارون بن علی بن الحکم
۵۲۔یحییٰ بن عبدالباقی الثغرّی
۵۳۔یعقوب بن اسحاق بن زیاد

آپ کے شاگردانِ رشید جنہوں نے آپ سے روایت کی:

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ کی سخت عادات و اخلاق کی وجہ سے ان سے روایت لینے میں بہت کم لوگوں نے جسارت کی ہے۔ اس لئے بہت ہی کم شاگردان نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے یا ان سے روایت لی ہے یا ان سے روایت بیان کرنے کی اجازت لی ہے۔

بہت ہی اختصار سے جن متقدمین نے ان سے روایت کی ان میں سے کچھ ذیل میں درج ہیں:

۱۔ ابوعمر بن حیویہ، محمد بن العباس البغدادی، جیسا کہ ''تاریخ بغداد'' میں ہے۔
۲۔ احمد بن نصر الشذائی المقری، جیسا کہ ''سیر اعلام النبلاء'' میں ہے۔
۳۔ احمد بن عبدالرحمٰن (شیخ لابن السقاء) جیسا کہ ''سیر اعلام النبلاء'' میں ہے۔
۴۔ عبدالواحد بن ابی ہاشم، جیسا کہ ''سیر اعلام النبلاء'' میں ہے۔
۵۔ محمد بن فارس المغوری، اور وہ آخری ہیں جنہوں نے آپ سے روایت کی جیسا کہ البغدادی نے ذکر کیا۔
۶۔ عبیداللہ بن عثمان بن یحییٰ، جیسا کہ ''تہذیب الکمال'' ج ۸ ص ۳۵۲ میں ہے۔

تالیفات وتصنیفات:

وہ تمام کتب جن کی ترجمانی مؤلف کے لئے کی گئی ہے، گویا کہ آپ نے بہت سی کتب تحریر کی ہیں جیسا کہ پہلے بھی تذکرہ ہو چکا ہے۔ لوگوں نے اس پر اتفاق بھی کیا ہے لیکن لوگوں میں آپ کی بہت ہی کم تصانیف معروف ہوئی ہیں اور ان کی تصانیف میں بھی یعنی تصانیف کی تعداد میں بھی اختلاف ہے (ان کی کثرت وقلت کے مابین)۔ اس وقت بعض کتب کا ذکر کیا جاتا ہے کہ ان کی تالیفات ۱۲۰ سے زائد ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ تقریباً انکی تصانیف ۴۰۰ کے قریب ہیں اور کچھ صاحبِ علم فرماتے ہیں کہ ان کی کتب میں اکثریت کا موضوع علوم القرآن ہے۔

اور ہمارے لئے دورانِ مطالعہ یہ بات واضح ہوئی کہ وہ عالم تھے (راویوں کے حالات کے بھی)۔ اور آپ کے پاس رواۃ کی وفیات کے ضبط میں بھی خاص اہتمام تھا۔ اسی طرح بعض نے آپ پر اعتماد کیا ہے۔ جیسا کہ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اعتبار کیا ہے۔ اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سیر اعلام النبلاء'' میں اور المزی نے ''تہذیب الکمال'' میں ان کے ذکر کے موقع پر جنہوں نے آپ کی ترجمانی کی ہے ان کے سن وفات کے حوالے سے۔

یہ بات پہلے ذکر ہو چکی ہے کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مصنف کتب کثیرہ سے نوازا ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ آپ سنن اور علوم عربیہ کے عالم تھے۔ اور انہوں نے بہت سے علوم پر قلم اٹھایا۔ اور پھر انہیں حیطۂ تحریر میں لائے، اور یہ بات دلائل سے واضح ہو چکی کہ ابن المنادی کی مختلف موضوعات پر بہت سی تالیفات ہیں اور اس کتاب کو پڑھنے والے میرے بھائی! عموماً آپ کی کتب کے بارے میں جو ہمیں موصول ہوئی ہیں ان کی کیفیت کچھ یوں ہے:

۱۔ کتابوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف

۲۔ تمام آفات ومصائب استعاذہ وغیرہ کی دعائیں

۳۔ ''ناسخ القرآن ومنسوخہ''، ان کتابوں کا ذکر ابن الندیم نے ''الفہرست'' میں کیا ہے۔

۴۔ ''کتاب السیر''، اس کا ذکر مؤلف نے موجودہ اس کتاب میں کیا ہے۔

۵۔ ''کتاب الوفیات''، جیسا کہ ''تہذیب الکمال'' میں ہے۔

۶۔ النباطی العاملی نے ''الصراط المستقیم'' ج ۲ ص ۲۲۰ میں جو ان کے الفاظ ہیں، اور یہ الفاظ ابن طاؤس کے ہیں۔ اور میں نے بھی اسی کتاب پر وقف کیا ہے۔

''المقتص[1] علی محدثی الاعوام لنباء ملاحم غابر الایام''[2]، یہ تلخیص[3] ہے ابوالحسین احمد بن جعفر بن محمد المنادی کی، یہ کتاب آپ کے اس دور کی تالیف ہے، آخری نسخہ میں جن الفاظ پر آپ نے توقف کیا ہے وہ الفاظ یہ ہیں:

''تو آپ سن ۳۳۰ھ میں اس تالیف سے فارغ ہوئے۔''

من جملہ اس کتاب کے جو آپ کے الفاظ ہیں وہ یہ ہیں:

''بعض آثار و حدیث امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اور آپ کی سیرت کے بارے میں آئیں گی، پھر آپ نے امام مہدی رضی اللہ عنہ کے خروج و ظہور کی تحقیق پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بمع اسناد ۱۸ احادیث روایت کی ہیں۔ اور مہدی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے اور وہ زمین پر عدل قائم کریں گے، آپ (مہدی رضی اللہ عنہ) کی کمال سیرت، ولایت اور جلال کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

۷۔ ''کتاب الملاحم'' یہ وہی کتاب ہے، اے میرے پڑھنے والے بھائی جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ابھی ہم اس کتاب کے تعارف کے بارے میں بیان کریں گے۔

---

[1] ''الصراط المستقیم'' میں ''الفیض'' ہے۔

[2] الطرائف کے نسخہ میں ''الانعام'' ہے جیسا کہ گلبرگ نے ابن طاؤس کے کتب خانہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

[3] ظاہر یہ ہے کہ ابن المنادی نے ملاحم کے موضوع پر ایک سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی، اور یہ کتاب جس کا ذکر ابن طاؤس نے کیا ہے یہ کسی اور کتاب کی تلخیص ہے، ذرا غور کیجئے۔

کتاب کا تعارف

یہ کتاب ''الملاحم'' ایک قابل قدر اثر ہے، پرانی اصل ہے اور انتہائی اہم تصنیف ہے۔ اس سے بہت سی کتابیں نقل کی گئیں اور اس سے معروف پرانی کتابیں اخذ کی گئیں۔ اور اس کی بعض روایات کو بعض مصنفین نے جمہور کے عظیم گروہ میں سے روایت کیا ہے۔

تو اس کتاب کے مصنف جیسا کہ آپ کو معلوم ہوگیا ہے کہ وہ چوتھی صدی ہجری کے مشہور علماء میں سے ہیں اس کتاب کا موضوع انتہائی دلچسپ اور جاذبِ نظر ہے۔ تمام لوگ اس کی قرأت اور سماعت سے محظوظ ہوتے ہیں۔ خاص طور پر ان کی روایات اور احادیث آنے والے زمانہ کے حوالے سے خوب تحقیق سے پیش کی گئیں۔ یہ وہ خبریں ہیں جن کے بارے میں مختلف امور کی تاویل کی جائے گی اور جن کے بارے میں حوادث کے حوالے سے پیشین گوئی بھی کی جائے گی۔ آپ ''الملاحم'' اور فتنوں کے نازل ہونے کے ضمن میں پیش کیا ہے جو عام طور پر دنیا میں آخری زمانہ تک پیش آئیں گے۔

مناسب اشارہ اس طرف ہے کہ قدیم اصحابِ تالیفات ''ملاحم'' اور ''فتن'' کے موضوع پر لکھا ہے اور انہوں نے اس موضوع پر مخصوص ابواب متعین کئے ہیں۔ جیسا کہ صحاح ستہ اور سنن کی کتابوں میں ہے۔ اس موضوع پر کوئی مستقل کتاب نہ لکھی گئی تھی مگر بہت ہی کم لوگوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا۔ ان میں سے اس کتاب کے مصنف ہیں جنہوں نے اس کتاب کو لاجواب کتاب بنا کر لکھا ان میں سے بعض نے اس کتاب کی طرف ظاہر کیا جیسا کہ آپ نے اپنی کتاب کے دیباچہ میں کہا ہے کہ

> ''مجھے ملاحم اور فتن کی تالیف نے اور کلماتِ اختلاف اور امت کے افتراق نے لکھنے پر مجبور کیا اور ایسی کتاب جاری کی گئی کہ مجھ پر کل ہی گویا کیا ہوگا (مجھے علم نہیں)۔''

تو آپ نے قرآنی آیاتِ کریمہ کے ذکر سے ابتداء کی، وہ آیات کریمہ جن کا اس موضوع سے تعلق تھا اور جو ان کی تفاسیر میں روایت ہوئیں۔ فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے ایک طویل حدیث جو کہ امام جعفر بن محمد الصادق رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ پھر آپ نے فتنوں کے بارے میں ان مرویات کے ذکر سے شروع کیا، اس کے بعد ان اخبار کا اضافہ کیا جو الملاحم کے بارے میں روایت کی گئیں (خاص طور پر ابواب بندی کر کے) جدید

طرز پر آپ کے قول کے مطابق ہر باب کے شروع میں لفظ ''باب'' کا ذکر کئے بغیر سیاق المشور یا سیاق المذکور یا اس جیسا کوئی اور لفظ استعمال کیا۔ آپ نے اپنی کتاب میں ان آثار کو بھی شامل کیا جو دانیال کی کتاب میں ہے۔ صاحبِ کتاب کی رغبت کے لئے جو کہ آپ کی طرف سے صادر ہوئے، جیسے پہلے ذکر ہو چکا۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ابن المنادی نے ص ۳۴۸ میں ذکر کیا ہے کہ جیسا کہ آگے ذکر آئے گا جس کے الفاظ یہ ہیں:

> ''یہ حدیث جس سے ہم نے اس کتاب کا اختتام کیا وہ ''ملاحم'' کے بارے میں ہے اور وہ کتاب جو اس کتاب سے پہلے فتنوں کے بارے میں تھی۔ ہم نے ان دونوں کو آگے پیچھے رکھا ہے کیونکہ اُس وقت اس کی طلب نہ تھی۔ اور ہم نے اس کتاب کو ایک الگ کتاب کے طور پر اضافوں کے ساتھ الگ کر کے ثابت کیا ہے۔''

آپ کی یہ تصنیف درحقیقت تین کتابوں پر مشتمل ہے:

① جو کہ فتنوں سے خاص ہے۔

② ملاحم کے بارے میں آنے والی اخبار

③ فتنوں اور ملاحم کے بارے میں ''کتاب الزیادات''

آپ کی تیسری کتاب نے آسانی پیدا کر دی، ایسے چھوٹے خطبہ کے ساتھ جو آپ نے اپنی دوسری کتاب کے شروع میں نہیں لکھا ص ۱۳۲ میں۔ ظاہر ہے کہ عجیب بات یہ ہے کہ ابن المنادی نے اپنی کتاب کے دیباچہ میں ذکر نہیں کیا، شاید اس کا ذکر کیا ہو مگر اس نسخہ سے ساقط کر دیا ہو جو ہمیں موصول ہوا۔

اس بات کی طرف اشارہ کرنا بھی لائق ذکر ہے کہ ہمارا اس کتاب کی تحقیق کے لئے انتخاب اس لئے تھا کہ کتاب کے موضوع کی اہمیت بہت زیادہ آئی ہے۔ جبکہ اس موضوع کا بعض احادیث میں معتبر اخبار سے ذکر بھی کیا گیا ہے۔ اس موضوع کو دونوں فریقین نے روایت کیا ہے۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے بارے میں، بلکہ ابن المنادی نے تو اپنی تالیف میں سیر حاصل طوالت سے روایات کے حوالے سے خوب بحث کی ہے اور انہوں نے اسے چوتھی صدی ہجری میں مدون کیا ہے۔

اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ محققین کی افکار وانظار مدتِ مدید تک اس موضوع کی مشکلات کی وجہ سے منصرف رہیں۔ لہٰذا یہ نسخہ نادرہ ہے، منفرد نسخہ ہے، جبکہ بعض احادیث اس میں غریب ہیں اور ابن المنادی ان احادیث کو روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

اس کتاب سے منقول کتابیں:

ممکن ہے کہ اس کتاب کو پڑھنے والے میری بھائی اب اس کتاب کے قیمتی ہونے کا ادراک کریں اوراس کی اہمیت کو پرکھیں، کہ وہ مراجع و مصادر ہیں جو اس کتاب سے اخذ کئے گئے اور جو نقل کئے گئے یا جس کی طرف اشارہ کیا گیا ان میں سے کچھ کتابیں اور منقولات مندرجہ ذیل ہیں:

① ''کشف المخفی فی مناقب المھدی رضی اللہ عنہ''، ابن طریق الحلی کی، المتوفی سنہ ۶۰۰ھ

② ''التشریف بالمنن فی التعریف بالفتن''، علی بن موسیٰ بن جعفر بن طاووس کی، المتوفی سنہ ۶۶۴ھ۔

③ ابن طاووس کی ''اقبال الاعمال'' جو پہلے گزر چکی ہے۔

④ ابن طاؤس کی ''الطرائف''

⑤ ''طبقات الحنابلہ (الحنبلیہ''، قاضی ابن ابی یعلی الحنبلی، المتوفی سنہ ۵۲۶ھ

⑥ ''عقد الدرر فی اخبار المنتظر''، یوسف بن یحییٰ بن علی الشافعی السلمی (جو کہ ساتویں صدی کے علماء میں سے ہیں)

⑦ ''القول المختصر فی علامات المھدی المنتظر''، ابن حجر الہیثمی، المتوفی ۹۷۳ھ

⑧ ''کنز العمال''، علاء الدین علی المتقی الھندی، المتوفی ۹۷۵ھ

تحقیق کا طریقہ کار اور نسخہ کا تعارف:

باوجودیکہ ہم نے اس کتاب کے اکثر نسخہ جات کی تحقیق میں اپنی مساعی حصولِ حق کی خاطر صرف کیں۔ سوائے ایک نسخہ کے، ہم کسی اور نسخہ پر موافقت نہیں رکھتے۔ یہ نسخہ واحد ہے جو کہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ البروجردی (قدس اللہ نفسہ الزکیہ) رقم ۱۹۱۷ کے تحت خزانہ میں محفوظ ہے۔ اور یہ متوسط نسخہ ہے، بہترین خط میں تحریر شدہ ہے، ص ۱۵۵ پر واقع ہے۔ اس کے پہلے صفحہ کے سرورق پر الفاظ یہ ہیں: ''اے اللہ! اس کو مکمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔'' کتاب ''ملاحم الفتن'' (جزو کتاب خانہ حقیر فقیر)، اور اس پر صفر ۱۲۷۱ھ کی تاریخ لکھی ہے۔

اور اس کے بعد دو خاتموں کا اثر ہے:

① نہ پڑھا جانے والا ② مکتبہ کے ساتھ خاص

اور آخری صفحہ پر آخر میں وہی الفاظ ہیں جو لکھے ہوئے ہیں:

''حاجی محمد شوشتری ۱۶ رمضان المبارک ۱۲۷۰ھ''

اور ہم نے اس نسخہ پر اعتماد کیا، اور یہ ہمارے عمل کی اساس ہے، تو ہم اس کو لکھنے اور اس کے معارضات (اصل کے ساتھ اس کے بعد) کرنے کا ارادہ کیا۔

گویا کہ یہ کتاب اصل ہے اور قدیم اصل ہے۔ اس کی مرویات سے مخصوص استقلالی لوگ ہی متمتع ہوسکتے ہیں کیونکہ یہ کتاب دوسری کتب سے مراجع اور مصادر سے نہ ہی نقل کی گئیں اور نہ ہی روایت کی گئیں بلکہ اس کا عکس صحیح ہے یعنی الٹ ہے۔ ہم نے ان کتب کی تخریج کا اہتمام کیا ہے جو اس کتاب سے نقل کی گئی ہیں۔ یا ہم نے اکٹھا کیا ہے اس کی ان روایات کو دوسرے متقدم اصولوں کے ساتھ زمانہ کے لحاظ سے یا مقاربت کے لحاظ سے، اور ہم نے معارضت کا بھی اہتمام کیا ہے۔ اور اس سے ہمارا مقصد نصّ سلیم کا اثبات ہے، خاص طور پر اس کے بعض نصوص میں اسقاط اور تصحیف پائی جاتی ہے، بلکہ بعض اخبار کی تقویت کے لئے اور ان کی توثیق کے لئے جبکہ حدیث کے الفاظ کا تعدد اور ان کے طرق کا تباین (اختلاف) اور ان کے رواۃ کا اختلاف اس کے اعتبار کی دلیل ہے۔

یعنی اشارہ بھی ضروری ہے کہ کتاب کی احادیث کی تعداد ابن المنادی ان کو روایت کرنے میں الفاظ اور معنی کے لحاظ سے منفرد ہے۔ جیسا کہ ان کے بعض واقعات یا تاریخ یا عقیدہ کے لحاظ سے مخالف ہیں۔ ہم نے بعض کو ان کی اسی حالت پر چھوڑ دیا ہے ان کی واضح عدم دلیل کی بنا پر، یا ان سے روایت لینے کی بنا پر، جیسا کہ بعض تاریخی امور میں ہوتا ہے۔ ہم نے معلق رکھا ہے بعض بیانات کو جو ہمارے عقیدہ مبارکہ سے حاصل ہے۔ جیسا کہ آپ دیکھیں گے کہ مثلاً الحسنی کے بعد ہونے والے خلفاء کے ساتھ خاص باب میں، یعنی مہدی رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں اور اس کے والد کے نام کے بارے میں۔

اور ابن المنادی نے اپنے روایت کے طریق یعنی سند کے ذکر کرنے کو ہر اس حدیث کے لئے جو آپ نے روایت کی الگ رکھا ہے، جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ اے میرے اس کتاب کو پڑھنے والے بھائی! اسناد کو خوب پرکھا گیا، راویوں کے اسماء کے بارے میں غور وخوض سے کام لیا گیا۔ تصحیف اور کافی اسقاط (ان روایات اور رواۃ) میں پایا گیا، تو ہماری جدوجہد ان روایات و رواۃ کی تصحیح کے لئے کی گئی، اعتماد کرتے ہوئے ان معروف کتب رجال کی اصل پر اس حوالہ سے جو بھی ہمیں میسر آئیں۔ حق یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ یہ معاملہ صعوبت اور مشکل ضرور تھا تو پھر ہم نے اس کے رواۃ کو پہچانا اور ہم نے ان رجال کو خوب پرکھا جو بھی اس کتاب سے متعلق تھے۔ اور جس راہ سے مصنف کے مشائخ کی تاکیداً اس کتاب کی روایات کرنے میں اعتماد کیا گیا۔

رہی حدیث کی وہ نصوص جن کو ہم نے خوب کوشش کی، ہم احادیث کی نصوص کے حوالے سے آہستہ آہستہ کوشش کرتے رہے، صحیح یا درست نص کو ثابت کرنے کے لئے بغیر کسی اضطراب کے۔تو لامحالہ قابلِ اعتماد نسخہ ایک ہی تھا اور ابن منادی بعض اخبار میں منفرد تھا جیسا کہ اس کا ذکر پہلے گزر چکا۔ ہم انتہائی عاجزی سے لگے رہے۔متشابہ اخبار کے حوالے سے، دوسرے اصولوں سے مدد حاصل کر کے یا ایک کلمہ یا دو کلموں کے معنی کی ادائیگی میں متن میں قوسین [ ] لگا کر یا وضاحت کر کے اس ادا شدہ معانی کی حاشیہ میں۔

اور ہم نے قرآنی آیاتِ کریمہ کی تخریج کا بھی خوب اہتمام کیا، اور احادیث کی نسبت سے ہم نے حاشیہ میں ذکر کیا۔عظیم کتب کے اسماء کا جن سے ہماری اس کتاب میں حدیث نقل کی گئی یا مصادر و مراجع کے اسماء کا جن کا ذکر کیا گیا۔مثلاً حدیث یا اس جیسی کوئی اور۔

اور ہم نے اس کتاب کو بہت سی فنی اور ٹیکنیکلی فہرست سے چار چاند لگائے جو کہ کتاب کے قاری کی تسکین یا بحث کرنے والے کی تسکین یا محقق کی تسلی و اطمینان میں خاص اثر رکھے گی۔ تا کہ کتاب کے اصل مقصد کو جانچنے کے لئے یا اصل مقصد تک پہنچنے کے لئے سہولت و آسانی ہو۔

عموماً ہم نے نصوص کا خوب اہتمام کیا ہے، اور ہم نے پوشیدہ اور خفیہ معنی کی خوب وضاحت پیش کی، اور ہم نے اس کے غرائب کی بھی خوب وضاحت پیش کی، اور ہم نے اس کے رواۃ کے حالات کو بھی پرکھا، اور ہم نے اس کتاب میں جغرافیائی اعلام کی بھی خوب تشریح کی اس امید پر کہ کتاب اپنے مطلوب و مقصود میں برابر ایک مقام حاصل کر لے، جاذبِ نظر بن جائے اور ہماری اسلامی شاندار لائبریوں میں بہترین اضافے کا سبب بن سکے۔

عبدالکریم العقیلی

شوال المکرم ۱۴۱۸ھ

مقدمہ مؤلف

تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو مخلوق کی نسلوں کے درمیان دنوں کو پھیرنے والا ہے۔ وہ اللہ جس نے دھوکہ کے گھر کو طعن و تشنیع، تغیر اور فنا سے نشانِ عبرت بنا دیا۔ اور جس نے جدت اور بقا کے گھر کو بھی گرا دیا جو کہ عقل مندوں کے لئے تنبیہ ہے۔ دنیا زہد و تقویٰ والوں کے لئے اوّلین تباہی ہے اور عقلمندوں کے لئے تلوار کی دھار ہے۔ دنیا بچا ہوا مال ہے اہلِ تقویٰ کا اور آخرت کے لئے زادِ راہ ہے۔ عقلمند مائل نہیں ہوتا جلد بازی میں، ظاہری زینت کی خوبصورتی میں سوائے ادیب کے، اور قابل قدر شخص تاخیر کر کے ترقی نہیں پاتا، آخرت کی رونق کی طرف توجہ نہیں کرتا مگر عقل مند، باوجودیکہ یہ دنیا ایک وصیت ہے، مؤثر ثبوت ہے اور یہ مستقل اپنے طالبین کے لئے ہمیشہ کی بدحالی اور بخیلی ہے۔

جب اس دنیا کے لوگ جو باہم فخر وغرور کے فریب میں مبتلاء ہیں، کم ہو جائیں گے اور بہترین ایمانی حالت سے ادنیٰ حالت کی طرف لوٹ جائیں گے اور دنیا کے حصول کے لئے بڑے بڑے رتبوں اور عہدوں کا سہارا لیں گے، ایمان و امانت سے یوں دور ہوں گے جیسا کہ آسمان اور زمین کے درمیان دوری ہے۔ اس فتن و حوادث کے دور میں ماں کے ساتھ تعلقات کو بھی معیوب نہیں سمجھا جائے گا، اور تب وہ لوگ فتن، اختلافات اور باہم نفرتوں کا مزہ چکھیں گے اور آخرت میں حساب کے لئے گناہوں میں برابر اضافہ کرتے چلے جائیں گے۔

اور میں خود گھر والوں، رشتہ داروں کو چھوڑنے کی آزمائشوں سے گزرا۔ مجھے زندگی اور پیاروں کے درمیان مختلف قسم کے مصائب، مصیبتوں، بیماریوں، مصائب و آلام اور فتنوں کے حوادث سے نجات دلانے کے لئے آزمایا گیا۔ ایک سال میں ایک مرض یا دو مرضیں، ہر سال میں ایک فتنہ یا دو فتنے میں مبتلا رہا۔

پھر مجھے قبر میں بھی کچھ نظر نہیں آتا، وہاں بھی میری مدد نہیں کی جائے گی اور نہ ہی میں بوڑھوں اور نوجوانوں سے مرعوب ہوں، گویا ان کے دل سخت پتھروں کی طرح ہیں، اور ان کے دل ہوش و حواس کے کانوں سے چھید دیئے گئے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر فرد کی عمر اس کا ایک نیا دن ہے اور اس کی زندگی دنیا کا عطا شدہ وقت ہے۔

اس میں رہنا اس کی لاش کے بستر کو وسعت دینا ہے، اس کے کھانے سے اس کا کھانا اسکی بھوک کو بجھاتا ہے۔
جب کہ وہ اس میں بغیر کسی رش کے اور اس کے گھر اور اس کے اہل خانہ کا ہجوم ایک اجنبی کی حیثیت سے ہے، کیونکہ ہر شخص کو دنیا سے رخصت کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے وہ اس بنا پر احتیاط اور غور وفکر کی صفت میں ہے جو کہ مطلوب ہے، تو پھر یاد رکھو! اے اہلِ عقل! عبرت حاصل کرو! پھر یاد رکھو! قیمتی خطرات والو!
اس کے بعد اللہ تعالیٰ آپ کو بارشوں کے بہاؤ سے بچائے اور آپ کو اپنی رحمت سے سب سے بہتر رہنے والوں میں سے بنا دے، کیونکہ اس نے مجھے لوگوں کے اختلافات کے باوجود ملاحم وفتن کی تالیف پر مجبور کیا، باجودیکہ ملت کے لوگ اپنے اپنے بڑوں کی اتباع میں لپکے پڑے ہیں اور زمانہ میں اہلِ زہد کے نام پر عیار لوگوں کا غلبہ ہے۔
مجھے کل ایک مکتوب بھیجا گیا جس میں یہ ذکر کیا گیا کہ آپ کو اپنے وطن کے بارے میں پریشان ہونے کا خوف اور آپ کسی ایسے ملک میں جانے کے خیال کے بارے میں مشغول ہو جائیں جس کو مستقل طور پر آپ کے حال، آپ کے مال، اپنے بچوں اور آپ کے تمام اسباب تک پہنچنے سے روک دیا گیا ہے، جس میں آپ کو قادرِ مطلق اللہ عزّ وجل کیلئے تسلیم ورضا کے مابین اور آپ کے حالات کے درمیان حائل کر دیا گیا۔
اور میں آپ کو ہمیشہ سے اس چیز میں جس کا ذکر میں نے کتاب میں کیا، علیحدہ کرتا ہوں کہ آپ نے دنیا کے لوگوں کے مقابلہ کے لئے اور مصائب وآلام اور آزمائشوں کی آمد کے ساتھ ہی زندگی کے بگاڑ اور باشندوں کی نقل وحرکت میں، احادیث نبویہ اور دانیال علیہ السلام سے منسوب تحریری طور پر جس بات کا ذکر کیا ہے اس پر قائم رہوں۔
''مدائنِ مناریہ'' کے باشندوں کی دیہاتوں کی طرف نقل مکانی، خاص طور پر ہمارے اس دور میں ضروری ہے۔ آپ لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ کو صحیح اخبار لکھ کر دوں اُن آثار میں سے جو آثار ''الملاحم اور فتن'' کے بارے میں آئے ہیں، ضعیف روایات سے اجتناب کرتے ہوئے۔
اور یہ بھی بتاؤں کہ دانیال علیہ السلام کی کتاب یا ان کا خط صحیح اثر ہے یا نہیں؟ یا میں ان کے خط سے متاثر ہوا یا نہیں؟
اور جو کچھ میں اس کے بارے میں لکھ رہا ہوں وہ بیان کے آخر میں ہونا چاہئے کیونکہ آپ اس کے لئے بے تاب ہیں اور اس پر میرے سفر کا انحصار ہے (اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت عطا فرمائے)۔
اور آپ ان میں سے ہیں جن کو بھول نہیں ہوتی کہ اس کے بارے میں صحیح اخبار آسان ہیں۔ کیونکہ

یہ ذکر دجال اور دابۃ الارض (زمین کا چوپایہ) اور یاجوج و ماجوج کا خروج اور مغرب سے طلوع شمس پر محدود ہے اور بے شک جو اس ''مضمون'' کے قریب تر ہے وہ بہت ہی قلیل ہیں۔ اسی طرح اس کا ذکر کرنے میں بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

بے شک اب جو مقصود و مراد ہے وہ یہ ہے کہ فتن و ملاحم کی ان اخبار کو اکٹھا کرنا ہے جو آنے والی ہیں۔ اور یہ ایسے ابواب کے ذریعے لائی گئی ہیں جو ان کو اکٹھا کرنے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ انہوں نے ان (اخبار کو) کچھ اصحاب حدیث کے مصادر و مراجع سے اخذ کرنا مراد لیا ہے مثلاً حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ، اور حضرت شعبہ بن الحجاج رحمۃ اللہ علیہ سے (ان کا مطلب ان سے معاونت لی گئی تھی جو لوگوں کے قیمتی خزانوں سے باہر ہیں) اور دوسرے احباب سے بھی، کیونکہ یہ لوگ معتبر خبروں کا ارادہ کرتے ہیں۔

اور بہت ہی قلیل افراد ہیں جو ان اخبار کے سوا اور اخبار کی طرف مصروف ہو گئے اور جس کسی نے بھی ملاحم و فتن کے بارے میں لکھا وہ بھی بھولی ہوئی چیزوں کی طرح ہوگیا، اور بہت سے لوگ کے ماخذ و مصادر اور اکثر اسانید کا انکار کرتے ہیں ہم اس بات سے متفق نہیں ہیں چونکہ ہم نے جس حقیقت سے ان روایات کا ذکر کیا ہے وہ صحیح وارد شدہ سندوں کے تذکرے کے ساتھ ہے، ماضی کے واقعات ہونے کے باوجود خاص طور پر جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین کرام رحمۃ اللہ علیہم کی ایک جماعت سے منقول ہے۔

اور یہ روایات منقول ہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے۔

پھر ہم نے حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ اور عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ اور کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ اور ابو العالیہ الریاحی رحمۃ اللہ علیہ اور ابی الحباب رحمۃ اللہ علیہ[1] اور ارطاۃ بن المنذر رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ اور کثیر بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ اور الضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور مکحول رحمۃ اللہ علیہ اور خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ اور الحسن البصری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے تابعینؒ رحمۃ اللہ علیہم سے بھی وارد ہے۔

اب ہم ان کتابوں میں سے اخذ کر رہے ہیں جو صحیح اسانید سے مروی ہیں بغیر کسی شبہ کے۔ ہم نے اس کو ابواب میں تقسیم کر دیا ہے جو اس بات پر دلالت کریں گے کہ بعض اخبار ہم نے دانیال علیہ السلام کی کتاب

---

[1] اصل میں وہ سعید بن یسار المدنی ہیں، سیر اعلام النبلاء ج ۵ ص ۹۳ میں ان کے حالات موجود ہیں۔

سے لی ہیں اور ہم یہ بھی ذکر کریں گے اس میں دانیال علیہ السلام کی کتاب کے حصے بھی موجود ہیں جن کا دلوں میں عزت ومقام ہے لیکن اس میں بہت سی فصلیں ہیں جو مستند اور منقولہ خبروں سے متصادم ہیں۔

آیئے! اب ہم آپ کے سامنے وہ حادثات وفتن بیان کرتے ہیں جنہیں قرآن مجید نے بیان کیا ہے پھر ہم، مستقبل میں کیا پیش آنے والا ہے اُس کا ذکر کریں گے،

خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کی عظمت اُس کی بہترین معاونت وحمایت، تائید ونصرت کے ساتھ بلند و بالا ہے۔

فہرست

(۱)

سیاق الماضی علی المنتظر من کان قبلنا

وعیداً لهم، وتنکیلاً[۱] لنا

اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں مبتلا قوموں کا بیان جو ہم سے پہلے تھیں

اور ان کے لئے وعید اور ہمارے لئے تحذیر

تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں بیشک سب سے زیادہ سچی اور حق والی بات جس پر اعتبار کیا جاسکتا ہے وہی ہے جو قرآن کریم میں نازل ہوئی۔ اور سب سے پختہ چیز وہی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے قول سے جاری ہو:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۰ (سورۃ البقرۃ: ۳۰)

”اور (اس وقت کا تذکرہ) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں وہ کہنے لگے کہ کیا آپ زمین میں ایسی مخلوق پیدا کریں گے جو اس میں فساد مچائے، اور خون خرابہ کرے، حالانکہ ہم آپ کی تسبیح اور حمد و تقدیس میں لگے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے کہا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔“

تو وہ بنی آدم ہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں بھی خبر دی ہے۔

---

[۱] یعنی ہمارے لئے ڈراوا ہے یا عبرت ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ اس نے عبرت حاصل کی فلاں سے جب بھی کوئی ایسا کام کرے جس سے دوسرے خوف حاصل کریں جب بھی اس کو دیکھیں۔

اور فرمایا:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ (سورۃ المائدہ:۲۷)

''اور (اے پیغمبر!) ان کے آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناؤ جب دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی اور ان دونوں میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی اس (دوسرے نے پہلے) سے کہا تجھے قتل کرڈالوں گا، پہلے نے کہا اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے قربانی قبول کرتا ہے جو متقی ہوں۔''

آخری قصہ تک ان آیات کے ساتھ جس میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا (ہلاکت کا) جس پر عذاب کا کلمہ ثابت ہوگیا دنیا میں اور آخرت کے عذاب سے پہلے۔ ایک صدی سے دوسری صدی تک جس کا اجمالاً ذکر کیا گیا تو اللہ تعالیٰ فرمایا:

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ (سورۃ یونس:۱۳)

''اور ہم نے تم سے پہلے (کئی) قوموں کو اس موقع پر ہلاک کیا جب انہوں نے ظلم کا ارتکاب کیا تھا۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿۷﴾ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿۸﴾ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿۹﴾ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۱﴾ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ﴿۱۲﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ﴿۱۳﴾ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾ (سورۃ الفجر:۶ تا ۱۴)

''کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے پروردگار نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟۔ اس اونچے ستونوں والی قوم ارم کے ساتھ۔ جس کے برابر دنیا کے ملکوں میں کوئی اور قوم پیدا نہیں کی گئی۔ اور ثمود کی اس قوم کے ساتھ کیا کیا۔ جس نے وادی میں پتھر کی چٹانوں کو تراش رکھا تھا۔ اور میخوں والے فرعون کے ساتھ کیا کیا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا کے ملکوں کو سرکشی اختیار کرلی تھی۔ اور ان میں بہت فساد مچایا تھا۔ چنانچہ تمہارے پروردگار

نے ان پر عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ یقین رکھو تمہارا پروردگار سب کو نظر میں رکھے ہوئے ہے۔"

اور فرمایا:

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ (سورۃ بنی اسرائیل:۱۷)

"اور کتنی ہی نسلیں ہیں جو ہم نے نوح کے بعد ہلاک کیں۔"

اور فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ...

(سورۃ الاعراف:۹۴)

"اور ہم نے جس کسی بستی میں پیغمبر بھیجا اس میں رہنے والوں کو بدحالی اور تکلیفوں میں گرفتار ضرور کیا۔"

اور فرمایا:

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ﴿۴﴾ (سورۃ الاعراف:۴)

"اور کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک کیا چنانچہ ان کے پاس ہمارا عذاب راتوں رات آگیا یا ایسے وقت آیا جب وہ دوپہر کو آرام کررہے تھے۔"

اور فرمایا:

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴﴾ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ﴿۵﴾ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ﴿۶﴾

(سورۃ بنی اسرائیل:۴ تا ۶)

"اور ہم نے کتاب میں فیصلہ کر کے بنو اسرائیل کو اس بات سے آگاہ کردیا تھا کہ تم زمین میں دو مرتبہ فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کا مظاہرہ کرو گے۔ چنانچہ جب ان دو واقعات میں سے پہلا واقعہ آیا ہم نے تمہارے سروں پر اپنے ایسے بندے مسلط کردیئے جو سخت جنگ جو تھے اور وہ تمہارے شہروں میں گھس کر پھیل گئے اور یہ ایک ایسا وعدہ تھا جسے پورا ہو کر ہی

رہنا تھا۔ پھر ہم نے تمہیں یہ موقع دیا کہ تم پلٹ کر ان پر غالب آؤ اور تمہارے مال و دولت اور اولاد میں اضافہ کیا اور تمہاری نفری پہلے سے زیادہ بڑھادی۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ... (سورۃ بنی اسرائیل:۷)

"چنانچہ جب دوسرے واقعہ کی معیاد آئی (تو ہم نے دوسرے دشمنوں کو تم پر مسلط کر دیا)"

(یعنی دوسری مرتبہ)

لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل:۷،۸)

"تاکہ وہ تمہارے چہروں کو بیگاڑ ڈالیں تاکہ وہ مسجد میں اسی طرح داخل ہوں جیسے پہلے لوگ داخل ہوئے تھے اور جس جس چیز پر ان کا زور چلے اس کو تہس نہس کر کے رکھ دیں۔ عین ممکن ہے کہ (اب) تمہارا رب تم پر رحم کرے، لیکن اگر تم وہی کام کرو گے تو ہم بھی دوبارہ وہی کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا ہی رکھا ہے۔"

(یعنی جیل اور قید خانہ)

۱/۱: حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کے بارے میں بیان کیا ہم کو ابوعیسیٰ موسیٰ بن ہارون بن عمرو الطوسی[۱] نے، انہوں نے فرمایا خبر دی الحسین[۲] بن محمد المروزی نے، اور فرمایا خبر دی شیبان بن عبدالرحمٰن بن النحوی[۳] نے اس کے بارے میں۔

اللہ تعالیٰ نے ان پر پہلی مرتبہ جالوت الجزری کو بھیجا۔ یہ اہلِ جزیرہ[۴] میں سے تھے۔ وہ قید

---

[۱] خطیب نے اس کی ترجمانی کی ہے "تاریخ بغداد" ج ۱۳ ص ۴۸ میں، رقم ۷۰۱۵ اور فرمایا: سنا ہے ابوالحسن ابن المنادی نے اور اس پر قرأت کی۔

[۲] اصل میں "الحسن" ہے خطیب نے اس کو گزشتہ ترجمہ میں ذکر کیا۔

[۳] "میزان الاعتدال" میں اس کی ترجمانی کی گئی ہے ج ۲ ص ۲۸۵ رقم ۳۷۵۸

[۴] اسی طرح اور جالوت قمطیوں میں سے تھے اور کنانیوں کے بادشاہوں میں سے تھا، اس نے مصر اور فلسطین کے درمیان حکمرانی کی، "الکامل ابن الاثیر" ج ۱ ص ۱۲۱ کا مراجعہ کریں۔

میں بھی بند کئے اور مارے بھی گئے، اور وہ گھروں میں داخل ہو گئے جیسا کہ فرمایا پھر قوم لوٹی ان میں سے بہت سی تعداد۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنٰكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ أَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل:۶)

''پھر ہم نے تم یہ موقع دیا کہ پلٹ کر ان پر غالب آؤ اور تمہارے مال و دولت اور اولاد میں اضافہ کیا اور تمہاری نفری پہلے سے زیادہ بڑھا دی۔''

کہا (اللہ تعالیٰ نے) زیادہ تعداد میں لوگ۔

اور کہا اس نے یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں ہوا:

فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ ... (سورۃ بنی اسرائیل:۷)

''چنانچہ جب دوسرے واقعہ کی معیاد آئی (تو ہم نے دوسرے دشمنوں کو تم پر مسلط کر دیا)''

دوسرے فسادی مراد ہے۔[1]

لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ ... (سورۃ بنی اسرائیل:۷)

''تاکہ وہ تمہارے چہروں کو بگاڑ ڈالیں۔''

تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دوسری مرتبہ بخت نصر البابلی المجوسی کو بھیجا، اس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق خوب غضبناک ہوئی، یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو خوب تنگ کیا اور قید کیا اور قتل کیا گیا اور بیت المقدس کی بھی بے حرمتی کی گئی اور ان کو خوب بطور سزا کے بڑی آزمائش میں مبتلا کیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

عَسٰى رَبُّكُمْ أَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ (سورۃ بنی اسرائیل:۸)

''عین ممکن ہے کہ (اب) تمہارا رب تم پر رحم کرے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اپنی رحمت سے ان کی طرف رجوع کیا۔[2]

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ (سورۃ بنی اسرائیل:۸)

---

[1] ''الدر المنثور'' میں ہے یعنی ''دو سزائیں''

[2] امام سیوطی نے ''الدر المنثور'' ج ۵ ص ۲۴۴ میں اسے روایت کیا ہے، حضرت قتادہ سے تفصیل سے، دیکھئے تفسیر الرازی ج ۲۰ ص ۱۲۷ (پہلا مسئلہ)، اور التبیان ج ۶ ص ۴۴۸ میں

”لیکن اگر تم پھر وہی کام کرو گے تو ہم بھی دوبارہ وہی کریں گے۔“

یعنی کہا کہ قوم پھر اسی شر و فساد کے ساتھ لوٹی، جو بھی ان سے شر و فساد سرزد ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے ان پر جو بھی چاہا اپنی طرف سے سزا، غضب اور بدلہ بھیجا۔ پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان پر عرب کے قبائل میں ایک قبیلہ کے محلہ پر عذاب بھیجا تو وہ قیامت تک اس عذاب میں ہوں گے۔[1]

اور ہم نے ان مذکورہ حوادث کا ذکر چھوڑ دیا ہے جو حضرت نوح علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے علاوہ کے ادوار میں ہوئے، جن کا ذکر اس باب میں ضروری نہیں سمجھا جاتا تھا تو ہم نے جو بھی اس باب میں ذکر کیا وہ کافی ہے۔

تو جو ذکر ہم کریں گے آمدہ حوادثات کا جو کہ فصل میں لکھا گیا ہے جس کی طرف ہم نے اختتام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے۔

---

[1] امام سیوطی نے ”الدر المنثور“ ج ۵ ص ۲۴۵ میں روایت کیا ہے حضرت قتادہ سے۔ ایسا ہی دیکھئے ”تفسیر الرازی المتقدم“ ص ۱۲۸ میں کہتا ہوں کہ جو ہمارے پاس تفاسیر ہم اس لفظ کی نص ”قتادہ سے یقین نہیں کرتے“ واللہ اعلم

(۲)

سیاق المستأنف لنا وعداً وموعوداً

''اپیل کنندہ قوموں کا بیان جو ہمارے لئے ایک وعدہ اور وعید ہے''

اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ ... (سورۃ الکہف:۹۴)

''انہوں نے کہا اے ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج اس زمین میں فساد پھیلانے والے لوگ ہیں۔''

آخری قصہ تک۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾

(سورۃ الانبیاء:۹۶)

''یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر بلندی سے پھسلتے نظر آئیں گے۔''

اور فرمانِ الٰہی ہے:

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ ... (سورۃ النمل:۸۲)

''اور جب ہماری بات پوری ہونے کا وقت ان لوگوں تک آپہنچے گا۔''

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب ان پر عذاب واجب ہوجائے گا:

اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ [1] (سورۃ النمل:۸۲)

---

[1] دیکھئے صحیح مسلم ج ۴ ص ۲۲۶۰

''تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے بات کرے گا۔''

اور فرمانِ ربانی ہے:

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ ...(سورۃ الانعام:۱۵۸)

''(حالانکہ) جس دن تمہارے پروردگار کی کوئی نشانی آ گئی۔''

یعنی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔

لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا ...[1] (سورۃ الانعام:۱۵۸)

''اس دن کسی شخص کا ایمان اس کے لئے کارآمد نہیں ہوگا۔''

پھر فرمانِ الٰہی ہے:

حٰمٓ ① عٓسٓقٓ ②[2] (سورۃ الشوریٰ:۱، ۲)

''حم۔ عسق۔''

کہا گیا کہ العین سے مراد ہر قسم کا اجتماع ہے، اور القاف سے مراد ہر فرقہ کے لئے، اور اس کے بارے میں کافی خطبات اس کتاب کے نصف میں ان شاء اللہ تعالیٰ بیان ہوں گے۔[3]

اور فرمانِ الٰہی ہے:

أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ⑫⑥ (سورۃ التوبہ:۱۲۶)

''کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ وہ ہر سال ایک دو مرتبہ کسی آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں، پھر بھی نہ وہ توبہ کرتے ہیں نہ کوئی سبق حاصل کرتے ہیں۔''

اور پھر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ⑪⑧ إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ ط (سورۃ ھود:۱۱۸، ۱۱۹)

''اور وہ اب ہمیشہ مختلف رستوں پر ہی رہیں گے۔ البتہ جن پر تمہارا پروردگار رحم فرمائے گا۔''

---

[1] دیکھئے صحیح بخاری ج ۶ ص ۳۷، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۳۷

[2] دیکھئے التبیان ج ۹ ص ۱۴۱

[3] دیکھئے ج ۳ فتنہ بغداد میں آنے والے سیاق میں

فرمانِ الٰہی ہے:

يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ⑩ (سورۃ الدخان:۱۰)

''جب آسمان ایک واضح دھواں لے کر نمودار ہوگا۔''

۲/۱: حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

''الدخان یعنی دھواں گزر چکا ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام [۱] کے دور میں جس طرح کا قحط [۲] پڑا تھا گویا کہ وہ ایک مثال تھی جو کہ لوگوں کو یہ تکلیف پہنچی جس میں کافی مشکل اور قحط سالی تھی جہاں تک کہ انسان نے دیکھا گویا کہ آسمان اور زمین کے درمیان دخان یعنی دھوئیں کی کیفیت ہوتی ہے یعنی وہ غبار جس کو ہوا پھیلاتی ہے تو یہ وہ عذاب تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو مبتلا کیا۔'' [۳]

۳/۲: حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ دخان یعنی دھواں تیز آندھی کی طرح پھیلنے لگا، تو مؤمن آدمی کو یہ ''زکام'' لگانے کا باعث بنے گا اور ''کافر آدمی'' اس کو اس طرح پھونک مارے گا کہ ہر آدمی کے کان سے دھواں نکلے گا۔ [۴]

فرمانِ الٰہی ہے:

فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ⑰ (سورۃ الفرقان:۷۷)

''اب جب کہ (اے کافرو!) تم نے حق کو جھٹلا دیا ہے تو یہ جھٹلانا تمہارے گلے پڑ کر رہے گا۔''

۴/۳: کہا گیا بیشک ''الزام'' سے مراد ''یوم بدر'' تھا۔ [۵]

---

[۱] اصل میں ''کان سنین'' تھا اور جو ''الدر المنثور'' کے متن میں ہے۔

[۲] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی قوم پر بدعا کی طرف اشارہ ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اے اللہ! ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کی قوم پر آنے والے قحط کی طرح قحط نازل فرمادے۔ تو زمین بنجر ہوگئی اور قریش کو بھوک لاحق ہوگئی۔

[۳] امام نے ''الدر المنثور'' میں ج ۷ ص ۴۰۵ اور ۴۰۶ میں روایت کیا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، دیکھئے تفسیر القرطبی ج ۱۶ ص ۱۳۱

[۴] تفسیر قرطبی ج ۱۶ ص ۱۳۰ والدر المنثور ج ۷ ص ۴۰۸۔

میں کہتا ہوں کہ میں نے فریقین کی عظیم تفاسیر کے اقوال نقل کئے ہیں اس آیت کی تفسیر میں، اس اعتبار سے کہ ''دخان'' یعنی دھواں جو گزر چکا یا یہ کہ وہ قیامت کی علامات میں سے ہے اور اس کے علاوہ آپ مراجعت کریں۔

[۵] یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابی مالک اور مجاہد اور مقاتل اور قتادہ اور ان کے علاوہ لوگوں کا قول ہے جسے امام قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ ج ۱۳ ص ۸۶، اور امام سیوطی رحمہ اللہ الدر المنثور ج ۶ ص ۲۸۷ میں

اور ارشادِ ربانی ہے:

وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ (سورۃ ھود: ۱۱۸، ۱۱۹)

''اور وہ اب ہمیشہ مختلف رستوں پر ہی رہیں گے۔ البتہ جن پر تمہارا پروردگار رحم فرمائے گا۔''

۵/ ۴: حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اہل بے شک وہ ''اہل الجماعۃ''[۱] ہی ہیں اور اگر چہ ان کے گھر اور اجسام[۲] متفرق ہی کیوں نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کی معصیت کے اہل بیشک وہ اہلِ فرقہ ہیں اگر چہ ان کے دیار و اجسام ایک جیسے ہی کیوں نہ ہوں۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ (سورۃ ھود: ۱۱۹)

''اور اسی کے لئے اُس نے اُن کو پیدا کیا۔''

یعنی پیدا کیا ان کو رحمت کے لئے اور آزمائش کے لئے۔[۳]

اور فرمانِ الٰہی ہے:

وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: ۵۹)

''اور ہم نشانیاں ڈرانے کے لئے ہی بھیجتے ہیں۔''

۶/ ۵: حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے لوگوں کو اپنی مشیت کے مطابق ہی اپنی نشانیاں دکھا کر خوف دلایا ہے تا کہ وہ راہ راست[۴] پر آجائیں اور نصیحت حاصل کریں اور نیکی و ہدایت کی

---

[۱] ایک آدمی نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا جب آپ جنگ جمل سے فراغت کے بعد خطبہ سے فارغ ہوئے تو وہ آدمی کہنے لگا: اے امیر المؤمنین! اہل الجماعہ کون لوگ ہیں؟ اور اہلِ فرقہ کون لوگ ہیں؟ تو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اہل الجماعہ سے مراد میں اور میری پیروی کرنے والے لوگ ہیں اگر چہ وہ تھوڑی تعداد میں ہی کیوں نہ ہوں، یہ بات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق حق ہے تو اہل فرقہ سے مراد میرے اور میرے پیروکاروں کے مخالفین ہیں اگر چہ وہ بہت ہی زیادہ کیوں نہ ہوں۔ روایت کیا اس کو البحار میں ج ۳۲ ص ۲۵۸

[۲] الدر المنثور میں ہے (دیارہم) یعنی ان کے گھر۔

[۳] روایت کیا اس کو درِ منثور میں ج ۴ ص ۴۹۲ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے، اور اسی طرح اس کے آخر میں ہے (اگر چہ ان اجسام بھی اکٹھے ہو جائیں)، (اور اس لئے پیدا کیا ان کو) رحمت اور عبادت کے لئے، نہیں پیدا کیا ان کو اختلاف کے لئے۔ ''مجمع البیان'' ج ۵ ص ۳۵۰ سے مراجعت کرو، اور ''تفسیر القرطبی'' ج ۹ ص ۱۱۴۔۱۱۵)

[۴] ''الدر المنثور'' میں ہے (یعتبون: یعنی وہ عبرت پکڑے)، اور اس میں اس کے بعد (آو) واؤ کے بدل میں ہے۔

طرف لوٹ آئیں۔

اور کہا کہ ہمیں بیان کیا کہ کوفہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں لرز اٹھا تو وہ کہنے لگے:

''اے لوگو! بے شک تمہارا پروردگار تم سے اپنی رضامندی طلب کرنا چاہتا ہے تو تم اسے راضی کرو (یعنی اس کی ناراضگی سے باز آجاؤ)۔'' [1]

اور فرمانِ الٰہی ہے:

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ط (سورۃ بنی اسرائیل:۶۰)

''نیز اس درخت کو بھی جس پر قرآن میں لعنت آئی ہے۔''

۶/۶: بیشک یہ زقوم کا درخت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ڈرایا ہے۔[2]

اور فرمانِ الٰہی ہے:

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ (سورۃ السجدۃ:۲۱)

''اور اس بڑے عذاب سے پہلے بھی ہم انہیں کم درجے کے عذاب کا مزہ بھی ضرور چکھائیں گے۔''

۸/۷: فرمایا: ادنیٰ عذاب سے مراد دنیا میں مصائب و تکالیف سے انسان کا دوچار ہونا۔ اور عذابِ اکبر سے مراد قیامت ہے۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اور مجاہد نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ بے شک ادنیٰ عذاب یوم بدر ہے اور عذابِ اکبر یوم قیامت ہے۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ (سورۃ السجدۃ:۲۱)

یعنی شاید وہ توبہ کرلیں۔[3]

تحقیق ہم نے بہت سی آیات کا لکھنا ترک کر دیا ہے جنکا تعلق اس قسم سے ہے جیسا کہ ہم پہلے بھی

---

[1] وارد کیا اس کو ''الدر المنثور'' ج ۵ ص ۳۰۸ میں ابن جریر سے اور اسی طرح حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے۔

[2] مجمع البیان ج ۶ ص ۲۶۶ ابن عباس اور الحسن j سے رجوع کرو اور تفسیر الرازی ج ۲۰ ص ۱۸۹، اور تفسیر البیضاوی ج ۲ ص ۴۵۳ سے رجوع کرو

[3] مجمع البیان ج ۸ ص ۱۱۰ سے رجوع کرو، اور الدر المنثور ج ۶ ص ۵۵۴، اور تفسیر القرطبی ج ۱۴ ص ۱۰۷ سے مراجعت کرو۔

ایسا ہی کیا اس قسم کے بارے میں تو (بعض ان آیات میں سے) آیات ملاحم وفتن کی بارے میں ہے اور ان میں سے بعض مصائب وتکالیف اور اس کے سوا اور چیزوں سے متعلق ہے۔

توہمیں اس فصل میں لکھنا چاہئے جو ہم ایک حدیث تک پہنچے ہیں وہ حدیث جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم تک پہنچتی ہے جو کہ بادشاہوں کی تاریخ کو بھی شامل ہے۔آپ بیان کرتے ہیں کہ یہ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علامت میں سے ہے، اور بے شک ہم نے اسے لکھنے کی ابتداء کی اس لئے اس کی ضرورت تھی اس علم کی نسبت سے جو کہ مستند اخبار میں اور اس کے علاوہ (غیر مستند اخبار میں) فرق کرنے والی ہے۔ اگرچہ اس بارے میں ہمارے پاس کوئی خاص ہمت موجود نہ ہو۔جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خبر کے بارے میں جو کچھ کثیر تعداد میں مواد اکٹھا کیا گیا وہ اس سے پہلے ذکر ہو چکا اسی طرح ہم نے اس کے بعد ہر وہ چیز جو بھی اس کے حوالے سے صادر کریں گے وہ اس کی سامنے آئے گی، اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

سیاق هذا الحدیث المذکور آنفًا

اس بیان کردہ حدیث کی تشریح

۹/۱: الحسن بن علی بن السلمی[1] نے روایت ہے کہ اس کے بارے میں جو پہنچا ہے وہ اپنے چچا محمد بن حسان السلمی[2] سے انہوں نے بیان کیا اور کہا خبر دی مجھے محمد[3] بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے (اللہ تعالیٰ کی ان تمام پر رحمتوں کا نزول ہو) بے شک انہوں نے فرمایا:

"مجھے خبر دی گئی جب قریش کے لوگ ایک ہی کلمہ پر اکٹھے ہو گئے اور سارا عرب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہو گیا تاکہ وہ ختم کر دیں جو تمام لوگوں کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے (قرآن) نازل کیا گیا، تو انہوں نے اس پر طاقت نہ رکھی (کہ وہ ختم کر دیں) لیکن وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان[4] کے درپے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور (قریش کے) لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ حائل ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا جان جناب ابوطالب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔[5] آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قریش کے رئیس لوگوں میں سے ایک آدمی[6] آیا (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ خبر اُس آدمی کے پاس ۲۴۰ سال سے تھی) "اُسے فیہس[7] کہا جاتا تھا"، تو لوگوں نے اس سے کہا: بے شک یہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جادوگر ہیں جو

---

[1] "لسان المیزان"، ج ۲ ص ۲۹۱ میں اس کا ترجمہ موجود ہے۔

[2] "الجرح والتعدیل"، ج ۷ ص ۲۳۸ رقم ۱۳۰۷ میں اسکا ترجمہ موجود ہے۔

[3] اسی طرح ابن المنادی سے گزر چکا ان کا یہ قول: (ایسی حدیث جو جعفر بن محمد تک پہنچتی ہے) تو ظاہر ہے کہ (محمد بن) یہ نسخوں کے اضافہ جات میں سے ہے، یا ہو سکتا ہے کہ سند کے آخر سے ان کا قول ساقط ہو گیا ہو (ان کے باپ الصادق رضی اللہ عنہ سے)۔

[4] اسی طرح ظاہری طور پر اس کا صحیح ہونا یہ ہے (کہ آپ کے قتل پر) یا (وہ آپ کے قتل پر حریص تھے)۔

[5] اسی طرح ظاہری طور پر (دونهم: یعنی ان کے علاوہ صحیح ہے)۔

[6] اسی طرح ظاہراً اس کا صحیح ہونا یہ ہے (وہ اس وقت آئے ایک آدمی کے پاس) اور ضمیر قریش کی طرف لوٹتی ہے۔

[7] شیخ نے اسے "الفہرس"، ص ۱۲۶ رقم ۵۶۱ میں ذکر کیا۔

ہمارے پاس آکر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ نبی اور رسول ہیں، اور ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اس پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں، اور وہ ہم تمام کی تکفیر بھی کرتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ان کے پاس جائیں اور ان سے مختلف مسائل اور اشیاء کے بارے میں سوالات کریں جن کی ان میں جواب دینے کی طاقت نہ ہو، ہوسکتا ہے کہ ہم دلائل سے کامیابی حاصل کرلیں، اور اس سے ہمیں استراحت حاصل ہو۔"

اسی اثناء میں "فیہس" محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس کے ساتھ خیبر کے علماء میں سے دو آدمی بھی تھے اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہنے لگے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے پاس کچھ کلمات ہیں (سوالات ہیں) جن کے بارے میں آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں (اگر آپ ہمیں مطمئن کردیں تو ہم آپ کی اتباع کریں گے) ورنہ ہم جانیں گے کہ آپ کذاب (نعوذ باللہ) ہیں۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا جو بھی آپ کو مسئلہ ہے مجھ سے پوچھو میں تمہیں (آپ کی طرف سے سوالات کا جواب دوں گا) ان شاء اللہ

"فیہس" اس وقت کہنے لگا کہ اگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جیسا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گمان کرتے ہیں کہ آپ نبی اور رسول ہیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے رب سے کہیں کہ وہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے اسی تورات کو بھیجے جو اُس نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام پر نازل کی تھی اسی وضاحت کے ساتھ، جب بھی کبھی ان سے دنیا اور آخرت کے بارے میں پوچھا گیا۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا:

"سوال کرو مجھ سے ہر اس چیز کے بارے میں جو تم چاہتے ہو۔ میں تمہیں ان شاء اللہ خبر دوں گا۔"

"فیہس" نے کہا: ہمیں خبر دیجئے کہ سب سے پہلے ہمارے پروردگار نے کس چیز سے ابتداء کی اور دنیا کی مخلوق کو بے عیب کرکے ابتداء کی (پہلے اس سے کہ زمین و آسمان اور عرش پیدا کرے) وہ کیا چیز تھی؟

وہ کونسی چیز تھی؟ وہ کیا تھا جو ہر وقت تھا؟

اور وہ کونسی مخلوق ہے جو اس کی مخلوق میں سے ہر وقت تسبیح بیان کرتی ہے؟

اور ہمیں خبر دیجئے کہ آدم علیہ السلام سے پہلے دنیا کتنے سال سے تھی؟

اور دنیا کتنی تھی جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں اتارا آخر تک؟

اور کتنی آدم علیہ السلام کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے موت دے دی اور کتنی کو زندہ رکھا اور زندوں نے دنیا کی ملکیت کو کھایا؟

اور کتنے سال وہ اس میں مرنے کے بعد رہے جہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھالیا؟

اور ہمیں خبر دیجئے کہ ان کے مرنے کے بعد کتنے نبی اور رسول، اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر اس دنیا میں بھیجے؟ پھر وہ حسابِ اکبر کے دن تک فوت نہیں ہوئے، تو وہ کھڑے ہوں گے عرش کے دائیں جانب اس کے سائے میں جس دن عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا، جن پر اللہ تعالیٰ فرشتے اور لوگ انبیاء ورسل علیہم السلام میں سے اور ان کے علاوہ بھی فخر کریں گے؟

اور ہمیں خبر دیجئے کہ وہ کتنے سال وہ زمین پر حکومت کریں گے اور یہ کب ہوگا؟

اور ہمیں خبر دیجئے کہ صور پھونکنے کے وقت جب بھی صور پھونکا جائے گا تو آسمان وزمین میں ہر چیز خوفزدہ ہوجائے گی؟ مگر جس کو اللہ چاہے بچالے اور دوسرا صور پھونکے جانے کے درمیان؟

اور وہ کتنا وقفہ ہوگا دوسرا صور پھونکے جانے اور تیسرا صور پھونکے جانے کے مابین؟

اور وہ کون لوگ ہوں گے دوسری مخلوقات کے ساتھ جو کڑک کا شکار ہوں گا؟[1]

اور ہمیں خبر دیجئے کہ کتنے سال کفار اور مشرکین کی حکومت ہوگی؟

اور مومنوں کی حکومت کتنے عرصہ پر محیط ہوگی؟ اور ہمیں ان لوگوں کی اعمال کے لحاظ سے خوبیاں بیان کیجئے؟ اور ہمیں ان کے نام بھی بتلائیے؟ تو جب آپ ہمیں بتادیں گے تو ہم جان لیں گے کہ آپ نبی ہیں اور رسول ہیں۔ اور بے شک آپ وہی ہیں جسے ہم نے اپنے پاس اس کتاب (تورات) میں بھی پایا جو کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تو پھر اُسی وقت ہم اللہ تعالیٰ پر اور تجھ پر بھی ایمان لے آئیں گے اور اُس پر بھی جو آپ پر (قرآن) نازل ہوا ایمان لے آئیں گے۔

تو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو فرمایا اے فیہس! جو تو نے مجھ سے بڑے بڑے سوالات کئے تین دن سے تو میں اُسی وقت بات کرتا ہوں جب میرا رب مجھے وحی بھیجتا ہے، یہ وہ سوالات جو تو نے مجھ سے کئے ہیں ان کے جوابات کے بارے میں وہی جان سکتا ہے جس نے مجھے رسالت دے کر بھیجا ہے، جب میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرستادہ یعنی جبرائیل علیہ السلام (ان کے سوالات کے جوابات لے کر) آئیں گے تو میں آپ کو ان شاء اللہ خبر دے دوں گا۔

---

[1] اصل میں اس کے بعد زائد الفاظ ہیں "کہ اُن میں سے"۔

تو نبی ﷺ مسلسل تین روز تک آہ وزاری اپنے رب کے حضور کرتے رہے مگر جبرائیل علیہ السلام (وحی لانے سے) رُک گئے۔ تو آپ ﷺ پر یہ بات ناگوار گزری تو جب آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے حضور آہ و زاری کرتے ہوئے تیسرا دن تھا تو جبرائیل علیہ السلام آپ پر وحی لے کر نازل ہوئے تو آپ ﷺ کو خبر دی کہ ''کِندہ'' کے دو آدمی ''بَربَر'' پہاڑ پر بعض الواح موسیٰ لے کر نازل ہوئے ہیں، ان دونوں کو اُن کے رب نے آپ ﷺ کی طرف ان تختیوں کو دے کر بھیجا ہے، ان دونوں میں ایک نسخہ ہے جس میں ان سوالوں کے جوابات ہیں جو انہوں نے آپ ﷺ سے کئے تھے۔

تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو کہا کہ انہیں رات بھر اپنے سر کے نیچے رکھنا ہے، تو اگر وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس صبح بھیجنا چاہتے ہیں تا کہ وہ (فیہس کو) اور اس کے ساتھیوں کو پڑھائے تو وہ تختیاں واضح عربی زبان میں تھیں۔

تو کہا اس نے اس وقت اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے اپنی بلند آواز میں کلمۂ تکبیر بلند کیا اور تمام مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ تو آپ ﷺ نے ان کو اِنہی باتوں کی خبر دی جو جبرائیل علیہ السلام نے آکر آپ ﷺ کو خبر دی تھی، وہ ابھی یہاں سے گئے نہیں تھے کہ دونوں آدمی آپ ﷺ کے پاس آئے۔ وہ دونوں ''کِندی'' تھے، اُن میں سے ایک ''عبد یغوث'' تھا اور اس کے ساتھ اُس کا بھائی تھا، اُن دونوں نے آپ ﷺ کو سلام کہا، اور اُن دونوں نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ اُنہوں نے اِنہیں (تختیوں کو) پہاڑ میں پایا ہے تو آپ ﷺ نے اُن کو اِن دونوں سے لے لیا، اور اُن کو رات کے وقت اپنے سر کے نیچے رکھا۔ تو جب صبح ہوئی تو انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، یہ نسخہ (الواح میں سے) واضح عربی زبان میں مکتوب تھا، گویا کہ تختیوں میں لکھا ہوا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''اللہ کے نام سے بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

وہ پہلوں میں سے پہلا ہے اور آخری میں سے بھی سب سے پہلے ہے، یہ اللہ تبارک وتعالیٰ پاک ہے جس نے ہر چیز سے پہلے ''القلم'' کو پیدا کیا، اور اس میں ہر چیز کی تقدیر لکھی، اور جس نے عرش کو پیدا کیا اور پھر وہیں مستوی ہو گیا، پھر اس نے ہوا اور تاریکی پیدا کی سات ہزار سالوں میں اور اس میں کوئی روشنی نہ تھی، سوائے ہمارے پروردگار عزّ وجل کی روشنی کے، پھر اس نے اُس میں بغیر پروں کے فرشتوں کو پیدا کیا پھر ہمارا پروردگار سات ہزار سال تک بغیر چاند اور سورج کے رہا، اور ہمارے رب نے اپنا نور پاک فرشتوں سے

چھپائے رکھا۔

پھر اُس نے (اِس کرسی کے بعد) اپنے عرش کو پانی پر پیدا کیا اور فرشتے اُس کی تعریف کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں اور اُس کے ڈر سے کانپتے ہیں، پھر اُس نے دو سمندروں کو حکم کیا کہ وہ دونوں خوب چلیں، اس طرح ایک سمندر اور گہرا سمندر خوب اِس طرح طغیانی سے چلے کہ دونوں سمندروں سے جھاگ نکل آئی، اور یہ دونوں سمندر اِس طرح جاری رہے کہ اِن دونوں سے آگ جھاگ میں سے نکل نہ آئے، تو اللہ تعالیٰ نے جھاگ پر آگ ظاہر کردی اور وہ جل گئی، پھر اُس نے اس کو زمین بنا دیا، اور پھر اِسی آگ سے دھواں نکلا پھر اِس نے اُس کا نام آسمان رکھا، لہٰذا اس کی تخلیق کی مقدار چھ دن تھی، پھر اس نے اُن سے کہا آؤ اپنی مرضی سے یا ناپسندیدگی سے، پھر اِن دونوں نے کہا ہم فرمانبرداری سے آتے ہیں پھر اُس نے اِن کے لئے سات آسمانوں اور سات زمینوں کو حکم دیا۔[1]

پھر وہ آسمان پر مستوی ہوا، اور ہر آسمان میں اپنا حکم نازل کیا، پھر اُس نے ہر آسمان میں فرشتے پیدا کئے جو برکتوں کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں، تو ہمارے پروردگار نے ہر فرشتہ کے لئے اِس تسبیح کرنے کے بدلے میں وہ کچھ ان کے مقدر میں رکھا جو اللہ تعالیٰ چاہتا تھا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے جو پاک ہے، جب اِن کو پیدا کیا تھا تو اُن کے بعض کو بعض پر فضیلت بھی عطا کی تھی اُن کی تسبیح بیان کرنے کی وجہ سے، اور ان کے بعض کو ایک دوسرے پر درجات بھی بلند کئے اور یہی فرمانِ الٰہی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا:

وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ (سورۃ فصلت: ۱۲)[2]

''اور ہر آسمان میں اُس کے مناسب احکام کی وحی بھیجی۔''

اور برکت ڈالی اس میں، اور اِس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے تمام (کھانے پینے کی اشیاء) کو خوب اندازے سے پیدا کیا۔

اس میں جنّوں اور دوسرے ممالک کی بہت سی قومیں تھیں، جو زمین پر اسکی عبادت کرتے تھے تو اُس وقت تمام قوموں کے لئے (ابلیس کو) قاضی بنا کر بھیجا جو اللہ تعالیٰ کی حکمت سے فیصلہ کرتا تھا تو ''ابلیس'' ان اُمتوں کے درمیان اُس کے حکم سے فیصلہ صادر فرماتا تھا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دن رات ایسے ہی کرتا رہا۔ اور وہ ایک ہزار سال تک رہا۔ اِسی لئے اس کا نام ''حَکَمْ'' رکھا گیا، تو اس نے اپنے سے اُس کی طرف حکم

---

[1] جیسا کہ سورۃ فصلت آیت ۱۱، ۱۲ میں اللہ تعالیٰ فرمان ہے۔

[2] ظاہر یہ ہے کہ قولہ کا مطلب یہ ہے کہ ''اُس کا قول جو آخری عبارت تک نازل ہوا''

نازل کیا۔

اُس نے فرمایا:[1] جب اس کا نام اس پر ظاہر ہوا تھا اور وہ مخلوق میں سے کسی کو نہیں جانتا تھا، وہ اس تکبر سے اس میں داخل ہوا اور وہ مغرور اور متکبر ہوگیا اور اُس وقت اُس کے حکم سے سرکشی ہوئی اُس نے اپنی مملکت کے لوگوں سے زیادتی کی تو اُس نے اُن کے درمیان دشمنی اور عداوت ڈال دی لہٰذا وہ لوگ ایک ہزار سال تک زمین میں لڑتے رہے، جہاں تک کہ اُن کے گھوڑے اُن کے خون سے چپکنے لگے یہی کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل کیا:

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۱۵ (سورۃ ق: ۱۵)

''بھلا کیا ہم پہلی بار پیدا کرنے سے تھک گئے تھے؟ نہیں! لیکن یہ لوگ ازسرِ نو پیدا کرنے کے بارے میں دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔''

اور فرشتوں نے اپنے رب سے کہا تو وہ اُن سے ناراض ہوا۔

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاۗءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۰ (سورۃ البقرۃ: ۳۰)

''کیا آپ زمین میں ایسی مخلوق پیدا کریں گے جو اس میں فساد مچائے اور خون خرابہ کرے حالانکہ ہم آپ کی تسبیح اور حمد و تقدیس میں لگے ہوئے ہیں؟، اللہ تعالیٰ نے کہا ''میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔''

تو اُس وقت اللہ تعالیٰ نے بھڑکتی ہوئی آگ بجھوا دی تو اُس نے اُس قوم کو (اُس سے) زمین میں عذاب دیا۔

اُس نے کہا: جب اُس نے اپنی قوم پر عذاب نازل کیا تو اُس پر آسمان پر (جنت میں) چلا گیا اور فرشتوں کے ساتھ رہنے لگا۔ تو اللہ تعالیٰ کے محنتی عبادت گزاروں کی طرح عبادت کرنے لگا جس طرح اِس سے پہلے کسی نے ایسی عبادت کی ہی نہیں اُس کی مخلوق میں سے۔

اس نے کہا: وہ (ابلیس) آسمان میں یعنی (جنت) میں ایک ہزار سال تک عبادت کرتا رہا، ہمارا رب اُس کو تمام مخلوقات سے زیادہ جانتا تھا وہ عبادت میں خوب محنت کرنے لگا یہاں تک کہ ہمارے پروردگار نے

---

[1] القائل اِس کا ظاہری طور پر وہ معصوم علیہ السلام ہیں اور اسی طرح اِس کے بعد

حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کر دیا۔ اور فرشتوں کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ اور تمام فرشتوں نے سجدہ (سوائے ابلیس کے) کر دیا، اور ابلیس نے تکبر کیا اپنے آپ کو بڑا جانا اِس لحاظ سے کہ وہ کسی کی اطاعت کرے یا سجدہ کرے جیسا کہ فرشتوں نے سجدہ کیا تو اُس نے کہا:

مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ (سورۃ ص: ۷۵)

''اُس کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا۔''

اُس نے کہا:

اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾ (سورۃ ص: ۷۶) [1]

''ابلیس کہنے لگا میں اِس (آدم) سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اُس کو گارے سے پیدا کیا۔''

اور میں نے تیری چار ہزار سال تک عبادت کی، تُو مجھے حکم دیتا ہے کہ میں کسی بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے گلی سڑی مٹی سے پیدا کیا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے میں تیری کی ہوئی کسی قسم کی عبادت کو قبول نہیں کروں گا سوائے اپنے اُسی بندے یعنی (آدم علیہ السلام) کی اطاعت و فرمانبرداری اور اُس کو سجدہ (تعظیمی) کے سوا۔

کہا اُس نے: اے میرے رب! درگزر کر مجھ سے اور میں تیری دُگنی عبادت کروں گا۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: میں اُس بندے کی اطاعت اور سجدہ کرنے کے سوا تمہاری عبادت میں سے کچھ قبول نہیں کروں گا، اُس وقت اُس (ابلیس) نے اپنی بدبختی کی وجہ سے جو اُس پر غالب آ گئی تھی انکار کر دیا۔ اُس کے انکار کرنے کی بنا پر اُس (جنت) سے نکلنے کا حکم دیا۔

اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اِسے پتھر مارے جائیں، اُس وقت سے اس کا نام ''رجیم'' رکھا گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بھی فرمایا:

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ (سورۃ الحجر: ۳۴ تا ۳۸)

''اللہ تعالیٰ نے کہا ''اچھا تُو یہاں سے نکل جا، کیونکہ تو مردود ہو گیا ہے، اور تجھ پر قیامت

---

[1] جیسا کہ سورۃ الاعراف آیت ۱۲ میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

کے دن تک پھٹکار پڑی رہے گی"۔ کہنے لگا "یا رب! پھر مجھے اُس دن تک (زندہ رہنے کی) مہلت دے دے جب لوگ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جا پھر تجھے مہلت (تو) دے دی گئی، (مگر) ایک ایسی معیاد کے دن تک جو ہمیں معلوم ہے۔"

آپ نے فرمایا: تو جو انہوں نے زمین کا نام رکھنے کے بعد پوچھا، اور سالوں اور زمانوں میں ہر ایک کی ملکیت کی تعداد کے بارے میں اور اپنی اپنی بادشاہت میں جو جو صفتیں بتائیں ان میں سے ہر ایک بتا دی۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اُس کو جنت سے نکالا اور اُس کے لئے اپنے پاس علم میں لکھا گیا تھا گزشتہ ہزار سال سے، جب آسمان (جنت سے) اتارا اور جنت الفردوس سے نکالا اُسے ہندوستان کی سرزمین کے ایک پہاڑ پر اُتارا جو (پہاڑ) آسمان سے اپنی بلندی کی وجہ سے قریب تھا اور آدم علیہ السلام آسمانِ دنیا کے فرشتوں کی کلام سن لیا کرتے تھے اور جنت الفردوس کی خوشبو بھی حاصل کر لیتے تو آپ (اسی حالت) میں رہے تو آپ کی بھوک نے شدت اختیار کر لی۔ تو زمین سے شکایت کی اے زمین! مجھے کھلاؤ، میں حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام ہوں۔

تو اللہ تعالیٰ نے زمین کی طرف وحی کی کہ "میرے بندے کو جواب دو۔"

تو زمین نے کہا اے آدم علیہ السلام! ہم اُس کو نہیں کھلاتے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے۔ تو آدم علیہ السلام رونے لگے اور وہ چالیس صبح تک روتے رہے سمندر کے ساحل پر، آپ کے آنسوؤں کے قطرے سمندر میں گر رہے تھے، تو لوگوں کا یہ گمان ہے کہ موتی پانی کے اوپر بلند ہو رہے تھے، تو جب آدم علیہ السلام کے آنسوؤں کے قطرے (سمندر کے پانی) میں گر گئے اور وہ پانی میں ڈوب گئے تو لوگوں کا کہنا ہے کہ بے شک موتی آدم علیہ السلام کے آنسوؤں سے بنے ہیں، اور زعفران کا اُگنا بھی آدم علیہ السلام کے آنسوؤں[1] کے قطرات کی وجہ سے ہے، اور لبان کا اُگنا بھی حضرت داؤد علیہ السلام کے آنسوؤں سے ہے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کی بھوک شدت اختیار کر گئی اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہنے لگے، اے آسمان! مجھے کھلاؤ میں آدم صفی اللہ علیہ السلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف وحی کی کہ "میرے بندے کا جواب دو۔"

آسمان نے کہا: اے آدم! ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے کو کھانا نہیں دیا کرتے، تو حضرت

---

[1] اِسی طرح، اور ہوسکتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ہوں یا حضرت یعقوب علیہ السلام ہوں۔

آدم علیہ السلام چالیس دن تک روتے رہے، کہ جب آپ کی بھوک شدت اختیار کرگئی تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہنے لگے: ''میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے میرے پروردگار، اُمّی نبی کے واسطے سے جسے تو نے میری صلب سے نکالنے کا ارادہ کیا ہے، مگر یہ کہ تُو میری توبہ قبول فرما اور تُو مجھے کھانا بھی دے دے۔

تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی اور کہا: اے آدم علیہ السلام! تُو نے اُمی نبی کو کیسے پہچانا؟ جبکہ میں نے تو اُسے ابھی پیدا بھی نہیں کیا۔

تو آدم علیہ السلام نے فرمایا: میں نے جنت الفردوس میں لکھا ہوا دیکھا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں'' میں نے خوب جان لیا[1] کہ میری ہی اولاد میں سے ہوگا تو اس نبی اُمّی کے واسطے سے مجھے کھانا کھلا دے۔

جبرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی کی: ''میرے بندے آدم علیہ السلام کی طرف اُترو'' تو جبرائیل علیہ السلام اُترے، تو جبرائیل کے پاس گندم کے نو (۹) دانے تھے (جبرائیل علیہ السلام نے اُنہیں حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں میں رکھ دیا۔

اس نے کہا: اِن میں سے ایک دانے کا وزن ایک ہزار آٹھ سو درہم کے برابر تھا[2]

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: اے جبرائیل علیہ السلام یہ کیا ہے؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے حضرت آدم علیہ السلام یہ وہ دانہ ہے جس نے تجھے جنت سے نکلوادیا۔

تو حضرت آدم علیہ السلام نے جواب دیا: ''تو میں اس سے کیا کروں؟''

انہوں نے کہا: ''اس کو زمین میں کاشت کرو۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا، اللہ تعالیٰ نے اُسی گھڑی میں اُسے اُگا دیا جبکہ اُس کے (اُگنے اور پکنے میں) ایک سال چاہیے۔

زمین میں کاشت کاری:

پھر اُس کی کٹائی کا حکم ہوا، مٹھی کے بعد مٹھی کر کے کاٹنے لگے۔

پھر آپ علیہ السلام کو حکم ہوا، اسے اکٹھا کریں اور پھر اپنے ہاتھ سے رگڑیں، اِسی طرح ان کی اولاد اپنے

---

[1] یہ اُسی میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے قول میں فرمایا: ''اور سکھائے آدم کو نام''۔

[2] اصل میں زیادہ کیا ''ہر دانے میں'' اور ممکن ہے کہ یہ نسخہ جات کے اضافوں میں سے ہو۔

ہاتھوں سے رگڑ کر ملنے لگی۔

پھر آپ کو اُسے ہوا میں بکھیرنے کا حکم دیا، اس طرح (یہ گندم کا پودا) ہوا میں اُڑنے لگا۔

پھر آپ کو دو پتھر (لانے کا) حکم ہوا، تو آپ نے ایک پتھر کو دوسرے پتھر پر رکھا اور اُسے خوب کوٹا یعنی دو پتھروں کے درمیان خوب پیسا۔

آج:

پھر اُس (حضرت جبرائیل علیہ السلام) نے اُس (حضرت آدم علیہ السلام) کو گوندھنے کا حکم دیا، آج تک اُس کی اولاد گوندھ رہی ہے۔

پھر آپ علیہ السلام کو گرم راکھ[1] پر اس کی روٹی پکانے کا حکم ہوا۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اُس کے لئے پتھر اور لوہے کو جمع کیا اور پھر اُسے گرم کیا اس میں سے آگ نکل آئی تو اس طرح اُس کی اولاد آگ جلاتی ہے۔

یہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے ہیں جنہوں نے گرم ریت یا پتھر پر روٹی پکانے کا آغاز کیا۔

پھر اُس کو کھانے کا حکم دیا، تو انہوں نے جبرائیل علیہ السلام کو کہا میں یہ کھانا نہیں چاہتا! تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اُس کو کہا تُو نے اپنے رب سے بھوک کی شکایت کی تھی، جب اُس نے تجھ کو کھلانے کا (اہتمام کیا) تو آپ علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نہیں کھا سکتا۔

تو اُس نے کہا: میں نے تجھ کو اُس چیز کے حصول کی خاطر تھکایا جس میں تو نے جلدی کی۔

تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اُس کو کہا: یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا قیامت قائم ہونے تک یہ کام ہے۔

تو حضرت آدم علیہ السلام چالیس صبح تک اتنا روئے یہاں تک کہ آپ کی داڑھی بھیگ گئی، جنت کے حصول کی خاطر، غم اور فکر کی وجہ سے۔

جب اُس نے کھایا تو اس کے پیٹ میں بھاری درد محسوس ہوا، اور اس سے پہلے اِس میں بلغم اور تھوک نہیں تھا، تو آپ علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام کو شکایت کی۔

تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: چلے جاؤ، تو وہ ایک طرف الگ ہو گئے، تو اُس نے بکریوں کی مینگنیوں کی طرح مینگنیاں کیں، اور اُس نے اپنے پیٹ میں شدید ہوا کا احساس پیدا کیا، پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی

---

[1] گرم انگاروں والی ریت: کہا جاتا ہے کہ میں نے گرم راکھ پر روٹی پکائی، اور میں نے اس کو پکایا جب میں نے یہ کام کیا گرم ریت پر، اور کہا جاتا ہے کہ گرم کی ہوئی روٹی ہے، لسان العرب ج ۱۳ ص ۱۸۷

طرف شکایت کی۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ کیا ہے؟

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: میں نہیں جانتا۔

تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اُن کو کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں کھوکھلی مٹی سے پیدا کیا تو ابلیس آیا، تو اس نے آکر آپ کے پیٹ پر وار کیا، اور اُس نے اُس سے گرج کی آواز سنی، جیسے کسی خالی چیز کے اندر سے آواز آتی ہے، تو اُس نے فرشتوں سے کہا کہ اگر وہ فرشتہ ہے تو تمہیں اُس کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے، تو پھر وہ آپ میں سے ہے، اگر وہ کسی اور سے ہے تو میں اُسے تمہارے لئے کافی کردوں گا۔

اور یہی بات اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کہی ہے:

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٠﴾

(سورۃ سبا: ۲۰)

"اور واقعی ان لوگوں کے بارے میں ابلیس نے اپنا خیال درست پایا چنانچہ یہ اُسی کے پیچھے چل پڑے سوائے اُس گروہ کے جو مؤمن تھا۔"

اور اُس کے پیچھے آنے والوں میں سے ہاروت و ماروت بھی تھے۔

پھر وہ آپ کے پیٹ میں داخل ہوا، اور آپ کی پیٹھ سے باہر آگیا، اور جب بھی کچھ کھانے میں ہوتا رہا تو بدلتا گیا، چونکہ شیطان (اللہ اُس پر لعنت کرے) آپ کے پیٹ میں تھا[1] حضرت آدم علیہ السلام کو اِس سے پہلے تھوک کے بارے میں اور بلغم کے بارے میں معلوم نہ تھا اور نہ ہی بول براز اور نہ ہی کوئی تکلیف دِہ چیز یہاں تک کہ آپ کھانا کھائیں۔

تو حضرت آدم علیہ السلام زمین میں دوسو سال رہے اور "عوج بن عنق" پیدا ہوا ایک بیٹی کے ہاں، اور یہ حضرت آدم علیہ السلام کے گھر میں اولاد پیدا ہوئی تو اُس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کے بعد قتل کیا، پھر

---

[1] اسی طرح ہم نے اُس کو ثابت کیا ہے اور اصل میں بھی اِسی طرح ہے: "یہ صاف صاف بات ہے کہ ابلیس تھا جس پر اللہ کی لعنت ہو اس نے تیرے پیٹ کو بدل دیا۔

میں کہتا ہوں: الصدوق نے علی الشرائع ج ۲ ص ۲۷۵ میں روایت کیا ہے کہ اپنی سندوں کے ساتھ عبدالعظیم الحسنی تک، اُس نے کہا: میں نے ابی جعفر محمد بن علی بن موسیٰ علیہم السلام کو لکھا، میں نے اُس سے پوچھا (بول و براز کی وجہ) اُس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا آپ کا جسم اس وقت پاک تھا، چالیس سال تک فرشتوں سے آپ کی ملاقات رہی، میں نے اس چیز کی بنا پر جو پیدا کیا ہے اور ابلیس جو بھی اُس کے منہ میں تھا داخل ہوتا تھا اور اُس کے مقعد (پیٹھ) سے نکل جاتا تھا، اور جو کچھ آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھا وہ بدبودار، مہلک اور ناگوار تھا۔

اُس نے زمین میں تین ہزار سال بسیرا کیا۔

جب اُس نے اپنے ایام پورے کئے، تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو یہ وحی دی کہ اے آدم علیہ السلام! آپ کے دن مکمل ہو چکے ہیں، تو آپ اپنے اسم اکبر کو دیکھئے، اور علم نبوت کی میراث کو، پھر اُسے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کے حوالے کیجئے، چونکہ میں نے زمین کو (بغیر کسی ایسے عالم کے جو میری اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہو اور میری نافرمانی سے روکتا ہو) نہیں چھوڑا، تو پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کے نام وصیت کی۔

پھر حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ''طہمورت'' نے زمین پر قبضہ کرلیا۔[1] وہ حضرت قابیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھا، اُس نے دوسوتیس (۲۳۰) سال حکومت کی اور اُس نے اپنے زمانے میں بالوں اور اُون سے لباس وضع کیا۔ اُس نے اپنے لئے بچھونا یعنی قالین بنایا۔ اور لوگوں کی سواری کے لئے چوپائے اور پرندے، مرغیوں کی نسل سے اور ان میں سے اور بھی (پرندے) بنائے۔ اِس طرح لوگ ایک سال کے لئے اُن کو اپنے گھروں میں لے جاتے تھے۔

اور اُس وقت اقوامِ عالم میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا نگہبان حضرت شیث علیہ السلام تھے، وہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص عنایت یعنی تحفہ تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے علم اور حضرت آدم علیہ السلام کے علم کو (قابیل) کے خوف سے چھپاتے تھے، یہ ابن آدم تحفۂ خداوندی کو اللہ تعالیٰ نے (یعنی ہمارے پروردگار نے) پچاس صحائف کے ذریعے خصوصی علم سے نوازا تھا۔ اور ان کا یہ صحیفہ وعظ و نصیحت، حمد و نصائح، کہاوتوں پر مشتمل تھا۔ ہمارے پروردگار لم یزل نے ان کو اس سے مشرف کیا یعنی عزت بخشی۔

تحفۂ خداوندی ابن آدم، شیث علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم (اور ان کی جو مؤمنین میں سے فرمانبردار تھے کی انجام دہی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے، اور وہ (مؤمنوں) کو جو بھی انہیں امانت دی گئی اس کے مطابق حلال کا حکم دیتے اور ان کو حرام سے منع کرتے۔ یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ (کسی حکم) کو لے جانا چاہتا اللہ تعالیٰ اُس کی طرف وحی فرما دیتا کہ میں اللہ تعالیٰ کے علم کی (یہ اس امانت کو) ''انوش'' کے سپرد کرتا ہوں، تو اُس نے ایسا ہی کیا۔

پھر ''بیدرست'' نے حکومت سنبھالی۔ اُس نے ایک ہزار سال تک حکومت کی۔ اُس کے دورِ حکومت

---

[1] اسی طرح تاریخ کی کتابوں میں اِس کا تذکرہ ملتا ہے کہ ''انوش بن شیث نے'' اپنے والد کے بعد حکمرانی کی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں تاریخ کے واقعات میں سے جو کچھ بھی ملتا ہے اُس میں تقدیم اور تاخیر ہے، تاریخ طبری ج ۱ ص ۱۱۰، الکامل لابن الاثیر ج ۱ ص ۳۱، مروج الذہب ج ۱ ص ۴۹

میں فارس کا بادشاہ گزرا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی کلام میں سے کچھ الفاظ تھے، تو انہوں نے اُن کو جادو کے طور پر لیا، اور ''بیدرست'' اس کلام کے مطابق عمل کرتے تھے، تو جب بھی وہ کسی کام کا اپنی تمام حکومت کا ارادہ کرتا اور کسی عورت یا جانور کو پسند کرنا ہوتا تو وہ سونے کی بنی ہوئی ایک بانس کی پھونکنی میں پھونک مارتے، اور ان کی طرف ہر چیز آجاتی تھی جس کا وہ ارادہ کرتے تھے۔ اور پھر یہودی ایک بگل میں صور پھونکتے اور اُس کے کندھوں پر دو شیاطین ہوتے تھے جیسے اُس کے جسم سے تخلیق ہو چکے ہیں، ان میں سے ایک کا نام ''جشم'' اور دوسرے کا نام ''شادنون'' [1] اور جب ان کا کھانا کھانے کا ارادہ ہوتا تو ان دونوں کے ساتھ مل کر شروع کرتے تو وہ ان دونوں کو خوب سیر کردیتے، پھر وہ خود کھاتے اور اُس کے ساتھ دونوں شیطان بھی کھاتے تھے۔

پھر اُس کے بعد ''منوشہر'' [2] نے حکومت کی، اور وہ سو سال تک حکومت کرتے رہے، اور وہ گہرا فرات تھا جو سب سے بڑا تھا، [3] جیسے گویا کہ دریائے فرات کا علاقہ کرائے پر لیا ہوا تھا۔ اور وہ ''دریائے سہلہ'' تھا جسے ''شط'' بھی کہا جاتا تھا، اور وہ پہلے (بادشاہ) تھے، جو بہت زیادہ کھیتی باڑی کرتے اور اپنی مملکت میں پھل وغیرہ کثرت سے اُگاتے تھے، اور اُس نے (کنگن سونے کا بھی) حاصل کیا ہوا تھا۔ اور اس کے زمانہ میں لوگوں نے سخت تیر بھی اپنائے ہوئے تھے اور یہ وقت سلامتی، نیکی، امن، نرمی اور سکون کا دور تھا۔

پھر اس کے بعد ''زہریا بن طہامستان'' [4] نے ۲۷۹ سال حکومت کی۔ یہ وہی آدمی تھا جس نے دونوں زمینوں میں تمام نبیوں کو تقسیم کیا اور اُس کے دور میں پانی اور زرخیزی وشادابی میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ اور دوسری اشیاء میں بھی، اور وہ پہاڑوں سے ہوائیں اور انار کے پھل بھی لائے، اسے باغوں میں لگایا، پھر وہ اُنہیں اپنے باغوں میں بھی لے گئے یہ وہی ہیں جس نے ''عوج بن عنق'' [5] سے مل کر انبیاء کرام علیہم السلام پر حملہ کیا جہاں تک کہ ان کو قتل بھی کیا، اس نے ۱۳۱۴ انبیاء کرام علیہم السلام کو (اللہ تعالیٰ کے انبیاء میں سے) قتل کیا۔

---

[1] اصل میں تقدیم وتاخیر ہے۔

[2] تاریخ کی کتابوں میں ''منوچھر'' ہے اور اشارہ مناسب ہے کہ آنے والے بادشاہوں کے نام اکثر یہ ہیں، ان کے اعراب میں عجمیت اور اجنبیت کے اعتبار سے اختلاف ہے، اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے۔

[3] طبری نے اپنی تاریخ میں کہا، ج ۱ ص ۲۶۸، ہشام بن محمد سے، اور کہا گیا بے شک وہ یعنی ''منوشھر'' جس نے بڑے فرات کو گہرا کھودا، اور لوگوں کو زمین کی کاشتکاری اور اس کی آبادکاری کا حکم دیا، اور اُس نے تیراندازی کے مقابلہ کی مہارت میں کام کیا۔

[4] اسی طرح تاریخ طبری ج ۱ ص ۳۱۹ تا ۳۲۲ سے مراجعت کریں۔

[5] ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں ج ۱ ص ۱۱۰ میں کہا: تو ان سے جابر لوگوں میں سے ایک نے ملاقات کی جسے ''عوج بن عنق'' کہا جاتا ہے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ''عوج'' تین ہزار سال زندہ رہا۔

پھر ''زہریا بن طہامستان'' کے بعد جس نے حکومت کی وہ ''نمروذ'' تھا[1] اور اس کی مملکت کے تمام فراعین تھے۔

چنانچہ نمبرود نے زمین کے مشرق سے لے کر مغرب تک[2] حکومت کی، وہ تابوت[3] اور فوجی دستوں والا تھا، جہاں تک کہ جب اُس نے تابوت کو آسمان پر چڑھانے کا ارادہ کیا تو اُس کی زد میں خود ہی آ گیا، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اِس کی مثال پیش کی:

وَمَكَرُوا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ (سورۃ النمل: ۵۰)

''اور انہوں نے چال چلی، اور ہم نے بھی ایک چال اس طرح چلی کہ اُن کو پتہ بھی نہ لگ سکا۔''

وَإِن كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۝ (سورۃ ابراہیم: ۴۶)

''چاہے اُن کی چالیں ایسی کیوں نہ ہوں جن سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جائیں۔''

اِس کے زمانہ میں قوم عاد اور قوم ثمود کا کچھ حصہ بھی تھا۔

پھر اس کے بعد ''کیقاوس''[4] نے حکومت سنبھالی اور ۱۵۰ سال تک حکومت کی۔ اور اُس نے ایک شہر آباد کیا جس کا نام ''قیقدور''[5] رکھا، یہ وہی تھا جس کے ساتھ شیاطین ہوتے تھے۔ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام سے پہلے، تو اُس نے اُس وقت شیاطین کو حکم دیا کہ وہ شہر تعمیر کریں جس کی لمبائی ۸۰۰ فرلانگ تھی، اور اُن پر چاندی، پتھر، اور پیتل[6] کی فصیل بنائی، اور سونے کی فصیلیں بھی بنائیں، اور شیاطین اُن کو آسمان اور زمین کے درمیان ہر ماہ ایک شہر سے دوسرے اُن کی دیواروں سمیت منتقل کرتے تھے، اور ہر وہ چیز جو ان میں ہوتی لوگوں سے، چوپاؤں سے، اور خزانوں اور اموال سے، اسے بھی منتقل کرتے۔

---

[1] اسی طرح اور ظاہر ہے کہ نص میں سقط ہے۔

[2] طبری نے اپنی تاریخ ج ۱ ص ۲۰۲ میں کہا ہے کہ اس قول کو اہلِ علم بادشاہوں اور اخبارِ ماضیہ کے حالات بیان کرتے ہیں۔

[3] طبری نے اپنی تاریخ ج ۱ ص ۲۰۳ میں اپنی سند کے ساتھ سعید بن جبیر تک روایت کیا، اور کہا: نمرود فوجی دستوں والا تھا، اُس نے تابوت کا بھی حکم دیا، ایسا کر دیا اور اُس نے اُس کے ساتھ ایک آدمی کو رکھا پھر فوجی دستوں کو حکم دیا، تو انہوں نے اُسے اٹھایا اور جب وہ اوپر پڑھا......

[4] اِسی طرح تاریخ کی کتابوں میں ''کیکاوس'' کہا جاتا ہے، اور اصل میں ''فیثاقوس'' ہے، اور اسی طرح جو اس میں آتا ہے رجوع کریں تاریخ طبری ج ۱ ص ۳۵۷، اور کامل لابن الاثیر ج ۱ ص ۱۲۷۔

[5] اصل میں ''قیفدون'' یہ متن میں تصحیف ہے، اسے ''کیکدر'' بھی کہا جاتا ہے، دونوں سابقہ مصادر و مراجع کو دیکھیں۔

[6] اصل میں ''صخر'' پتھر ہے۔

''کیقاوس'' کھاتا اور پیتا لیکن سنت کی بات نہ کرتا، یہاں تک کہ ہمارے پروردگار نے اس شہر میں ''کیحشا'' کو بھیجا اور اُس کو وہاں سے نکال دیا اور شیاطین کو حکم دیا کہ اِس کو روکیں، لیکن وہ وہاں داخل ہونے کی طاقت نہ رکھ سکا۔[1]

جب ''کیقاوس'' نے دیکھا کہ شیاطین اس شہر کا اور اس میں جو کچھ ہے اُس کا دفاع نہیں کر سکے تو یہ شہر پھر اُسی کے زیرِ نگیں ہوگیا، اُس وقت ہمارے پروردگار رب تعالیٰ نے حکم دیا کہ اُن کو قتل کرنے کا، اور شیاطین کے سرداروں کو قتل کر دیا۔ اور دشمنوں کو قید کر دیا، ملک پر سکون بنا دیا، لوگوں کو امن دے دیا، کثیر تعداد میں لوگوں کو مار ڈالا، اب اُس سے لڑنے کے لئے کوئی بھی نہیں تھا، سوائے اُس کے جو اُس کے سامنے آ گیا، یہاں تک کہ اُس نے کہا کہ میں آسمان (جنت) میں چڑھنا چاہتا ہوں۔[2]

وہ میخوں والا فرعون ہے،[3] اُسے ''الولید بن مصعب'' بھی کہا جاتا ہے۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ''موسیٰ بن عمران'' اور ''ہارون'' علیہما السلام کو مبعوث کیا تھا، جن کا ذکر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں آتا ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾

(سورۃ الغافر: ۳۶، ۳۷)

''اور فرعون نے (اپنے وزیر سے) کہا کہ اے ہامان! میرے لئے ایک اونچی عمارت دو، تاکہ میں رستوں تک پہنچوں جو آسمانوں کے راستے ہیں، پھر میں موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں، اور یقین رکھو کہ میں تو اُسے جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔ اِسی طرح فرعون کی بدکرداری اُس کی نظر میں خوشنما بنا دی گئی، اور اُسے راستے سے روک دیا گیا تھا، اور فرعون کی کوئی چال ایسی نہ تھی جو بربادی میں نہ گئی ہو۔''

اور اُس نے ۴۰۰ سال تک حکومت کی۔

---

[1] اِسی طرح تاریخ طبری ج ۱ ص ۳۵۹ میں ہے: اِسی طرح اُس نے اُس شہر کی طرف بھیجا جسے انہوں نے بنایا تھا اور اِس طرح جس نے اُسے برباد کیا تھا تو ''کیقاوس'' نے اپنے شیطانوں کو حکم دیا کہ اِس شہر کو جو خراب کرنے کی کوشش کرے گا اس کو منع کرنے کا، لیکن وہ اُس کی طاقت نہ رکھ سکے۔

[2] مراجعت کریں، کیقاوس کے قصہ کی طرف اُس کی تفاسیر کے ساتھ، حتیٰ کہ اُس کا چڑھنا آسمان کی طرف، تاریخ طبری ج ۱ ص ۳۵۷ تا ۳۶۱ اور الکامل لابن الاثیر ج ۱ ص ۱۳۷، ۱۳۸

[3] اِسی طرح اس میں ''بیتن'' کا لفظ ساقط ہے۔ مراجعت کریں سابقہ دونوں مصادر کی طرف۔

پھر ''کیخسرو'' حاکم بنا، اُس نے پچاس سال حکومت کی، اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام علیہم السلام (بنی اسرائیل سے) کو قتل کیا، اُس نے اُن میں ۲۶۰۰۰ انبیاء کرام علیہم السلام کو قتل کیا۔ شہر ''فیقدود'' میں مال جمع کیا، اور اُس وقت اُس کے ساتھ ایک شیطان تھا جسے ''جندب'' کہا جاتا تھا۔

پھر ''لہراسب'' نے حکومت سنبھالی، تو اُس نے ۱۲۰ سال حکمرانی کی۔ اور اپنی مملکت کے ۸۸ ویں سال بنی اسرائیل نے بیت المقدس کی طرف رجوع کیا۔

پھر ''بشتاسب'' نے حکومت سنبھالی، اُس نے ۱۲۰ سال حکمرانی کی۔ اور اس کے اقتدار کے چونتیس برسوں میں ''الھرابذۃ'' کو تعلیم دی گئی[1] اپنی سلطنت کے ۱۶۶ برس میں اُس نے ایک شہر بسایا جس کا نام ''فسا'' رکھا[2] یہ وہی تھا جس نے یہودیوں کے شیطان کو فتح کیا تھا۔

پھر ''اردشیر بہمن بن بابک'' نے حکومت کی، اُس نے ۱۱۲ سال حکمرانی کی۔ یہ وہی ہے جس نے ''رستم'' اور اس کے باپ ''دستان'' اور اس کے بھائی ''ازوارہ'' کو اور اس کے بیٹے ''فرامرز'' کو بھی قتل کیا۔ اور اُس آل رسم میں سے کسی آدمی کو بھی قتل کئے بغیر نہ چھوڑا۔ اس نے اپنی مملکت کے پچاس ویں سال فارس کی زمین میں ایک شہر بسایا اُس کا نام ''اصطخر'' رکھا، اور عنقریب وہاں آخری زمانے میں ایک عظیم فساد برپا ہوگا۔

پھر ایک طوائف خاتون ''خمانی شہرزاد'' نے حکومت سنبھالی، اس نے ۳۰ سال حکومت کی، اس کے دورِ حکومت میں لوگوں کے معاملات اچھے تھے، اور لوگوں کے لئے ٹیکس بھی کم تھا، اور اُس کے زمانے میں رعایا نے امن وسکون کا سانس لیا، اور جو بھی اُس کے مقابلہ میں آیا اس نے اُس کو قتل کر دیا، اور یہ طائفہ عورت تھی، اور اس کی ایک لونڈی بھی تھی، ہر رات اُس کے پاس ایک نوجوان آدمی آتا تھا جو کہ لوگوں میں سے نوجوان اور خوبصورت ہوتا تھا تو وہ اس کے پاس رات کے وقت آتا جبکہ صبح ہوتی تو اُسے قتل کرنے کا حکم دے دیا جاتا تاکہ لوگوں میں (اُس کی فحاشی) پھیل نہ جائے، اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا برابر ہوتی، ایک مچھر کے برابر بھی تو اِس دنیا کی بادشاہت یا ملکیت کسی فاحشہ عورت کو نہ دی جاتی۔

پھر ''دار بن شہردار''[3] نے حکومت سنبھالی۔ تو اس نے ۱۲ سال حکومت کی، وہ ریلوے کی پٹڑی بنانے

---

[1] اصل میں ''الھبابرۃ'' ہے، مراجعت کریں اس میں تاریخ طبری ج ۱ ص ۴۰۰

[2] اصل میں ہے ''قتا''

[3] اسی طرح ظاہر ہے ''بن بھمن''، جس کو طبری نے اپنی تاریخ ج ۱ ص ۴۰۸ میں ذکر کیا ہے۔

والا پہلا حکمران تھا۔ اُس نے اپنے لئے مال اور خزانے بنائے اور اپنے لئے من گھڑت چیزیں بنائیں۔

پھر ''دارا بن دارا''[1] نے حکومت بنائی اور وہ مومن تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا علم، روشنی اور حکمت کی وُسعت کا انتظام کرتا رہا، یہاں تک کہ وہ فوت ہوگیا، اُس نے ۱۴ سال حکومت کی، اُس نے اپنے دورِ سلطنت میں ایک شہر آباد کیا، جسے ''دارانوا''[2] کہا جاتا ہے۔

پھر ''الاسکندروس'' نے حکومت کی، اُس نے ۱۴ سال حکمرانی کی، اور اُس نے ''دارا بن دارا'' کو قتل کر دیا، اُس نے طاغوتی طاقتوں کو گرایا، یعنی آگ کے گھروں کو۔ اُس نے ''الھرابذۃ'' کو قتل کیا اور اُس کو بھی جو اُس کے زمانے میں حامی تھا، لوگ اُس کے زمانے میں حق سچ کا معاملہ کرتے تھے، اور اُس کی حکومت ۱۴ برس رہی، وہ اور اُس کے ساتھی پتھروں کی پوجا کرتے تھے، اور جب وہ مرگیا تو انہوں نے اُسے سونے کے ایک (تابوت) میں بند کر کے اٹھایا اور اُسے ملک روم میں لے گئے، اُس نے اپنی حکومت کے ۲ سال کے دوران ایک شہر ''اصفہان'' میں بنایا اور اس کا نام ''جی'' رکھا۔

پھر ''اشک بن اشجان''[3] حکمران بنا۔ اُس نے ۲۶۰ سال حکمرانی کی۔[4] اس نے ہر لحاظ سے قوم پر قبضہ کرلیا، اُس کے مینڈھے کی عمر کے ۵۱ ویں سال میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور رسول حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو مبعوث کردیا۔

پھر ''اردشیر بن بابک شاہ''[5] نے حکمرانی سنبھالی۔ اُس نے ۱۴ سال ۱۰ ماہ بادشاہت کی، اُس نے ''ارجوا فشاہ''[6] کو قتل کیا، اور اُس نے ۷۰ لوگوں کو بھی قتل کیا، اور اُس نے اپنے لئے شہر بنایا اور اپنی قوم کے لئے کئی شہر بنائے۔ اُن میں سے ''اردشیر خرّہ''، ''ھرمز اردشیر''، ''رام ادشیر''، ''دہشت اردشیر'' نام رکھے۔

---

[1] اصل میں ''دانیل بن ابی شالج'' ہے، آنے والے قرینہ سے تصحیف کی گئی ہے، اور اشارہ جائز ہے کہ وہ تاریخ کی کتابوں میں ہے لیکن اُسے مؤمن کے ساتھ متصف نہیں کیا تو غور کریں۔

[2] اصل میں ''دارابجرد'' ہے اس میں بھی تصحیف ہے اور تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ''دارابجرد'' اس کو ''دارا بن بھمن'' نے بنایا تھا۔ اور دارا بن دارا نے شہر ''دارانوا'' بنایا تھا، یہ وہی شہر ہے جس کا آج ''دارا'' نام رکھا گیا ہے۔ اِس نے اُس کو بھی آباد کیا جیسا کہ طبری نے اپنی تاریخ ج ۱ ص ۴۰۹ میں ذکر کیا ہے۔

[3] اصل میں ''اشج بن شحیان'' ہے۔

[4] طبری نے اپنی تاریخ ج ۱ ص ۴۱۵ میں ذکر کیا ہے، بڑے بڑے بادشاہوں کے تذکرے میں جنہوں نے ۲۶۶ سال حکمرانی کی۔

[5] اسی طرح تاریخ طبری میں ہے اور اصل میں اسی طرح ''اردشاہ بن بابکان'' ہے۔

[6] اسی طرح تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ملک / بادشاہ ''اہتبوذ'' نے قتل کیا جسے عظیم سمجھا جاتا تھا اور جس کی پوجا کی جاتی تھی اور بادشاہ ''بندو'' اور ''اردوان'' اور انہوں نے اپنے ساتھیوں میں سے اکثر کو قتل کردیا، رجوع کریں تاریخ طبری کا ج ۱ ص ۴۷۸ تا ۴۷۹

پھر ''سابور بن اردشیر'' نے بادشاہت سنبھالی۔ اُس نے ۳۰ سال حکومت کی، اور تین شہر بنائے اور ان کے نام ''شاہشاہ، مرد، بردشابور'' رکھے۔ اُس نے اپنی حکومت کے تیرھویں سال ''زنادقہ'' سے جہاد کیا۔

پھر ''بخت نصر''[1] نے حکومت سنبھالی تو اُس نے ۸۷ سال حکومت کی۔ اس نے اپنی حکومت کے تیرھویں سال میں بیت المقدس پر قبضہ کرلیا۔ یہودیوں کو قتل کردیا، ان کے ۷۰ آدمیوں کو مار ڈالا۔ اس نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے دین کے خلاف لڑائی کی، اور بیت المقدس کو تباہ کیا۔ یہودیوں میں سے جو بھی باقی بچا تھا تمام کے تمام دوسرے ملکوں میں فرار ہوگئے۔

پھر ''ھرمز بن بخت نصر''[2] نے حکومت پر قبضہ کرلیا۔ کافر پلید تھا، اُس نے ۱۰ سال اور ۲۰ دن حکومت کی، یہ ایسا شخص تھا جسے جسمانی لحاظ سے خوب طاقت سے نوازا گیا تھا، اور آفات سے بھی بچا ہوا تھا، وہ لعنتی اور ظالم آدمی تھا، یہ وہی شخص تھا جس نے ''دانیال'' کے بارے میں حکم دیا تھا کہ اُسے کنویں میں ڈال دیا جائے، اور اُس کے ماننے والے گروہ کو بھی۔ اور انہیں ہر قسم کا عذاب دیا گیا۔[3]

پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کو بچایا اور انہیں اپنی جنت میں داخل کیا، اور مثالیں اپنی کتاب میں بیان کیں:

قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ ۙ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ ۙ﴿۵﴾ اِذۡ هُمۡ عَلَيۡهَا قُعُوۡدٌ ۙ﴿۶﴾ وَّهُمۡ عَلٰى مَا يَفۡعَلُوۡنَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ شُهُوۡدٌ ؕ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوۡا مِنۡهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ ۙ﴿۸﴾ (سورۃ البروج: ۴ تا ۸)[4]

''کہ خدا کی مار ہے اُن خندق (کھودنے) والوں پر۔ اُس آگ والوں پر جو ایندھن سے بھری ہوئی تھی۔ جب وہ اُس کے پاس بیٹھے تھے۔ اور وہ ایمان والوں کے ساتھ جو کچھ کر رہے تھے۔ اُس کا نظارہ کرتے جاتے تھے۔ اور وہ ایمان والوں کو کسی اور بات کی نہیں صرف اس بات کی سزا دے رہے تھے کہ وہ اُس پر ایمان لے آئے تھے جو بڑے اقتدار والا بہت قابل تعریف ہے۔''

---

[1] اسی طرح انہیں شمار کیا جاتا ''بخت نصر'' فارس کے بادشاہوں میں سے، غور کریں۔

[2] اسی طرح ''البحار'' میں ہے: ''مھرویہ بن بخت نصر'' اور کمال الدین میں ''مھرقیہ'' ہے۔

[3] ہمارے لئے واضح ہے کہ سیرت کی کتابوں میں ''اُرخ'' ہے اور تاریخ کی کتابوں میں بھی، بخت نصر کے قصہ اور دانیال کے قصہ میں شدید اختلاف ہے، اور مختلف اقوال ہیں، البحار ج ۱۴ ص ۳۵۵، اور ابن الاثیر کی الکامل ج ۱ ص ۱۰۴ اور طبری نے اپنی تاریخ ج ۱ ص ۳۸۷ میں رجوع کریں۔

[4] سورۃ البروج ۴ تا ۸ میں کہتا ہوں کہ ابن منادی اس آیت شریفہ کی تفسیر میں منفرد ہیں، غور کیجئے۔

پھر ''بھرام بن ھرمز'' بادشاہ بنا۔ اس نے ۶۳ سال ۱۳ ماہ ۴ دن[1] تک بادشاہت کی۔ ان کا دورِ حکومت نرم، عیش وعشرت کا دور تھا، اُس نے زمین کو اور شہروں کو آباد کیا، اور لوگوں کے شر سے پاک کیا، اللہ تعالیٰ اس وقت علم بھی سکھاتا تھا اور اُس کو روشنی سے منور بھی کرتا تھا، ''ملیخا'' کے وارثین کے پاس ان میں سے جو مومن لوگ تھے جو اُس کے وارث تھے۔

پھر نرسی بن بہرام'' نے بادشاہت سنبھالی تو اُس نے ۷ سال حکمرانی کی، اُس کے دور میں رسولوں کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور یہ وحی کے انقطاع کا وقت تھا۔

پھر ''یزدجرد بن سابور''[2] نے حکومت سنبھالی تو اُس نے ۲۱ سال ۵ ماہ ۲۷ دن حکومت کی۔

پھر ''بہرام جور'' نے حکومت کی تو اُس نے ۲۶ سال ۶ ماہ ۲۸ دن حکومت کی۔

پھر ''یزدجرد بن بہرام'' نے حکومت سنبھالی، اس نے ۱۶ سال ۸ ماہ ۲۰ دن بادشاہت کی۔

پھر ''فیروز بن یزدجرد''[3] نے حکومت سنبھالی اور اس نے ۲۷ سال حکومت پر قبضہ جمائے رکھا اور اُس نے ۲ شہر بسائے۔ اُن میں سے ایک ''کسکر'' اور اس کا نام رکھا ''باذان''۔[4]

پھر قباد بن فیروز نے بادشاہت سنبھالی تو اُس نے ۴۵ سال تک حکومت کی، اور اس نے ایک شہر بسایا جس کا نام ''حلوان'' تھا، کیونکہ وہ اُس کے سینے میں گھر کر گیا تھا، اور ایک اور شہر بنایا باجرمی[5] کی زمین میں اور اس کا نام ''حیانسون'' رکھا۔

پھر ''کسریٰ بن قباذ'' نے حکومت سنبھالی اس نے ۴۶ سال ۸ ماہ حکومت کی اور اُنہوں نے بھی ایک

---

[1] اسی طرح تاریخ کی کتابوں میں ''تین سال'' ہے، جسے المسعودی نے ''مروج الذہب'' ج ۱ ص ۲۷۱ میں، اور طبری نے اپنی تاریخ ج ۱ ص ۴۸۸ میں ذکر کیا ہے۔

[2] اصل میں ''برداجو'' ہے اور یہ تصحیف ہے، تاریخ کی کتابوں میں دوسرے بادشاہوں کا تذکرہ اس سے قبل کیا جاتا ہے، مراجعت کریں، مروج الذہب مسعودی کی ج ۱ ص ۲۷۸، اور الکامل لابن الاثیر ج ۱ ص ۲۲۸

[3] المسعودی نے المروج ج ۱ ص ۲۸۹ میں کہا ہے، اس کے بعد ہرمز بن یزدجرد نے حکمرانی کی، اس کے بھائی فیروز سے اس کا جھگڑا ہوگیا تو اُس نے اس کو قتل کر دیا اور خود بادشاہت کا مالک بن گیا۔

[4] طبری نے اپنی تاریخ میں کہا ج ۱ ص ۵۱۳، یہ کہ فیروز نے حکم دیا تھا کہ شہر کو سرسبز وشاداب کیا جائے اور اُس کا نام ''رام فیروز'' رکھا، ان میں سے جرجان اور باب صول المدینہ کے درمیان اور اس کا نام رکھا ''روشن فیروز'' اور آذربائیجان کے کونے میں ایک شہر بسایا ''شہرام فیروز'' رکھا، اور یاقوت نے معجم البلدن ج ۱ ص ۳۱۸ میں 'باذان فیروز'' کہا ہے۔ فارس کے بادشاہوں میں سے ایک فیروز نے اُس کو پروان چڑھایا۔

[5] یہ جزیرہ کی سرزمین سے ''رقہ'' کے قریب ''بلیخ'' کے علاقہ جات کی ایک بستی ہے جس کا ذکر ''یاقوت'' نے معجم البلدان ج ۱ ص ۳۱۳ میں کیا ہے۔

شہر بسایا جس کا نام ''بابجر دحر'' رکھا اور یہی ''مدائن'' ہیں اور یہ وہی بادشاہ ہے جس نے ایک خندق[1] کھدوائی کہ کوئی عرب عراق کی سرزمین میں داخل نہ ہو، اور وہ پہلے بادشاہ ہیں جس نے پاسپورٹ کا نظام وضع کیا، اِسی لئے کہ اہلِ کتاب کی طرف سے اس کو یہ بات پہنچی تھی کہ انہوں نے (اہلِ کتاب) نے کہا تھا کہ عرب لوگ چاہتے ہیں کہ وہ زمین میں بسنے والوں کو ہلاک کر دیں گے۔

پھر ''ھرمز بن کسریٰ'' بادشاہ بنا اُس نے ۱۲ سال حکومت کی، اُس وقت اللہ تعالیٰ نے زمین میں ''بحیرا الراھب'' کو حاکم بنا دیا۔

پھر ''شیرویہ بن کسریٰ'' نے حکومت سنبھالی ۸ ماہ تک حکمران رہا۔

پھر ''بنت کسریٰ'' بادشاہ بنی، ۱۴ ماہ کے لئے۔[2]

پھر ''یزدجرد'' بادشاہ بنا اس نے ۶۴ سال[3] حکومت کی جہاں تک کہ فتنے طول پکڑ گئے اور وحی کا سلسلہ رک گیا، زمین میں کفر ظاہر ہونے لگا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ لوگ انتقام کے مستحق ٹھہرنے لگے، جبکہ انہوں نے دین کا مطالعہ بھی کیا ہوا تھا، اور نماز بھلا دی گئی، چور اور فسادی، ڈکیٹ لوگوں کی کثرت ہونے لگی، لوگ ظلم و جور میں مبتلا ہونے لگے، مختلف متشابہ ادیان و مذاہب میں اور مخلوط راستوں میں بٹ گئے، لہٰذا اُس نے ان تمام صدیوں کا صفایا کر دیا اور اُس سے اہم بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہوا اگرچہ مشرک لوگ اس سے کتنی ہی نفرت کرتے ہوں۔[4]

اس وقت ''دفیھس'' نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں جو کچھ اس کتاب (یعنی قرآن کو) کو اپنے پاس بھی پایا۔ اس (تورات) میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی بیشک اُسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کتاب کو نازل کیا گیا۔ بیشک آپ وہی ہیں جس کا ہم نے تورات میں نام پایا، ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے نہیں ہٹیں گے جب تک کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لے آئیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ہر اس چیز پر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تیرے رب

---

[1] اسی طرح اور ظاہری طور پر اس سے مراد ''الخندق'' ہے۔

[2] اس نے حکومت ایک سال چودہ ماہ کی یہ ''کسریٰ ابرویز'' کی بیٹی تھی اسکا نام ''آزرمی دخت'' تھا جس کا ذکر المسعودی نے مروج الذھب ج۱ ص ۳۱۰ میں کیا ہے۔

[3] اسی طرح المسعودی نے ''مروج الذھب ج۱ ص ۳۱۱ میں کہا، اس کی حکومت تھی یہاں تک کہ وہ ''مرو'' مقام پر ''خراسان'' کے شہروں میں سے ایک ہے بیس سال اور یہ سات سال اور خلافت عثمانی کا نصف دور گزرنے تک رہا۔

[4] اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف اشارہ سورۃ توبہ آیت نمبر ۳۳ اور سورۃ صف آیت نمبر ۹

نے نازل کی ہے۔

وہ نہ ہٹے، یہاں تک کہ مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے:

”تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہمیں دنیا میں فوت نہ کیا یہاں تک کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان سے نوازدیا۔“[1]

بے شک ہم نے یہ حدیث اس لئے تحریر کی ہے کیونکہ اس میں گزشتہ بادشاہوں کا تذکرہ ہے چونکہ اس میں ہر ایک اپنے زمانے میں جس نے اس کی مخالفت کی تھی اور ان کا مقابلہ بھی کیا اور انبیاء ورسل اور کبار مشرکین کے درمیان جو اختلافات جاری رہے، اگر ہم اس کا تذکرہ کرتے تو یہ طوالت اختیار کرلیتا، جبکہ ہمیں اس کا ذکر کرنے کا کوئی رستہ بھی نظر نہ آتا تھا۔ ہم اُتنی بات لائے جتنی اِس (خبر) یعنی حدیث میں آئی تھی اور اُن کو علم تھا یعنی وہ جانتے تھے کہ کافروں کے ہر فرقے کے درمیان جاری نہ منقطع ہونے والا فتنہ وفساد جاری ہے اور رُسل، پیغمبر، انبیاء اور ان کی امتیں پوری کوشش کرتی رہیں اور دین میں اُن کی مخالفت سے شدید مشکلات تھیں، ہم نے (اس خبر) سے زیادہ کچھ نہ پیش کیا کیونکہ اس میں جو کچھ بھی موجود ہے کافی ہے اور ہم نے اس کو بنایا۔

[1] اسی طرح الصدوق نے ”کمال الدین“ ج۱ ص ۲۲۴ حاشیہ ۲۰ میں اپنی سند ابورافع سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک میں روایت ہے اور ”البحار“ ج ۱۴ ص ۵۱۵ حاشیہ ۴ میں۔

(۴)

سیاق کلام سطیح المخبر[1]

’’مخبر سطیح کے کلام کا بیان‘‘

جو ہم نے بڑے بڑے لوگوں کی ہلاکت کے بارے میں ذکر کیا ہے جس سے اسلام کا تعین ہوتا ہے۔

۱۰/۱: یہ وہی تھا جس میں، میں نے سلیمان بن (بنت)[2] شرحبیل الدمشقی، اس نے اسماعیل[3] سے خبر دی، یہ کہ اس نے ان کو بیان کیا یحییٰ بن ابی عمرو الشیبانی سے، وہ عبداللہ بن الدیلمی سے روایت کرتے ہیں۔

تو انہوں نے کہا ایک آدمی ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ آیا۔

کہنے لگا: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ آپ ’’سطیح‘‘ کا تذکرہ کرتے ہیں۔

اور آپ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی کو بھی اس کے مشابہ پیدا نہیں کیا۔

اس نے کہا: جی ہاں، بے شک اللہ تعالیٰ نے ’’سطیح‘‘ کو ’’گوشت کی شکل میں‘‘[4] ایک لکڑی کے تخت پوش پر پیدا کیا، اُسے اٹھایا جاتا جہاں کوئی چاہتا اٹھا کر لے جاتا، اس میں کوئی ہڈی اور پٹھے نہ تھے، سوائے کھوپڑی کے اور دو ہاتھوں کے۔ اور وہ اپنے پاؤں اپنے گریبان تک لپیٹ لیتا تھا جیسا کہ کپڑا لپیٹا جاتا ہے اس میں کوئی چیز ایسی نہ تھی کہ حرکت کرتی ہو سوائے اس کی زبان کے۔

---

[1] وہ کاہنوں میں سے ایک تھا اور اس کا نام ’’ربیع بن ربیعہ بن مسعود بن مازن بن غسان‘‘ تھا، اس کا نام ’’سطیح‘‘ اس لئے رکھا گیا، کیونکہ وہ زمین پر پڑے ہوئے ایک ٹکڑے کی طرح تھا گویا کہ وہ زمین پر ایک سطح ہی ہے، ’’وھب بن منبہ‘‘ سے روایت ہے انہوں نے کہا ’’سطیح‘‘ کے لئے کہا گیا کہ تیرے پاس علم کہاں سے آیا، تو اس نے جواب دیا کہ میرے جنّ کا ایک ساتھی ہے جس نے آسمان کی خبریں ’’طور سینا‘‘ سے اس وقت سنیں جب اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا، تو وہ مجھے بھی بتا دیتا جو انہیں وہاں سے حاصل ہوتا تھا مزید اس کی شان اور اخبار کے بارے مین سیرت ابن ھشام ج ۱ ص ۱۵ تا ۱۸، دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۱۲۷ تا ۱۲۹ میں رجوع کریں۔

[2] ہم نے اس کو شامل کیا ہے، اور وہ صحیح بھی ہے، اور اصل میں ’’شرحیل‘‘ ’’شرحبیل‘‘ کی جگہ ہے اور وہ تصحیف ہے، اور جس کی ترجمانی سیر اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۱۳۶ رقم ۵۰ میں کی گئی ہے۔

[3] وہ اسماعیل بن عیاش جیسا کہ سلیمان کے ترجمہ میں پہلے ہی مذکور ہے۔

[4] گوشت جو تخت پر رکھا ہے جو زمین سے لکڑی اور چٹائی کے اوپر تخت پر رکھ کر بچایا جاتا ہے۔

جب وہ مکہ کی طرف جانا چاہتا تھا تو اس نے اپنے چہرے کو مکہ کی طرف اٹھایا، تو اُسے مکہ لایا گیا اس کے پاس قریش کے چار افراد گئے، عبد شمس، عبد مناف (قصیٰ کے دو بیٹے)، اخوص بن مہر، عقیل بن ابی وقاص، تو یہ غیر نسب کی طرف منسوب کئے جاتے تھے کہنے لگے ہم ''جمح'' کے لوگ ہیں، جب ہمیں آپ کے آنے کی اطلاع ملی تو ہم آپ کے پاس آئیں ہیں اور ہم نے دیکھا ہے کہ آپ کی آمد آپ کا حق اور فرض ہے۔

تو عقیل نے اسے ھندی صحیفہ اور ردینی قناۃ[1] یعنی تیر تحفہ میں دیئے، اور گھر کے دروازے پر اُسے رکھ دیا گیا تاکہ یہ دیکھا جاسکے کہ ''سطیح'' ان کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں؟

تو وہ کہنے لگا: اے عقیل! اپنا ہاتھ مجھے پکڑائیے اس نے اُس کو پکڑا اور کہنے لگا:

''اے عقیل! اور خفیہ دنیا اور خطاؤں کو معاف کرنے والا، اور تعمیر کعبہ، آپ نے ''تحفہ ھندی صحیفہ اور ردینی تیر'' دے کر ظلم و زیادتی کی ہے، تو عقیل نے کہا تو نے سچ کہا۔''

پھر اس نے کہا: اور خوشیاں، قوس قزح اور باقی تمام خوشیاں اور تر اور خشک کھجوریں۔ اور کوا بیشک جب گزرتا ہے تو وہ دائیں سے بائیں جاتا ہے۔[2] اور اُسے خبر دی کہ قوم ''جمح'' کے علاقہ سے نہیں اور بے شک ان کا نسب بھی ''ذی بطح'' قریشی خاندان سے ہے۔

تو وہ کہنے لگے اے ''سطیح''! آپ نے سچ کہا ہم شہری ہیں، ہم آپ کے پاس آئیں ہیں تاکہ ہم آپ کی زیارت کریں، جو بھی آپ کے علم کے بارے میں معلوم ہوا ہے تو آپ ہمیں خبر دیجئے اسکے بارے میں کہ ہمارے زمانے میں کیا ہوگا اور اس کے بعد کیا ہوگا، اگر آپ کے پاس (اس کے بارے میں) کچھ علم ہے۔

تو اس نے کہا: اب تم نے سچ کہا، مجھ سے اور خدا کے الہام سے حاصل کرلو، اب تم اے عرب کے گروہ! ایک ہی وقت میں ہو، تمہاری بصیرت اور غیر عرب یعنی عجمیوں کی بصیرت کا تمہیں نہ کوئی علم ہے اور نہ ہی سمجھ، عنقریب ضرور بضرور تمہارے پیچھے سے ایک مخلوق[3] اٹھے گی، وہ علم کی مختلف اقسام تلاش کریں گے، بتوں کو توڑیں گے اور (یاجوج ماجوج)[4] کی دیوار کو توڑنے تک بھی پہنچے گے اور غیر عربوں کو ہلاک کریں گے، (اور وہ مالِ غنیمت طلب کریں گے)۔[5]

---

[1] برابر سیدھا تیر۔ اور الردینی: تیر ردینہ کی طرف منسوب ہے، یہ ایک عورت تھی جو تیر سیدھے کرنے میں مشہور تھی۔

[2] پرندہ اڑا: بائیں سے دائیں طرف اڑ کر گزرا۔

[3] الدھم کا معنی مخلوق

[4] ہم نے اصل میں اس کو ظاہر کیا ''البردم''، اور ''الردم'' کا معنی ہے دیوار یاجوج و ماجوج کے درمیان، القاموس المحیط ج ۴ ص ۱۲۰

[5] الجمار سے ہے۔

انہوں نے کہا: اے سطیح! اور ان میں سے کون لوگ ہوں گے؟

اس نے کہا: ستونوں والا گھر، امن وسکون اور سلامتی والے باشندے، اور تمہارے بعد دو بچے یا اولاد پروان چڑھے گی۔ جو بتوں کو توڑیں گے اور شیطان کی عبادت کا انکار کریں گے اور رحمٰن کو ایک مانیں گے، اور دین پر عمل پیرا ہوں گے، بنیادوں کو بلند کریں گے، اور اندھوں کو شفاء دیں گے[1]

انہوں نے کہا: اے سطیح! وہ کس نسل سے ہوں گے؟

تو اس نے کہا: وہ محبت و پیار کرنے والے شریف ترین، اور ہزاروں میں سے چُنے ہوئے یا شمار کئے ہوئے، اور غیر مستحکم یعنی لمبے مگر خمار ریت کے ٹیلے پر رہنے والے، اور بہت زیادہ دُگنی تعداد میں، عبد شمس اور عبد مناف میں سے ہزاروں پیدا ہوں گے، ان میں اختلاف بھی ہوگا۔

تو انہوں نے کہا: اے بد بخت، اے سطیح! اس کے بارے میں تم ہمیں یعنی اس کے علم کے بارے میں بتاتے ہو، یہ کس ملک سے نکلے گا؟ تو اس نے کہا اور باقی ابدی ہے اور ایک طویل وقت کے لئے، اس ملک سے نکلنے کے لئے راست بازی کی رہنمائی کریں گے راحت اور بہتان کو مسترد کر دیں گے اور اس کو ہمارے رب کی عبادت سے روکیں گے۔ اور ہمارا رب تو وہ ہے جس کی اکیلے کی عبادت کی جاتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ اسے لے جاتا ہے مقامِ محمود میں اور دین سے وہ کھو گیا، اور آسمان میں یعنی جنت میں گواہی دی جائے گی، تو اس کا حکم دوست کے پیچھے ہوگا، اگر وہ فیصلہ کرتا ہے یعنی جب صدوق کوئی فیصلہ کرے گا اور حقوق بھی پورا کرے گا اور اس میں نہ کوئی اختلاف اور بہتان ہوگا۔

اس کے بعد حنیف یعنی یکسو، پاکیزہ، تجربہ کار، عقلمند آدمی کو قبول کرے گا[2]

پھر اس کے بعد مصنف ہے، جو اس میں سے سب سے عقلمند، پتلا، نحیف اور یکسو ہے۔

پھر اس کے حکم کی رائے کو جمع کرنے والا تعیل کرے گا، جو تجربہ کار ہوگا، ایک گروہ اور ایک مجمع اس کے گرد جمع ہوگا، ایک طوائف کو مار ڈالے گا اور ناجائز طور پر اس سے زیادتی کرے گا، اور اس کو لعن طعن کرے گا، اس کی خباثت[3] کی وجہ سے اس کے لئے مرد مبلغین اٹھیں گے۔

---

[1] اسی طرح اور ممکن ہے کہ ''یشفون'' ہو یعنی وہ شفا دیتے ہیں۔

[2] اخبار میں مشہور ہے خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اتھارٹی سے آپ کا قول ''اگر علی رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے'' اور آپ کا یہ بھی قول ''نہیں ہے کوئی مخصمہ یا الیہ مگر ''ابوالحسن'' اسی کے لئے ہیں۔''

[3] اس کو طعن لعن کی اور عادت یعنی خباثت

پھراس کے بعد (امین ناصر) بھی اس کی پیروی کرے گا اور یہ رائے بڑی مضبوطی سے ملائے گا۔

پھراس کے بعد ایک شخص آتا ہے جو ناشکرا ہوگا[1] وہ مدائن عساکر میں ظاہر ہوگا۔

پھراس کے بعد اس کا بیٹا اس کی پیروی کرتا ہے وہ زیادہ جمع کرے گا اور اس کی کم تعریف ہوگی، وہ مال حاصل کرے گا اور اکیلا ہی کھالے گا اس کے بعد اپنے جانشین کے لئے زیادہ مقدار میں مال بنائے گا۔

پھر متعدد بادشاہ آئیں گے جن میں مذمت، بہتان، بغیر شک وشبہ سے بیان کی گئی ہے۔

پھراس کے بعد غریب مخلوق الحال کا دور آئے گا وہ ان کو ایسے روندے گا جیسے کپڑے کو روندا جاتا ہے۔[2]

پھر وہ آئے گا جو فیصلہ کرے گا مخلوق کا اور مصر کو بنائے گا، زمین کو ایک بڑے افتتاح سے فتح کرے گا۔

پھر چھوٹے قد والے کا حکم چلے گا، جس کی پیٹھ پر نشانی ہوگی، اور وہ سلامتی میں مرے گا۔

پھر ایک قلیل یعنی چھوٹا چالاک آئے گا جو زمین میں اُترے گا اور اثر چھوڑے گا۔

پھراس کے بعد دنیا میں تکبر کرنے والا اور نوازا ہوا نعمتوں والا محلج آئے گا، اس کے ساتھی اس کا پیچھا کریں گے اور اس کی طرف بڑھیں گے اور اُسے (حکومتی خلعت) سے معذور کردیں گے، اور وہ بادشاہ کو پکڑ کر مار ڈالیں گے۔

پھراس کے بعد ساتویں جہت کے بعد بادشاہ کھوئی ہوئی جگہ چھوڑ دے گا، بادشاہ ہر بھوک لگی ہوئی نسل میں پھوٹ ڈالے گا، پھر بادشاہ کو ہر دو چوہوں کی طرف مائل کیا جائے گا، اور وہ بے چین لوگوں کی پالیسی پر عمل کرے گا، وہ ''نزار'' کو ''قحطان'' میں کر کے روندے گا۔ اگر دمشق میں بلسان اور لبنان کے درمیان ملے گا، اور یمن کو اس وقت دو حصوں میں تقسیم کردے گا، ایک اس شکل یافتہ طبقے میں اور مسترد شدہ زمرے میں، آپ ایک بھوکا یا اپاہج بچہ اور ایک ہلاک ہونے والا قیدی نظر آئے گا، جو ''فرات'' اور ''دجیلول''[3] کے درمیان جکڑا ہوا، اس وقت پھر گھر تباہ کردیئے جائیں گی، یتیم اور بیواؤں کو لوٹ لیا جائے گا، اور حاملہ خواتین کے حمل گرا دیئے جائیں گے، زلزلے آنے لگیں گے، خلافت کا جلدی مطالبہ کیا جائے گا، اور اس سے نزار کو دور کیا جائے گا

---

[1] منکر کی جمع مناکر ہے یعنی وہ ایسا آدمی جس کے قول وفعل میں اللہ تعالیٰ کی رضا نہ ہو۔

[2] یہ کپڑے کی اس قسم سے ہیں جس کپڑے کی روئی کو دُھنکا جاتا ہے۔

[3] اسی طرح بس۔

اور ہمارے ہاتھوں میں غلام اور بدکار لوگ ہوں گے، پسندیدہ اور نیک لوگوں کو دور رکھا جائے گا، لوگ بھوکے ہوں گے اور قیمتیں بڑھا دی جائیں گی۔

اور گھروں کے گھر خالی ہوں گے، ہر طاقت ور شخص کو قتل کر دیا جائے گا، دریاؤں کے اکٹھا ہونے کے وقت نہ ان کو نیند نفع دے گی اور نہ ان کو سکون ہوگا۔

پھر تیر انداز آئیں گے وہ پیادوں پر چڑھائی کریں گے، جھڑپیں لگانے والوں کو مارنے کے لئے، محافظوں کو قید کر دیا جائے گا، بہادروں کو ختم کر دیا جائے گا، اس وقت پانی خشک ہو جائے گا، پلوں کو کاٹ دیا جائے گا، صرف وہی لوگ جو بحر کے جزیروں کے درمیان ہوں گے محفوظ رہیں گے۔ عربی نسل لوگ غالب آئیں گے ان میں سے کوئی شریف النفس نہ ہوگا، اہل فسق و فجور اور اہل شک لوگوں پر، مشکل وقت میں اگرچہ یہ ننگے پاؤں بھی قوم کے لئے ہوں پھر بھی موت کوئی فائدہ نہ دے گی۔

پھر وہ کہنے لگے: پھر وہ کیا چیز ہوگی اے سطیح؟

اس نے کہا: پھر یمن سے ایک آدمی سفید رنگ کا رسّی کی طرح سفید ظاہر ہوگا، جو صنعاء اور عدن سے نکلے گا جس کو "حسین" یا "حسن" کہا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے فتنہ کو ختم کرے گا۔[1]

۲/۱۱: بیان کیا مجھ کو ابو محمد بن فرج النحوی نے اس نے کہا: خبر دی علی بن حرب الطائی الموصلی نے، اس نے کہا: خبر دی یعلی بن عمران ابو ایوب العجلی نے[2] اس نے کہا: بیان کیا مجھ کو مخدوم بن ہانئ المخزومی نے، وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں۔ "اور ان کی عمر ۱۵۰ سال تھی۔" اس نے کہا:

"جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس رات ایوان کسریٰ[3] کانپنے لگا۔ اور اس کی چودہ بالکونیاں گر گئیں اور فارس کی آگ بجھ گئی، جسے ایک ہزار سال سے قبل بجھایا نہیں جا سکا تھا۔ اور "ساوہ" جھیل خشک ہو گئی، اور "الموبذان" نے بڑی مشکلات کو دیکھا جس

---

[1] اس کا درمیانی حصہ السمارج ۱۵ ص ۲۱۷ حاشیہ ۳۴ میں الخرائج ج ۱ ص ۱۲۷ حاشیہ ۲۱۲ سے اسی جیسا نکالا۔

[2] اسی طرح ابن الجوزی نے اسے روایت کیا المنتظم میں اسی سند سے، خبر دی ہم کو عبد الوہاب بن المبارک الحافظ نے، اس نے کہا خبر دی ہم کو ابو القاسم عبد الواحد بن علی بن محمد بن فہد العلاف نے، اس نے کہا خبر دی ہم کو ابو الفرج محمد بن فارس الغوری نے، اس نے کہا خبر دی ہم کو ابو الحسین علی بن احمد بن علی بن ابی قیس نے، اس نے کہا خبر دی ہم کو ابو بکر بن ابی الدنیا نے، اس نے کہا خبر دی ہم کو علی بن حرب نے، اس نے کہا خبر دی ہم کو یعلی بن عمران البجلی نے اس جیسا۔

[3] بنیاد ہل گئی یعنی حرکت کرنے لگی اور ہلنے لگی اور اس کی آواز بھی سنی گئی۔

کی قیادت[1] عرب کے بڑے بڑے لوگ گھوڑوں کے ساتھ کر رہے تھے اور ''دریائے دجلہ کو عبور کرلیا گیا اور اپنے ملک میں پھیل گئے۔''

جب کسریٰ نے دیکھا تو اس نے دیکھ کر گھبراہٹ محسوس کی، تو اس نے حوصلہ سے صبر کیا، اور پھر اس نے گمان کیا کہ اسے اپنے وزراء اور سیکرٹریز سے (اس بات کو چھپانا نہ چاہئے) تو اس نے اپنا تاج پہنا اور اپنے تخت پر بیٹھا اور انہیں جمع کیا اپنے پاس۔

جب وہ اس کے پاس اکٹھے ہوگئے تو ان کو اسنے خبر دی کہ اس کی طرف مبعوث کیا گیا ہے ایک ایسی شخصیت کو، اُسی دوران ان پر ایک خط وارد ہوا یا آیا جس میں آگ کے بجھائے جانے کی خبر تھی، انہوں نے اپنا غم اپنے غم میں مزید بڑھا دیا۔

تو ''الموبذان'' نے کہا اور میں نے ''اللہ بادشاہت کی اصلاح کرے'' اس رات دیکھا اور اس نے اونٹوں کے بارے میں ایک خواب کا قصہ بیان کیا، تو اس نے کہا اے موبذان! یہ کیا چیز ہوگی؟

اور وہ انکے بارے میں زیادہ جانتا تھا، تو اس نے کہا ایک حادثہ عرب لوگوں کی طرف سے ہوگا۔

اس پر انہوں نے النعمان بن المنذر کے پاس لکھا:

''بادشاہوں کے بادشاہ کسریٰ سے النعمان بن المنذر کی طرف۔''

اس کے بعد اس نے میری طرف ایک ایسے شخص کی توجہ دلائی جو عالم تھا اس بات کی طرف جو میں اس کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا۔

تو اس نے عبدالمسیح بن عمرو بن قیس بن حیان بن بقیلہ[2] کو اس کی طرف بھیجا تو جب وہ اس کے پاس آیا اسے کہنے لگا کہ کیا آپ کے پاس وہ علم ہے جس کا میں آپ کو سوال کرنا چاہتا ہوں، اس نے کہا اگر اس کا مجھے علم ہو تو بادشاہ مجھے بتلادے، ورنہ میں اس کو بتادوں گا کہ کون جانتا ہے اس کے بارے میں؟

تو اس نے جو کچھ دیکھا اس کو بتادیا، پھر اس نے کہا: اس آدمی نے یہ علم میرے کزن سے حاصل کیا، جو شام کے مضافات[3] میں رہتا تھا، اسے سطیح کہا جاتا ہے، اس نے کہا: تو اس کے پاس جا اور اُسے پوچھ کہ میں

---

[1] اصل میں وہ اس کی قیادت کرتا ہے۔

[2] اسی طرح المختصر ج ۴ ص ۱۰۰ میں ہے، اور اس نے کہا: بقیلہ نام ''ثعلبہ'' ہے اور یہ بھی کہا گیا: ''الحارث'' ہے، اور بقیلہ اس لئے نام رکھا گیا کیونکہ وہ اپنی قوم پر دو سرسبز چادروں کے ساتھ نکلا تو لوگوں نے کہا تو تو ''بقیلہ'' ہے، اور عبدالمسیح نے ۳۵۰ سال زندگی بسر کی اور وہ عیسائی تھا، اور بات ختم ہوگئی اور اصل میں ''عبدالمسیح بن عمرو بن حیان بن نفیلہ الغسانی'' ہے۔

[3] اصل میں مشارق ہے جسے اطراف یا مضافات کہا جاتا ہے۔

تجھ سے کیا پوچھنا چاہتا تھا؟ اس کا جواب میرے پاس لے آؤ۔

تو عبدالمسیح اپنی اونٹنی پر سوار ہوا یہاں تک کہ سطیح کے پاس آیا۔ اور وہ موت کے کنارے پر تھا، اس نے سلام کہا اور سطیح نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا[1] اور عبدالمسیح اشعار پڑھنے لگا[2] (جن کا ترجمہ درج ذیل ہے):

"کیا وہ بہرہ یا وہ یمن کا سردار ہے جو تجسس سن سکتا ہے...... یا وہ فاد ہے جو بہادری میں، قتال میں تمام سے آگے نکل گیا ہے۔[3]

اے عادات وخصائل[4] کو توڑنے والے کیا تو تھک گیا ہے اُس سے جو تکالیف کو دور کرنے والا ہے اس چہرے سے جو ٹہنی کی طرح خشک ہو چکا ہو۔

کیا آپ کے پاس آل سنان سے ایک بوڑھا آدمی آیا ہے جن کی ماں آل ذئب بن حجن سے ہے۔

جس کے کان نیلگوں ہیں سفید اور ڈھیلا لباس اور جسم بھی ڈھیلا ہے۔

ایک قاصد جس کے بارے میں کہا گیا کہ غیر عربوں کو ٹھہراؤ کے ساتھ چھوڑ دیا جائے وہ سراسر تکبر کے ساتھ زمین میں گھومیں گے۔

تُو مجھے ایک سخت زمین سے اٹھاتا ہے اور پھر نیچے سخت زمین[5] میں گرا دیتا ہے جسے نہ تو گرج سے ڈر لگتا ہے اور نہ ہی وقت اور زمانہ کے شکوک وشبہات سے۔

یہاں تک کہ وہ آجائے میرے ننگے بدن اور کپاس کے پہنے ہوئے کپڑوں میں جسے ہوا نے لپیٹ لیا ہو نرم نرم مٹی[6] پر گویا کہ وہ میرے پیٹ سے نکلا ہے۔

جب سطیح نے اس کے اشعار سنے تو اس نے اپنا سر اٹھایا اور کہنے لگا کہ عبدالمسیح مسیح کے اونٹوں پر، جو سطیح کی طرف اُترتا ہے اور اُس نے مکمل صراحت سے کام کیا ہے تجھ کو بنی ساسان کے بادشاہ نے بھیجا ہے

---

[1] المنتظم میں ہے (وہ خبر دیتا ہے یا دے گا)

[2] المنتظم میں (اس نے شروع کیا)

[3] الاصل میں یہ شعر وارد ہوا اس قول کے بعد "یافاصل الخطہ" یعنی عادات کو توڑنے والا۔ اس میں تصحیف پائی جاتی ہے۔

[4] الاصل میں ہے "یافاضل الخصلہ" یعنی عاداتوں کو توڑنے والے۔

[5] الوجن سے مراد سخت زمین ہے۔

[6] البوغام سے مراد نرم مٹی ہے۔

ایوان میں زلزلہ پیدا کرنے کے لئے اور آگوں کو بجھانے کے لئے ''الموبذان'' دیکھنے کے لئے، اس نے سخت قسم کے اُونٹوں کو دیکھا جو عرب کے گھوڑوں کی قیادت[1] کررہے ہیں، انہوں نے دجلہ کو فتح کیا اور ملکوں میں پھیل گئے۔

اے عبدالمسیح! اگر تلاوت بہت زیادہ ہو اور اس میں لاٹھی کے مالک کو بھیجا ہو[2] اور وادیٔ سماویٰ بہہ گئی ہو اور ساویٰ جھیل خشک ہوگئی ہو اور فارس کی آگ بجھ گئی ہو، نہیں ہے شام ملک شام کے اندر سطیح کے لئے، ان میں سے بادشاہت قائم کریں گے مملکتوں[3] کے بادشاہ حکومت کریں گے، عظمت و بلندی کے حوالے سے متعدد بادشاہاں اور ہر آنے والی ہے جو بھی آنے والی ہے۔

پھر سطیح نے اپنی جگہ جانے کا فیصلہ کیا۔

تو عبدالمسیح اپنے گھر والوں کی طرف چلا[4] اور وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

''تو محنت کر اس میں کوئی شک نہیں کہ ماضی کے غم انسان کو پختہ کار بنا دیتے ہیں تجھے تغیر و تبدل سے یا کسی بھی قسم کی تبدیلی سے گھبراہٹ میں نہ آنا چاہئے۔

اگرچہ[5] بنی ساسان کا بادشاہ ہر لحاظ سے حد سے بڑھنے کی کوشش میں ہے لیکن زمانہ مقابلۃً مختلف اقسام کی سخت مصائب و مشکلات کا نام ہے۔

کبھی کبھار اگرچہ وہ ایک منزل و مقام ہو گئے ہیں (یعنی اپنی منزل کے حصول میں) مگر ان کا وار یعنی حملہ[6] ان شیروں کی طرح ہوتا ہے جو پہلے دعوت دیتے ہیں پھر ان کا شکار واپس نہیں جاتا۔

ان میں سے ان کے بھائی[7] عالیشان محلات والے اور حسب و نسب والے ہیں بحرام اور اس کے بھائی ھرمزان، سابور اور سابور ہیں۔

---

[1] اصل میں ہے ''تقودھا'' یعنی وہ قیادت کرتے ہیں یا کریں گے ان کی۔

[2] المنتظم میں اور عقد الدرر میں وہ ''ظاہر'' ہوا ہے۔

[3] المنتظم اور عقد الدرر میں اور بادشاہتیں یا حکومتیں

[4] المنتظم میں اس کے گھر والے

[5] المنتظم میں وہ ہو جاتا ہے۔

[6] المنتظم میں ''صولتھا'' یعنی اس کا حملہ

[7] العقد میں ''بنو'' یعنی بیٹے ہیں۔

اور لوگ نقائص کی اولاد ہیں یعنی عیبوں والی اولاد ہیں اس لئے جو فن کو جانتے ہیں اگر یہ کم ہے تو یہ تنزلی اور ویرانی ہے۔

اور وہ ایسی ماں کے بیٹے ہیں یا تو انہوں نے ایک نوجوان کو دیکھا ہے تو وہ غیب کی وجہ سے محفوظ بھی ہیں اور منصور بھی ہیں۔

اچھائی اور برائی کو ایک ہی صدی میں جوڑا گیا ہے اس لئے کہ اچھائی کی پیروی کی جاتی ہے اور برائی سے بچا جاتا ہے۔

تو جب عبدالمسیح کسریٰ کے پاس آیا اور آکر اس کو سطیح کی بات کی خبر دی۔

تو اس نے کہا: ہم میں سے چودہ لوگ بادشاہت کریں گے اور ان کے بہت سے معاملات ہوں گے۔

تو اس نے کہا: چودہ ان میں حکومت کریں گے، دس چار سالوں میں اور باقی حکومت کریں گے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ[1] کی بادشاہت تک۔

۱۲ / ۳: اور تحقیق روایت کیا محمد بن اسحاق بن بشار نے (جو کہ صاحبِ سیرت ہیں) وہ عکرمہ سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا:

"جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی، کسریٰ نے دیکھا گویا کہ اس کا ایوان ہلنے لگا، یہاں تک کہ اس کے ایوان کی بالاکونیاں گر گئیں، تو اس کے لئے یہ بڑی پریشانی کا باعث بنا، تو اس نے اپنی حکومت کے نمائندگان سے اس خواب کو چھپائے رکھا، ابھی وہ اسی حالت میں تھا کہ اس کے پاس فارس کے گورنر کی طرف سے ایک خط آیا (جس میں یہ لکھا تھا کہ) بیشک (فارس) کی آگ فلاں فلاں رات سے بجھ چکی ہے۔

اس نے اس کو چھوڑا تو اس کے پاس یمن کے گورنر کی طرف سے بھی ایک سندیس آیا کہ

---

[1] روایت کیا اس کو ابن جوزی نے المنتظم ج ۲ ص ۲۴۹ میں مذکورہ سند کے ساتھ، اور بیہقی نے دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۱۲۸ اپنی سند کے ساتھ یعنی عبدالملک بن ابی عثمان سے اور وہ الحسین التمیمی سے اور وہ الحسین بن علی بن محمد سے اور محمد بن محمد بن محمد داؤد، اور ابراہیم النصر آبادی انہوں نے کہا کہ ہمیں بیان کیا عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس نے وہ علی بن حرب الموصلی سے (اسی طرح) اور وارد کیا ابن عبد ربہ نے العقد الفرید ج ۱ ص ۲۴۴ اس سند کے ساتھ جریر بن حازم سے وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس سے (اسی طرح) اور ذہبی نے سیر اعلام النبلاء اور السیرۃ النبویہ ج ۱ ص ۴۲۔

(سماوہ وادی فلاں فلاں رات جاری ہو چکی ہے)[1]

تو اس نے غور سے دیکھا کہ یہ سارے معاملات ایک ہی رات میں جمع ہوئے ہیں، تو وہ اپنی مملکت کے تخت پر بیٹھا اور اپنے سر پر تاج پہنا اور اپنی مملکت کے نمائندگان (وزراء) کو بلا کر ان کے سامنے یہ خطوط رکھے، اور ان کو اس نے اپنے خواب بھی بتائے جو اس نے اپنے (ایوان) کے بارے میں دیکھے تھے۔ تو وہ خاموش ہو گئے اور اس کو کوئی جواب نہ دیا۔

تو الموبذان نے اس کو کہا: اے بادشاہ! کس رات میں تم نے یہ خواب دیکھا؟

اس نے کہا: فلاں فلاں رات میں۔

اس نے کہا: اے بادشاہ! میں نے اس رات خواب دیکھا جس نے مجھے پریشان کر دیا اور مجھے کافی خوف بھی محسوس ہوا۔

اس نے کہا: وہ کیا (خواب) تھا؟

اس نے کہا: میں نے عربی گھوڑوں کو دیکھا جن کی قیادت بڑے بڑے سخت اونٹ کر رہے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے دریائے دجلہ بھی عبور کر لیا اور وہ اس شہر میں پھیل گئے۔[2]

اور اس سے قبل بھی تکرار سے یہ بات ذکر کی گئی، اور دوسری مرتبہ اس کا ذکر کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں تھی، ہمیں چاہئے کہ اب ہم لکھیں جس کی اس وقت ہمیں ضرورت ہے، حضرت دانیال علیہ السلام کی کتاب کے صحیح ہونے کے حوالے سے یا اس کی صداقت کے بارے میں، کہ آپ پر کب وحی نازل کی گئی اور اس باب میں اس وقت اس کو کتنے سال لگے جس کی ہم نے انتہا کی یعنی اس باب کا اختتام کیا، اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔

---

[1] اس نے زیادہ کیا اس کے بعد اصل میں (اس نے نہیں پوچھا اس سے قبل اس کے بارے میں جس طرح کہ اس کا مقصد تھا اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ جاری ہو گئی) اور صفحہ ۷۴ پر جو لفظ تھے وہ بیان ہو چکے ہیں (اور آگ فارس کی بجھا دی گئی اور اس سے ہزار سال قبل وہ بجھی نہیں تھی اور ساوہ وادی جاری ہو چکی۔

[2] اس نے نکالا، البحار ج ۱۵ ص ۲۵۷، ۲۶۳ اور ۲۲۳ میں، الامالی سے اور اکمال الدین سے، اسی طرح مراجعت کریں۔

(۵)

سیاق المیسور مما أثر فی صحۃ کون الکتاب المنزل علی دانیال، ومقدار مبلغ سنہ حین أوحی إلیہ، وغیر ذلک

”حضرت دانیال علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب کی صداقت کے بارے میں آسان روایات کا بیان اور ان کی عمر کی مقدار جب آپ کی طرف وحی کی گئی“

۱۳/۱: بیان کیا ہمیں ابوبکر محمد بن اسحاق الصاغانی[1] نے، اس نے کہا: خبر دی حسان بن عبداللہ المصری نے، اس نے کہا: خبر دی السری بن یحییٰ نے، وہ ازہر بن لیسوم[2] سے، اس نے کہا: بیان کیا ہشام بن ہبیرہ[3] نے، وہ مطرف بن عبداللہ[4] سے، اسی طرح اس نے کہا:

میں اہلِ بصرہ کے لوگوں میں نکلا اور بیت المقدس جانا چاہتا تھا، ہمارے ساتھ ایک آدمی نکلا جس کو ہم نہیں جانتے تھے، تو ہم نے اس کو بہترین ساتھی پایا، ہم پانی پینے لگے اور وہ ہمارے لئے لکڑیاں اکٹھی

---

[1] تاریخ بغداد میں اس کا ترجمہ کیا گیا ج ۱ ص ۲۵۵ رقم ۵۷، اور اس نے کہا: وہ دین میں پختگی کے ساتھ کامل اور ثقہ لوگوں میں سے ایک تھا، البزار نے ہمیں خبر دی انہوں نے الخزار سے، اس نے کہا ابوالحسین احمد بن جعفر المنادی پر قرأت کی گئی، اور میں سن رہا تھا، محمد بن اسحاق الساغانی فوت ہوگیا ۲۳ صفر ۲۷۰ھ میں، ابن المنادی نے یہ زیادہ کیا اور یہ جمعرات کا دن تھا، المنتظم ج ۱۲ ص ۲۴۰ میں رجوع کرو۔

[2] اسی طرح اس میں تصحیف پائی جاتی ہے، رازی نے اس کو الجرح والتعدیل ج ۲ ص ۳۱۴ رقم ۱۱۸۴، کہا ازہر بن کبشہ نے عریف بنانہ، اس نے روایت کیا ہشام بن ہبیرہ سے، وہ مطرف بن الشخیر سے بیان کرتے ہیں، وہ کعب سے، السری بن یحییٰ نے اسے روایت کیا۔
اسی طرح اس نے اپنے حاشیہ میں ذکر کیا، تاریخ البخاری میں کہ وہ ازھر بن کیثم ہے، اسی طرح ان دونوں کی اصل میں اور ثقہ لوگوں کے نسخہ میں ”کشیج“ ہے، اور دوسرے نسخہ میں ”کشیح“ ہے۔

[3] وہ بصرہ کے قاضی کے عہدہ پر تھے اس وقت جب عبیداللہ بن زیاد وہاں حکمران تھا۔ المنتظم ج ۵ ص ۳۰۵ کی طرف رجوع کریں۔

[4] وہ مطرف بن عبداللہ الشخیر الحرشی العامری، ابوعبداللہ البصری، مشہور تابعی ہیں، جس کا ترجمہ تہذیب التھذیب ج ۵ ص ۴۳۸ رقم ۷۹۰۶ میں، اور الاصابہ ج ۶ ص ۲۰۵ رقم ۸۳۴۳ میں کیا گیا ہے۔

کرنے لگا، اور ہمارے اونٹوں کو چرانے لگا۔ جب ہم بیت المقدس پہنچ گئے تو ہم نے نہانے کے لئے علیحدہ ہوئے اور ہم نے پاک کپڑے زیب تن کئے پھر ہم داخل ہوئے، اس وقت (کعب الاحبار) تشریف فرما تھے اوران کے اردگرد بہت سے لوگ تھے، اور اس وقت ہمارا بھی ایک ساتھی ان کی ایک طرف بیٹھ گیا اور اپنے دونوں گھٹنوں کو (ادب واحترام کے ساتھ) ملا کر بیٹھا۔

تو یہود کے علماء میں سے ایک رئیس اور اس کے ساتھ ایک ساتھی بھی تھا وہ آیا، اور ان میں سے کچھ وہ بھی تھے جنہوں نے تکبرانہ انداز میں اپنی پلکوں کو اٹھایا ہوا تھا، اور ان کے پاس سیاہ لاٹھیاں بھی تھیں، جن کے ساتھ انہوں نے ٹیک لگائی ہوئی تھی، اور اس نے کعب سے کہا، بے شک تو ہمارے علماء اور بہترین لوگوں میں سے ہے، بیشک ہم آپ کو دیکھتے ہیں کہ تم ہمارے دین سے بے رغبت ہو گئے ہو، تو اگر آپ کسی چیز کو دیکھتے ہیں جس کو ہم نہیں دیکھتے تو پھر ہمیں بھی خبر دیا کرو، اور اگر تو دنیا چاہتا ہے تُو اللہ تعالیٰ سے ڈر بے شک دنیا فانی ہے۔

تو کعب نے لوگوں سے کہا: تم میں سے کون ہے جو اس قوم سے کلام کرے؟

ہمارے ساتھی نے کہا: میں ان سے بات کروں گا، تو اس نے کہا ان کی طرف کھڑے ہو جاؤ۔

تو وہ چلے اپنے سفر پر، تو ''صحف'' مقام پر آ گئے، تو اس مصحف کو رکھا گود میں، ان میں سے ایک نوجوان آدمی تھا وہ پڑھنے لگا، تو اس کی قرأت سن کر وہ رونے لگے، یہاں تک کہ وہ جب اسلام کے تذکرہ پر پہنچا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا وہ چلّایا، پھر ''مصحف'' پر کنکر پھینکنے لگا، اسے ایک آدمی نے اٹھایا اور اسکو اپنے ساتھ شامل کر لیا، اس کو کہنے لگا اسے ہم پر دوبارہ پڑھو۔

اس نے کہا: میں ایسا نہیں کروں گا، بے شک تم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کا ارادہ کیا تھا تو تم نے اسے پھینک دیا۔

تو اس نے کہا: وہ مطالبہ کرتے رہے یہاں تک کہ وہ کہنے لگا میں یہ کام نہ کروں گا مگر وہ (مصحف) میری گود میں ہے۔

تو انہوں نے اسے کہا: ٹھیک ہے۔

تو اس نے اسے گود میں رکھا، اور ایک آدمی آیا تو پڑھنے لگا، اور پھر وہ رونے لگے، یہاں تک کہ وہ اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر تک پہنچا تو وہ کھڑے ہو گئے، اور انہوں نے ان دونوں کو اپنے مابین آخر تک چھوڑ دیا، اور یہ تمام مسلمان ہو گئے۔

اس نے کہا: میں نے کہا: ہمیں اس مصحف کے بارے میں خبر دیجئے؟

تو اس نے کہا: کیا تم ذکر کرتے ہو اس دن کا جس دن "السوس"[1] فتح ہوا۔ بے شک ایک آدمی آیا اس نے مصحف خریدا، حضرت دانیال علیہ السلام کا بیس درہم میں، تو میں ہی وہ آدمی تھا اور یہ ہے وہ "مصحف"۔

۱۴/ ۲: مجھے ابراہیم بن سلیمان بن حنان بن مسلم بن ہلال الہمدانی نے خبر دی، وہ الحسین بن حماد القیسی سے کہ اس نے کہا کہ انہوں بیان کیا اور کہا، بیان کیا ہمیں عبداللہ بن میمونو القداح، وہ جعفر بن محمد سے، وہ ابی حازم سے، وہ حکیم بن حزام[2] سے، بے شک اس نے کہا۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہو گئے تو میں نے مدینہ منورہ سے قیصر کے شہروں کی طرف تجارت کی غرض سے سفر کا ارادہ کیا، میں اور قریش کے کچھ لوگ تھے، اور ہمارے درمیان امیہ بن ابی الصلت شاعر[3] بھی تھے، تو جب ہم اسکندریہ آئے، اور وہیں قیصر شہر بھی تھا، جس کا ہمیں علم ہوا، تو اس نے ہماری طرف کسی کو بھیجا، ہم اس کے پاس آئے، اور جب ہم اس کے پاس داخل ہوئے ہم نے سوال کیا: تم کہاں سے ہو؟

ہم نے کہا: قریش کے لوگ، اہل مکہ سے۔

اس نے کہا: مجھے اس آدمی کے بارے میں بتلاؤ جسے "محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کہا جاتا ہے، جس کا مکہ میں ظہور ہوا ہے، اور وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے، کیا تم اسے پہچانتے ہو؟

ہم نے کہا: جی ہاں! ہم انہیں ان کے نام مبارک سے اور ان کے والد کے نام سے، اور اس کے حسب ونسب سے، جو کہ قریش کے سادات میں سے سردار ہیں، پہچانتے ہیں جسے امین کا لقب دیا گیا، ان کی ہر لحاظ سے صدق وسچائی کی وجہ سے۔

اس نے ہمیں کہا: اگر آپ ان کی تصویر کو ہمارے ملک میں دیکھیں تو آپ اسے پہچان لیں گے؟ ہم

---

[1] السوس: معجم البلدان ج ۳ ص ۲۸۰ میں کہا یہ بخورستان کا شہر ہے، جس میں حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر مبارک ہے۔ یہاں تک کہ اس نے کہا اور اہواز عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوا، اور یہ آخری فتح تھی جس میں سے "السوس" بھی ہے، وہاں انہوں نے ایک ایسی جگہ دیکھی جس میں حضرت دانیال نبی علیہ السلام کا جسد تھا، اور اس علاقے کے لوگ آپ کے جسد کے واسطے سے بارش طلب کیا کرتے تھے جب وہاں کوئی قحط نازل ہو جاتا۔

[2] عام الفیل سے ۱۲ سال پہلے پیدا ہوئے، مدینہ میں ۱۲۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے، اس کا ترجمہ المنتظم ج ۵ ص ۲۶۸ رقم ۳۷۴ اور سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۴۴

[3] ابوالحسین المنادی نے کہا جو کہ اس کتاب کا مصنف ہے، "صفایا حکم الاشعار" کتاب میں، کہ شاعری اور ایام العرب کے علماء کے مابین صحیح یہ ہے کہ جو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیہ بن ابی الصلت کے اشعار سنے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی قولِ مبارک ہے: تیرے لئے ہی تمام تعریفیں اور نعمتیں اور بادشاہت ہمارے رب کی۔ اور تجھ سے کوئی چیز بزرگی اور عظمت میں بلند وبالا نہیں۔ المنتظم ج ۳ ص ۱۵۰ میں مراجعت ہو سکتی ہے، امیہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار بیان کیا کرتا تھا کہ دنیا کے زوال اور معاد کے احکام کو انتہا تک پہنچانے کی کوشش کرتا، جس طرح پہلی کتابوں میں اس نے قرات کی ہے۔

نے کہا: جی ہاں!

پھر اس نے اپنے سر کے نیچے سے چابیاں پکڑیں پھر وہ کھڑا ہوا، اس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم بھی اس کے ساتھ کھڑے ہو جائیں، ہم بھی اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے، یہاں تک کہ ہم سمندر میں ایک کشتی تک پہنچ گئے، وہ کشتی میں داخل ہوا اور ہم بھی اس کے ساتھ داخل ہو گئے، ہم نے سفر شروع کیا یہاں تک کہ مدینہ پہنچ آئے، پھر ہم کشتی سے باہر نکلے، ہم نے ایک دن قیام کیا، جب ہم نے صبح کی تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، جب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا، تو اپنے سر کے نیچے سے ان چابیوں کو پکڑا، پھر کہنے لگے، میرے ساتھ چلو۔

ہم آپ کے ساتھ چلے، یہاں تک کہ ہم ایک بڑے کنیسہ (چرچ) کے پاس آ پہنچے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کھولا تو ہم نے دیکھا اس میں ایسی تصویر کو، اس سے پہلے ہم نے کبھی بھی ایسی تصویر نہیں دیکھی تھی، تو اس نے کہا دیکھو، کیا تم ان تصویروں میں سے اپنے صاحب کو پہچانتے ہو، ہم نے کہا، نہیں!

تو اس نے ہمیں کہا: یہ تمہارے باپ آدم کی تصویر ہے، اور یہ تصویریں انبیاء علیہم السلام کی اولاد میں سے ایک ایک آدمی کی ہے، اس کے سر کے اوپر اس کا نام لکھا ہوا ہے، اور اس کا حلیہ، اور اس کا بعثت کا زمانہ، اور اس کی امت میں سے کتنے لوگ باقی ہیں، اور کون اس کی امت میں سے اس کے بعد بادشاہ بنے گا، ایک ایک آدمی اپنے ناموں، اور حلیے اور افعال و اعمال کے ساتھ شہروں میں اور بندوں میں۔ اور کیا تم سچ کہتے ہو کہ ان صورتوں میں سے کوئی بھی صورت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں ہے۔

پھر اس نے دوسرا کنیسہ (چرچ) کھولا، اس میں بہت سے دروازے تھے، اور کنیسہ کو کھولنے کی چابیاں گنی نہیں جا سکتی تھیں، اور اچانک ان میں سے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر تھی، اور اس کے دائیں طرف ایک آدمی کی تصویر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بائیں طرف ایک اور آدمی کی تصویر، اور ان دونوں کے درمیان ایک مصور آدمی کی تصویر تھی، ان دونوں نے ان کی تلوار کے بارے میں سوال کیا، تو اس نے ہمیں کہا: کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟

ہم نے کہا: یہ تصویر محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب کی ہے۔

تو پھر اس نے ہمیں کہا: آپ نے سچ کہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر کے اوپر لکھا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ ولادت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حرم شریف میں زمانہ بعثت جیسا کہ ہم کتابوں میں لکھا ہوا پاتے تھے۔

تو پھر اس نے ہمیں کہا: تم اس کی دائیں جانب تصویر کو بھی پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: جی ہاں! یہ بنی تیم

میں سے ایک قریشی آدمی کی تصویر ہے، جسے عبداللہ بن عثمان کہا جاتا ہے، اور اس کی کنیت ابوبکر ہے۔

تو اس نے کہا: تم نے سچ کہا، ہم نے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر کے اوپر لکھا ہوا بھی پایا ہے۔

اس نے کہا: اس کی بائیں جانب کون ہے؟ ہم نے کہا بنی تیم عدی[1] بن کعب سے قریش کا ایک آدمی ہے جسے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔ اس نے کہا: تم نے سچ کہا اسی طرح ہم نے اسے اس کے سر کے اوپر لکھا ہوا بھی پایا ہے۔

اس نے کہا: ان دونوں کے درمیان کس کی تصویر ہے؟

ہم نے کہا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے (کزن) کی تصویر ہے جسے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔

اس نے کہا: تم نے سچ کہا، اسی طرح ہم اسے اس کا نام اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی رشتہ داری کو لکھا ہوا پاتے ہیں۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کی مخالفت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں دین کی خاطر قتال یہاں تک کہ (اہل بیت شہید کردیئے جائیں گے) مگر وہ جو اس کے دین میں داخل ہوگیا، اسی طرح ہم یہ بھی پاتے ہیں اپنے پاس اور وہ وزیر[2] بھی ہوں گے اس نبی کے جس کی ہمیں بشارت دی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی رہی اور امت میں جو بھی سختی اور آسانی تھی ہر حال میں اور اس

---

[1] اسی طرح اس کے نسب کے بارے میں تاریخ مدینہ منورہ ج ۲ ص ۶۵۴ میں مراجعت کریں، مروج الذہب ج ۲ ص ۳۱۲، الطبقات الکبیرہ ج ۳ ص ۱۹۰، اور المعجم الکبیر ج ۱ ص ۶۴ وغیرہ میں بھی مراجعت کریں۔

[2] اے میرے قاری بھائی اگر آپ غور سے دیکھیں اور اس تصویر والی حدیث پر غور کریں جس میں ابن المنادی الحنبلی اپنی روایت میں منفرد ہیں۔ آپ پائیں گے اس کو روشنی مسلط ہوگی ان حقائق پر جن کا تاریخ ہم سے ذکر کرتی ہے خاص و عام کی کتابوں میں پڑھے جانے والے صفحات میں ان میں سے کچھ یہ ہیں:

پہلی حقیقت: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ "وزیر" اس میں کوئی اختلاف نہیں، ثقہ روایات صحیح اسانید کے ساتھ دو فریقوں سے جن کا ہم سے ذکر ہوا اس خطاب کا، جو خطاب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کئی مواقع پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول سے اے میرے بھائی، اے میرے وزیر، تو فیصلہ کرے گا میرے دین کا اور میرے وعدہ کو پورا کرے گا۔

اور فریقین کی کتابیں جن میں احادیث و اخبار جاری ہوئیں کہ علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وزیر تھے مختلف اسانید اور مختلف الفاظ سے، احقاق الحق ج ۴، ۱۵، ۲۰ میں اس کے حوالے سے مراجعت کی جاسکتی ہے۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

بات کی بھی وحی نازل ہوتی رہی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی مملکت کا نظام چلائے گا، پھر اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس بلا لے گا۔

ابواسحاق ابراہیم بن سلیمان نے کہا: منزلوں سے مراد سال ہیں۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی رہی اُمت میں جو بھی ان پر مشکلات اور سختیاں اور آسانیاں تھیں

•

پچھلے صفحہ کا بقیہ:

یہاں اشارہ کرنا مناسب ہوگا کہ وزیر کا لغت میں معنیٰ ہے جیسا کہ الافریقی نے لسان العرب ج ۱۵ ص ۲۸۵ میں ذکر کیا ہے، کہ وزیر وہ ہوتا ہے جس کے پاس مملکت کی پوشیدہ پالیسیاں ہوتی ہیں، جس کے بوجھ کو اور وزن کو اٹھایا جاتا ہے اور اس کی رائے کو اہمیت دی جاتی ہے...... اور الخلیفہ کا وزیر وہ ہوتا ہے جس کا معنیٰ یہ ہے کہ جس کی رائے کے مطابق وہ اپنے معاملات کو چلاتا ہے اور اس کی رائے کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

اور کہا جاتا ہے کہ سلطان کا وزیر وہ وزیر ہوتا ہے جو سلطان سے بوجھ ہلکا کرتا ہے، جو اس کے ملک کے معاملات کی طرف منسوب ہوتے ہیں یعنی وہ وزن اٹھاتا ہے۔

اور علی رضی اللہ عنہ (اس حدیث میں بھی وہی ہے جو بیان ہوا) جس طرح ہمارے لئے تاریخ بیان کرتی ہیں اور حقائق نے جو ثابت کیا ہے، خلیفہ اور وزیر اور وصی یہ وہی ہیں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔

دوسری حقیقت: پہلی کو ایک طرف کرنا ہے اور یہ وضاحت ہے اس کی جس کی طرف معاملہ یعنی مقاصد ہوتے ہیں، اور یہ محدود ہے یعنی اختصار ہے، ابوبکر اور عمر سوائے عثمان بن عفان کے ذکر پر (جو ان دونوں کے لئے آنے والا ہے) اور گویا کہ تصویر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اور ان دونوں کی سعی کے گھروں کی حقیقت سے تعبیر کی جاتی ہے مختلف وسائل سے، الوزیر کی تعیین کے لئے، جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لاؤ میرے پاس قلم اور دوات کہ میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھوا دوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہوں گے۔“

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی اثر ہے کہ (ہمارے ساتھ کھڑے ہو جاؤ بے شک آدمی البتہ چھوڑ جائے گا) دیکھئے! ہمارا مفصل بیان سیاق الماثور میں ہونے والے خلفاء کے بارے میں مستند اسناد کے بعد یہاں تک کہ اس جدوجہد کو سقیفہ بنی ساعدہ میں کرسٹلائزڈ (Crystalized) کر دیا گیا اور علی رضی اللہ عنہ اس وقت اپنے بھائی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے چچا زاد بھائی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین و تغسیل میں مشغول تھے اور نتیجتاً ان میں سے ہر ایک کو ویسا ہی مقام دیا گیا جیسا وہ چاہتے تھے، اور علی رضی اللہ عنہ کا مقام وہی رہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں تھا۔

تیسری حقیقت: پہلی اور دوسری کے ساتھ اس کا قریبی تعلق ہے، یہ اس چیز کا انکشاف ہے اور اس حقیقت کی تاکید بھی ہے، جسے سب قبول کرتے ہیں نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قربت کے مسئلے کو چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسباً اور سبباً یعنی نسبی اور سببی لحاظ سے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آیت مباہلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بنفس نفیس شامل کرنا، جسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ (سورۃ آل عمران: ۶۱) ترجمہ: ”تو ان سے کہہ دو کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو، اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو، اور ہم اپنے لوگوں کو اور تم اپنے لوگوں کو۔“ (اور مباہلہ کے وقت) حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفاع میں اپنے ہاتھوں میں تلوار سونتے ہوئے تھے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اسلام صرف علی کی تلوار سے اور مال خدیجہ سے قائم ہوا۔“

یہ بعض وہ امور تھے جس کا استنباط و استخراج ”حدیث صورت“ سے ممکن ہے، اس کی سند سے صرف نظر کرتے ہوئے اور باقی (قاری کریم) پر چھوڑتے ہیں کہ وہ اس سے ادراک و استنباط کرے اور توفیق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔

ہم نے اضافہ کیا اس کا اس کے سیاق و سباق کی ضرورت کے ساتھ۔

ہر حال کے بارے میں انکشافات ہوتے رہے، اور اس بات کی بھی وحی نازل ہوتی رہی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کون مملکت کا نظام چلائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس بلا لیتا ہے، اس کے بعد بنی تیم کا دائیں ہاتھ والا آدمی بادشاہت قائم کرے گا اس کی مدت تھوڑی سی ہوگی۔

پھر اس کے بعد بنو عدی سے، اس بائیں طرف والے کے بعد حکومت کرے گا، اس کے ہاتھوں سے کسریٰ کی حکومت ختم ہوگی، وہ اپنے مقاتل کو قتل کرے گا اور اس کی بادشاہت اور خزائن لے لے گا، اور اس کی جائیداد اور خزانے بھی قبضے میں لے لے گا، اور رومیوں کو اس کے ہاتھوں سے نکالا جائے گا، ممالک جب تک وہ اس پہاڑ کے پیچھے سے اُن میں داخل نہ ہوجائے اور مقدس شہروں کو رومیوں[1] کے ہاتھوں سے لے نہ جائے گا، جن کو اس نبی کے اُمتی قتل کریں گے اور جب وہ قتل کردیئے جائیں گے ہم ان کو دیکھیں گے، وہ دنوں کا اختلاف کریں گے پھر وہ اکٹھے ہوں گے ایک آدمی پر، اُس کو کتاب میں تعریف کیا ہوا پائیں گے، اور نہ ہی ہم نے اس کی تصویر کو دیکھا ہوگا، اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت اس کو بھی قتل کردے گی، تو جب وہ قتل کردیا جائے گا ہم دیکھیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت پھر اختلاف کا شکار ہوجائے گی، اس کے بعد یہاں تک کہ وہ (اُمت) گروہوں میں تبدیل ہوجائے گی۔ ان کے بعض، بعض کو قتل کردیں گے یہاں تک کہ اُس کے سامنے مصور آدمی کو قتل کردیا جائے گا، ہم اس کو دیکھیں گے، اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ترین تینوں میں سے ایک کو کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل سے ہے، ہم اس کو دیکھیں گے کہ وہ (بابل) کی سرزمین میں قتل کردیا جائے گا، جب اسے قتل کردیا جائے گا تو اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت اور اُس کی اولاد گروہوں میں تبدیل ہوجائے گی، یہی کچھ ہم دیکھتے ہیں (دانیال علیہ السلام) کی کتاب میں۔

پھر بادشاہ قریش کے ایک آدمی کو بنایا جائے گا، جو اپنے حیلے، مکروفریب اور اپنی مکروہات[2] کی تصویر ہے، اور وہ پہلے ہوں گے جو ہرقل (بادشاہ) کو پکڑے گا اور ہراقلہ گزشتہ امتوں میں نہ تھے اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس ہرقل میشوم کو (تو اس نے کہا) ابواسحاق نے: الہراقلہ سے مراد معاہدوں کے دوست۔[3] اور وہ پہلا ہے جو

---

[1] اس نے ایک نسخہ میں اضافہ کیا ہے (عیسائی عقیدہ لوگوں میں سے ایک آدمی اسے قتل کردے گا) یہ نسخہ جات کے اضافہ میں سے ہے، اس کا ذکر نہ کرنا حقیقت سے متصادم ہے، تو اس کا قاتل (ابولولو فیروز) ہے جو مسلمان تھا، اپنی ناک کٹوا کر مرا، اس کی قبر مشہور و معروف ہے، ایران میں کاشان شہر میں، اس کے ترجمے کے حوالے سے الکنیٰ والالقاب ج ا ص ۷ ۱۴۲ میں رجوع کریں۔

[2] یعنی معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ جو اپنی چالاکی اور ہوشیاری کی وجہ سے مشہور ہیں۔

[3] اور معاویہ رضی اللہ عنہ وہ پہلے ہیں جس نے اپنے بیٹے "یزید" کو ولی عہد بنایا اور یہ خلاف ہے اس کے جو انہوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی مصالحتی دستاویز میں تصدیق کی تھی۔ غور کیجئے!

اس نبی کے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو قتل کرے گا جسے وہ پہچانتے ہوں گے اس کے نام سے اور اس کے حلیہ[1] سے، اور جس کی توصیف تورات اور انجیل میں بھی ہے، اور دانیال علیہ السلام کی کتاب میں بھی، خبردار! تو کیا اس کے قاتل کے لئے بربادی نہیں ہے؟ اور اس کو قتل کرنے پر مددگار کے لئے؟ اور ہلاکت ہے اس قوم کے لئے جو اُن کو قتل کرنے میں شریک تھی، اور جو اُن پر مختلف قسم کی بلائیں نازل ہوئیں جب یہ پہنچیں گی اپنی اجل[2] کو، اپنی مدت کو، خونوں کے بہانے تک اور قیدی کئے جانے تک، دو قسم کے جھنڈوں سے جو ترغیب دے رہے ہوں گے، ایک جھنڈا مشرق سے اور ایک جھنڈا مغرب سے۔

ہمیں معلوم ہے کہ نہیں رہے گی بادشاہت اس نبی کی آل[3] میں یہاں تک کہ ان میں سے ایک آدمی اُس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم[4] کے بعد اس صدی سے سویں سال کے آخر میں وہ ایک بستی میں اُترے گا جسے ''طابا''[5] کہا جاتا ہے، ہم پائیں گے اس کو کہ وہ عدل قائم کرے گا اس اُمت میں، پھر ہلاکت ہوگی اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے اس کے بعد، وہ ہمیشہ حکومت کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ وہ قتل کریں گے ایک آدمی کو جو کہ بادشاہ ہوگا، جب اُسے قتل کر دیا جائے گا[6] پھر اُن میں سے ایک آدمی بادشاہ بنے گا، جسے اللہ تعالیٰ اُن کی حکومت[7] کا خاتمہ کر دے گا، وہ مشؤم وملعون ہوگا، اسی طرح جس طرح کہ پہلے اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین لوگ تھے۔

ہم دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ بادشاہت نہیں عطا کرے گا زمین میں کسی ایک کو بھی جب تک وہ گناہ کا ارتکاب کریں گے۔

اور (پچھلی قوموں میں سے)[8] کوئی قوم ایسی نہیں جس نے اپنے امام کو قتل کیا پھر اختلاف کیا اور معاملات امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے چھوڑ دیئے۔ اور انہوں نے کتاب وسنت کو بھی چھوڑا، مگر یہ کہ اللہ

---

[1] وہ سید الشہداء حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما ہیں۔

[2] یعنی اس کا مطلب ہے کہ صاحب امر امام المہدی بن الحسن العسکری ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ظہور شریف میں جلدی کرے۔

[3] اسی طرح ظاہری طور پر ''امت'' اس قرینہ سے جو بھی آئے گا خاص طور پر کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بنو امیہ میں سے ہیں اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل سے ہیں۔

[4] اس سے مراد عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جو ۲۰ صفر ۹۹ھ کو خلافت پر براجمان ہوئے۔

[5] اسی طرح، اور احتمال یہ بھی ہے کہ وہ قوی ہو بے شک یہ تصحیف ہے، ''دابق'' وہ ایک بستی ہے وہاں بنو مروان اترے تھے وہیں عمر بن عبدالعزیز کی بیعت کی گئی جیسا کہ (الیعقوبی نے اپنی تاریخ ج ۲ ص ۳۰۱ میں ذکر کیا ہے)

[6] ظاہری طور پر اس سے مراد (یزید بن الولید بن عبدالملک) ہے۔ اور اس کا قتل سنہ ۱۲۶ھ میں ہوا۔

[7] یہ اموی خاندان کا آخری حکمران تھا جسے مروان بن محمد بن مروان کہتے ہیں۔

[8] ہم نے اس کا اضافہ کیا اس کے ضروری سیاق وسباق کے لئے اور اصل میں عبارت میں تقدیم وتاخیر ہے۔

تعالیٰ نے ان کی حکومت ان سے چھین لی، یہاں تک کہ وہ (حکومت) ان کے علاوہ کسی غیر کے پاس چلی گئی اور اللہ تعالیٰ ان پر بھیجے گا ان کو جوان سے ان کے کئے ہوئے کا انتقام لے گا۔

اور اسی طرح ہم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے کرے گا اُس جھنڈے سے جو نکلے گا مشرقی[1] علاقے سے یہاں تک کہ وہ اس سے حکومت چھین لیں گے، اور اس سے اُس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت، رشتہ داری میں ایک سو سال میں سے اَسّی[2] سال بعد، یہاں تک کہ ان میں سے پانچواں حکومت کرے گا۔[3]

پھر اختلافات ہوں گے، تو جب وہ اختلافات کا شکار ہو جائیں گے تو پھر اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت (ان کے خلاف) کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے، جب کبھی ایک جھنڈا (حکومت) گرے گی تو دوسری مصائب کے ساتھ اُٹھے گی تو ان کے درمیان مغرب کی طرف سے ایک جھنڈے یا حکومت کا خروج ہوگا۔

پھر مقدس زمین سے ایک جھنڈا نکلے گا، ان کے ہاں اللہ تعالیٰ انتقام نازل کرے گا جیسا کہ ان سے قبل وہ انتقام کا شکار ہوئے۔

پھر اس ''بابل'' کی سرزمین میں گھروں کی وہ بنیاد رکھیں گے۔

پھر اس نے ہمیں کہا: جب تم مکہ کی طرف لوٹو، اس عربی، اُمّی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں داخل ہو جاؤ، بے شک اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کا حکم تھا کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں، اور ہر کتاب میں اسکا نام اور اس کی تصویر نازل کی گئی، جو بھی اللہ تعالیٰ نے اس کو عزت بخشی اور اس کی امت کو خوبیوں سے نوازا، تو تم اس کے دین میں داخل ہو جانا، کیونکہ اس کا دین تمام ادیان پر غالب آجائے گا، یہاں تک کہ وہ اُس مدینہ میں داخل ہو جائیں گے، اور یہاں تک کہ وہ اس کنیسہ کو خراب کر دیں گے اور جو تم ان میں انبیاء علیہم السلام کی صورتوں کو دیکھتے ہو ان کو بھی تباہ کر دیں گے۔

اس نے کہا کیا تم جانتے ہو، کتنی تصاویر کی تم نے عملی شکل دیکھی، ہم نے کہا نہیں۔

تو اس نے ہمیں کہا، عیسائیت کے ساتھ: حلف دے کر کہتا ہوں تحقیق تم نے ان تصاویر کو ایک ہزار سے زیادہ دفعہ دیکھا ہے، اس نے کہا، پھر اس نے ایک صندوق کھولا، پھر اس نے ہمیں بچھائی جانے والی چیز

---

[1] اس میں روایات مشہور ہیں، یہ وہی روایات ہیں جن میں یہ ذکر ہے کہ ابو مسلم الخراسانی نے ان کی قیادت کی تھی، اور ان کے اثر کی بنا پر امویوں کا سقوط ہوا، اور عباسی خاندان کی حکومت کی ابتداء ہوئی۔

[2] اسی طرح، وہ تاریخ سے مخالفت رکھتا ہے اور صحیح ''تیس'' کا عدد ہے، کیونکہ یہ پہلے جھنڈوں کے یا حکومتوں کے ظہور کی ابتداء تھی۔

[3] پانچویں سے مراد وہ ہارون الرشید ہے، اس کے بعد خلافت ان کے دو بیٹوں الامین اور مامون کو دے دی گئی۔

نکال کر دی، اور اس کو اپنے سامنے رکھا، پھر اس نے اُسے کھولنے کا حکم دیا، پھر اس نے اس میں سے ایک کتاب نکالی، جسے ایک آدمی اٹھانے کی طاقت رکھتا تھا پھر وہ کہنے لگا کہ کیا تم جانتے ہو اس کتاب میں کیا ہے؟

ہم نے کہا: نہیں!

پھر اس نے کہا: یہ دانیال علیہ السلام کی کتاب ہے، اس میں پہلے اور آخری لوگوں کا (متقدمین و متاخرین کا علم) ہے، حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر تمہارے اس نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے تک اور انبیاء علیہم السلام کے نام اور ہر اس نبی کا نام جسے اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا۔

وہ کون کون (ایک کے بعد ایک آدمی) جو بھی حکمرانی کرے گا ان کے نام، ان کا حلیہ، عدل، ظلم اس کتاب میں توصیف کے ساتھ لکھا ہوا ہے، ان کا زمانہ اور ان کے سال، اور ہر وہ اُمت جسے اللہ تعالیٰ باعث عبرت بنایا اور جو بھی ان میں سے ہلاک ہوا اس کی عبرت کا بھی تذکرہ ہے، اور ان تمام علاقہ جات کا ذکر جن میں وہ حکومت قائم کریں گے۔ اور کیا ہوا (ان میں سے) ہر اُس بادشاہ کے زمانے میں یہاں تک کہ اس کی امت[1] ختم ہوگئی حتیٰ کہ اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

اگر عیسائیت کا بادشاہ نہ ہوتا تو میں اس وقت تک باہر نکلتا جب تک میں اُسے نہ ملتا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، اور میں اس کے دین اور مذہب میں داخل نہ ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اُس نبی کو عزت واکرام سے نوازے جس کو اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان مبعوث کرے۔

پھر اُس نے اس کتاب میں صفت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھولا، اس نے کہا: ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کرام علیہم السلام میں سے اللہ تعالیٰ کے معزز ترین نبی تھے، اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو بھی تمام امتوں سے افضل ترین امت سمجھتے ہیں اللہ کے نزدیک، پھر کہا: ہم نے اس میں دیکھا ہے کہ قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام میں سے وہ پہلے نبی ہیں، اگر وہاں نہ ہوتا جہاں عیسائیت کی بادشاہت تھی اور ان کی دشمنی نہ ہوتی اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تو میں بھی اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں داخل ہو جاتا، کیونکہ میں نے کتابوں مین دیکھا تھا۔ ذکر اُس کا جس کی اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطا فرمائی، اور جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو افضیلت عطا فرمائی، اور جب تم مکہ مکرمہ میں قدم رنجہ فرماؤ تو تم اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں داخل ہو جانا۔

---

[1] اصل میں "امتهم" انکی امت، "امته" اس کی امت ہے ہو سکتا ہے یہ نسخہ لکھنے والوں کے اضافوں میں سے ہو۔

پھر اس نے ہر اس بادشاہ کی خوبیاں بیان کیں، جس نے بھی نزول عیسیٰ علیہ السلام تک حکومت کی آسمان سے زمین تک، پھر اس نے ہمارے لئے آدم علیہ السلام کی تصویر سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر تک ہمارے لئے نکالا، تو ہم نے ان کی طرف غور سے دیکھا، پھر وہ کہنے لگا:

اگر اس بادشاہی میں میری مشغولیت ومصروفیت نہ ہوتی تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر (اس کتاب کو) پڑھتا اور بتاتا کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا ہونے والا ہے۔ اور جو بھی اس کے بعد[1] حکومت کرے گا، ان بادشاہوں کے نام، حلیہ، ان کا ظلم اور ان کے عدل کا بھی ذکر ہے۔

حکیم بن حزام نے کہا کہ میں نے اُسے بیان کیا کہ اے بادشاہ! ہم نے ایک عجوبہ دیکھا ہے اور تو نے ہمیں تعجب سے بتلایا، کیا یہ آپ کے لئے کتاب ہے یا آپ کے پاس کوئی علم ہے؟

اس نے کہا: بلکہ وہ ہمارے پاس علم ہے اور ہم نے اسے وراثت میں حاصل کیا، اور وہ کتاب دانیال علیہ السلام کی ہے جس میں سارے علوم ہیں، اگر آپ اپنے ملک کو واپس لوٹیں تو بتائیں کہ آپ نے اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توصیف ونعت کے بارے میں کیا دیکھا جو تمہارے اندر مبعوث کیا گیا تھا۔

پھر ہم اس جہاز سے باہر نکلے، اور ہم اس کے ساتھ ایک اور جہاز میں سوار ہو گئے، یہاں تک کہ ہم اسکندریہ پہنچ گئے، تو ہم نے وہاں قیام کیا، یہاں تک کہ ہم اپنی تجارت سے فارغ ہو گئے، پھر ہم اس پر داخل ہوئے تو ہم نے اُسے خبر دی کہ ہم جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

تو اس نے کہا: جب تم آؤ تو میری وصیت کو یاد رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر دینا جس کی میں نے تمہیں خبر دی ہے۔

اس نے کہا: ہم نے اسے کہا، جی ہاں! اس نے کہا: تم اُس کے دین میں داخل ہو جاؤ، اگر تم اس کے دین میں نہ ہوئے تو تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔

تو ہم وہاں سے نکلے، تو جب ہم مدینہ منورہ آئے، ہم نے وہاں وہی باتیں سنیں جس کی خاطر لوگ جمع ہوئے تھے۔ تو پھر ہم مکہ آ گئے، تو ہم نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی، اس کی جو ہم

---

[1] اصل میں اضافہ کیا اور نہ وہ بادشاہ جن کے بارے میں میں نے تمہیں خبر دی۔

نے دیکھا تھا، اور جو اس نے ہمیں پڑھ کر سنایا تھا[1]

تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جی ہاں، ان کے پاس کتابِ دانیال علیہ السلام میں موجود ہے۔

۱۵/ ۳: خبر دی ابویعلی احمد بن علی بن المثنی التمیمی نے، اس نے کہا: خبر دی ھدبہ[2] بن خالد نے کہا: خبر دی ہمام بن یحییٰ نے، اس نے کہا: خبر دی قتادہ نے، وہ زرارہ بن اوفٰی سے بیان کرتے ہیں، وہ مطرف بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ وہ (تستر) کی فتح میں حاضر تھا، ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ، اس نے کہا: تو ہمیں دانیال علیہ السلام کی کتاب ملی (سوس)[3] مقام پر سمندر میں[4] صفر کے مہینے میں[5]، اور اہل سوس کو قحط سالی کا سامنا کرنا

---

[1] میں کہتا ہوں کہ بعض قدیم لوگ منفرد ہیں جیسا کہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۳۸۴ میں، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سیر اعلام النبلاء (السیرۃ النبوی) ج ۲ ص ۴۳۹، ۴۴۷، خاص ابواب میں عنوان کے تحت منفرد ہیں (نہیں پایا ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت کو اس نے اور انبیاء کی صورتوں کو اہل کتاب شامیوں کے نزدیک) اور انہوں نے احادیث کو روایت کیا مختلف اسناد سے جیسا کہ یہ ہماری حدیث ہے، تو بیہقی اور ذہبی نے ایک حدیث روایت کی ہے جو ہشام بن العاص سے پہنچتی ہے، اس نے کہا میں اور ایک اور آدمی قریش کا، ہرقل صاحب روم کی طرف گیا، یہاں تک کہ وہ کہنے لگا کہ ہم نے کہا یہ تصویریں آپ کے پاس کہاں سے آئیں؟ تو اس نے کہا: بے شک آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے پوچھا، کیا انبیاء نے اس کو اور اپنی اولاد کو کیسے دیکھا؟ تو ان کے اوپر یہ تصویریں نازل ہوئیں۔ یہ آدم علیہ السلام کے خزانے میں تھیں، سورج کے غروب ہونے تک پھر اس کو ذوالقرنین نے سورج کے غروب ہونے کی جگہ سے نکالا اور اسے دانیال علیہ السلام کے پاس بھیجا...... الخبر۔

[2] اصل میں (ھدبہ) کی جگہ ہدیہ ہے اور یہ تصحیف ہے، سیرۃ اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۹۷ رقم ۳۰ میں اس کا ترجمہ موجود ہے۔

[3] اس نے معجم البلدان ج ۳ ص ۲۸۰ میں کہا، بخورستان شہر میں دانیال نبی علیہ السلام کی قبر ہے...... یہاں تک کہ اس نے کہا کہ "الاھواز" عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں حضرت ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح کیا گیا، آخر میں جو فتح ہوا ان میں (السوس) بھی ہے۔ تو وہاں ایک ایسی جگہ ہے جس میں حضرت دانیال علیہ السلام کا جسد خاکی موجود تھا، اور اس علاقہ کے لوگ آپ کے جسد مبارک کے واسطہ سے بارش طلب کیا کرتے تھے جب بھی قحط سالی کا شکار ہوتے۔

[4] ابن الاثیر نے الکامل ج ۲ ص ۳۸۶ میں فرمایا کہ (السوس) کی فتح کے ذکر کے وقت اور طبری نے اپنی تاریخ ج ۳ ص ۱۸۷ میں حضرت عطیہ سے اس کی سند کے ساتھ، اور کہا بے شک حضرت دانیال علیہ السلام "بخت نصر" کے بعد فارس کی تلواروں کا خوب التزام کرتے تھے یعنی ان کے خلاف خوب لڑنے کا اہتمام کیا کرتے تھے، جب اس کی وفات کا وقت آیا اور اس نے کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا، ان میں سے جو اسلام کے حوالے سے ان کے درمیان تھا، جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کو زیادہ معزز سمجھتا تھا، ان میں سے کسی نے اس کا جواب نہ دیا، اور ان میں سے کسی نے کچھ قبول بھی نہ کیا، تو اس کے رب نے اُسے چھوڑ دیا، تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا: آپ ساحل سمندر پر آئیں اور اس کو اس کتاب کے ساتھ پھینک دو اس ساری خبر کے لئے رجوع کریں "مظانہ" میں۔

[5] اسی طرح شاید مراد ہو صفر کا مہینہ

پڑا یعنی انہیں جب قحط سالی آئی تو انہوں نے اسے نکالا اور پھر انہوں نے اس کے سبب پانی مانگا۔[1]

اس نے کہا: ہمارے ساتھ ایک کارکن عیسائی تھا جسے نعیم کہا جاتا تھا، تو اس نے ہمیں کہا: کیا تم مجھے اس ربعہ میں بیچ ڈالو گے؟ اور اس میں کیا ہے؟ تو ہم نے کہا، جی! جب تک کہ اس میں سونا، کاغذ یا کتاب خدا نہ ہو۔

تو اس نے کہا: اس میں کتاب خدا موجود ہے۔

پھر اس نے ایک لمبی کلام کا ذکر کیا، اور ہم اُسے یہاں نہیں لکھا، مطرف بن مالک نے کہا: پھر میرے لئے واضح ہوگیا کہ میں بیت المقدس آؤں، تو میں اچانک بعض گھروں میں موجود تھا، تو میں اچانک نعیم کے پاس تھا،[2] تو میں نے اسے کہا۔

اے نعیم! تیرے ساتھ عیسائیت نے کیا کیا؟ اس نے مجھے کہا: میں تو آپ کے بعد آزاد ہو گیا تھا۔

اس نے کہا: پھر ہم دمشق آئے، اور ہم ''کعب الاحبار'' سے ہم ملے پھر ہم تینوں چلے یہاں تک کہ ہم بیت المقدس پہنچ گئے، پھر یہودیوں نے نعیم اور کعب کے بارے سنا، تو وہ تمام اکٹھے ہو گئے۔ تو کعب فرمانے لگے۔

یہ قدیم کتاب ہے، اور بے شک میں نے تمہیں پہنچا دیا ہے[3] اور تم اسے پڑھو۔

تو ان کے قاریوں نے اسے پڑھا، تو وہ پڑھتے پڑھتے اس مقام پر آئے یہاں ذکر اسلام تھا، پھر اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کیا، پھر اس نے اسے زمین پر دے مارا، تو نعیم غصہ میں آ گیا، اور کتاب کو پکڑا اور اسے بوسہ دیا اور کہنے لگا۔

بے شک یہ کتاب قدیم ہے، لیکن میں تمہارے پڑھنے کے لئے (اس کتاب) کو نہیں چھوڑ سکتا، تو وہ کہنے لگے: بے شک اس نے کتاب کے ساتھ جو بھی کیا سو کیا، یہ اس کی طرف سے ہمارے لئے کوئی سازش نہیں تھی، اس لئے اُسے پوچھتے رہے یہاں تک کہ اس نے ان سے کہا۔

میں اپنی گود میں سے تھام لیتا ہوں۔ اور تم اسے سناتے ہو۔ اس نے اسے اپنی گود میں تھامے رکھا،

---

[1] بیہقی نے کہا دلائل النبوۃ ج ا ص ۳۹۰ میں اپنی سند کے ساتھ مطرف بن مالک سے روایت کرتے ہوئے، فرمایا: میں الاشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ تستر کی فتح میں حاضر ہوا تھا یعنی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، تو ہم پہنچے دانیال کی قبر (السوس میں) وہاں کے لوگ جب ان کو بارش کی ضرورت ہوتی تو وہ اس کے واسطے سے بارش کی دعا کرنے کے لئے باہر نکلتے۔

[2] زیادہ کیا اس نے الاصل میں (اور کعب کو) اور ظاہر ہے کہ وہ نسخہ جات کے اضافہ جات میں سے ہے۔

[3] اس جملے سے سمجھا جاتا ہے کہ (کتاب دانیال) عبرانی زبان میں تھے۔

اوران کے قاری پڑھتے رہے، یہاں تک وہ اس مقام پر آئے جس میں یہ آیت تھی:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٨٥﴾ (سورۃ آل عمران: ۸۵)

''جو کوئی شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرنا چاہے گا، تو اُس سے وہ دین قبول نہیں کیا جائے گا، اور آخرت میں وہ ان لوگوں میں شامل ہوگا جو سخت نقصان اٹھانے والے ہیں۔''

اس نے کہا: ان میں سے ۴۲ علماء نے اسلام قبول کرلیا تھا اور یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران تھا، چنانچہ وہ اس کے پاس پہنچا تو آپ ان کے لئے (مقرر کردیا) اور انہیں کچھ (وظیفہ) عطا بھی کیا۔[1]

۱۶/۴: ھمام بن یحییٰ نے کہا کہ بسطام بن مسلم نے مجھے بیان کیا کہ معاویہ بن قرۃ المزنی نے انہیں بیان کیا، کہ وہ اس کتاب کا مذاکرہ کررہے تھے تو ان کے پاس سے (شھر بن حوشب) گزرا اور وہ کہنے لگا کہ کیا تم نے چھوڑ دیا ہے اس ماہر کو بے شک کعب رضی اللہ عنہ[2] اس وقت حاضر تھا، وہ کہنے لگا کہ کیا یہ وہی آدمی ہے جس نے اسے (کتاب کو) بطور امانت دیا تھا وہ کون تھا؟ تو وہ آدمی کہنے لگا کہ میں تھا۔

تو اس نے اُسے یہ کتاب دے دی اور اس کو کہنے لگا تم کشتی میں سوار ہوجاؤ، اور تم فلاں فلاں جگہ پہنچو تو اسے پانی میں پھینک دو، تو آدمی کعب کے پاس سے باہر نکلا، اور کہنے لگا: یہ وہی کتاب ہے جس میں وہ علم ہے جو کعب کے پاس بھی علم ہے اور کعب کو موت آجاتی ہے تو میں اُسے اپنے گھر والوں میں رکھ دوں گا، جب میں کعب کے پاس پہنچا تو میں نے اس کو خبر دی، تو میں نے وہی کام کئے جس کا مجھے حکم دیا تھا۔

اس نے کہا تو میں کعب کے پاس آیا۔ اس نے کہا: تونے کیا کیا؟ وہ کہنے لگا، میں نے وہی کچھ کیا جس کا تونے حکم دیا۔

کعب نے کہا: تونے کیا دیکھا؟ اس نے کہا میں نے کچھ نہیں دیکھا، تو کعب کو معلوم ہوگیا کہ اس نے اس آدمی کو جھٹلایا ہے۔

تو کعب یہ التجا کرتا رہا، اور اسے پوچھتا رہا یہاں تک کہ اس نے کتاب واپس کردی، جب کعب کو موت کا یقین ہوگیا تو اس نے کہا، کیا یہ وہی آدمی نہیں ہے جس نے اُسے بطور امانت کتاب دی تھی، آدمی نے کہا

---

[1] اس جیسا گزر چکا ہے۔
[2] دلائل البیہقی میں ہے (بے شک کتاب کعب کے پاس تھی)

ہم اپنے چچا کے بیٹوں کے پاس سے فقہ اور تقویٰ کے حصول کے لئے آئے تھے۔

میں:

اس نے اس کو کتاب واپس کر دی اور اس کو کہا، سمندر میں سوار ہو جاؤ، جب تم فلاں فلاں جگہ پہنچو تو اس کو پانی میں پھینک دیا، چنانچہ وہ جہاز میں سوار ہوا اور اس کے ساتھ اس کے ساتھی بھی تھے، جب وہ اس جگہ پر آیا تو وہ اسے پانی میں پھینکنے کے لئے گیا، تو سمندر اس کے لئے الگ ہو گیا یعنی پھٹ گیا یہاں تک کہ اس نے ایک نئی زمین دیکھی تو اس نے اسے پھینک دیا، تیز ہوا دھماکے دار چلنے لگی، جہاز گھومنے لگا، یہاں تک کہ انہیں غرق ہونے کا خدشہ ظاہر ہو گیا، پھر جہاز سیدھا ہو گیا تو وہ کعب کے پاس آیا اور اُسے کہنے لگا، یہ تو نے کیا کیا؟

اس نے کہا: میں نے وہی کیا جس کا تو نے مجھے کرنے کا حکم دیا تھا، تو اس نے کہا تو نے کیا دیکھا؟ اس نے جو دیکھا وہی اس کو بتا دیا، کعب جانتا تھا وہ سچا ہے، تو کعب کہنے لگا جہاں تک تورات کا تعلق ہے بے شک جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے موسیٰ علیہ السلام [1] پر نازل کیا، نہ کوئی اس میں تغیر و تبدل ہوا، لیکن مجھے ڈر تھا کہ اس پر بھروسہ کرے گا جو کچھ بھی اس میں ہے، لیکن تم کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی اللہ معبود ہے اور تلقین کرو اپنے مردوں کو (لا الہ الا اللہ کی)۔[2]

۱۷/۵: ابو العباس عبید اللہ بن جعفر بن محمد بن اعین [3] نے بیان کیا ہمیں، انہوں نے کہا: خبر دی اسحاق بن ابی اسرائیل ابراہیم المروزی [4] نے، انہوں نے کہا: بیان کیا مجھے محمد بن منیب العدنی ابو الحسن نے، انہوں نے کہا: بیان کیا ہم کو السری بن یحییٰ نے، اس نے کہا: خبر دی قتادہ نے، انہوں نے کہا:

جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ''السوس'' کو فتح کیا...... اس نے اس میں دانیال علیہ السلام کا جسد مبارک پایا۔

---

[1] یعنی مذکورہ تورات اور اسکی نصوص دانیال علیہ السلام کی کتاب میں ہے، یہ حضرت کعب کی واضح عبارت ہے کہ تورات یہودیوں کے درمیان گردش کر رہی ہے یعنی تحریف شدہ ہے۔

[2] بیہقی نے دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۳۹۰ میں اس سند کے ساتھ روایت کیا۔

[3] ذکر کیا اس کو تاریخ بغداد ج ۶ ص ۳۵۴ میں اسحاق بن ابی اسرائیل کے لئے اس کے ترجمے کے وقت۔

[4] اصل میں ''اسحاق بن ابراہیم بن ابی اسرائیل المروی''، تصحیف ہے اس کی جو متن میں ہے جس کا ترجمہ کیا گیا ہے سیر اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۴۷۶ رقم ۱۲۴، المنتظم ج ۱۱ ص ۲۳۰، تاریخ بغداد ج ۶ ص ۳۵۳ رقم ۳۳۸۳۔

السری نے کہا، پھر ابوجعفر نے فرمایا: انہوں نے اسے پتھر کے ''ابرن''[1] میں پایا۔

قتادہ نے کہا: ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے ساتھ لگایا اس کو بوسہ دیا اور کہا: دانیال اور کعبہ کے رب کی قسم۔

اس نے کہا: اور اس نے اپنی ایک جانب رکھا ہوا مال پایا اور کہنے لگا، جس کا جی چاہتا ہے وہ اس میں سے ایک مقررہ مدت تک لے لے، اگر اس نے (اس مدت تک) واپس کر دیا تو (ٹھیک) وگرنہ اسے برص کی بیماری ہو جائے گی۔

اس نے کہا: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے دانیال کے حکم کے مطابق حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف جواباً لکھا کہ اسے کفن بھی دو اور اس پر نمازِ جنازہ بھی پڑھو۔ اس کو دفن کرو، جیسے انبیاء کرام کو دفن کیا جاتا ہے۔ اور اس مال کی طرف بھی جاؤ اور اسے مسلمانوں کے بیت المال میں ڈال دو۔

اس نے فرمایا: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے مصری، سفید، قبطی[2] چادر میں کفن دیا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی اور پھر اس کو دفن کر دیا۔

۱۸/۶: بیان کیا ہمیں عباس بن محمد الدوری[3] نے، اس نے کہا: خبر دی ابویحییٰ الحمانی نے جس کا نام عبدالحمید بن بشمین[4] ہے۔ اس نے کہا: خبر دی برید[5] بن عبداللہ بن ابی بردۃ نے، وہ ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، بے شک حضرت دانیال علیہ السلام کا جسد پاک ملا اُسے، تو اس نے اس پر یعنی جسد دانیال علیہ السلام پر مہر دیکھی اور اُس پر شیر کا نقش تھا۔[6]

---

[1] ہوسکتا ہے یہ البرنیۃ سے ہو اور یہ سرسبز، بڑے پکے ہوئے برتن کے مشابہ ہے، کبھی کبھی یہ ان شیشوں میں سے بھی ہوسکتا ہے شیشے کے وہ برتن جو چوڑے منہ والے ہوتے ہیں، لسان العرب ج۱ ص ۳۹۲ کی طرف رجوع کریں۔

[2] القباطی القبطیہ کی جمع ہے، یعنی ریشم کے بنے ہوئے کپڑے قبط کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔

[3] امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۵۲۲ میں اس کی ترجمانی کی ہے۔

[4] میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۴۲ رقم ۴۷۸۴ میں کہا، عبدالحمید بن عبدالرحمٰن ہے، ابویحییٰ الحمانی الکوفی، اور اس نے سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۵۴۰ رقم ۱۷۱ میں کہا، ابویحییٰ الحمانی ہے، اس کی اصل خوارزم سے ہے اور اس کا لقب بشمین ہے۔

[5] اصل میں یزید ہے جو کہ متن میں تصحیف پائی گئی ہے وہ ابوبریدۃ الاشعری الکوفی سیر اعلام النبلاء ج۶ ص ۲۵۱ میں اس کی ترجمانی ہے۔

[6] طبری نے اپنی تاریخ ج ۳ ص ۱۸۸ میں کہا، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ یعنی دانیال علیہ السلام کے بارے میں اس کے اوپر مہر تھی، اور اس کے نگینے میں دو شیروں کے درمیان ایک آدمی کا نقش تھا، ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۵۰۷ تا ۵۱۰ حضرت دانیال علیہ السلام کے بارے میں رجوع کریں۔

۱۹/۷: مجھے حبان[1] بن ہلال البصری سے بات پہنچی ہے اس نے کہا: خبر دی مجھے مہدی بن میمون نے، انہوں نے کہا واصل مولی ابی عیینہ نے خبر دی، اس نے کہا: میں نے محمد بن سیرین سے سنا، فرماتے تھے:

مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ دانیال علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی اس وقت آپ کی عمر مبارک سات سال کی تھی۔

۲۰/۸: خبر دی مجھے الحسن عبید اللہ بن ثابت الحریری بن خازم الکوفی[2] نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے عبداللہ بن سعید ابوسعید الاشج الکندی[3] نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے ابواسامہ نے، وہ عبداللہ بن عون سے بیان کرتے ہیں، وہ ابراہیم النخعی سے مرسل طور پر، اس نے کہا:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی کہ ایک آدمی نے حدیث دانیال لکھی ہے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو لکھا کہ وہ میرے پاس آئے، آدمی نے کہا: جب میں آپ کے پاس گیا، میں نہیں جانتا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے کیوں خط بھیجا ہے، تو اس نے سورۃ یوسف کی پہلی آیات پڑھیں:

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ① اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ② نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ③ (سورۃ یوسف: ۱ تا ۳)

"المر۔ یہ اس کتاب کی آیتیں ہیں جو حق واضح کرنے والی ہیں۔ ہم نے اس کو ایسا قرآن بنا کر اتارا ہے جو عربی زبان میں ہے، تاکہ تم سمجھ سکو۔ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے تم پر یہ قرآن وحی کے ذریعے بھیجا ہے اس کے ذریعے ہم تمہیں ایک بہترین واقعہ سناتے ہیں، جب کہ تم اس سے پہلے اس "واقعہ" سے بالکل بے خبر تھے۔"

پھر (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے میرا ہاتھ پکڑا اور انہوں نے دُرہ سے مارنا شروع کر دیا اور کہنے لگے: اللہ تعالیٰ کی کتاب سے بہترین قصہ بیان کرو؟ کیا تم اللہ تعالیٰ کی کتاب سے بہترین کہانی چاہتے ہو؟ تو میں نے ان

---

[1] اصل میں حیان ہے یہاں تصحیف ہوئی ہے، وہ ابوحبیب الباہلی ہے اور اسے الکنانی اور البصری بھی کہا جاتا ہے، سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۲۳۹ رقم ۶۲ میں اس کی ترجمانی ہے۔

[2] اصل میں عبید بن مدینا الکوفی ہے متن میں تصحیف پائی جاتی ہے، تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۳۴۷ رقم ۵۴۹۴ میں اس کا ترجمہ موجود ہے اور اس نے کہا: کہ بیان کیا ابوسعید الاشج سے تفسیر کی کتاب کے حوالے سے۔

[3] سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۱۸۲ رقم ۶۴ میں اس کی ترجمانی ہے۔

کو کہا خدا کی قسم اے امیر المؤمنین! میں اسے مٹا دوں گا، اس نے کہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے چھوڑ دیا۔[1]

آیئے! اب دانیال کی کتاب کا آخری حصہ دیکھتے ہیں، کیونکہ اسمیں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ السفیانی اور الحسنی اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے فتنوں کے بارے میں کیا ہونے والا ہے اور فتنۂ دجال، اور فتنہ دابہ کے فتنوں سے اور ان دونوں کے درمیان کیا ہونے والا ہے، جو کچھ بھی ہونا ہے اس کے مطابق اس نسخہ میں موجود ہے، اگر میں لوگوں کی طبائع کو پسند نہ کرتا اپنی کتاب جس کا ذکر دانیال علیہ السلام سے کیا ہے تو میں یہ ذکر نہ کرتا اس کے بارے میں جس کا ذکر اس نسخہ میں ہے کیونکہ اس میں مشہور خبروں سے ثابت ہو چکا ہے لیکن مجھے اس کے لئے کوئی نکتہ آغاز نہیں ملا جس کی وجہ سے ہم نے اس کا ذکر کیا۔

آیئے! ہم لکھتے ہیں جیسا کہ اس باب میں ہے جس حد تک ہم پہنچ چکے ہیں، اور یہ سارا کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے۔

[1] یہ لائق فائق قاری سے بات پوشیدہ نہیں ہے کہ دوسرے خلیفہ نے دانیال کی حدیث کو لکھنے سے انکار کر دیا، تو بے شک انہوں نے سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدوین حدیث سے بھی منع کر دیا تھا، جیسا کہ مشہور ہے فریقین کے نزدیک، ان کا یہ قول ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے، علامہ سید محمد رضا الجلالی کی کتاب "تدوین السنۃ الشریفۃ" کتاب میں مراجعت ہو سکتی ہے۔

(۶)

سیاق المذکور فی آخر کتاب دانیال

''دانیال کی کتاب کے آخری حصے کا مذکورہ بیان''

۲۱/۱: خبر دی مجھے ابوسلیمان عبداللہ بن جریر الجوالقی نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے اہل کتاب کے ایک آدمی نے جو ''ملاحم'' کو جمع کرنے میں تعریف کیا گیا ہے۔

بے شک یہ کتاب ان کے ہاں بڑے بڑے لوگوں سے سنی گئی ہے وہ اور کسی کو نہیں دیتے تھے، مگر اُسی کو جو اس کو بیان کرنے میں ثقہ ہوتے تھے اور اس کو چھپانے میں بھی مضبوط تھے، ان کی اس معرفت کی وجہ سے جن کو آنے والے عجیب وغریب ملاحم شامل ہوتے تھے اور میں نے ماضی کی کتابوں کو چھوڑ دیا۔

میں نے آخری عمر میں اعتماد والی اس کتاب کا آخری حصہ لکھنے کی ابتداء کی۔

تو آپ نے دانیال علیہ السلام کا اپنی اس کتاب میں ذکر کیا۔

بے شک بادشاہ شراب پینے کی بنا پر گرمی کی وجہ سے ہلچل مچاتا تھا اور اِسے پھر اپنے آپ کا بھی پتہ نہیں چلتا تھا[1]

پھر اس کے بعد ایک ایسا آدمی بادشاہ بنتا ہے جس کے سر پر سفید پگڑی تھی، مغرور اور فخریہ انداز میں پگڑی پہنے ہوئے، اس سے پہلے بادشاہ کا بیٹا تھا جو گرمی میں خوب ہلچل مچاتا تھا اور وہ قابلِ مذمت بھی تھا، اور وہ تنگ دور والا تھا اور ممالک نے بڑا اختلاف کیا، بہت زیادہ خوارج اور غرباء اور کُردلوگوں کی کثرت کی وجہ سے اور عربی لوگوں کی کثرت کی بنا پر اور ڈاکوؤں کی وجہ سے، چنانچہ اسے خلافت سے ہٹا دیا گیا، اور یہ کہا جاتا ہے کہ ''خفیہ طور'' پر اور اس کا قاتل (اس تل کے نشان) یا وہ شامہ کا مالک تھا، اسے خلافت سے ہٹا دیا گیا اور

---

[1] مروج الذہب ج ۴ ص ۱۴۱ میں اس نے کہا، اور ان میں ابوعوف اور حسین بن سالم اور ان کے علاوہ بہت سے عادل بھی حاضر ہوئے یہاں تک کہ انہوں نے المعتمد کی نگرانی کی، ان کے ساتھ بدر معتضد کا غلام بھی تھا اور وہ کہتا تھا: کیا تم دیکھتے ہو اس میں کوئی نشان یا کوئی بیماری؟ اچانک وہ مرگیا اور اس کا قتل ہمیشہ نبیذ پینے کی وجہ سے ہوا۔

زمین کے مضافات میں/ اطراف واکناف میں جابر لوگوں نے اس کی قیادت کی تھی، لوگوں کے معاملات اس کے دور میں ٹھیک چل رہے تھے، اور چھوٹے اور بڑے لوگوں نے اسے تحفہ میں دیا اور وہ بادشاہت میں دس سال تک رہا پھر وہ فوت ہو گیا۔

اور اس کے بعد اس کا بیٹا اقتدار پر قبضہ کرتا ہے تو آٹھ سال سے کم عرصہ تک حکومت کرتا رہا اور پھر وہ بھی مر جاتا ہے۔

اور حکومتی نظام ایک بچے کے ہاتھوں میں آجاتا ہے، جو ابھی جوانی میں داخل نہیں ہوا تھا، اس کے زمانے میں حکومت، بیواؤں، بچوں اور نوکروں کی حکومت رہی، اور لوگوں نے اپنی تجارت اور کاروبار میں خوب اضافہ کیا (اور کافی توسیع سے کام لیا جاتا رہا) یہاں تک کہ فقراء اور غرباء مال دار ہو گئے اور تمام مدائن میں فساد کثرت سے وقوع پذیر ہونے لگے، تکبر کی وجہ سے جس نے انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر مجبور کیا، یہ صرف بائیس سال تک حکومت میں قائم رہتا ہے پھر اُسے ہٹا دیا جاتا ہے، اور وہ تین دن باقی رہتا ہے پھر وہ بادشاہ کے پاس آتا ہے پھر وہ تین سال تک حکمرانی کرتا رہتا ہے اور پھر وہ اعلانیہ طور پر قتل کر دیا جاتا ہے۔

پھر اس کے بعد اس کا بھائی حکمران بنتا ہے، پھر اس کے بھائی کے بعد اس کا بیٹا حکمران بنے گا[1]

پھر غیر عرب شہزادوں کے درمیان انتظامات کے حوالے سے اختلافات رونما ہوتے ہیں، اس لئے وہ ایک خلیفہ کو معزول کر دیتے ہیں اور ایک کو وہ خلافت تفویض کر دیتے ہیں، جس کو چاہیں الگ کرنے پر اختیار رکھتے ہیں، جسے چاہتے ہیں اسے تھوڑی مدت کے لئے خلافت سپرد کرتے ہیں، یہاں تک کہ معاملہ وفاداری میں آجاتا ہے اور ساتویں بادشاہ کے بیٹوں میں سے کوئی آدمی تو لوگوں کے معاملات کو سنبھالے گا۔

پھر کچھ مہینوں کے بعد اہل بیت کا (ایک آدمی تیسرے بادشاہ سے) جسے کہا جاتا ہے کہ السفیانی، اس کا نام عنبسہ بن ہند[2] ہے، وہ ایک نوجوان آدمی تھا، بڑے چہرے والا، ضخیم جسامت والا، اس کے چہرے پر پوکس کے نشان تھے، وہ بائیں آنکھ کو بڑے شدید طریقے سے بند کرتا تھا، اس کو دیکھنے والا گمان[3] کرتا تھا کہ وہ کانا ہے، عرب قبائل اس کے پاس جمع ہوتے ہیں، تو سفیانی کے ساتھیوں کی کثرت ہو جاتی ہے، اس کا معاملہ بھی

---

[1] اصل میں (اس کا باپ ہے) اور میں نے تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں ذکر کیا ہے جیسا کہ امام ذہبی کی کتاب "دول الاسلام" میں بنو عباس کے حاکموں کی زندگی کی تفصیل اور ان میں سے ہر کسی کی حکومت کی مدت ہے، اس کے مطابق جسے مصنف نے ذکر کیا۔

[2] اسی طرح مشہور ہے کہ "السفیانی" وہ عثمان بن عنبسہ ہے شاید کہ اس کے علاوہ یہاں مذکور ہو۔

[3] ہم نے اسے مختلف روایات قرینہ سے یاد رکھا ہے، اور اصل میں اسی طرح "اس کے چہرے کے اوپر کوئی رونق نہیں" ہو سکتا ہے اس میں اسقاط ہو۔

تعظیم بنادیا جاتا ہے، ربیعہ قبیلے سے ایک آدمی اس کے لئے کھڑا ہوتا ہے، تو پھر اسے ایک ماہ تک جنگ کرتا ہے، اور ''الجرہمی''[1] اس سے فائدہ اٹھائے گا، السفیانی ربیعی کے ساتھ مشغول ہوجاتا ہے، اور وہ حمص پر غلبہ حاصل کرتا ہے، اور ''الاصہب'' نصر[2] کے ساتھ نکلے گا، اور ''الجحافی''[3] فارس کے خلاف اصطخر سے نکلے گا، ''الباری''[4] ماسندان[5] سے تو وہ اس کے بعد آنے والے پہاڑوں پر غلبہ حاصل کرے گا، اور ''الانبار''[6] کا ایک آدمی ''الجحانی''[7] کے خلاف میدان میں نکلے گا تو وہ ''الجحافی'' کے ساتھ ''اکراد'' کے مقام پر لڑائی کرے گا یہاں تک کہ ان کے درمیان خوب قتل وغارت ہوگی، پھر ''الجحافی'' اس کو صلح کے لئے اس شرط پر دعوت دے گا کہ وہ اسے فارس کا والی بنائیں گے، اور اسے اپنا خلیفہ نامزد کردیں گے اور وہ وہاں آئے گا اور اس کا ساتھ دے گا، چنانچہ وہ فارس، اور اس سے ملحق ''الاھواز'' کی آدھی زمین پر قبضہ کرلے گا، پھر زمین پر فتنہ اور جنگ و جدل بھڑک اٹھے گی، تو وہ پھر اس کی طرف یعنی ''الجحافی'' کی طرف پیغام بھیجے گا اور اس کو اس کی بات ماننے کے لئے بلائے گا، اور اسے اپنا خلیفہ بنالے گا، اور وہ ''الجرھمی''[7] کو کوئی جواب نہیں دے گا۔

تو پھر السفیانی اپنے ساتھیوں میں دمشق کے منبر پر کھڑے ہوکر خطاب کرے گا، اور کہے گا:

اے اس شہر والو! اے دمشق[8] والو! تم میرا خون اور گوشت ہو، اور میں تمہارے دشمنوں کا دشمن ہوں، اور تمہارے دوستوں کا دوست ہوں، اور وہ انہیں امیدیں دلاتا ہے اور ان سے وعدہ وعید کرتا ہے کہ وہ ان پر

---

[1] وہ (عقیل بن عقال) ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

[2] عقد الدرر ص ۱۱۵ میں امام الکسائی سے نقل کرتے ہوئے انبیاء کے قصوں میں ذکر کیا گیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:
ضروری ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر نزول، ضروری ہے کہ ان کے نزول سے پہلے کچھ علامات ظاہر ہوں اور فتنے ظاہر ہوں، تو سب سے پہلا فتنہ یا علامت وہ ہے کہ نکلے گا اور غالب آئے گا ملکوں پر ''الاصہب'' وہ الجزیرۃ کے علاقوں سے نکلے گا، پھر اس کے بعد شام کے علاقے سے ''الجرھمی'' نکلے گا اور یمن کے علاقوں سے ''القحطانی'' ظاہر ہوگا۔

[3] اسی طرح اور ہوسکتا ہے کہ یہ ''جحاف'' کی طرف منسوب ہو، اور وہ ''نیشاپور'' کا سکہ ہے، الانساب للسمعانی ج ۲ ص ۲۵

[4] اسی طرح ہوسکتا ہے کہ ''باز'' کی طرف منسوب ہو، اور وہ نیشاپور کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے، الانساب للسمعانی ج ۱ ص ۲۵۶

[5] اسی طرح اور ظاہر ہے کہ ''ماسبذان'' اس نے کہا معجم البلدان ج ۵ ص ۴۱ میں، اس کی اصل (ماہ سبذان) ہے یہ چاند کے نام کی طرف منسوب ہے۔

[6] مراصد الاطلاع ج ۱ ص ۱۲۰ میں اس نے کہا: بلخ کے قریب ایک شہر ہے اور یہ جوزجان کے کونے میں ایک قصبہ ہے اور یہ پہاڑوں پر ہے، اور الانبار بھی بغداد کے غربی فرات پر ایک شہر ہے۔

[7] ہوسکتا ہے ''الجحافی'' ہو۔

[8] اس کے بعد اصل میں زیادہ کیا ہے اور وہ کہتا ہے اے اس شہر والو! اے دمشق والو! وہ جو بھی حاضر ہیں ہوسکتا ہے نسخہ جات کے اضافہ جات میں سے ہو۔

کسی کو اثر انداز نہ ہونے دے گا۔

پھر وہ ''اپنے کیمپ''، معسکر کی طرف خشک وادی[1] سے نکلے گا، پھر اس کو ''الجحافی''، صلح کے لئے دعوت دیتا ہے تو وہ اس کا کوئی جواب نہیں دیتا، پھر زمین میں جنگ وجدل، فتنہ وفساد بھڑک اٹھتا ہے تو اس وقت اعلیٰ بادشاہ[2] اور اس کے مخصوص وفاداران اور ان کے علاوہ باقی احباب جو رہ گئے تھے ان کے پاس نہ کوئی مادیت تھی اور نہ ہی مال آتا تھا۔

تو اپنے چچا زاد بیٹوں کو جو پرانے شہر میں تھے پیغام بھیجے گا، اور اپنے خراسان کے رہنے والے ساتھیوں کو بھی پیغام بھیجے گا، کہ زمین ہمارے اوپر اور تمہارے اوپر فساد پیدا کر رہی ہے نہ تو ہمیں مال آتا ہے، اور نہ ہی تمہارے پاس، ایسا نہ ہو کہ ہم اپنے آپ کو اپنے ہی لشکروں سے قتل کروا بیٹھیں، بلکہ اصلاح کرنا چاہتے ہیں اور ہم اپنی جماعت کو اکٹھا کریں گے، اور اپنے دشمنوں کے خلاف متحد ہو جائیں گے، اور ہم لکھیں گے یعنی معاہدہ اور تم بھی لکھو گے ہمارے چچا زاد بیٹے کی طرف معاہدہ جو کہ بصرہ میں ہے، ہم اکٹھے ہوں گے اور ہم اپنے بصرہ کے بھائیوں کو بھی جس طرح ہم نے تمہیں صلح، امن اور آشتی کی طرف بلایا ہے اور ہم اکٹھے ہوں گے اور لڑائی کریں گے اپنے دشمنوں کے خلاف اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور ہم نے نہ کیا تو ہم بھوک کی وجہ سے، یا موت کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے۔

پھر وہ ایسا ہی کریں گے اور صلح بھی کریں گے، اور اعلیٰ بادشاہ کی بیعت کریں گے، اور تاجروں سے قرض لیں گے، اور اپنے دشمنوں سے لڑنے کے لئے تیاری کریں گے، اور بصرہ کا مالک ''الانبار'' کی طرف چلے گا، اور پرانے شہر کے لوگ ''البکری'' جو کہ ماسندان[3] میں ہے، کی طرف چلیں گے، تو وہ ان کے بعض، بعض کے ساتھ لڑائی کریں گے اور ''البرقی'' [4]''الجرھمی'' کی طرف چلے گا۔

---

[1] اس نے معجم البلدان ج ۵ ص ۴۲۴ میں کہا: خشک وادی ایک آدمی کی طرف منسوب ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے آخری زمانے میں السفیانی نکلے گا۔

[2] یعنی السفیانی ہے۔

[3] ظاہر میں ماسبذان ہے، او۔ اس کا ذکر گزر چکا ہے۔ اور بکری وہ ہے۔ جس کا ذکر السمعانی نے الانساب ج ۱ ص ۳۸۵ میں کیا ہے، یہ اس گروہ کی طرف منسوب ہے جن میں سے ان کے نام ''ابوبکر و بکر'' ہوں گے اور رہا پہلا تو وہ جماعت ہے کہ جو ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ کی طرف منسوب ہوں گے ان میں سے ان کی اولاد بہت زیاد۔ تعداد میں، اور ان کی اولاد کی اولاد بہت زیادہ تعداد میں مراد ہے، اور ''البارئ'' کے نام کا ذکر گزر چکا ہے ہو سکتا ہے ان دونوں میں سے ایک میں دوسرے کے لئے تصحیف پائی جاتی ہو۔ اور دوسرا بکر بن وائل کی طرف منسوب ہے۔

[4] وہ ہمام بن الورد ہے جیسا کہ آگے آئے گا۔

پھر وہ اس بات پر صلح پر آمادہ ہوتے ہیں کہ ''البرقی'' البرقہ[1] کی طرف لوٹ جائے۔ اور ہر ایک ان دونوں میں سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ صلح صفائی کرے اور ان سے قتال نہ کرے، اور ہر ان دونوں میں سے اپنے اپنے علاقہ کی طرف چلا جاتا ہے۔

رہا ''الجرھمی'' وہ شام کی سرزمین سے ملحق زمین میں چلا جائے گا اور جو ''البرقی'' وہ ''برقہ'' کی حدود ''علاقہ جات'' میں چلا جاتا ہے، اور جو بھی ''مغرب'' سے ماوراء ہے اس شرط پر کہ جب بھی ان دونوں میں کسی ساتھی سے کوئی دشمن لڑائی کرے گا تو اس کے ساتھی اس کی مدد کے لئے آئیں گے۔ تو وہ اس بات پر صلح کریں گے۔

پھر ''الجرھمی'' مصر کے مالک کے پاس جائے گا، پھر اس کے ساتھ جنگ کرے گا اور اس کو المصری شکست دے گا، پھر وہ ایک دوسرے کو اس بات پر صلح کی دعوت دیں گے کہ وہ دونوں ''السفیانی'' کے خلاف اکٹھے ہوں گے اور وہ اس پر صلح کریں گے اور ''الجرھمی'' شام کی طرف لوٹے گا اور ''المصری'' مصر میں قیام کرے گا۔

پھر ''السفیانی'' اہل دمشق میں کھڑا ہوگا اور وہ کہے گا: اے دمشق والو! صرف میں تم میں سے آدمی ہوں اور تم میرے جد امجد ہو اور تم میرے جد امجد ''معاویہ بن ابی سفیان'' کے خاص لوگوں میں سے ہو، اور وہ تمہارے والی تھے، اس کی بادشاہت سے پہلے اس نے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا اور تم نے بھی اچھا سلوک کیا، پھر اس کے ساتھی[2] کو قتل کردیا گیا، تو اس نے یعنی ''معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما'' نے اس کے خون کا مطالبہ کیا، اس نے تم سے مدد مانگی اور تم نے اس کی مدد کی، تو اس نے اس کے ساتھ تمہارے معززین کو بھی قتل کیا، اور میں آج اپنے گھر کے لوگوں کا بدلہ مانگ رہا ہوں، اور تمہارے معزز لوگوں کا بدلہ مانگ رہا ہوں، اور کون تم سے زیادہ حقدار ہے میری فتح کا اس بات پر، تو وہ اسے جواب دیں گے اور وہ اس کی اس بات پر بیعت کریں گے۔

پھر وہ ''الجرھمی'' کو لکھتا ہے اور وہ اسے اپنی اطاعت کی دعوت دے گا اس شرط پر اگر وہ معاملہ اس پوزیشن میں ہے جس پر وہ ہے اور وہ اسے بڑھاتا ہے اور وہ اس کے اس کام پر مواخذہ نہیں کرتا تو وہ اسے

---

[1] اس نے معجم البلدان ج۱ ص۳۸۸ میں کہا ہے کہ یہ نام ہیں ایک بڑے علاقے کا جو کہ شہروں اور بستیوں پر مشتمل ہے، اسکندریہ اور افریقیہ کے درمیان۔

[2] یعنی اس سے مراد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔

جواب دیتا ہے، اور وہ لکھے گا ''البرقی'' کی طرف اسی طرح اور یہ تمام لوگ اور ان کے علاوہ ہر ملک کے لوگ ان کے پاس جو پہنچا ہے انہوں نے اپنے علماء سے سنا ہے کہ ایک آدمی ہے جسے ''السفیانی'' کہا جاتا ہے وہ اپنے وقت کے بادشاہ کے خلاف لڑائی کے لئے نکلے گا، پھر وہ اسے اور ان سب کو شکست دے گا جو بھی اس کے خلاف لڑنے کے لئے آئے گا یہاں تک کہ وہ حکومت قائم کرلے گا اور اس کی بادشاہی کا معاملہ اس کے لئے سیدھا ہو جائے گا اور وہ اسے اس کا جواب دیں گے۔

پھر وہاں ''الجرھمی'' آئے گا اور اس کی بیعت کرے گا اور ''الجرھمی'' کا نام ''عقیل بن عقال'' ہے، پھر ''البرقی'' بھی اس کی بیعت کرے گا اور اس کی پیروی بھی کرے گا اور البرقی کا نام ''ھمام بن الورد'' ہے، اور ''الجرھمی'' پر پہاڑوں پر چڑھائی کرے گا اور ''برقی'' لوگوں پر چڑھائی کرے گا اور ہر ایک اپنے اپنے گھوڑوں اور لوگوں پر خاص طور پر ان لوگوں سے جو اس کے ساتھ ہوں گے اور ہر کوئی اپنے اپنے مقام پر ''السفیانی'' سے پہلے حکمران تھا۔

اور صاحب مصر کو اس بات کی خبر پہنچی تو وہ ان کو اپنی اطاعت کا پیغام بھیجتا ہے وہ اس بات پر راضی نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ وہ اس کے پاس آئیں، تو وہ اس کے پاس آئیں گے وہ اس کی بیعت کریں گے تو وہ ان کو مصر کی طرف واپس بھیجے گا، تو اہلِ مصر داخلے سے اس کو روک دیں گے، تو پھر وہ لوٹے گا تو ''السفیانی'' کو مطلع کرے گا، سفیانی اس کے پاس چل کر آئے گا اور اہل مصر اس کے پاس نکل آئیں گے، ملاقات کریں گے اور پھر ''الفرما'' [1] کے آرکیڈ یا اس کے نیچے سات ایام تک لڑتے رہے، تو مصر کے لوگ وہاں سے چلے گئے اور تقریباً ستر ہزار جانیں قتل کردی گئیں، پھر اہلِ مصر اس کی ساتھ مصالحت کریں گے اور وہ اس کی بیعت کریں گے تو وہ ان کو چھوڑ کر شام واپس لوٹ جائے گا۔

پھر وہ اپنے اصحاب سے معاہدہ کرے گا، اور ایک آدمی کے لئے ''حضرموت'' سے آرمینیہ تک اور اس کے ارد گرد تک معاہدہ کیا جائے گا۔

اور معاہدہ ہوگا خزاعہ کے ہر ایک آدمی کے لئے ہجوم کی سرحد پر اندلس کے اطراف سے۔

اور یہ آدمی سرحد پر جو علاقہ ''عسقلان'' سے جڑا ہوا ہے یہ بنی عبس کے ساتھ معاہدہ ہوگا۔

اور ایک معاہدہ بنی تغلبہ سے ملک شام سے جڑی ہوئی سرحدوں پر آرمینیہ کے علاوہ مصیصہ کی حد

---

[1] اس نے معجم البلدان ج ۴ ص ۲۵۵ میں کہا کہ مصر کے کونے میں ساحل پر ایک شہر ہے اور الفرما اور الاسکندر دو بھائی ہیں ان میں سے ہر ایک شہر بن چکا ہے۔

تک ہوگا[1]

اور البرقی افریقہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، وہ ملاقات کرتے ہیں اور تین دن تک لڑائی ہوتی ہے، اہلِ افریقہ کے اسّی ہزار سے زائد لوگ مارے جاتے ہیں پھر افریقہ کے لوگ ''البرقی'' کے ساتھ صلح کریں گے اور اس کے ساتھ ''السفیانی'' کی بیعت کریں گے اور ان پر ان کا بیٹا حاکم بنا دیا جائے گا، اور وہ ''برقہ'' کی طرف لوٹے گا۔

اور اس کے ساتھ وہ ''السفیانی'' کی طرف لکھے گا تو وہ لکھے گا کہ اپنے بیٹے کو ''برقہ'' اور اس کے اطراف کا جانشین مقرر کرے، یا جس کو وہ پسند کرے اسکو جانشین مقرر کرے، اور وہ ایسا کر گزرے گا۔

پھر ''السفیانی'' برقہ کا ارادہ کرے گا اور وہاں جائے گا، اور اس کا جانشین اس کے تمام لشکروں پر بنی زہرۃ ''طے'' قبیلے کا ایک شخص ہے جسے ''الزہری الموبل بن نباتہ'' بھی کہا جاتا ہے وہ اسے جہینہ سے اس کے سامنے رکھے گا اس کا نام ''المقدام بن الہقل'' ہے۔

وہ بادشاہ کو اپنی روانگی اور عراق کے لوگوں کا بتائے گا، تو وہ بادشاہ سے کہیں گے کہ یہ ایک ایسا آدمی ہے جس کے بارے میں ہمیں یہ باتیں پہنچی ہیں کہ وہ حکومت کرے گا اور وہ ہر اس شخص کو قتل کر ڈالے گا جو بھی اس سے لڑے گا، جو اس سے جیتے گا اور اس سے لڑنے کی امید رکھے گا بلکہ ہمیں اس وقت اپنے گھروں میں رہنا چاہیے یا ہم وہاں سے بھاگ جائیں جب وہ ہم تک پہنچے۔

یہ بادشاہ کو ان کی باتوں سے آگاہ کرے گا اور اس سے وہ مزید خرابیاں بتائے گا اور وہ جمع کرے گا اپنے ترکوں کے خاص لوگوں کو اور غیر عربوں کو اہل خراسان سے اور ان کے علاوہ اور لوگوں کو بھی، تو وہ ان سے کہے گا بیشک ہم اس دشمن کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور ہم اس سے لڑ بھی نہیں سکتے سوائے ان لوگوں کے جو آپ کی رائے مطابق ہیں۔ لہذا آپ تیار رہیں اس سے قتال کے لئے اور انہوں نے دوسرے لوگوں کو بھی مدعو کیا۔

پھر وہ مملکت کے گھر والوں اور ان کے وفاداروں کو جمع کرے گا اور ان کے چچازادوں کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبیلے کے پاس بھیجے گا، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل کرے اور انہیں سلامتی دے جو بنی ہاشم ہیں، لہذا وہ انہیں سکھائے گا کہ یہ وہی ''السفیانی'' ہے جس کو وہ علمائے مشائخ کی خبروں میں پاتے ہیں، یہ کہ وہ نکلے گا تو ہر

---

[1] انطاکیہ اور روم کے شہروں کے درمیان شام کی سرحد سے جیحان کے کنارے پر ایک شہر ہے، مراصد الاطلاع ج ۳ ص ۱۲۸۰

اس شخص کو جس پر اس کی اولاد اور اس کے والی کی طاقت ہے، اسے قتل کردے گا، تو رائے یہ ہے کہ تم نکلو اس کی طرف اپنے موالی اور اپنے غلاموں میں، جس نے بھی تمہاری اطاعت کی تو ہم لڑیں گے اس سے اپنے بادشاہ کے خلاف، یہاں تک کہ ہم فتح حاصل کرلیں یا ہم ہلاک ہوجائیں، تو بے شک اگر ہم اس کے قتال سے رک جائیں تو وہ ہمیں قتل کرنے سے نہیں روکیں گے۔ اور کب تک ہم میں سے مرد ہو یا عورت طاقت رکھیں گے کہ وہ قتل کرنے میں یا اسے اُکسانے میں سبقت نہ کریں۔

پھر وہ جمع ہوتے ہیں اور اسکی طرف سات لشکروں میں متوجہ ہوتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے جاتے ہیں انکا پہلا لشکر بڑا لشکر ترکوں میں اور غیر عرب اہلِ خراسان میں سے ہوگا۔ اور جو بھی ان کی اطاعت کرے گا تمام لوگوں سے اور ان کے ساتھ تمام اہلِ مصر یعنی شہروں والے لوگ نہیں نکلیں گے مگر وہ جاہل لوگ جن تک وہ پہنچے گا کہ "السفیانی" ہر اس کو جو بھی ان کے شہروں تک آنے میں کامیابی حاصل کرلے گا قتل کردے گا، تو وہ لڑائی کریں گے اس سے اپنی عزت کے حوالے سے اور بادشاہ کے لشکروں کے ساتھ جنگ کریں گے۔

تو پہلا لشکر چلے گا اور وہ الرقہ[1] پر اترے گا اور دوسرا لشکر اس کے علاوہ مرحلہ وار، پھر تیسرا دوسرے کے علاوہ مرحلہ وار، پھر چوتھا تیسرے کے علاوہ مرحلہ وار، پھر پانچواں چوتھے کے علاوہ مرحلہ وار، پھر چھٹا پانچویں کے علاوہ مرحلہ وار، پھر ساتواں چھٹے کے علاوہ مرحلہ وار۔

قائد پہلے کو قتل کرے گا اور اس کے ساتھ ترکوں کو اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو، اور وہ ستر ہزار سے زائد لوگ ہوں گے، اور وہ رقہ جانے میں جلدی کریں گے تو ان کو "السفیانی" ملے گا تو وہ قتال کریں گے اس دن اور رات میں چاند کی روشنی میں، ایک مہینے کے پندرہ دن اور رات، ان میں سے ایک لاکھ لوگ قتل کر دیئے جائیں گے ان میں سے اکثر بادشاہ کے لشکر میں سے ہوں گے۔

پھر بادشاہ کا لشکر "رقہ" کی طرف شکست کھا کر چلا جائے گا، اور بادشاہ اہلِ شام پہنچے گا ہر شہر کے لوگوں میں سے "سفیانی" بھی چلے گا اور اس کی ملاقات بھی ہوگی اور بادشاہ کے لشکر کے ساتھ بھی اس کی ملاقات ہوگی اور وہ کہیں گے ہم اس کے ساتھ ہوں گے جو غالب آئے گا،

اور "سفیانی" ان کے پیچھے "رقہ" کی طرف چلے گا وہ ملاقات کریں گے اور وہ قتال بھی کریں گے، تو

---

[1] الرقہ: اس فرات پر مشہور شہر، اس کے اور حران کے درمیان تین ایام کی مسافت ہے...... معجم البلدان ج ۳ ص ۵۸

''سفیانی'' بادشاہ کے لشکر سے شکست کھائے گا اور تمام لشکر ''رقہ'' کے علاوہ اکٹھے ہوں گے اور ان کی اکثریت ان کو خوش کردے گی پھر وہ ملیں گے اور وہ قتال کریں گے پھر بادشاہ کا لشکر شکست کھائے گا اور ''سفیانی'' ان کے پیچھے چلے گا وہ ان سے ہر روز قتال کرے گا اور وہ شکست کھا جائیں گے یہاں تک کہ وہ ان کو ''الانبار'' عراق کی سرزمین میں پہنچا دے گا۔ اور ''سفیانی'' کا لشکر مغربی جانب میں ہوگا، اور اس میں بادشاہ کا لشکر اس سے لڑائی کرے گا۔

جب وہ ''الانبار'' کی طرف چلے جائیں گے، تو بادشاہ کا لشکر پُل باندھے گا اور وہ اسے عبور کریں گے ''الانبار'' کے نچلے حصے کی طرف نصف یوم کی مسافت سے، پھر وہ پُل کو توڑ دیں گے اور پُل کی کشتیوں کو نکالیں گے اور ان کے علاوہ بھی چیزوں کو تاکہ ''سفیانی'' اس میں پُل باندھے اور پھر وہ ان کی طرف پُل پار کریں، سفیانی کے پاس بحری جہاز ہوں گے اور اس میں کافی خزانہ ملے گا جو اس نے ''الرقہ'' سے حاصل کیا ہوگا، تو اسے اس میں خزانہ ملے گا: گندم، جَو، آٹا وغیرہ اور تاجروں کے جہاز اس میں بہت سارا سامان ہوگا، اور وہ تمام چیزیں جو کہ بیچی جاسکتی ہیں مثلاً کھجور، پھل اور اس کے علاوہ اور بہت سی اشیاء، تو وہ تاجروں سے کہے گا کہ نکالو جو بھی ہمارے جہازوں میں ہے ساحل پر۔

پھر ان تمام جہازوں کو اکٹھا کرے گا پھر وہ ایک پُل باندھے گا پھر وہ فرات کی طرف پیغام بھیجے گا، پھر وہ ان جہازوں پر آئے گا تاکہ تاجروں کے لئے ایک پُل باندھے اور ان پر ان کے جہاز یا ان کا بدل واپس لوٹائے، یعنی جس چیز کو وہ پسند کریں کر گزریں[1] اور اس کی طرف وہ جواب دے گا، پُل باندھے گا اور ان کو قائم کرے گا۔

پھر وہ بھیجے گا فرات کے نچلے حصے کی طرف پیغام تاکہ وہاں جو بھی کشتی ہوں وہ لائی جائیں، تو وہ کشتیاں اس کے پاس لائی جائیں گی، مضبوط بناوٹ والی اور بہترین، عمدہ کشتیاں جو بھی اس کے ساتھ ہوں گی، جب وہ اسے دیکھے گا اسی طرح وہ ان سے خرید لے گا اور ان کا بھی پُل بنائے گا اور ان کشتیوں کو ان کے مالکوں کو واپس لوٹا دے گا۔

پھر بے شک ''السفیانی'' پُل عبور کرے گا، بادشاہ کے لشکر کے ساتھ وہ ملیں گے ''فرات'' کے علاوہ، تو وہ قتال کریں گے اور بادشاہ کے لشکر کا نصف حصہ قتل کر دیا جائے گا، اور باقی لوگ اپنے اپنے مقام پر شکست کھا

---

[1] اصل میں ''فعلوا'' ہے یعنی انہوں نے کیا۔

لیں گے اور ''عقرقوف'' [1] نامی جگہ پر شکست کھائیں گے۔ اور وہاں باغات، کھجوروں کے درخت، اور درخت اور نہریں ہوں گی، ان کے بعد بعض بعض سے حاصل کریں گے، تو ''سفیانی'' اپنے تمام اصحاب کو حکم دے گا تو وہ کوچ کریں گے اور وہ داخل ہوجائیں گے اور بادشاہ کے لشکر سے لڑائی کریں گے بادشاہ کے شہر تک۔

اور وہ ان تمام کو پیغام بھیجے گا جو بھی دجلہ کے کنارے پر اپنی فتح کا امیدوار ہوگا بصرہ کی سرزمین کی طرف اور پہاڑوں کی زمین کی طرف، اور الاھواز اور فارس کی زمین کی طرف کہ وہ اس کو مقرر کریں تو وہ اس کی طرف تین لاکھ لوگ اکٹھے ہوں گے اور وہ دجلہ سے تین میل کے فاصلے پر لڑائی کا اڈا قائم کریں گے دجلہ سے عقرقوف کے درمیان اور مشرق کی جانب دجلہ کے اور فرات کی جانب، اور ''سفیانی'' ان کے پیچھے جائے گا تو وہ بہت سخت جنگ کرے گا اس سے پہلے۔

تو وہ شکست دیں گے بادشاہ کے لشکر کو اور وہ دجلہ کی طرف ان کے پیچھے جائیں گے، اور ان کے درمیان جو ان کے ساتھ ہوں گے تبدیل کردیں گے۔ اکثر ان میں سے ڈوب جائیں گے اور دجلہ میں اپنے آپ کو تیر ماریں گے تو وہ غرق ہوجائیں گے ان کے بعض دوڑ جائیں گے، کسریٰ [2] کے شہروں کے نچلے علاقوں کی طرف۔ اور بادشاہ شہر میں باقی رہ جائے گا۔

پھر ''سفیانی'' ان سے جنگ کرے گا اور بادشاہ ان کی طرف نکلے گا تو وہ بادشاہ کے شہر کے دروازے پر اُترے گا اور شہر کے اردگرد اپنے لشکروں کی صف بندی کرے گا، اور بادشاہ کے شہر پر دیوار ہوگی جس کو نئے شہر پر نئی بنیادوں سے قائم کرے گا لیکن اس کے بعد وہ مستحکم نہیں ہوں گی، اور باوجود اس کے ''القیسی'' کے ساتھ عربوں کا ایک گروہ اپنی عورتوں اور بچوں کے ساتھ ہوگا، اور وہ اس کے ساتھ اس علاقہ میں لڑیں گے جہاں بادشاہ نے اسے رہنے کا حکم دیا تھا، اور وہ اس کے لئے اس علاقہ میں رہنا کافی ہوگا، اور القیسی بھی لشکر کا پیچھا کرے گا ان کے اوپر بعض بادشاہوں کے قائدین ہوں گے جنہوں نے شہر کی دیواروں کو آگ لگائی ہوگی تاکہ سفیانی کا لشکر وہاں داخل نہ ہو کہ وہ ان سے لڑائی کرے، اور ''سفیانی'' ان سے لڑائی کرتا رہے گا، اور ان کو شہر کے اوپر چلنے سے روکتا رہے گا اور شہر سے نیچے کی طرف آنے سے بھی روکتا رہے گا، اور ''السفیانی'' لشکر کو ''المدائن'' کی طرف بھیجے گا اور وہ انہیں اور تمام جہازوں کو لے جائیں گے اور پُل باندھیں گے شہر کے نیچے

---

[1] دجیل کے مضافات میں ایک گاؤں ہے اور وہ ایسا نہیں ہے بلکہ دریائے عیسیٰ کے مضافات میں سے ہے، اس کے اور بغداد کے درمیان چار میل کا فاصلہ ہے، مراصد الاطلاع ج ۲ ص ۹۵۰۔

[2] دجلہ کے مغربی کنارے پر ایک چھوٹا سا قصبہ جسے دریائے شیر کہتے ہیں، مراصد الاطلاع ج ۳ ص ۱۲۴۳

سے جو مدائن کے ساتھ ملتا ہے۔

آدھے لشکر کو عبور کر لیں گے اور ایک مہینے تک بادشاہ کے شہر کا محاصرہ کریں گے اور پھر دیوار کو منہدم کریں گے شہر میں داخل ہو جائیں گے تو وہ لڑائی کریں گے لوگوں سے ریل کی پٹڑیوں میں، بازاروں میں، راستوں میں اور داخل ہو جائیں گے گھروں میں، اور ان پر بھی داخل ہوں گے جو گھروں میں ہو گا، اور ان سے مال اور ساز و سامان چھین لیں گے، اور بزور بازو پکڑ لیں گے ہر اس کو جو بھی عورتوں میں سے بچوں میں سے جوان لڑکیوں میں سے جوان کو اچھی لگیں گی اور نوکرانیوں میں سے اور پکڑ لیں گے، ''القیسی'' کی بیٹیوں میں سے جو اس کی قوم ہیں تو وہ ان کو اپنے پیچھے لے جائیں گے اور ''القیسی'' کی عورتوں پر داخل ہوں گے چاندی کے زیورات کی چمک نظر آئے گی اور ان کے زیورات کی آواز سنی جائے گی اور وہ بلند آواز سے ترکوں کے پیچھے نعرے لگا رہی ہوں گی۔

بادشاہ شکست کو پہنچ جاتا ہے تو وہ شہر چھوڑ کر نکل کر خفیہ طور پر ایک گھر سے دوسرے گھر بھاگتا ہوا فرار ہو جاتا ہے ایک راستے سے دوسرے راستے تک جہاں تک کہ وہ ''حلوان''[1] پہنچ جاتا ہے۔

اور ناراض ہو جاتا ہے ''القیسی'' اور وہ اپنے ''القیسی'' ساتھیوں میں آواز بلند کرتا ہے کہ مل جاؤ ہم سے ہماری وہ قوم جنہوں نے پناہ لی اور انہوں نے ہمارے حرم کو پکڑا ہم ان سے لڑیں گے،[2] یہاں تک کہ ہم اپنے حرم کو بچا لیں یا ہم مر جائیں۔

وہ نکلیں گے جب وہ ان کو دیکھیں گی وہ تیر پھینکیں گی درندوں سے اور ان ''القیسی'' لوگ ان کے ساتھ آکر مل جائیں گے۔ تلواروں کو سونتے ہوئے تو وہ بعض ترکوں کو قتل کر دیں گے اور اُن سے یہ ترک لوگ ہار جائیں گے، اس حال میں کہ وہ بہت تھوڑے ہوں گے، تو وہ پکڑیں گے ان کی عورتوں کو اور وہ لوٹیں گے۔

پھر وہ فاتحانہ شہر میں داخل ہوتا ہے اور سفیانی بادشاہ کے بارے میں استفسار کرتا ہے، تو اُسے جواب دیا جاتا ہے کہ وہ تو بھاگ گیا ہے، پھر ''حلوان'' کے علاقہ میں بادشاہ ظاہر ہوتا ہے اور اس کے پاس بنو ہاشم اور اس کے وفاداران فوج میں/لشکر میں جمع ہو جاتے ہیں، ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اپنے

---

[1] حلون: کئی جگہوں میں ہے ان میں سے عراق کا حلوان، جو پہاڑوں کے بعد سیاہ حدود کی آخری سرحد ہے اور اسی طرح حلوان بھی، مصر کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے اور الفسطاط کے درمیان جیسے دو میل دریائے نیل پر بلندی کی جہت کی طرف سے۔
اور اسی طرح بلیدہ بقوہستان، نیشاپور اور یہ آخری خراسان کی حدود ہے، مراصد الاطلاع ج ۱ ص ۴۱۸

[2] ہم نے اسکو یاد رکھا جو کہ صحیح ہے اصل میں ان کو منتقل کیا گیا ہے۔

آپ کو (ترکوں کی طرح اپنے وطن کے لئے) موت کے لئے تیار کر رکھا ہے، اور وہ ان کی بہت زیادہ اکثریت کو قتل بھی کیا گیا۔

پھر ''سفیانی'' ان کی طرف چلتا ہے تو وہ ''حلوان'' پہنچتا ہے تو بادشاہ کے سپاہیوں میں سے پچاس ہزار سے زائد لوگوں کو قتل کر دیا گیا اور بادشاہ شکست سے دوچار ہو گیا اس طرح اُس کے ساتھی اُس سے الگ ہو جائیں گے اور اِس دن (یعنی دوران جنگ) بادشاہ کے لشکر میں سے کوئی بھی ترکی باقی نہ بچا بلکہ وہ تمام قتل کر دیئے گئے، اور بادشاہ دوڑ گیا خراسان کے علاقہ میں، اور ''السفیانی'' واپس لوٹتا ہے المدائن کی طرف، تو وہ وہاں وہ اُترے گا اور اپنے اصحاب میں جمعۃ المبارک کے دن خطاب کرے گا، اور اُس پر سرخ لباس ہوگا اور اس کے سر پر سبز پگڑی ہوگی، وہ مکمل نوجوان چوڑے چہرے والا، ضخیم قامت والا، اس کے چہرے میں بہادری کے آثار ہوں گے، اس کی بائیں آنکھ ٹوٹی ہوئی ہوگی، کوئی بھی اُسے ''اعور'' یعنی کانا تصور نہیں کر سکے گا اور وہ کانا ہے بھی نہیں۔

پھر وہ منبر سے نیچے اترتا ہے تو قائدین کی قیادت کرے گا، اور ان کے کھلے ہوئے چہروں کو گورنر مقرر کرے گا اور اپنے جانشین ''الزہری'' کو حکم دے گا جس کا نام ''عبید بن نباتۃ الزہری'' ہے اور دوسرا ''مالک بن المقدام'' ''المقدام الجہنی'' کا بھائی اور تیسرا ''المعمر بن عباد الہلالی'' اور چوتھا ''الطفیل بن عمرو العبسی'' اور پانچواں ''نصر بن منصور القیسی'' اور وہ ''ابن عمرو بن عمرو القیسی'' ہے، اور چھٹا ''غالب بن عامر الکلبی'' اور ساتواں ''عمارہ بن عقال العامری'' اور آٹھواں ''مسمع بن سالم الربیع الشیبانی'' اور نوواں ''وائل بن ربیعۃ الیشکری'' اور دسواں ''مسروق بن مسعدۃ التغلبی'' تغلب ربیعہ سے۔

پھر زہری حکم دیتا ہے کہ وہ کوفہ چلیں، بے شک اگر وہ اس کی اطاعت میں داخل ہو جائیں اور اس کی بیعت کر لیں تو وہ ان کی بیعت لے لیں گے، اور ان میں سے ایک آدمی کو ان کا والی بنا دیں گے جس کو وہ پسند کریں گے، تو وہ مدینہ کی طرف چلا پھر مکہ کی طرف، اور اگر وہ انکار کریں گے اور لڑائی کریں گے تو ان سے وہ قتال کرے گا، اگر وہ کامیابی حاصل کر لے گا تو لوگوں کو بھی وہ قتل کرے گا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا جائے گا، اور وہ مال حاصل کرے گا اور وہ مدینہ کی طرف چلے گا اور وہی کام کرے گا جس طرح وہ پہلے کرتا تھا، پھر وہ یمن کی طرف چلے گا اور وہ اُسی طرح کرے گا جس طرح پہلے کرتا تھا۔

پھر ''الزہری'' چلے گا اور ''وائل بن ربیعۃ الیشکری'' بصرہ کی طرف جائے گا اور اس کی زمین کی طرف، اور ''عمارۃ بن عقال العامری'' چلے گا خراسان کی طرف جو کہ ابن السفیانی کا جانشین ہے۔ اور ان میں

سے ہر ایک ان لوگوں میں سے چلے گا ان چہروں کی طرف جس نے بھی اس کی طرف توجہ کی، تو وہ اس کے اہل کے ساتھ جنگ کرے گا، تو وہ ان کی خلاف غالب آجائے گا، بابل کے سیاہی مائل ہونے کے معاملے کو سیدھا کرے گا اور سرزمین ''بصرہ'' کو اور ''اھواز'' کو اور ''فارس'' کو سوائے ''کوفہ'' کے۔ تو بے شک وہ ان سے جنگ کرے گا چار دن تک اور وہ ان کو شکست سے دوچار کرے گا، اور وہ کوفہ میں داخل ہوگا، لوگوں سے قتال کرے گا اور وہ عورتوں پر بھی داخل ہوگا، اور قتل کرے گا ہر اس کو جو بھی ایسا کرنے سے منع کرے گا، اور کتنی ہی حاملہ خواتین اور کتنی ہی باکرہ لڑکیاں اور کتنے بچے اور کتنا لوٹا ہوا مال، لونڈیاں، نوعمر باکرہ لڑکیاں، برہنہ کردی جائیں گی، ان کو ایسے چلایا جائے گا جیسے قیدی روم اور اہلِ روم سے چلائے جاتے ہیں، اور وہ اس میں دس دن تک قیام کرے گا۔

پھر وہ ''الحیرۃ'' اور ''کوفہ'' کے درمیان اُترے گا اور ''السفیانی'' کی طرف خط لکھے گا، تو وہ اس کی طرف جواباً لکھے گا: اگر تم درست ہو تو مالِ فئ کو اپنے اصحاب کے درمیان تقسیم کریں، اور اپنے چہرے سے خوش ہو جائیں جس کا میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ ان کے ساتھ آپ چلیں۔

تو وہ قیدیوں اور اموال کو اپنے اصحاب میں تقسیم کرتا ہے، اور مدینہ میں داخل ہو جاتا ہے، تو اہل مدینہ جمع ہو جائیں گے تو وہ اس سے پوچھیں گے کہ وہ انہیں مال دے اور وہ ان پر داخل نہ ہو، تو وہ ان سے واپس چلا جائے گا۔

تو وہ ان کی بات کا انکار کر دے گا اور وہ ان کو قتل کرے گا اور ان کو شکست دے گا، اور پھر مدینہ میں داخل ہو جائے گا، لوگوں کو، عورتوں، بچوں، لونڈیوں اور معصوم بچوں کو بھی قتل کر دے گا، کتنے ہی مقتول اپنے دروازے پر اور اپنے دروازے میں قتل کر دیئے جائیں گے اور کتنی ہی حاملہ عورتیں اور کتنے ہی معصوم بچے اور کتنی ہی دوشیزائیں قتل کر دی جائیں گی اور کتنا مال لوٹا جائے گا۔

پھر وہ بچوں کو اور اموال کو قید سے باہر نکالے گا، پھر وہ شہر سے باہر آئے گا، پھر اس کے سامنے قیدیوں کو پیش کیا جائے گا اور ان میں بچہ اور لونڈی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے کی اولاد میں سے، اس بچے کا نام ''علی'' ہوگا اور اس لڑکی کا نام جو کہ اس کی بہن ہوگی اس کا نام ''فاطمہ'' ہوگا ان دونوں کا باپ مقتولین میں سے تھا جو قتل ہو گیا اور ان دونوں کے باپ کا نام ''محمد بن عبداللہ'' اور ان دونوں کی ماں کا نام ''فاطمہ'' ہوگا۔

''الزہری'' بچے کو کہے گا کہ تم کون ہو؟

وہ اس کو جواب دے گا: میرا نام علی بن محمد بن عبداللہ ہے، اور میرا نام فاطمہ بنت محمد بنت عبداللہ ہے۔

تو وہ بچی سے پوچھے گا کہ تُو کون ہے؟ وہ کہے گی کہ میں اس بچے کی بہن ہوں۔

تو وہ پوچھے گا کہ تیرا نام کیا ہے؟ وہ کہے گی: میرا نام میری ماں کے نام پہ فاطمہ ہے۔

اور وہ کہے گا: اللہ کی قسم! تمہارے والد نے مجھ سے جنگ کی۔

تو وہ انہیں حکم دیتا ہے کہ وہ اس کے سامنے پھینک دیئے جائیں، اور وہ نیزہ پکڑتا ہے اور اس بچی کے پیٹ میں داخل کر دیتا ہے، اور اس کا بھائی اُس سے اپنا منہ پھیر لیتا ہے تو زہری ان سے کہتا ہے جو اس کے سر کے پاس ہیں کہ اس کا سر اس کی بہن کی طرف موڑ دو تا کہ یہ ذلت اور رسوائی خود دیکھ لے۔

تو وہ اس کے چہرے کو اس کی بہن کی طرف موڑ دیتے ہیں، تو وہ اپنی آنکھوں کو بند کر لیتا ہے، اور اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں پہ رکھ لیتا ہے، اور وہ نیزہ اس کے پیٹ میں بھی داخل کر دیتا ہے، پھر وہ اس نیزے کو اس کی پیٹھ میں داخل کرتا ہے، پھر اس کی بہن کی پیٹھ میں داخل کرتا ہے اور یہ بچہ کہتا ہے کہ اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں، اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لئے انتقام اور ذلت میں جلدی کر، اور ان دونوں کو اپنی طاقت سے مانند کر دے، یعنی ان کو اپنی طاقت کا لوہا منوانے کے حوالے سے عام کر دے۔

پھر وہ ان دونوں کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ ان کو گھوڑوں کے نیچے پھینکا جائے تا کہ گھوڑے ان دونوں کو کچل ڈالیں، تو ان دونوں کو گھوڑوں نے نہ کچلا، پھر وہ ان دونوں کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ انہیں اٹھایا جائے اور اس کے لشکر کے پیچھے پھینک دیا جائے، تو ان دونوں سے ایسا ہی سلوک ہوتا ہے۔

پھر وہ قیدیوں کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کرتا ہے، وہ ان سے نرمی یا رحم کا سلوک نہیں کرتا، کتنی ہی لونڈیاں فروخت کی جاتی ہیں، اور کتنے ہی بچے فروخت کئے گئے، اور وہ کسی ایک کو نہیں چھوڑتا جس نے بھی اس کو خریدا، مگر ان کو جو اس کے اپنے ساتھی تھے، پھر شہر سے باہر تین دن قیام کرتا ہے، اور شہروں والوں میں سے بعض لوگ اس سے پہاڑوں، نالوں اور لوگوں کے قبائل کی طرف بھاگ نکلے۔

پھر وہ مکہ جانے کے ارادے سے باہر نکلے گا اور اس کے ساتھ اس کا لشکر بھی ہوگا، جب وہ ''البیداء'' نامی جگہ پر پہنچے گا تو آسمان سے ایک آواز آتی ہے: ''اے بیداء! ان کو تباہ و برباد کر دے۔''

تو زمین انہیں انکی گردنوں تک نگل جاتی ہے، اور ان کے سر باہر رہ جاتے ہیں، اور ان کے تمام گھوڑے اور ان کے اوپر لدا ہوا بوجھ وغیرہ، ان کے خزانے، اور ان کے تمام اسلحہ جات باقی رہ جاتے ہیں، اور قیدی اسی حالت میں، ہی رہتے ہیں، صرف دو آدمی ان میں سے بچ نکلتے ہیں، ان کے دو اونٹ گم ہو جاتے ہیں، ان کے (اوپر کافی غلہ وغیرہ کا بوجھ بھی تھا) تو وہ نکلتے ہیں ان دونوں کی (تلاش میں) تو وہ انہیں پا لیتے ہیں، تو

ان دونوں کو پکڑ لیتے ہیں اور لشکر کو جا ملنے کے لئے لوٹ جاتے ہیں۔

تو جبرائیل امین علیہ السلام ان (دونوں) سے ملتا ہے، تو ان دونوں سے کہتا ہے: تم کہاں کا ارادہ کرتے ہو؟

تو وہ دونوں کہتے ہیں: ہم (لشکر میں) جانا چاہتے ہیں تو وہ ان دونوں سے کہتا ہے کہ کیا تم دونوں اس واقعہ میں حاضر تھے؟ تو وہ دونوں کہتے ہیں، نہیں۔ ہم دو بھائی ماں باپ سے باوجودیکہ ہمارے ابوجبان ہمارے ساتھ ان کی معیت میں لے کر نکلے تھے اور ہم نہ پسند کرتے ہیں اس لشکر میں نکلنے کو، ہم ان کے ساتھ نہ لڑیں گے اور نہ ہم نے ان کی مدد کی، اگر ہم ان کا ساتھ دے سکتے تھے تو ہم ضرور ایسا کرتے، اللہ جانتا ہے کہ وہ ہم میں سے ہیں۔

تو وہ (فرشتہ) ان دونوں سے کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے تم سے تمہارے اونٹوں کو گم کر دیا، اس لشکر سے جو لشکر تم دونوں کے آگے ہے، تو پھر تم دونوں چلو۔

تو وہ دونوں لشکر کے پاس آتے ہیں، اور وہ دیکھتے ہیں کہ لوگوں کے ساتھ کیا ہوا ہے تو پھر وہ لوٹتے ہیں دونوں، تو جبرائیل علیہ السلام کہتا ہے:

> ''اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو بچایا یا نجات دی، تمہارے قتال کو ترک کرنے کی وجہ سے اپنے والد کی معیت کے باوجود اور تمہاری کراہت کے باوجود، تو چاہیئے کہ تم دونوں میں ہر کوئی ''السفیانی'' کے پاس جائے تاکہ وہ جان لے کہ اس کو جو اس کے لشکر کو پہنچا ہے اس کا پتہ چل جائے اور وہ تم دونوں میں سے کوئی ایک مکہ والوں کے پاس جائے ساتھ اس کے جو نبی اس نے ان کی طرف پیغام ارسال کیا۔''

تو وہ دونوں اس کو کہتے ہیں: جی ہاں، ہم نے ارسال کر دیا، تو وہ کہتا ہے اس کو جو وہ پیغام السفیانی کی طرف ارسال کرے گا، آپ کا نام کیا ہے؟

تو وہ کہے گا: میرا نام ''وبر'' ہے، تو اسے کہتا ہے: تو جائے ''وبر''! السفیانی کی طرف، تو اس نے اس کو خبر دی جو ملے اپنے لشکر کو ''البیداء'' جگہ پر سرزمین حجاز میں، اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے، جو اس نے کوفہ والوں اور مدینہ والوں سے کیا، اور اس کے مارے جانے والوں کے قتل کا اور اس نے مہدی کی رہنمائی کرنے والی نسل کی اچھی، پاکیزہ اور پاکیزہ روحوں کے ساتھ کیا۔

پھر وہ اس کے چہرے پر تھوکے گا، تو وہ اپنا چہرہ اپنی پشت کی طرف موڑ لے گا اور اسے کہے گا یہ تمہارے لئے ایک نشانی ہے، یہاں تک کہ تم ''السفیانی'' کو اپنی فوج سے ملنے کے بارے میں مطلع کرو، تو جس

وقت تم اسے بتاؤ گے تو وہ تمہارے پاس واپس آ جائے گا، اسی طرح جس طرح وہ تھا۔

پھر وہ دوسرے سے کہتا ہے: تمہارا نام کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا نام ''وبرہ''[1] ہے۔ وہ اسے کہتا ہے تو اے وبرہ! مکہ جاؤ کیونکہ اس نے تمہیں پاکیزہ بیٹوں، فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولی کی بیوی اور مومنوں کے دوست کی بیوی سے ملاقات کریں گے، ان میں سے سفید رنگ کا نوجوان خوبصورت چہرے والا، اہلِ مکہ سے اپنے اہل بیت کی جماعت میں سے ہوگا، تو خبر دی ان کو اس کی جو ''الفسیانی'' کے لشکر نے اہلِ کوفہ اور اہلِ مدینہ سے کیا، اور اس کا بھی جو اللہ تعالیٰ نے ان سے ''البیداء'' نامی جگہ میں انجام کیا، کہ زمین نے ان کو ان کی گردنوں تک نگل لیا تھا اور ان کے سر باہر تھے، اور وہ زندہ تھے جب تک آپ ان کے پاس نہ آئے، یہاں تک کہ آپ اور آپ کے اصحاب انہیں دیکھ لیں پھر زمین انہیں نگل جائے گی۔

اور آپ پائیں گے ''السفیانی'' کے لشکر کو اس کے خزانوں اور اموال کے ساتھ، اور پائیں گے اس قید کو جس میں اہلِ کوفہ قید کئے گئے تھے، اور اہلِ مدینہ کو بھی اسی حال میں یعنی اسیری کی حالت میں، تو آپ لوٹائیں گے ہر ایک کو اس کے اہلِ خانہ کے پاس اور مالِ فیٔ کو تین تہائیوں میں تقسیم کریں گے، ایک تہائی اہلِ مدینہ کے لئے، ایک تہائی اہلِ کوفہ لئے اور ایک تہائی آپ کے اصحاب کے لئے، لیکن آپ دیکھیں گے کہ کوفہ والوں اور اہلِ مدینہ سے لیا گیا؟ پھر اُسے اس کے لوگوں کو اس کے جاننے کے بعد واپس کر دیا، اور وہ پہچانتے ہیں اس کو بھی جن سے مال چھینا گیا۔

تو بے شک جبرائیل علیہ السلام اس کی چہرے پر تھوکتا ہے، اور وہ اپنا چہرہ اپنی پیٹھ کی طرف موڑ لیتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک پیغام پہنچاتا ہے تو وہ ''وبرہ'' میں مکہ آئے گا، تو ''سفیانی'' کے آنے سے پہلے وہ وہاں پہنچ جاتا ہے، تو وہ اہلِ مکہ کو پاتا ہے ان میں سے وہ آدمی بھی ہے جس کے اوصاف جبرائیل علیہ السلام نے بیان کئے، جب اس تک یہ بات پہنچتی ہے تو اس کے اصحاب اس کی بیعت کر لیتے ہیں پھر وہ ان کو پیش کرتا ہے، تو پھر وہ ان کو پائے گا تین سو تیرہ لوگ، پھر وہ ان سے رکنِ یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان، وہ ان سے بیعت لیتا ہے، اور وہ ''وبرہ'' کا چہرہ اسکی پہلی حالت کی طرف لوٹاتا ہے اور جلدی جلدی مدینہ کی طرف نکلتا ہے اور پھر اس کے ساتھ واپس لوٹتا ہے۔

''وبر'' سفیانی کے پاس جاتا ہے اور وہ المدائن سے ایک فٹ کے فاصلے پر ''الانبار'' میں اترتا ہے،

---

[1] اصل میں حرم ہے یعنی جس کو ہم نے ثابت کیا ظاہری طور پر اس قرینہ سے جو آگے آئے گا۔

پھر وہ انبار میں قیام کرتا ہے پھر وہ اس کے پاس پہنچ جاتا ہے، ایک گھڑی میں جب وہ اس کے پاس پہنچ جاتا ہے تو اس کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے اور اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے، اور اس پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے، اور اس کے جسم پر فالج[1] کا اثر ہو جاتا ہے، اور وبر کا چہرہ اس کی پہلی حالت میں لوٹ آتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ مکہ سے نکلنے والے پاک باز کے لئے زمین کو لپیٹ دیتا ہے اور اس پاک باز کا نام ''محمد بن علی'' ہے جو کہ ''حضرت حسن بن علی'' کی بڑی اولاد میں سے ہیں، تو اسکا نام امام الحسنی[2] رکھا گیا۔ تو وہ اسی دن ''البیداء'' مقام پر پہنچتا ہے تو وہ قوم کو پائے گا اس دن کہ اس کے اجسام زمین میں داخل ہوں گے اور ان کے سر ''زمین'' سے باہر ہوں گے اور وہ زندہ حالت میں ہوں گے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کر رہے ہوں گے اور ان کے ساتھی بھی، اور وہ رو رہے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کو پکار رہے ہوں گے، اس کی تسبیح اور تعریف کر رہے ہوں گے، اللہ تعالیٰ کے اچھے کاموں کی اور وہ اس سے مکمل برکت اور تندرستی کے لئے دعا کر رہے ہوں گے۔

زمین ان کو اسی وقت نگل لے گی، اور حسنی اسی حالت میں لشکر کو جا ملے گا، اور قیدی بھی اُسی حالت میں ہوں گے، جس کو بھی یہ خبر پہنچی ہو گی ان کے بارے میں تو لوگ ان کی طرف اکٹھے ہو جائیں گے، ان لوگوں میں سے جو مدینہ سے فرار ہوئے تھے۔

اور جبرائیل علیہ السلام نے تشبیہ دی تھی ان کو، بڑی عمر کے لوگوں میں سے ایک آدمی سے، تو اس نے ان سے کہا کسی چیز کے سامنے مت آؤ، تو بے شک تمہارے مؤمن بھائی اللہ تعالیٰ کے بہترین دوست تمہارے پاس آئے ہیں، اس وقت جب وہ فوج میں ہوتے ہیں اور قیدی اس سے کوشش میں ہیں جو سفیانی لشکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا۔

تو وہ قیدی عورتوں، لونڈیوں اور بچوں کو حکم دیتا ہے کہ جو کوئی ''سفیانی'' کے ساتھیوں سے لی گئی کسی بھی چیز کے بارے میں جانتا ہو اس کے بارے میں وہ ہمیں بتائے، اور قید میں کچھ خواتین ایسی بھی تھیں

---

[1] الخبل سے مراد فالج ہے۔

[2] اسی طرح ہو سکتا ہے اس میں تصحیف ہو، جیسا کہ ہمیں اس وہلے کے علاوہ اس نام پر کچھ نہیں ملا (کیونکہ مکہ سے آنے والا پاکیزہ محمد بن الحسن العسکری ہے) اور رہے ''الحسنی'' بے شک وہ نکلتا ہے خراسان سے، اس پر جو کہ مشہور ہے فریقین کی روایات میں ضروری ہے کہ آنے والے واقعات اس روایت مین تائید کرتا ہے صراحت سے جس کی طرف ہم گئے ہیں، دیکھئے: آنے والی تعلقات ج ۵ میں حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں بعض روایات کے بیان میں۔

جنہوں نے بچوں کو جنم دیا (جو کہ بے خبر تھیں) وہ اہل کوفہ سے ان کو پہچانتی تھیں اور اہل مدینہ سے تو اس پر ہر شئے پیش کی جاتی ہے، پھر اس پر اہلِ کوفہ اور لونڈیاں، اور بچے اور سامان، سونا، چاندی اور سارا مال پیش کیا جاتا ہے۔

تو ''الحسنی'' ان تمام کو الگ کر دیتا ہے، اور واپس کرے گا جو بھی اہلِ مدینہ سے لیا گیا اور پھر السفیانی کے کیمپ میں موجود تمام خزانہ، مضارب اور ساز و سامان، سونا، چاندی، اس کے مالکان میں تقسیم کر دے گا، اور مدینہ میں دس دن قیام کرے گا، اور وہ مسجد اور گھروں میں خراب ہونے والی تمام اشیاء کی درستگی کا بھی حکم دے دیتا ہے، اور اسی طرح انکے درمیان ہلاک ہونے والوں کی تدفین کا حکم دیتا ہے۔

پھر ''الحسنی' کو عراقیوں کا خلیفہ بنا دیا جاتا ہے اور جس کے بھی وہ مالک تھے ان کا والی بنا دیا جاتا ہے اور نکلے گا روم کی طرف۔

تو روم کا بادشاہ صقابلہ[1] کے بادشاہ کی طرف لکھے گا، بے شک یہ دشمن جو مجھ سے لڑنے آیا، اگر وہ مجھے شکست دے تو میں اس کے پاس آؤں گا، تو تم میری مدد کرو تاکہ میں اس کے معاملہ کو روک دوں۔

تو وہ اس کو توسیع دیتا ہے اور (آرمینائی مالک)[2] کو لکھتا ہے (اسی طرح) آرمینیائی مالک الحسنی کے مالک میں مشغول ہو گیا۔ اس نے ان کے ہاں یا ناں میں جواب نہ دیا، اور الحسنی رومیوں سے لڑتا ہے، اور وہ ان سے کئی شہر اور قلعے فتح کرتا ہے، اور ''بطرسوس''[3] میں قیام کرتا ہے اور اس کے ساتھ اور اس کے لشکر تمام سرحدوں پر ٹھہرتے ہیں، تو وہ کھولتا ہے اس چہرے[4] کو جس میں وہ ہے اور مال غنیمت حاصل کرتا ہے اور وہ لکھتا ہے یہ ''الحسنی'' کی طرف۔

اور الحسنی روم کے بادشاہ کو لکھتا ہے:

''بے شک وہ بادشاہ (...... کی طرف بھاگ گیا تھا) ہمارے چچا کا بیٹا اور وہ ایسے لوگ ہیں جن کی بادشاہی چلی گئی، اور وہ جو اس سے فرار ہوا، جب اس نے اسے اور اس کے

---

[1] الصقالبہ: سرخ رنگ کے پہاڑ، الخزر کے علاقوں میں روم کے اونچے اونچے پہاڑوں میں اور خزر کے علاقے یہ ترک کے شہر ہیں ابواب کے دروازے کے پیچھے۔

[2] آرمینا شمالی جہت میں ایک وسیع اور بڑا علاقہ ہے، اور اس کی حد باب الابواب کی طرف برذعہ سے ہے، اور دوسری جہت سے روم کے اور القیق کے شہروں کی طرف، مراصد الاطلاع ج ۱ ص ۶۰۔

[3] ایک شہر شام کی سرحد پر انطاکیہ اور حلب اور روم کے درمیان، مراصد الاطلاع ج ۲ ص ۸۸۳۔

[4] یعنی اس کے ساتھیوں میں سے ہر کوئی۔

سپاہیوں کو شکست دی، یہاں تک کہ اس نے اس کو پناہ دی کہ وہ بھاگ نکلا تیری طرف یعنی وہ ''السفیانی'' تھا، وہ ہمارا اور اس کا دشمن ہے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں (اس کے مقابلہ میں) کامیابی عطا کی، تو ہم نے اسے قتل کر دیا، تو تو بادشاہ سے کہہ، جس کی طرف وہ بھاگا تو میں نے تو نے اسے پناہ دی اور تو نے اسے ٹھہرایا تو تو نے اچھا کیا، وہ بھی تو نے کیا، تیرے کزن نے مجھے تیرے بارے میں لکھا تو تو میرے پاس آجاؤ، تو تجھے امان ہوگی...... اگر تو میرے پاس آئے گا تو ہم تجھ سے صلہ رحمی کریں گے، اور تجھ پر احسان کریں گے، اور تجھے ہم اپنی طرف سے عزت والے عہدہ پر بٹھائیں گے۔''

اور میں نے اس کی طرف ایک خط لکھا[1] تو اس نے اسے وصول کروا دیا۔

وہ بادشاہ کو لکھتا ہے، الحسنی المنصور من اللہ کی طرف سے اپنے کزن عبداللہ کی طرف۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور تمہارے دشمنوں کو مار ڈالا ہے، تو آپ امن کے لئے آئیے! اللہ تعالیٰ کی امان وحفاظت میں، خدا کی سلامتی کی حفاظت کو قبول کرو، تمہارے پاس خدا کا عہد اور اس کا وعدہ ہے اور ہمارا ذمہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذمہ ہے۔

تو رومی بادشاہ ایسا کرتا ہے، تو وہ روم کے بادشاہ سے کہتا ہے، آپ کے قرب میں آپ کے پاس مقام اور رہائش مجھے آپ کے اس کزن کے پاس آنے سے مجھے زیادہ مجبوری ہے، تو آج کا دن وہ مجھ سے اوپر ہے اور میں اس سے نیچے ہوں، اور میں اس سے پہلے بادشاہ تھا، تو اگر میں اس کے پاس اس کی ساری رعایا کی طرح ہوں، تو تیرے پاس (مقام رہائش، اگر تو نے مجھے چھوڑ دیا زیادہ محبوب ہوگا مجھے۔

تو کہے گا اس کو روم کا بادشاہ: تو آپ قیام کریں جب آپ اس کو محبوب/ پسند کرتے ہیں۔

اور بادشاہ روم الحسنی کی طرف لکھتا ہے تو الحسنی اس کی طرف لکھتا ہے۔

تو اگر وہ ہمارے پاس آنے سے انکار کرے گا، اور آپ کو ہم پر پسند کرے گا، تو پھر ہم نہیں مانیں گے کہ ہمارا کزن کہیں اور رہتا ہے/ ہمارے دین کے اہل کے علاوہ رہتا ہے۔

اگر تو نے ہمیں اس کی یعنی ہماری طرف نہ بھیجا، تو ہم آپ سے اس بنیاد پر لڑیں گے کہ آپ ہمارے دین اسلام پر نہیں ہیں۔ تو اگر تو مسلمان ہو جاتا ہے اور ہمارے دین اسلام میں داخل ہو جاتا ہے تو ٹھیک، ورنہ

---

[1] یہ اصل میں الیک ہے یعنی تیری طرف۔

ہم تجھ سے (اپنے دینِ اسلام میں داخل نہ ہونے) کی بنا پر لڑائی کریں گے۔

تو رومیوں کا بادشاہ انکار کرتا ہے، اور وہ اس سے لڑتا ہے اور بادشاہ اس سے کہتا ہے، اے بادشاہ! تم کسی ایسے شخص کو پناہ دے کر کیا امید رکھتے ہو، جو تمہارے مذہب (دین) سے نہیں ہے، اسے اس کے مالک کو بھیجیں۔

تو بادشاہِ روم کہتا ہے: میں ایسا نہیں کرتا، اس نے مجھ سے پناہ مانگی ہے، میں نے اسے پناہ دے دی، میں نے ہر چیز (اس کے سپرد کی) یعنی ہتھیار نہیں ڈالے، باوجود یکہ اگر میں اسے اپنے ساتھی کے پاس ارسال/بھیج دیتا تو وہ آپ سے لڑنے سے گریز نہ کرتا، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس آدمی کو اس کے پاس چھوڑنے کے لئے آپ سے لڑ نہیں رہا ہے، بلکہ وہ آپ سے اس بنیاد پر لڑ رہا ہے کہ آپ اس کے مذہب میں داخل نہیں ہوتے، لہٰذا اس کے سوا اس کے بارے میں مت سوچیں۔

اگر اس نے انہیں بتایا، تو انہوں نے اسے روک لیا۔

پھر اس کے بعد (چھوٹے تخت نشین) اس پر سختیاں کرنے لگے، اور وہ اسے رومی بادشاہ کی اجازت کے بغیر قتل کر دیتا ہے۔ پھر اس نے (اس کی) خبر اس کو دی جو رومی سپہ سالار نے کیا، تو وہ اسے کہتا ہے کیا تم نے ایسے شخص کو مارا ہے جس کو تم نے نوکری پر رکھا ہوا ہے، رومی سپہ سالار اس سے کہتا ہے جہاں تک آپ نے اس سے وفاداری کا عہد کیا ہے تو رہا معاملہ میرا بے شک میں نے اسے تیری رائے اور تیرے حکم کے بغیر قتل کر دیا ہے۔

تو جب وہ کہتا ہے جبکہ روم کے علمائے ملت (دین کے علماء) نے کہا، اے بادشاہ! سچ کہو، اس میں تیرے اوپر کوئی الزام نہیں، تو وہ اسے پکڑتا ہے،

اور الحسنی کو لکھتا ہے تو وہ اسے (جو اس رومی سپہ سالار نے کیا) بتاتا ہے، اور اس سے سلامتی اور اس سے منحرف ہونے کا پوچھتا ہے۔

الحسنی اس کو پیغام بھیجتا ہے، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی صلح نہیں، یہاں تک کہ آپ اسلام میں داخل ہو جائیں تو آپ کو سلامتی ہوگی، اگر آپ اسلام میں داخل ہوں گے تو ٹھیک وگرنہ ہم تجھ سے جنگ کرین گے یہاں تک کہ ہم مارے جائیں، یا اللہ ہمیں آپ کے خلاف شکست دے دے اور اللہ تعالیٰ ہم سے وعدہ کرے جسے وہ توڑے گا اور نہ اس کی مخالفت کرے گا، بے شک وہ تمہارے خلاف ہماری مدد کرے گا۔

شاہِ روم اس کے خط کو پڑھتا ہے (اپنے اس رومی سپہ سالار) اور وہ انہیں کہتا ہے، کیا میں نے تمہیں کہا

نہیں تھا، وہ صرف تم سے اپنے دین میں داخل ہونے سے ترک کرنے کے لیے لڑ رہا ہے تو تم اب سچے ارادے سے لڑو، کیونکہ میں جو کچھ بھی ہوں اس پر قائم ہوں۔

اس پر ان سے ان کے لڑنے سے ہم نے ان سے جو وعدہ کیا تھا جیسا کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں، کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی طرف سے وعدہ پر ہیں تو وہ اس کا جواب دیتے ہیں اور الحسنی سے تندھی اور بصیرت سے لڑائی کرتے ہیں، تو ان کے درمیان اس وقت سخت/ شدید قتال ہو جاتا ہے۔

پھر وہ اصفہان میں ''الحسنی'' کے خلاف نکلے گا ایک جھوٹا آدمی جسے ''المحقق'' کہا جاتا ہے، اردگرد لوگ اور پہاڑوں کے نوجوان لوگ بھی، اور وہ فارس کے شہر ''اصطخر'' مسیں نکلے گا (النغاف) میں، ۵ ہزار فارس کے لوگ بھی ساتھ ہوں گے، اور اس کے خلاف مطوعین کا ایک گروہ بھی اس کے خلاف نکلے گا، تو وہ ''النغاف'' سے قتال کریں گے، ''نغاف'' میں ان کو شکست دے گا، پھر خوارج (یمامہ) میں نکلیں گے اور یمن کے شہروں میں اور (موصل) کی سرزمین میں جزیزہ کی......

اور متوجہ ہوگا حسنی کا صاحب وہ جو ہر لحاظ سے/ ہر پہلو سے/ اس کی طرف جو نکلے گا اس کی سرزمین میں، تو وہ اس سے جنگ کرے گا تو خارجی اس کو شکست دے گا، تو وہ ''الحسنی'' کے ایک جانشین کو وہ لکھے گا، تو وہ الحسنی کا جانشین الحسنی کو لکھے گا، اور وہ روم کی سرزمین میں ہوگا، وہ اسے بتائے گا کہ ان میں سے ایک آدمی[1] ہے جو جادو کرتا ہے، اور لوگوں کو اس سے آزمانا ہے، اس وقت وہ ''اصفہانی'' میں ہے وہ ایک جھوٹا آدمی ہے، جسے (المحق) کہا جاتا ہے، اللہ ہی اللہ آنے والا ہے آنے والا میں ہی خدا ہوں، تو بے شک ان کا قتال واجب ہے۔ رومیوں کے لڑنے سے زیادہ اہم ہے اور زمین میں الخوارج بہت زیادہ ہیں۔

اور جزام[2] سے ایک آدمی شام میں نکلے گا، جسے (روح بن بنانہ کہا جاتا ہے اور وہ برقہ کے مقام پر ایک ''لخم'' سے ایک آدمی نکلے گا، جسے (اوس بن شداد) کہا جاتا ہے وہ اصحاب الحسنی میں ہر ایک کو سائیڈ پر کر دے گا اور بہت زیادہ قتل وخون ہوگا، فساد ہوگا، الاصفہانی اس کے (جادو کو لے کر) یعنی اس کے خلاف نکلے گا اور اس کو لوگوں میں جھوٹا ثابت کردے گا، تو وہ انہیں اپنی جادو کی نشانیاں/ عجیب وغریب دکھائے گا، ان نشانیوں میں سے یہ کہ وہ پرندے کو ہوا سے بلائے گا تو وہ اس کے پاس نیچے آجائے گا اور مچھلی کو بلائے گا پانی میں سے، وہ پانی سے نکل کر اس کے پاس آجائے گی تو (اس طرح) فتنہ بہت بڑا جنم لے گا۔

---

[1] زیادہ کیا اس نے الاصل میں جسے کہا جاتا ہے ''النغاف''، ہوسکتا ہے کہ یہ نسخہ جات کے اضافہ جات میں سے ہو۔

[2] اسی طرح۔

اور اس کے ساتھ ''الحسنی'' کو لکھتا ہے، اور ''الحسنی'' نے قسطنطنیہ کو فتح کر لیا اور اس کا بادشاہ بھاگ گیا، اور اس نے قیدیوں کو تقسیم کر دیا، اور اس کے پاس جو مال غنیمت تھا جس کی تقسیم سے وہ عاجز آ گیا تھا۔ اس نے یہاں تک کہ سونے اور چاندی کو ڈھال کے ناپ سے تول[1] لیا چنانچہ انہوں نے اس کے ساتھیوں کے ایک گروہ کو بلایا تو ان کو کہنے لگا، یہ سونا اور یہ چاندی اس کا وزن ہمارے پاس بہت زیادہ وزن ہے، تو تم اسے لے لو اور آپس میں تقسیم کر لو، اور وہ اسے ڈھال کے ساتھ ان کے پاس بھیج دے گا۔

اور وہ ان لوگوں کی خبریں سنتا ہے جو اس کی زمین سے باہر ہیں، تو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں کیا ہے، وہ وصول کرتے ہیں جو ان پر اس کے تخفیف کی تھی اور وہ قبول کرتے ہیں اور زمین کو پاتے ہیں یا سمجھتے ہیں کہ زمین ایک سخت جنگ[2] جو کہ سفیانی کے ساتھ جنگ سے بھی زیادہ سخت ہے، اور ہر شہر میں لڑائی ہوتی ہے، ان کے باہر کے لوگوں سے اور ناانصافی ہوتی ہے ان پر جو ان کے اہل نہیں ہیں، تو ''الحسنی'' ان لوگوں کے چہروں سے اپنے اصحاب کو الگ کرتا ہے، تو وہ لڑائی کرتے ہیں ان سے جو وہاں سے باہر نکلتے ہیں، یہ رمضان المبارک کا مبارک ماہ ہے، انتہائی گرم ترین ایام ہیں، اور بدھ کی رات کو چاند گرہن لگتا ہے اور یہ رمضان المبارک کے ماہ کی ۱۳ ویں رات ہے، تو ''الحسنی'' اپنے اصحاب سے کہتا ہے اے میری قوم! اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکھو، تحقیق ہم نے اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ عہد کیا ہے تو ہم نے کبھی نہیں سنا کہ چاند پر لگاتار دوبار گرہن ہوا ہو، مگر ہمارے (اس ماہِ مقدس میں) تو یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں تو تم اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جہاد میں خوب کوشش کرو، اور دنیا میں خواہشات کو ترک کر دو۔

تو وہ صوم وصلوٰۃ میں جمعہ کی رات میں رمضان المبارک کی ۱۵ ویں رات میں خوب محنت کرتے ہیں اور جب رات کا پہلا پہر گزر جاتا ہے تو آسمان سے آواز آتی ہے، ایسی آواز لوگوں نے اس سے پہلے نہ سنی، تو ۷۰ ہزار لوگ (فاسق و بے حیا) کڑک کا شکار ہوں گے اور ۱۰ ہزار اس میں اندھے ہو جاتے ہیں اور ۷۰ ہزار اس میں بہرے ہو جاتے ہیں اور ۷۰ ہزار اس میں گونگے ہو جاتے ہیں اور ستر ہزار کنواری لڑکیوں کا کنوارہ پن ختم ہو جاتا ہے، یہ ان لوگوں میں ہیں جو فسق و فجور میں مبتلا تھے اور حرام کردہ اشیاء کو حلال کر دیتے تھے، تو جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی، اور اس کی طرف آہ و زاری کرتے رہے اور ان کے اعمال اچھے تھے تو

---

[1] الترس: اس کی جمع اتراس اور ترسۃ ہے، یہ لوہے کا ایک پرتلہ ہوتا ہے جو تلوار کی حفاظت کے لئے اٹھایا جاتا ہے۔

[2] اسی طرح، اور الشبط: تشبیط سے ہے، اس کا معنی ہے ایسی چیز جس میں انسان محفوظ رہتا ہے اور مشغول رہتا ہے اور الحوب کا معنی: مشقت اور محنت ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے بچالیا اور اس سے بھی بچالیا جو اس سے بھی زیادہ سخت تھے۔

پھر جب طلوع فجر کا وقت ہوا تو ایک اور آواز آئی پہلی آواز کے علاوہ، پھر طلوع فجر تک اس کے بعد اندھیرا ہی تھا، پہلی آواز جبرائیل علیہ السلام کی آواز تھی، جس میں اس نے چیخ ماری تھی، یہ اس (چیخ میں) تھا جو بھی تھا، تم اس میں ایک آواز سنائی دی وہ کہہ رہا تھا:

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ تعالیٰ کے سرپرستوں نے بچایا ہے، اللہ تعالیٰ کے اولیاء نے بچایا اور وہ اس کے قائل بھی ہیں۔''

اور دوسری آواز ایک خوفناک آواز تھی، اس میں کوئی بھی کڑک کا شکار نہ ہوا اور نہ ہی کوئی اندھا، اور نہ ہی کوئی بہرا اور نہ ہی گونگا، اور نہ ہی اس میں کسی باکرہ (دوشیزہ) کا بکارت پن ختم ہوا اور اس کے آخر میں اندھیرا تھا، اور اس میں ایک آواز سنائی دی کہ وہ کہہ رہا تھا:

خوف زدہ نہ ہوجانا.......... اور فائدہ حاصل کرو، یہ آوازیں وہ ہیں جن کو تم نے سنا ہے بے شک یہ آواز جن کی آواز ہے جو کہ ہوا میں کھیلتے ہیں۔''

پہلی آواز وہ جبرائیل علیہ السلام کی آواز ہے جو کہ مؤمنوں اور مؤمنات کو ثابت قدم رکھتی ہے/رکھے گی۔

دوسری آواز ابلیس (شیطان) کی آواز ہے جو کہ ثابت کرتی ہے اس کے اصحاب کو گناہوں پر[1] اور جدا کرتا ہے ''الحسنی'' اپنے ساتھیوں کو کہ وہ جہاد کریں، خوارج سے ہر جگہ میں، جہاں سے وہ باہر ہو گئے تھے، یا نکلے تھے اور وہ توجہ کرتا ہے از خود اسکی طرف ''اصبہان'' میں، تو وہ اس سے ملاقات[2] کرتا ہے، پھر اسے قتل کرتا ہے اور اس کے اصحاب کو بھی قتل کرتا ہے، مگر اس کو جو فرار ہوا، اور یہ شوال کی پہلی تاریخ تھی۔

پھر جب اگر شوال کی نصف یعنی ۱۵ ویں شوال میں ہوتا تو یہ بڑی لڑائی اور بری تباہی ہوتی۔

اور ''الحسنی'' کی توجہ اس کی طرف ہوتی ہے جو فارس میں ہے تو وہ اس سے لڑتا ہے، اور اس کی فوج سے مڈبھیڑ ہوتی ہے، اس کے لشکر میں سے صرف وہی بچتا ہے جو فرار ہوگیا۔

پھر ذی القعدہ کے نصف میں زلزلے ہوں گے، اور کڑکیں ہوں گی اور شہروں میں ساری زمین میں دھنس جانا ہوگا۔

---

1. روایات میں مشہور ہے بیشک جو آواز آسمان سے آتی ہے تیسویں رات میں رمضان المبارک کے مہینے کی، نہ کہ رمضان المبارک پندرھویں رات میں۔ اور یہ امام الحجہ علیہ السلام کے ظہور سے پہلے ہے، اور دجال کا خروج حضرت امام الحجہ علیہ السلام کے ظہور کے بعد ہوگا۔

2. یعنی الحق ہے جیسا کہ گزر چکا۔

اور پھر ذی الحجہ میں دوسری تباہی ہوگی، یہ پہلی سے بھی زیادہ تباہ کن اور خوفناک ہوگی۔

اور محرم میں لوگ گھر کے ارد گرد کو لوٹیں گے اور الحرم کو لوٹیں گے، اور اعراب کو لوٹا جائے گا، اہلِ مکہ کے گھروں سے پھر اہلِ مکہ اور اس کا گرد و نواح اکٹھے ہوں گے، تو وہ ان کے پیچھے خروج کریں گے، اور اللہ تعالٰی ان پر آندھی مٹی والی معین کرے گا، تو وہ ان اعراب کو قتل کر دیں گے اور وہ پکڑ لیں گے ان تمام کو جس میں وہ تھے جو انہوں نے ان سے اونٹ، اسلحہ جات وغیرہ سے ان سے لیا تھا وہ لے لیں گے اور وہ لوٹ مار کر کے لوٹیں گے۔

اور ''الحسنی'' کے ساتھی ہر لحاظ سے باہر نکلتے ہیں اور شہروں/ملکوں کو کھولتے ہیں اور ''الحسنی'' کے لئے امن کی (Clearancy) کرتے ہیں، اور بادشاہ روم ان خوارج کے پاس پہنچتا جو ''الحسنی'' کے خلاف نکلے تھے، اور رومیہ[1] میں تھا (قسطنطنیہ) کے پیچھے کہ وہ ارض اسلام کی طرف نکلے تو وہ غالب آجاتا ہے، اس کے شہروں پر جس قدر اس میں طاقت تھی، اور وہ وہاں داخل ہوتا ہے جیسا کہ ''الحسنی'' قسطنطنیہ میں داخل ہوا تھا، اور لوٹتا ہے قسطنطنیہ کی طرف، پھر اپنے سپہ سالاروں اور اپنے لشکر کو اکٹھا کرتا ہے اور ''طرسوس'' کی طرف چلتا ہے ''پھر'' وہاں سے نکلتا ہے، یہاں تک کہ وہ ''فرات'' آتا ہے اور اس کو ''الحسنی'' (حرّان''[2] آنے کی مہلت دیتا ہے۔

پھر ''الحسنی'' کو آگے اور پیچھے سے پکڑ کرتا ہے، تو اس کے اصحاب کو قتل کر دیتا ہے، اور ان کی صلیبوں کو پکڑ لیتا ہے اور بادشاہ روم اپنا خلعتِ شاہی اتار دیتا ہے، اور اہل طرطوس کا لباس/ پوشاک پہن لیتا ہے اور سرحد کے لوگوں کے کپڑے پہنتا ہے اور تلوار لٹکاتا ہے، اور ایک خچر پر سواری کرتا ہے اور اپنے منہ کو خون آلود کرتا ہے، تو جب بھی اپنے مسلمانوں کا کوئی آدمی ملتا ہے تو وہ اس کو اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے گویا کہ وہ اسے سلام کہہ رہا ہے اور اس کو بلاتا ہے، تو وہ گمان کرتا ہے کہ وہ اہلِ سرحد کے لوگوں میں سے ہے جو کہ اسے اس کے رومی جہاد میں ملا تھا۔

تو وہ ایسی ہی حالت میں رہتا ہے یہاں تک کہ طرسوس آتا ہے، پھر وہ رومیوں پر حملہ کرتا ہے اور

---

[1] رومیہ: وہ دو رومی ہیں، ان میں سے ایک روم کے شہروں میں ہے یعنی وہ ایسا شہر جو روم کی ریاست ہے اور ان کا یہ معروف شہر ہے، مراصد الاطلاع ج ۲ ص ۶۴۲

[2] حران: ایک پرانا شہر ہے، دیار مضر کا قصبہ ہے اس کے اور الرھا کے درمیان ایک دن کی مسافت ہے، اور الرقۃ کے درمیان دو دن کی، اور حران بھی حلب کے دیہاتوں میں سے ہے اور یہ بھی دمشق کی بستیوں میں سے ہی، مراصد الاطلاع ج ۱ ص ۳۸۹۔

پکارتا ہے رومیوں کو اور پوچھتا ہے کیا تم نے (ظالم) کو دیکھا تو وہ کہتے ہیں وہ فرار ہو گیا، اگر وہ قتل ہونے والوں میں ہوتا تو ہم اسے پا لیتے، تو وہ حکمرانوں/گورنروں کا تقرر کرتا ہے اور ان کو اسلام کے تمام شہروں/ملکوں کی سرزمینوں کی طرف متوجہ کرتا ہے، اور اسلام کا معاملہ سارا سیدھا ہو جاتا ہے۔

پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر جائے گا اور رومیوں سے لڑے گا، اور مراسلہ ارسال کرے گا اس کی طرف رومی بادشاہ کو اپنے حیلوں اور چالوں کے ساتھ۔

اور وہ اس کے ساتھ دوڑ گیا، اور اس سے صلح اور واپسی کا مطالبہ کرتا ہے، اور اسے اپنے ملک میں فساد برپا ہونے کا خوف ہے، اگر وہ رومیوں سے لڑنے میں مصروف ہے تو وہ کہتا ہے، ہم آپ سے اموال اور غنیمتوں پر نہیں لڑ رہے ہیں، بلکہ ہم تم سے لڑ رہے ہیں کہ سارے کا سارا دین اسلام کا ہو جائے اور آپ اسلام کے کلمہ اخلاص کا اقرار کریں اور وہ کلمہ ہے (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ) [1] "کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں"، اور یہ کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اللہ کے بندے اس کی لونڈی کا بیٹا، اور اس کا کلمہ اور اس کی روح ہے، ایک کنواری کا بیٹا جسے کسی انسان نے ہاتھ نہیں لگایا، اللہ تعالیٰ نے اس سے حضرت مسیح علیہ السلام کو بنایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی سے آدم علیہ السلام کو "کن" کہہ کر بنایا، پھر اسے بشر بنایا، پھر آدم علیہ السلام سے حوا علیہا السلام جو کہ اس کی "زوجہ" ہے کو بنایا، پھر اس سے اس ساری مخلوق کو بنایا اور ان کے قبائل قومیں اور شاخیں/خاندان بنائے۔ پھر ان کی زبانوں کا فرق قائم کیا۔ (اور وہ ان میں سے ہر چیز کو ان کے علاوہ دوسروں کی ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے) یا وہ ان کے اور دوسروں کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان تمام کو ایک امت بنا دیتا اور لیکن جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے، ہم آپ کو اور آپ کے لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دیتے ہیں، اور اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کی طرف سے اسے قبول کرتے ہیں۔

ہم نے آپ کو اور آپ کی زمین کو آزاد کروایا، اور آپ نے ہمیں ہمارے مذہب کے لوگوں کو معلوم ٹیکس [2] سے نوازا، اور اگر تم (خراج) کی ادائیگی [3] سے انکار کرتے ہیں تو پھر ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ شروع ہو جائے گی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں فریقین میں سے زیادہ محبوب کو فتح عطا فرمائے گا، اور

---

[1] ہم نے اس کے سیاق کی ضرورت کے لئے اس میں اضافہ کیا،

[2] الاصل میں مثل الذی ہے یعنی اس کی طرح۔

[3] امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کے بعد کوئی ٹیکس نہیں۔

ہمارے لئے فتح ہوگی اور جو ہم میں سے قتل ہوگا اسے جنت ملے گی، اگر آپ کا غلبہ ہوگا ہم پر تو پھر بھی ہمارے صبر اور بصیرت کی بنا پر ہمیں جنت ملے گی۔

پھر رومی بادشاہ اپنی کتاب اپنے جرنیل پر پڑھتا ہے اور کہتا ہے، یہ آپ سے زیادہ جہاد کا خواہشمند کیوں ہے، تو وہ اسے کہتے ہیں تو نے سچ کہا تو آپ ہمیں اس کی طرح نکال دو۔

تو وہ جمع ہوتے ہیں اور الحسنی کی طرف ایک ہزار صلیب کے ساتھ نکلیں گے، ہر صلیب کے نیچے بہت زیادہ اجتماع اور الحسنی ان سے ملے گا، تو وہ ان سے ہر روز عظیم جنگ کرے گا، وہ شکست کھا جاتے ہیں اور وہ ان کا پیچھا کرے گا، یہاں تک کہ وہ ان کی طرف (قسطنطنیہ) پہنچ جائے گا، وہ ان کا محاصرہ کرے گا ان پر تنگی کرکے، اور وہ اس سے صلح کا سوال کریں گے، تو وہ ان سے (صلح) کا انکار کردیں گے، تو وہاں سے شکست کھا کر (رومیہ) کی طرف جائیں گے اور وہ حکومت خالی کردیں گے، اس کے لئے، پھر وہ داخل ہوگا اپنے ساتھیوں میں، وہ ختم کردیں گے اس عہد کو اپنے قربان گاہ کے گھر اور اس کی صلیب لینے کے بعد۔ اور وہ قسطنطنیہ کو تباہ کردیں گے اور اس کی دیواروں کو منہدم کردیں گے۔

اور وہ قیام کریں گے وہاں اور اس کے اردگرد کے ماحول میں، اور وہ (رومیہ) جانا چاہیں گے، پھر (الحسنی) الصقالبہ کے بادشاہ کی طرف ایک لشکر کو بھیجے گا تو وہ اس کو بھی شکست دیں گے اور قبضہ کرلیں گے (اس کے بعض شہروں پر)۔

اور ''اصطخر'' کے مقام پر فارس کے علاقہ سے نکلے گا ایک آدمی کانا، وہ دعویٰ کرے گا کہ وہ ''الدجال'' ہے، اور اپنا نام خود رکھے گا اور کہے گا (میں وہ خدا/ اللہ ہوں جو زمین کے لوگوں کا قرض دینے والا ہوں آسمان کے خدا کے ذریعے)۔

پھر لوگوں کا ہجوم، کرد لوگ، اور زطی لوگ اور پہاڑوں کے جاہلین اس کے پیچھے چلیں گے اور اس کے پیروکار کثیر تعداد میں ہوں گے، اور وہ لوگوں کو گمراہ کرے گا اور اس کا فساد اکثر زمین میں ہوگا۔

''اھواز'' مقام سے ایک عورت کا خروج ہوگا جسے ''حمیدہ'' کہا جاتا ہے لوگوں میں، وہ گمان کریں گے کہ وہ ''ازد'' کے قبیلے کے عربی ہیں وہ کہے گی، میں دین والوں کی مددگار ہوں، میں ''الحسنی'' کے دین اور اس کے قاتل کے خلاف لڑوں گی، وہ خراج کو جمع کرے گی اور اسے اپنے اصحاب میں تقسیم کرے گی، اور اس کے پیروکاروں کی تعداد کثیر تعداد میں ہوگی۔

اور ''الاصہب'' دمشق میں پچاس ہزار لوگوں کے ساتھ ''الحسنی'' کے مخالفین کے ساتھ نکلے گا۔

پھر ''اصفہان'' میں (بڑا دجال) کا خروج ہوگا، وہ جادوگروں میں سے سب سے زیادہ علم رکھنے والا واحد ہوگا، اس کے ساتھ ابلیس اور اس کے ساتھی ہوں گے، اور جنّوں کے جادوگر، اور اس کی طرف انسانوں کے جادوگر جمع ہوں گے، شیاطین اور سرکش جنّ ان کو ان کے پاس اکٹھا کریں گے، ان کے بائیں بھی شیاطین ہوں گے، تو وہ لوگوں کے پاس آتے ہیں جو وہ دیکھتے ہیں ان میں سے اس کو حق سمجھتے ہیں، اور دجال تیار کرے گا، ماکولات و مشروبات (بڑے بڑے گروہوں میں، اور یہ تمام اشیاء، لوگوں سے ان کے اموال، چوپاؤں میں سے بکریوں، گائیوں اور اونٹوں اور سارے اموال میں جو لئے ہوں گے) ان سے بنائے گا، اور ان تمام اشیاء کی شراب، شہد اور جو اس کے پاس خزانہ ہے اور نشہ آور اشیاء بناتے، اور اس کے لئے گائیاں، بکریاں، اور بکری کے بچے اور مادہ بکری کے بچے ذبح کرتا ہے اور پرندوں سے، تاکہ لوگوں کو اس سے گمراہ کیا جائے اور وہ تیار کرتا ہے حلوہ کی بنی ہوئی اشیاء اور مختلف قسم کی میٹھی اشیاء اور مختلف قسم کے پھل تیار کئے جاتے ہیں اور اس کے لئے گائیوں، بکریوں کا دودھ نکالا جاتا ہے، جس وقت بھی وہ چاہتا اور ارادہ کرتا ہے اس سے، تو اسے لایا جاتا اور اس کے ساتھ حکمرانوں کو بھی ان کی اتباع بھی مختلف اقسام کے کھانے کھلاتا ہے۔

اور وہ تانبے کے برتن/ ہنڈیاں جن کے (نیچے سیاہ کوئلہ سیاہ تارکول ہوتا ہے) ان کو لیتا ہے اور جو انکار کرے اس پر ایمان لانے کا اسے جہنم میں داخل کرنے کا حکم دیتا ہے، اس کے پاس لوہے کی سلیٹوں کے گھر بنے ہوتے ہیں اور ان کی زمین بھی لوہے کے طباق کی طرح ہوتی ہے، جیسے پلنگ یا بیڈ ہو۔

اور لوہے کی پلیٹوں پر گنبد کی شکل میں ایک بڑا قُبہ نما بڑا برتن ہوتا ہے تو یہ چاروں (طرف سے) لوہے کا گھر بن جاتا ہے۔ اس لئے جو بھی[1] اس میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ حکم دیتا ہے تو اس کے نیچے آگ جلائی جائے، یہاں تک کہ یہ سرخ ہو جائے، تو وہ آگ کی طرح سرخ ہو جیسے آگ ہوتی ہے اور وہ حکم دیتا ہے کہ ان ہنڈیوں کو پانی سے بھر دیا جائے، پھر یہ اُبلتا ہے یہ پانی سقمونیا[2] ایلوا، اور آرسینک سے پکایا جائے گا، وہ اپنے ساتھیوں سے کہے گا: اسے جہنم میں ڈال دیا جائے (جو بھی اس پر یقین نہ کرے) تو وہ اسے اس گھر میں داخل کر دیا جائے گا، اور وہ پانی گرم کیا ہوا ہوگا تو وہ پانی گرم کیا جائے گا، پھر وہ کہے گا اس پر گرم پانی ڈال دیا جائے، تو اس کے سر پر یہ گرم پانی اُبلا ہوا ڈالا جائے گا، پھر وہ کہے گا، اسے زقوم اور تھوہر کھلاؤ، پھر وہ کھائے

---

1. اصل میں اضافہ کیا یعنی اس نے قتل کیا جو بھی داخل ہوا۔
2. سقمونیا: یہ بوٹیاں ہیں جو ان کے خشک ہونے پر نکالی جاتی ہیں اور کبھی یہ رطوبت خشی ہوتی ہے اور کبھی تر، اور اس بوٹی کے نام سے اس کا نام رکھا گیا۔

گا سقمونیا، آرسینک اور زہر، وہ اسی حالت میں رہے گا کہ یہاں تک کہ اسے موت آجائے گی، یا وہ کہے گا کہ کہو میں تم پر یقین رکھتا ہوں، اگر وہ اس پر یقین کرے گا، تو ہلاک ہو جائے گا، اور لوگ فتنہ میں پڑ جائیں گے، اور وہ کھلائے اس کو یہ جو گمان رکھے گا کہ یہ جنت ہے، مختلف مشروبات و ماکولات، شراب، دودھ اور پھل وغیرہ اور میٹھی اشیاء اور مختلف اقسام کو خوشبو اور ہوائیں اور دھونیاں وغیرہ اور رنگا رنگ لباس، وزیورات اور موتی، یاقوت مرجان، جو اس نے لوگوں سے ہی لوٹے ہوں گے (ان سے ان کو نوازا جائے گا)۔

اور وہ لوگوں کی آنکھوں کو مسحور کر دے گا کہ وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے اور آگ کا عذاب بھی دیتا ہے اور جنت میں عزت بھی دی جاتی ہے، اس حال میں کہ نوجوان کانی دائیں آنکھ والا اس میں ایک سفیدی ہوگی، اور بائیں آنکھ گویا کہ خوب صورت تارہ ہے، وہ لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دے گا تا کہ دیکھنے والے کی نظر سے وہ ایک پہاڑ کی طرح ہو جائے، اور وہ ان کو اپنے جادو سے دکھاتا ہے کہ وہ اس کی پیٹھ میں سرمئی رنگ کے گدھے پر کاٹھی کی طرح ہے اور اس کی لگام اس کی زبان ہوگی، اس میں ایک الگ انگوٹھی ہوگی، ان کا جادو اسے چاندی کی انگوٹھی متصور کرے گا، جس میں ریشم سبز، سرخ، زرد رنگ کے دو بند ہوں گے اور وہ دیکھیں گے اس گدھے کو بڑے پہاڑوں کی طرح ہوں گے، اس کی لمبائی ایک میل مسافت کے برابر ہوگی اور اس کی چوڑائی ایک سو ہاتھ ہوگی اور اس کے کان دو پہاڑوں بڑے کی طرح ہوں گے، اس کے گدھے کے کانوں کے نیچے لوگوں کی ایک جماعت ہوگی، اور سب کچھ اس کے سحر کی وجہ سے ہوگا، لوگوں کو مسحور کرنے کی بنا پر، حقیقت میں بنفسہ تمام لوگوں کی طرح ہوگا اور اس کا گدھا بھی تمام گدھوں کی طرح ہی ہوگا دیگر یہ کہ اس نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کیا ہوا ہوگا، یہ ایک فتنہ ہوگا ان کے لئے جو فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔

اور اس کا لباس سر سبز اور اس کے سر پر سبز رنگ کی ٹوپی چوغہ نما، اور اس کے ساتھیوں کا لباس بھی چوغے خاکی رنگ کے ہوں گے۔ اور ان کے اکثر پیروکار یہودی، مجوسی اور متشدد عیسائی ہوں گے، اور ہر قسم کا فاسق بھی ان کا پیروکار ہوگا۔

اور یہ تمام لوگ جھوٹے ہوں گے اور یہ سارے (دجال کی طرف) جمع ہوں گے اور تمام شہروں میں چکر لگائیں گے، اصبہان اور اس سے نیچے موصل اور جزیرہ اور شام، مصر اور سرزمین حجاز کے مابین کوئی بھی شہر انہوں نے نہ چھوڑا (جہاں انہوں نے پہنچنے کی کوشش نہ کی ہو) اور وہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف تبدیل ہوتے رہیں گے اور وہ کہے گا میں زمین کا معبود ہوں اور کیا جو اس کے رستے سے ہٹ جائے وہ محفوظ رہے گا؟

پھر وہ "اصبہان" سے "الاھواز" کے راستہ سے عراق کے شہر بابل کی طرف نکلے گا، پھر فارس کی طرف، پھر "خراسان" سے "الری" کی طرف واپس لوٹے گا، پھر وہ آرمینیہ کی طرف چڑھائی کرے گا، پھر جزیرہ کی طرف اترتا ہے، اور "موصل" کی طرف، پھر "الحجاز" کی طرف، پھر جب وہ مدینہ منورہ پہنچے گا تو فرشتے اس کا استقبال کریں گے، پھر وہ اس کے چہرے میں اور اس کے ساتھیوں کے چہرے میں اپنے پروں کو اس طرح سے پھیلائیں گے کہ اس کو ڈھانپ لیا جائے گا، اور وہ ان سے منہ پھیرے گا[1]

پھر وہ مکہ کی طرف روانہ ہوتا ہے پھر فرشتے اس کو اپنے پروں میں لپیٹ لیتے ہیں پھر وہ ان سے منہ پھیر لیتا اور وہ یمن کے شہروں کی طرف چل پڑتا ہے پھر سمندر کی طرف مصر تک جاتا ہے، پھر وہ شام کی طرف نکلتا ہے، اور الحسنی کی طرف بھی، مومن لوگ جو اس کے ساتھ تھے اس کانے جادوگر کے پیچھے سے اس کو پکارتے اور ڈھونڈتے ہیں۔

اے لوگو! اس کے دھوکے میں نہ آنا، کیونکہ یہ کانا جھوٹا، فتنہ باز اور دجال ہے تو تم اس سے علیحدہ ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے فتنے اور جادو سے بچائے گا۔

اے لوگو! اس کی دو آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے (یہ دجال جھوٹا، کافر ہے اللہ کے ساتھ)[2]

پھر ہر گمراہ بھٹکے ہوئے کو ہلاک کرے گا تو جو لوگ مومن ہوں گے بے شک وہ اسے پہچانتے ہوں گے، اور وہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بریت کا اظہار کریں گے۔

اور وہ اس کے پیچھے ہی رہیں گے اس وقت بے حیائی، فسق و فجور، زناکاری اور لواطت بازی کثرت کے ساتھ ہوگی، یہاں تک کہ عورت راستوں میں ہی مردوں سے ملے گی، اور مرد اس پر راستے ہی میں ملیں گے، تو لوگوں میں کوئی ایسا ہوگا جو اسے کہے گا کہ اس کو رستے سے الگ کر دے۔

اور دجال لوگوں میں خیالات پیدا کرے گا کہ اس کے پاس جنت اور دوزخ ہے لیکن جیسے وہ کہتا ہوگا ویسا نہیں ہوگا، بلکہ لوگوں کی آنکھوں پر جادو کرے گا تو جو اس کے فتنے کا شکار ہو گیا، اس کے گمان کے مطابق وہ

---

[1] فریقین کی روایات میں مشہور ہے کہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں دجال داخل نہیں ہوگا، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں داخل ہوگا یعنی دجال مدینہ منورہ میں اور مکہ مکرمہ میں۔ عقد الدرر ص ۳۵۹ اور دیکھئے حاشیہ ۲ حدیث جساسہ دجال کے بارے میں ماثور سیاق میں۔

[2] عقد الدرر میں ص ۳۲۹ تا ۳۳۰ میں رسول اللہ ﷺ سے سند کے ساتھ مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ لکھا ہوا ہے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر، دیکھئے حاشیہ نمبر ۹ دجال کے نام اور اس کے نسب نامے کے بارے میں بیان شدہ سیاق میں۔

اس جنت میں داخل ہو جائے گا جبکہ وہ در حقیقت جہنم ہے، اور جو اس کے فتنہ سے محفوظ ہو گیا تو وہ اس جہنم میں داخل ہو گا جسے وہ گمان کرتا ہے کہ جہنم میں جائے گا، حقیقت میں وہ جنت ہے (دجال کی بنائی ہوئی جنت حقیقت میں جہنم ہو گی اور اس کی بنائی ہوئی جہنم حقیقت میں جنت ہو گی)۔

اور اس کے ساتھی راستے میں جدا ہو جاتے ہیں اور ان کے پاس مزامیر، طبلے، بانسریاں اور ہر قسم کا موسیقی کا تفریحی سامان ہو گا، وہ اپنے ڈھولوں کو پیٹ رہے ہوں گے اور ان بگلوں، سینگوں اور بانسریوں میں پھونک مار رہے ہوں گے یعنی گویا کہ (ہر قسم کے موسیقی کے آلات سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے)۔

اور "حسنیٰ" کے ساتھ مسلم لوگ اللہ تعالیٰ کی تکبیر پڑھ رہے ہوں اور تسبیح پڑھ رہے ہوں گے اور "لَا اِلٰهَ اِلَّا الله" پڑھتے ہوں گے یہاں تک کہ جب دجال ایک مقام پر ایسی جگہ پر پہنچ جاتا ہے جس مقام کو (باب لد)[1] کہا جاتا ہے۔ اور وہ بیت المقدس میں داخلے کا ارادہ کرتا ہے، اسے وہاں (الخضر علیہ السلام) سے ملاقات ہو گی جو کہ کافی عمر رسیدہ ہو چکے ہوں گے اور کچھ ابدال لوگ بھی ملیں گے تو اسے وہ کہیں گے:

"اے دجال! آپ نے لوگوں کو اپنے جادو کی طرف متوجہ کیا، لیکن آپ کافر، جھوٹے اور جادوگر ہیں۔"

وہ کہے گا: میں تو زمین کا خدا ہوں، تو خضر علیہ السلام اس کو کہتے ہیں: اگر تو زمین میں معبود ہے تو کیا کسی جان کو قتل کرنے کے بعد اسے زندہ کرنے کی طاقت رکھتے ہو، میں اس کے علاوہ تجھے اور کچھ نہیں کہتا۔

تو دجال اسے کہے گا جی ہاں، پھر وہ اس کو کہے گا (یعنی خضر علیہ السلام) کہ مجھے مارو بغیر ذبح کیے اور بغیر قتل کیے۔ تو مجھے صرف یہ کہہ کہ تو مر جا اور میں مر جاؤں، پھر تو مجھے زندہ کر اور میں زندہ ہو جاؤں، وگرنہ تو یہ نہ کہہ کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کو یعنی بکری، گائے وغیرہ میں سے کسی کو کہہ کہ مر جا، پھر وہ مر جائے، پھر تو اسے کہہ زندہ ہو جاؤ اور وہ زندہ ہو جائے، اگر تُو سچا ہے۔

تو وہ اس پر ناراض ہو جاتا ہے، اور خضر علیہ السلام کو مارنے کا حکم دیتا ہے، تو وہ ایسا کر گزرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اُسے اسی وقت زندہ کر دیتے ہیں، پھر وہ لوگوں سے کہے گا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے بچایا، اور اس نے مجھے کہا تُو لوگوں سے کہہ کہ میں نے اسے مارا، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ کر دیا، تاکہ تمہارے لئے یہ واضح ہو جائے کہ وہ جھوٹا ہے، اس لئے اب تُو مجھے دوبارہ مار دے پھر زندہ کر، اگر تو سچا ہے، تو بے شک اللہ تعالیٰ نے

---

[1] مراصد الاطلاع ج ۳ ص ۱۲۰۲ میں اس نے کہا: لد: بیت المقدس کے قریب فلسطین کے گرد نواح میں ایک گاؤں ہے، قتل کریں گے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام دجال کو اس کے دروازے پر۔

مجھے کہا بے شک وہ تجھے مارے گا لیکن پھر وہ دوبارہ تجھے زندہ کرنے کی طاقت نہیں رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس کو تیرے بعد اور اس کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کردے گا، اور ان میں سے کسی ایک کو اس کے قتل کرنے کے بعد مہلت نہیں دے گا، اور نہ وہ تجھ کو ان کے لئے زندہ کرے گا بلکہ آپ کو نبیوں، شہداء اور نیک لوگوں کے ساتھ ملائے گا۔

دجال اس کلام سے حیران وششدر ہوجائے گا اور وہ ہوشیار ہوجائے گا پھر وہ اس کی گردن مارے گا، لیکن اسے زندہ کرنے کی دوبارہ طاقت وقدرت نہیں رکھے گا[1] حضرت عیسیٰ علیہ السلام سفید بادل میں نازل ہوں گے، زمین والے مشرق اور مغرب میں تمام لوگ آپ کی زیارت کریں گے اور ایک منادی ندا کررہا ہوگا:

> اے لوگو! یہ مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں، مریم علیہا السلام کنواری کے بیٹے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے پیدا کیا، اللہ تعالیٰ نے اس کو دجال جھوٹے کو قتل کرنے کے لئے نازل کیا، اور وہ تمہارے لئے ایک امام کو مقرر کریں گے جو کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کرے گا تو تم اس کی بات کو سنو اور اطاعت کرو پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے کفر کو اور شرک کو مٹا دیا ہے اور باطل کو ختم کردیا ہے اور دین کو اس طرح غالب کردیا ہے کہ جس میں شرک وکفر اور منافق کی شمولیت نہیں ہوگی، اور نہ کوئی کافر اور مشرک باقی رہے گا مگر اس جگہ گھر ہو یا کوئی زمین کا ٹکڑا، درخت ہو یا چوپایہ تمام تک یہ ندا پہنچے گی۔
>
> اے مؤمن! یہ میرے نیچے کافر ہے آؤ تم اسے قتل کرو۔"[2]
>
> یہ آواز تمام اہل زمین سنیں گے، اور ہر زبان بولنے والا اس کو سمجھے گا۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور ان کے پاس ایک بیساکھی[3] ہوگی جس کے ایک طرف میں نوک دار تیز دھار آلہ لگا ہوگا جس کے ذریعے سے وہ ایک ضرب ماریں گے جس طرح ایک ضرب مارنے والا

---

[1] امام مسلم نے اپنی صحیح ج ۱۸ ص ۷۱ اپنی سند کے ساتھ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اسی حدیث کی طرح، اور اس میں دجال اس کو قتل کرنے کا ارادہ کرے گا لیکن اس پر تسلط قائم نہیں کرسکے گا۔

[2] نعیم نے الفتن ج ۲ ص ۵۷۲ حاشیہ ۱۶۰۱ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک سند کے ساتھ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں بیان فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام دجال سے کہیں گے اے اللہ کے دشمن! جیسا کہ تو گمان کرتا ہے کہ تُو رب العالمین پھر تُو نماز کیوں نہیں پڑھتا، پھر اس کو اپنے پاس موجود ایک لاٹھی کے ساتھ اس کو ماریں گے پھر اس کو قتل کردیں گے پھر اس کے مددگاروں میں سے کوئی بھی اس کی ماتحتی میں کوئی چیز باقی نہیں بچے گی اور نہ اس کے پیچھے جو اس کی طرف سے پکارنے والا ہو۔ (اے مومن! یہ میرا دجال ہے اس کو قتل کردو)۔

[3] العکاز اور العکازہ: لاٹھی جس کے نیچے تیز دار اور نوک دار برچھی نما آلہ لگا ہو۔

ضرب مارتا ہے، اور پھر وہ دجال کے گدھے کو اس طرح ماریں گے کہ وہ پگھل جائے گا جس طرح شمع پگھلتی ہے جب اس کو آگ پہنچتی ہے پھر لوگ اسے لوگوں میں سے ایک آدمی کی طرح دیکھیں گے اور اس کے گدھے کو بھی ایک گدھے کی شکل میں دیکھیں گے، پھر اس کا گدھا پگھل کر گر جائے گا۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام حسنی اور اس کے ساتھیوں سے کہیں گے کہ آپ کے نیچے دجال کے ساتھی ہیں ہر وہ شخص جو یہ نہیں کہتا: (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا اس کا کوئی شریک نہیں) تم اس کو قتل کر دو۔

وہ ان میں ہتھیار ڈال دیتے ہیں اور ان میں سے جو آخری ہے وہ اس کو قتل کر دیتے ہیں۔

پھر حضرت مسیح عیسیٰ علیہ السلام حسنی اور اس کے ساتھیوں کو کہیں گے کہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم نے کیا دینا ہے اور تم پر کیا واجب ہے، اور آپ کا اجر واجب ہو چکا ہے، اور یہ آپ کا دنیا میں آخری دن ہے تو پھر اس کے پاس موت کا فرشتہ آئے گا، اور اس کی روح کو سب سے آسان طریقہ سے قبض کر لے گا، کسی شخص کی روح کو لینا اور اس کی روح کی بھلائی کے لئے جس طرح کسی کی روح قبض کی جاتی ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام حسنی ان محمد بن عبداللہ کے گھرانہ سے کہیں گے کہ اور جن کی ماں فاطمہ بنت محمد بن السبط الاصغر یعنی فاطمہ بنت محمد چھوٹی اولاد سے اور وہ فاطمہ بنت رسول اُمّی کی اولاد سے ہوں گے، اور وہ کھڑا ہوگا اور ہمیں کہیں گے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اللہ کی روح ہیں، اور اس کا کلمہ ہیں اور اس کے بندے اور رسول ہیں، پھر وہ اسے کہے گا:[1]

> ''آگے بڑھیئے اور اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھیئے تو وہ نماز پڑھے گا اور مسیح علیہ السلام اس کے پیچھے دعا کریں گے۔''

پھر وہ لوگوں کو اپنے لئے بیعت کا حکم دے گا، اور ہر ایک جو اس کے پاس آئے گا وہ اس سے بیعت کرے گا، پھر وہ کہے گا: آپ اپنے دوست اور اپنے کزن الحسنی کو تیار کرو، تو وہ اسے غسل دے گا اور اس کو کفن دے گا، پھر وہ اس پر نماز جنازہ پڑھے گا اور اس کے ساتھی بھی، اور مسیح بن مریم علیہما السلام بھی۔

پھر امام حکم دے گا خنزیر کو مار ڈالنے، صلیب توڑنے اور ہر گرجا گھر اور آتش خانہ کو تباہ کرنے کا حکم

---

[1] یہاں ظاہری معنی ساقط ہے اور قولہ سے مراد وہ کہے گا یعنی عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے اور قولہ میں ''لہ'' سے مراد یعنی امام مہدی رضی اللہ عنہ کے لئے، اور بیان کردہ روایات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کے بارے میں ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے پیچھے۔ بہت ساری دعائیں فریقین کی کتابوں میں ملتی ہیں دیکھئے: ینابیع المودۃ ص ۴۲۲، تذکرۃ الخواص ص ۳۷۷، صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۳، طب مصر سنہ ۱۳۴۸ھ اور دیکھئے حاشیہ ۱۱ سیاق لما ثور میں اس مسئلہ کے بارے میں اور اس میں جو اس کے ساتھ متصل ہے۔

دے گا، اور ہر اس شخص کو قتل کرنے کا حکم دے گا جو دین اسلام پر عمل نہیں کرتا ہوگا، اور کوئی کافر، مشرک یا منافق باقی نہیں بچے گا، بلکہ وہ اس کو نہیں چھوڑیں گے اس جگہ کی دہلیز[1] پر جہاں وہ ہے، جس میں وہ چھپا ہوا تھا، مؤمن جو سنتا ہے وہی کچھ کرتا ہے اور مؤمن اس کو مارتا ہے جو بھی اسے سنتا ہے۔

پھر بے شک رومی، اور صقالبہ اور تمام قوموں نے جب سنا کہ امام انہیں اسلام کی طرف بلا رہا ہے جو انہوں نے مسیح علیہ السلام سے سنا تھا تو انہوں نے اس کا جواب دیا اطاعت کی شکل میں جو کہ حضرت مسیح عیسیٰ علیہ السلام نے آواز لگائی تھی، اُس وقت جب آپ سفید بادل میں تھے۔

پھر بے شک مسیح علیہ السلام ابلیس کو پکڑیں گے، اور امام کو کہیں گے پکڑو اسے اور اس کو ذبح کر ڈالو، اور امام اسے لے جائے گا اُسے لٹائے گا اور اسے بیت المقدس[2] کے پتھر پر اُسے ذبح کر دے گا۔ اور اس وقت شیطانوں کے تمام ساتھی مر جائیں گے اور ساری دنیا کے تمام لوگ اور ان کے بادشاہان اسلام میں داخل ہو جائیں گے، ظلم اور زیادتی ختم ہو جائے گی، عدل قائم ہوگا، ہر نقصان دینے والا درندہ یہاں تک کہ مکھی اور چیونٹی اور مچھر اور ہر قسم کی ایذاء دینے والا جانور بھی ختم ہو جائے گا، اور ساری زمین میں امن قائم ہو جائے، کوئی نافرمان باقی نہ رہے گا، زمین اپنے خزانے اور برکتیں ضائع کر دے گی، رحمت نازل ہو جائے گی، لوگ خوشحال ہو جائیں گے، زمین میں کوئی مسکین یا غریب نہیں رہے گا، مال برابری کی بنیاد پر تقسیم کر دیا جائے گا اور لوگوں سے جبر اور زیادتیاں ختم ہو جائیں گی، تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلمے کو پورا کر سکے:

...اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ (سورۃ الانبیاء:۱۰۵)

”کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔“

اور کہا:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی

---

[1] ہم نے اس کو شامل کیا ہے اسے سیاق وسباق کے ساتھ۔

[2] اللہ تعالیٰ سورۃ ص ~ میں فرمایا: قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ﴿۸۰﴾ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾ (سورۃ ص:۷۹ تا ۸۱) ترجمہ: ”میرے پروردگار پھر تو مجھے اس دن تک کے لئے (جینے کی) مہلت دے دے جس دن لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: چل، تجھے ان لوگوں میں شامل کر دیا گیا جنہیں مہلت دی جائے گی۔ لیکن (ایک معین وقت کے دن تک)۔ رجوع کریں اس کے بارے میں تفصیل البرہان ج ۲ ص ۳۴۲ تا ۳۴۶ میں، اور اس کے بارے میں اس موضوع کے حوالے سے متعدد احادیث ہیں۔

لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ (سورۃ النور:۵۵)

"تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں، اور جنہوں نے نیک عمل کئے، ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا اور ان کے لئے اُس دین کو ضرور اقتدار بخشے گا جسے اُن کے لئے پسند کیا ہے، اور ان کو جو خوف لاحق رہا ہے، اس کے بدلے انہیں ضرور امن عطا کرے گا۔ (بس) وہ میری عبادت کریں، میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور جو لوگ اس کے بعد ناشکری کریں گے، تو ایسے لوگ نافرمان ہوں گے۔"

پہلا امام حق کو قائم کرتا رہے گا اور حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا یہاں تک کہ جب اس کی موت قریب آجائے گی وہ اپنے دل میں یہ بات رکھے گا تو وہ وصیت کرے گا اور امت میں سے اور اپنے اہل میں سے ایک آدمی کو خلیفہ بنائے گا جو اس کی جگہ پہ اُسی طرح خلافت قائم کرے گا۔

پھر اسی طرح اپنی موت کے وقت ایسا کردے گا کہ وصیت کرے گا، خلیفہ بنائے گا اسی طرح، جہاں تک کہ حکومت قائم کرے گا چھوٹی اولاد میں سے پانچواں۔

پھر وہ ان میں سے آخری کو بڑی اولاد میں سے ایک آدمی کی وصیت کرے گا، پھر وہ پہلے امام کے نقش قدم پر چلے گا پھر اسی طرح اُس کے بعد، جہاں تک کہ ان میں سے پانچوں امام بھی حکومت کریں گے۔

پھر پانچوں میں سے آخری وصیت کرے گا خلافت کی بڑی اولاد میں سے ایک آدمی کی، پھر پہلا حکومت کرے گا، پھر اس کی اولاد اس کے بعد، اس طرح بارہ بادشاہوں کی حکومت مکمل ہوگی[1] اور ان میں سے ہر ایک کی اولاد امام مہدی رضی اللہ عنہ راشد مرشد ہوگی، جب چھوٹی اولاد حکومت کرے گی، تو اس کا گورنر بڑی اولاد میں سے ہوں گے اور اسی طرح جب بڑی اولاد حکومت کرے گی تو اس کے گورنر چھوٹی اولاد میں سے ہوں گے۔

جب چھوٹی اولاد میں سے ان کا آخری ہلاک ہوجائے گا تو وہ چھوٹی اولاد میں سے کسی کو اس کی جگہ لینے کے لئے تلاش کریں گے اور زمین میں کوئی بھی ان میں نہیں ملے گا، اسی لئے کہ موت نے انہیں فنا کردیا ہوگا، لہٰذا کوئی بھی بڑی اولاد میں سے بھی باقی ہوگا اور نہ ہی چھوٹی اولاد میں سے، تو وہ تلاش کریں گے

---

[1] ہمارے پاس اس کی تفصیلی وضاحت ہے زیادہ سے زیادہ کے تناظر میں جو دو خلفاء میں مستند ہے جو الحسنی کے بعد موجود تھے تو ملاحظہ فرمائیں۔

نبی ﷺ کے چچاؤں کی اولاد سے، تو ان میں سے بھی وہ کسی کو نہیں پائیں گے، بنو ہاشم فوت ہو گیا تو ان کی نسل سے کوئی بھی باقی نہیں تھا، تو پھر وہ بنی امیہ سے تلاش کریں گے تو ان میں سے بھی کسی کو نہیں پائیں گے۔

ایک آدمی انہیں کہے گا جو کہ والی ہوگا اس کا جو چھوٹی اولاد سے فوت ہو گیا، کہے گا: تلاش کرو قریش کے بیٹوں میں جس کو تم پاؤ قریش سے تو اس کو اپنا حکمران بنا لو اس لئے کہ تمہارے نبی ﷺ نے فرمایا تھا: (بے شک امام یعنی خلیفہ قریشی خاندان میں سے ہونا چاہئے) تو پوری زمین میں سے وہ قریشی کو تلاش کریں گے اور وہ قریشی کو بھی نہیں پا سکیں گے کیونکہ موت نے ان کو بھی فنا کر دیا ہوگا۔

پھر وہ اس والی کو کہیں گے تو عبداللہ ہے، اور آخری والی ہے اس کا جس نے بھی حکومت کی چھوٹی اولاد میں سے، اور تُو ان کا آزاد ہے، اور جو بھی تجھ کو پیش کرے گا اور تیرے اوپر اثر چھوڑے گا اور تیری رائے پر عمل کرے گا اور وہ قوم کا والی انہی میں سے ہوگا تم کھڑے ہو جاؤ اپنے مولا (والی) کی جگہ پر بے شک امت کے لئے ضروری ہے کہ ایسے امام کو محمد ﷺ کی امت کے معاملات چلانے کے لئے کھڑا کرے۔

لیکن وہ انکار کر دے گا، تو وہ اُس سے کہیں گے: ہم تجھ کو نہیں چھوڑیں گے اور آپ کے لئے اس سے بچنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو قوم تباہ ہو جائے گی اس لئے وہ اس سے نفرت کرتے ہیں اور اس کی وہ بیعت کرتے ہیں اور اسے قوم کے معاملات سونپ دیتے ہیں، اور وہ والی بن جائے گا اور ان میں اپنے اس مولا کے طریقہ پر حکومت چلائے گا جس طرح اُن اماموں نے حکومت چلائی تھی جو نبی اُمی ﷺ کی بیٹی کی اولاد میں سے امام تھے۔

دانیال علیہ السلام نے فرمایا:

اس نے مجھے یہ نہیں فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک کی ملکیت کتنی ہے، اور نہ ہی انہوں نے مجھے ان کے نام بتائے، مگر فرشتے نے مجھے خبر دی اس بات کی اللہ تعالیٰ سے،[1] اس نے مجھے کہا:

"بے شک وہ مالک ہوں گے اس کے بدل میں جو انہوں نے ان سے پہلے ایک سال سے دو سال تک اور ایک مہینہ سے دو مہینہ تک اور ایک دن سے دو دن تک حکومت کی۔"

تو یہ والی یا حاکم ان کے ساتھ ملے گا اور اپنے ان ہدایت یافتہ اصحاب کے طریقہ پہ چلے گا، جب تک وہ باقی رہیں گے یہاں تک کہ انہیں موت آجائے، مرد کم ہو جائیں گے عورتیں اس والی کے زمانے

[1] ہم نے اسے اسکے ساتھ سیاق وسباق میں شامل کیا۔

میں زیادہ ہوں گی اور فساد زمین میں کثرت کے ساتھ ہوگا اور اس حکمران میں یہ طاقت نہیں ہوگی کہ عدل قائم کر سکے، اس فاسق و فاجر، منافق اس حکمران کے زمانے میں بہت زیادہ ہوں گے، اور یہ والی اپنے حج کی رسومات مکمل کرے گا، اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر، اور فاسقوں کی ایک جماعت اس کی پیروی کرے گی جب وہ اپنے حج کے مناسک پورا کرلیں گے تو ان میں سے وہ دیکھے گا جو اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں منکر ہوں گے، تو وہ گمان کرے گا کہ ان کو سزا دی جائے۔ پھر وہ ڈرے گا کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے اس پر اس وقت یقین کیا تھا جب بے یقینی کی کیفیت تھی تو پھر ان کو اس وقت سزا دینے سے وہ رک جائے گا۔

تو اس وقت ''دابۃ الارض'' نکلے گا صفا اور مروہ پہاڑیوں میں سے، (جس کی علامت یہ ہوگی) اونٹنی کے منہ سے جھاگ کی طرح اس کے منہ سے بھی جھاگ آ رہی ہوگی، اور یہ سفید ان کی طرح ہوگا، سوائے اس کے یہ اونٹ سے بہتر اور نرم ہوگا، ایک سفید ہرن جیسا رنگ ہوگا اس کے دو پر ہوں گے جب چاہے گا وہ اڑنا شروع کر دے گا اور وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہے گا:[1]

> ''اے لوگو! تمہارے اوپر کوئی حرج نہیں میرے بارے میں بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا، لیکن تم اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر یقین نہیں رکھتے تمہارے اندر وہ بھی ہے جو کہتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، سوائے اس کے کہ وہ اسلام کے خلاف ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا ہو، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیج دیا تاکہ میں واضح کر دوں مؤمن کو منافق سے اور کافر سے جو قیامت کے دن دوبارہ جی اٹھنے پر یقین نہیں کرتا تو تم دھیان کرو۔''

جب اس نے یہ بات کہی تو کوئی بھی اُسے یہ کہتے ہوئے یہ سننے کی طاقت نہ رکھ سکا، پھر ایک شخص نے آکر جھانکا اس کے چہرے کی طرف، پھر اس کے گڑھے کا داغ مؤمن کی پیشانی پر، اس کی ناک کے سامنے ایک سفید داغ بن جاتا ہے، منافق اور کافر کی پیشانی پر سیاہ دھبہ ہوگا۔

پھر یہ دابۃ الارض غائب ہو جائے گا، آپ اس کو نہیں دیکھ سکیں گے، زمین کے مشرق اور مغرب میں کوئی مؤمن باقی نہیں رہے گا، سوائے اس کے کہ اس کے ماتھے پر سفید نشان ظاہر ہوگا، اگر وہ مؤمن ہوگا، اور کافر اور منافق کی پیشانی میں سیاہ دھبہ ہوگا، تو یہ والی حکم دے گا ہر اُس کے قتل کرنے کا جس کی پیشانی میں سیاہ

---

[1] وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ (سورۃ النمل: ۸۲)
ترجمہ: ''اور جب ہماری بات پوری ہونے کا وقت ان لوگوں پر آن پہنچے گا پھر ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے بات کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔'' دابۃ الارض کے خروج کے بارے میں فریقین کی روایات میں بہت سی روایتیں ہیں۔

دھبہ ہوگا، اور اُس کو پیش نہیں کیا جائے گا جس کی پیشانی میں سفید دھبہ ہوگا، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا، یہاں تک کہ عورتوں مین سے ایمان والیاں اور کفر والیاں اور منافقہ عورتیں کیونکہ زمین میں لوگوں میں سے جس کو دابۃ الارض نہیں پہنچا ہوگا، اللہ تعالیٰ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں میں سے ہر کسی کی پیشانی میں سفید نکتہ پیدا کردے گا یہ علامت ہوگی ہر مؤمن اور مؤمنہ کی، چھوٹے یا بڑے، عورت یا مرد کے ایمان کی، منافق اور مشرکہ اور کافرہ عورتوں کی پیشانیوں میں بھی سیاہ نکتہ ہوگا جس سے وہ پہچانی جائیں گی۔

اس طرح سے وہ حکم دیتا ہے جب اس کی حکومت ختم ہوجائے گی اور یہاں زمین میں اس کی بادشاہت پہنچے گی اہلِ علم اور اہلِ معرفت باللہ لوگ مرجائیں گے، قرآن کے قراء ختم ہوجائیں گے تو قرآن جاتا رہے گا، کوئی کتاب باقی نہیں رہے گی جس میں اللہ تعالیٰ کی کلام کی کوئی چیز ہو مگر وہی جو سکھا دیا گیا، مگر یہ کہ یہ والی محفوظ کرے گا قرآن کو اس طرح سے کہ وہ اپنے اصحاب میں جو نماز پڑھائے گا۔

پھر یہ والی مرجائے گا اس کے اصحاب نماز جنازہ پڑھیں گے اور اس کو دفن کریں گے اور اپنے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑے گا اور نہ وہ اس جیسا کسی کو پائیں گے اور وہ کہیں گے کہ خیر کے الفاظ اس کے لئے جو ان میں سے باقی بچے گا، ہوجاؤ تم ہمارے امام تو وہ انکار کرے گا اور کہے گا تا کہ ہر آدمی تم میں سے امام ہوجائے بنفسہٖ، تو وہ اس بات پر اختلاف کریں گے۔

پھر وہ دین سکھائے گا اپنے اہل وعیال کے جانے کے ساتھ، کوئی باقی نہیں رہے گا مگر اس کا نام اور اہلِ سنت موت کے ساتھ ختم ہوجائیں گے مگر یہ کہ زمین میں وہ لوگ باقی ہوں گے جو ایمان والے ہوں گے پھر ان کو بھی موت ختم کردے گی مگر ان کی اولاد میں سے بہت تھوڑے لوگ اور ان کی تعداد سو سے زیادہ نہیں ہوں گی۔

اہلِ شرک اور کفر کثیر تعداد میں ہوں گے، اور ان کی پیشانیوں میں سیاہ نکتے ہوں گے، دنیا کے کونوں میں سے ہر کونے میں، اور لوگ اس پر ان کے لئے بازاروں میں پیروی کریں گے ساز و سامان کی اور کھانے پینے کی اور اس کے علاوہ اور چیزوں کی۔

پھر اللہ تعالیٰ اجازت دے گا (یاجوج ماجوج کو)[1] کہ وہ نقب لگائیں اس دیوار میں جس کو ذوالقرنین

---

[1] حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ (سورۃ الانبیاء:۹۶) ترجمہ: ''یہاں تک کہ جب یاجوج و ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر بلندی سے پھسلتے نظر آئیں گے۔'' اور اس کے بارے میں بہت سے روایات ہیں رجوع کریں عقد الدرر ص ۲۷۴ باب ۵۔

(بادشاہ) نے بنایا تو وہ نکلیں گے اور ہر پہاڑی سے اور زمین میں ان کا فساد بہت زیادہ ہوجائے گا اور کوئی کھانا باقی نہیں رہے گا مگر وہ اسے خود کھالیں گے اور کوئی پانی ایسا نہیں ہوگا مگر وہ خود اسے پی لیں گے۔

اس وقت لوگوں کی حالت یہ ہوگی کہ جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا، پیر کے دن ذوالحجہ کی تیرہ تاریخ کو سورج مغرب[1] سے طلوع ہوگا، اور یہ تیرھویں رات لوگوں پر لمبی ہوجائے گی اور ساری زمین میں لوگ گھبراہٹ میں ہوں گے اور یہاں تک کہ سورج آسمان کے درمیان پہنچ جائے گا پھر وہ واپس آئے گا، پھر وہ مغرب میں جاکر غروب ہوگا۔

پھر چاند اپنے مغرب سے طلوع ہوگا چودھویں رات میں، یہاں تک کہ آسمان کے وسط میں آکر لوٹے گا پھر وہ دوسری رات میں مغرب میں غائب ہوجائے گا، زمین کا پانی نیچے چلا جائے گا، دریائے دجلہ اور فرات خشک ہوجائے گا، یاجوج وماجوج دریائے دجلہ وفرات میں پہنچیں گے تو وہاں پانی نہیں پائیں گے، تو وہ اپنے چہروں کے بل چلیں گے، اور زمیں میں فساد پھیلائیں گے، زمین کی ساری برکات اور اس کے سارے پودے ختم ہوجائیں گے، اس وقت کوئی شہر، یا بستی یا گاؤں باقی نہیں رہے گا، مگر زمین میں زلزلے، سمندری طوفان، گرج چمک ہوں گے، اللہ تعالیٰ کے انتقام کی وجہ سے، ہر کتاب میں اللہ تعالیٰ نے اس کو نازل کیا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل:۵۸)

''اور کوئی بستی ایسی نہیں ہے جسے ہم روزِ قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں یا اُسے سخت عذاب نہ دیں یہ بات (تقدیر کی) کتاب میں لکھی جاچکی ہے۔''

زمین یاجوج ماجوج کی نسل سے بھری ہوئی تھی اور ان کا تسلط مخلوق پر تھا، اور وہ ان کے بعض، بعض میں حکومت کررہے تھے اور ان کے لئے دنیا خالی ہوگئی تھی اور انہوں نے اپنی بڑی تعداد اور طاقت کی شدت سے ان پر قبضہ کرلیا تھا۔

اور سوڈان سے ''حام بن نوح'' کے بیٹوں کی کثرت ہوگی، اور ان میں سے ایک آدمی بڑے انداز میں نکلے گا اور وہ حبشیوں میں سے ہوگا، وہ انہیں مکہ لائے گا اور اس میں داخل ہوجائیں گے، اور کوئی بھی نہیں

---

[1] روایت کیا گیا عقد الدرر ص ۳۹۷ میں رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ نے فرمایا: (قیامت کی) پہلی نشانیوں میں سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے، اور دابۃ الارض کا خروج ہوگا۔

بچے گا مگر وہ اس کو بھی ہلاک کر دیں گے، پھر یہ حبشی کعبہ کے اوپر چڑھ جائیں گے جس کعبۃ اللہ کو حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام نے بنایا تھا، وہ اپنے ساتھ ایک گینتی ماریں گے تاکہ (کعبۃ اللہ کو گرا دیں) تو اسکا ہاتھ خشک ہو جائے گا وہ اپنے ساتھیوں سے کہے گا تباہ کر دو تباہ کر دو۔

چنانچہ وہ اپنی گینتیاں پکڑیں گے اور کعبۃ اللہ پر چڑھ دوڑیں گے تاکہ اسے منہدم کر دیں، پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے ان پر ایک گرج چمک بھیجے گا اور ان سب کو جلا دے گا، اس کے زمین میں یاجوج ماجوج نے زمین کی ہر چیز کو تباہ کر دیا ہوگا، خشکیوں میں اور پیاس کی وجہ سے وہ پناہ مانگتے ہوں گے یہاں تک کہ وہ اس کے پانی سے پینے کے لئے سمندر کے کنارے پر پہنچ جائیں گے، تاکہ وہ پانی پی لیں، چونکہ پانی زمین میں نیچے جا رہا ہوگا، اللہ تعالیٰ ان پر زہر کی ہوا آندھی کی شکل میں بھیجے گا جو ایک طوفان کی طرح ہوگی، جمعہ کے دن میں ان کو جلا دے گی، اور زمین ان کی لاشوں کی وجہ سے بدبودار ہو جائے گی، جو آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے باقی رہے گا جو کہیں گے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں'' بہت تھوڑے ہوں گے، اور ان میں سے ہر آدمی کے ساتھ ایک سو عورت ہوگی جوان کے ساتھ ملی ہوں گی لیکن لوگ مر جائیں گے اور ان کی عورتیں اسلام پر باقی رہیں گی۔

پھر اللہ تعالیٰ ان مؤمنوں کو بھی مار ڈالے گا یہاں تک کہ ''لا الہ الا اللہ'' کہنے والا کوئی باقی نہیں رہے گا اس وقت توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا، کسی کی بھی توبہ قبول نہیں ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ اس زمانے کے لوگ توبہ نہیں کریں گے، اس دن کوئی دین کوئی عقل نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ ایک آگ کو بھیجے گا، لوگ ہر علاقہ سے شام کے علاقہ کی طرف چلیں گے، بیت المقدس کی زمین کی طرف اور وہ لوگ شام کو سمندر تک بھر دیں گے، یعنی بحر روم تک، اور ان کے بازاروں میں ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلنا ہوگا، اسی دوران جمعہ کا دن ذوالحجہ کا آخری دن ہوگا، اچانک آسمان سے ایک آواز آئے گی زمین والے بے ہوش ہو جائیں گے، اس حال میں کہ وہ اپنے اپنے بازاروں میں ہوں گے، پھر تمام لوگ مر جائیں گے، یہ دنیا کا آخری دن ہوگا۔

دانیال علیہ السلام نے فرمایا:

اس قول پر جس پر اللہ تعالیٰ کی وحی کا نزول ختم ہوا، لہٰذا میں نے فرشتہ سے کہا جس نے مجھے اس بات کی خبر دی تھی، اے فرشتے! اللہ تعالیٰ نے سفیانی کا نام اور اس کے رہنماؤں کے نام کیسے رکھے؟ اور ان لوگوں کے نام جو اپنے اپنے زمانے میں ہوئے اور ان کے پورے معاملے کی وضاحت کیسے کی؟ اور ان بادشاہوں کا نام نہیں لیا اور نہ ان کے رہنماؤں اور نہ ہی ان کے نام؟ تو اُس نے کہا میں اس بارے میں نہیں جانتا۔

دانیال علیہ السلام نے کہا:

میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ وہ مجھے بتائے ایسا کیوں ہے؟ چنانچہ وہ فرشتہ میری طرف واپس آیا اس نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ سے کہتا ہے: بے شک بادشاہ ان کے خلاف سازشیں کرتے ہیں، ان کے لئے حسد کی وجہ سے، اگر وہ اُسے ان کے نام سے جانتا ہے اور اس کی صفت رکھتا ہے تو اُس کے قریب ہوگا اور اگر وہ اُسے نہیں جانتا تو اُسے پریشان نہیں کرے گا، تو میں نے ان کے نام خفیہ رکھے، ہر بادشاہ میں سے ان میں سے اہلِ بیت کے لئے، جو امید رکھتا تھا اس بات کی کہ وہ اس کے بعد حکومت کرے گا، جو چاہتا تھا کہ وہ اپنے اہلِ بیت سے مکر کرے یا اس کے دشمن سے فریب کرے جبکہ وہ اس کے نام کو اور اس کی خوبی کو جانتا بھی تھا تو پھر اس نے اس کے ساتھ فریب کیا، جب کہ وہ نہیں جانتا تھا تو پھر اس نے مکر بھی نہیں کیا، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ باریک بین ہے، نہایت مہربان شفقت کرنے والا ہے، رحم کرنے والا ہے جو وہ چاہتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جہاں سے دانیال علیہ السلام کی حدیث ختم ہوئی:

اب ہم لکھ رہے ہیں ان شاء اللہ وہ خبریں جو فتنوں کے بارے میں روایت کی گئی ہیں سند کے ساتھ، مکمل بیان کے بغیر، کیونکہ ہم نے اُن میں سے بہت سی خبروں کو کتاب میں جمع کر دیا ہے، سوانح عمریوں کو جمع کر دیا ہے، لیکن ہم نے یہاں ان سے وہ چیز جمع کر دی ہے جس کی ضرورت تھی، اور پھر ہم نے ان میں وہ خبریں شامل کی ہیں جو اس کہانی میں ملاحم کے حوالے سے بیان کی گئی تھیں، پھر ہر واقعہ ہم نے اُن کا ذکر کیا ہے اور اس پر وہی ہے جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا جاتا ہے اور یہ سارا کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ ہی ہے، اُسی پر اعتماد ہے اور اُسی پر بھروسہ ہے۔

(۷)

سیاق المیسور مما أثر فی حلول الفتن النازلة بالناس

''لوگوں پر فتنوں کے نزول کے بارے میں منقول روایات کا آسان بیان''

اس کے بارے میں جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

۲۲/۱: بیان کیا ہم کو احمد بن علی بن المثنی ابو یعلی التمیمی الموصلی نے[۱] اس نے کہا: خبر دی ابو الربیع سلیمان بن داؤد الزہرانی نے[۲] اس نے کہا: خبر دی حماد بن زید نے، خبر دی ایوب نے،[۳] وہ ابو قلابہ[۴] سے بیان کرتے ہیں، وہ ابو اسماء الرحبی[۵] سے، وہ ثوبان سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ[۶] دیا ہے، میں نے اس کے مشرق و مغرب میں دیکھا، اور بیشک میری امت کی حکومت روئے زمین تک پہنچے گی یہاں تک کہ زمین میرے لئے سمیٹ دی گئی ہے، اور مجھے دو خزانے دیئے گئے ہیں، ایک سرخ اور

---

[۱] سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۱۷۴ رقم ۱۰۰ میں ترجمہ کیا گیا ہے اور اس نے کہا: ۳ شوال سن ۲۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۹۷ سال زندگی بسر کی۔

[۲] سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۶۷۶ رقم ۲۵۰ میں اس کا ترجمہ موجود ہے، اور اس نے کہا: وہ ۱۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور رمضان المبارک کے مہینہ میں ۲۳۴ھ میں فوت ہوئے۔

[۳] وہ ایوب بن ابی تمیمہ السختیانی ہیں جن کی کنیت ابو بکر ہے، وہ عنزہ کے غلام تھے اور ابو تمیمہ کا نام ''کیسان'' تھا، حماد بن زید نے کہا: ایوب جب کبھی حدیث بیان کرتے تو رقت طاری ہو جاتی اور چہرہ کو ادھر ادھر پھیرتے اور چلتے ہوئے لڑکھڑاتے کہیں ایسا نہ ہو کہ گر جائیں اور کہا کرتے کہ شدید زکام ہے۔ المنتظم ج ۷ ص ۲۸۸ رقم ۷۰۸ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[۴] وہ عبداللہ بن یزید ابو قلابہ الجرمی ہیں جیسا کہ المنتظم ج ۷ ص ۹۱ رقم ۵۷۲ ہے یا عبداللہ بن زید ہے جیسا کہ سیر اعلام النبلاء ج ۴ ص ۴۶۸ میں ہے تو وہاں رجوع کریں۔

[۵] ہم نے أسد الغابہ اور المستدرک اور صحیح مسلم اور التلخیص میں اس کو شامل کیا ہے۔

[۶] اس نے النہایہ ج ۲ ص ۳۲۰ میں کہا کہ میرے لئے زمین سکیڑ دی گئی ہے تو میں نے اس کے مشرق و مغرب کو دیکھا ہے یعنی زمین کو اکٹھا کر دیا ہے۔

ایک سفید (سرخ سے مراد سونا اور سفید سے مراد چاندی)، جب تلوار میری امت میں رکھ دی گئی تو پھر وہ قیامت تک ان سے نہیں اُٹھے گی بے شک میں نے اللہ تعالیٰ سے امت کے لئے سوال کیا کہ اُن کو عام قحط سے ہلاک نہ کیا جائے، نہ ان پر اُن کے علاوہ کسی دشمن کو مسلط کیا جائے، بے شک میرے رب تعالیٰ نے فرمایا:

''اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بے شک جب میں کسی فیصلہ کو کر گزروں تو پھر میں اس کو واپس نہیں لوٹاتا، بے شک میں نے تجھ کو عطا کر دیا ہے تیری اُمت کو یہ کہ اس کو عام قحط سالی سے ہلاک نہ کرے اور نہ میں اُن پر اُن کے علاوہ کسی دشمن کو غالب کروں گا کہ وہ کسی قحط کی وجہ سے اُن کو جڑ سے اکھاڑ دے۔''[1]

اور اگرچہ ان کے خلاف اطراف واکناف سے لوگ جمع بھی ہو جائیں تو اُن کے بعض بعض کو ہلاک کریں گے، اور اُن کے بعض بعض کو قید کریں گے اور مجھے ڈر لگتا ہے اس بات سے کہ میں اپنی اُمت پر گمراہ قسم کے حکمرانوں کے ڈر کی وجہ سے یعنی فاسق وفاجر بادشاہوں سے کیونکہ ان کے سبب سے رعایا بھی گمراہ ہوگی۔''

اور قیامت[2] اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری اُمت کے قبائل مشرکین لوگوں سے مل جائیں گے، اور یہاں تک کہ بتوں کی پوجا کی جائے گی، اور بے شک میری اُمت میں تیس جھوٹے ہوں گے اُن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ ''وہ نبی ہے''...... اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور میری اُمت میں سے ہمیشہ ایک گروہ حق پر قائم رہے گا جو کوئی اُن کی مخالفت کرے گا وہ اُن کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے گا اور وہ اِسی (حق) پر قائم ہوں گے۔

الحرمل بن اسماعیل نے اس کو روایت کیا: اور میری اُمت میں سے بہت سے قبائل بتوں کی پوجا کریں گے۔[3]

---

[1] المستدرک سے اور اسی طرح الاصل میں ہے دشمن ان کے علاوہ اُن کو نقصان پہنچائیں گے۔

[2] بعض مصادر میں ''لن'' ہرگز نہیں۔

[3] امام مسلم نے اپنی صحیح ج ۱۸ ص ۱۳ میں روایت کیا، اور ابن الاثیر نے اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۹۷ میں، اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی سنن ج ۴ ص ۴۱۰ میں اور ص ۴۳۲ (ایک حصہ)، اور امام حاکم رحمہ اللہ نے المستدرک ج ۴ ص ۴۹۶ حاشیہ ۹۸ میں، اور امام الذہبی رحمہ اللہ نے التلخیص میں ان تمام کو اسناد کے ساتھ ثوبان تک اسی طرح تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت کیا۔

۲۳/ ۲: حماد بن زید نے کہا، کہا مطرف نے: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول میں غور کیا:

''میری اُمت میں سے ایک گروہ ایسا ہمیشہ قائم و دائم رہے گا جو مخالفت کے باوجود ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، ان کے مخالف اُن کا کوئی نقصان نہیں کرسکیں گے، تو وہ لوگ ملک شام والے ہوں گے۔'' [1]

۲۴/ ۳: شریح بن عبید [2] کی روایت میں ہے، وہ ابو مالک الاشعری [3] سے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں:

''بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں تین چیزوں سے نجات دی ہے:

(۱) یہ کہ تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے خلاف ایسی بددعا نہیں کرے گا کہ تم ہلاک ہوجاؤ۔

(۲) یہ کہ اہلِ باطل حق پر کبھی غالب نہیں آئیں گے۔

(۳) یہ کہ گمراہی پر پوری اُمت اکٹھی نہیں ہوگی۔'' [4]

۲۵/ ۴: خبر دی [5] محمد بن عبد الملک بن مروان نے ابو جعفر الواسطی المعروف بالدقیقی نے، اس نے کہا: خبر دی یزید بن ہارون نے، اس نے کہا: خبر دی ہمیں العوام بن حوشب [6] نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے ابو اسحاق

---

[1] امام بخاری نے اپنی صحیح ج ۴ ص ۲۵۲ میں اس کی سند کے ساتھ روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم و دائم رہے گی، کوئی ان کو جو بھی ان کو ذلیل کرنے کی کوشش کرے یا ان کی مخالفت کرے وہ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ان کے پاس آجائے (اور وہ اِسی) اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم و دائم ہوں گے۔ تو عمیر نے کہا: مالک بن یخامر نے فرمایا اور معاذ نے کہا اور وہ لوگ شام کے رہنے والے ہوں گے۔

[2] امام رازی نے الجرح والتعدیل ج ۴ ص ۳۳۴ رقم ۱۴۴۶ میں اس کا ترجمہ کیا ہے اور ان کی شامی کے ساتھ خوبی بیان کی ہے۔

[3] اُسد الغابہ ج ۶ ص ۲۷۷ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے اور اُنہوں نے کہا اس کے نام میں اختلاف ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کعب بن مالک ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ کعب بن عاصم ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شامی لوگوں میں اُسے شمار کیا جاتا ہے۔

[4] نکالا اس کو کنز العمال ج ۱۲ ص ۱۵۵ حاشیہ ۳۴۴۵۵ میں سنن ابوداؤد سے اپنی سند کے ساتھ ابو مالک الاشعری تک، اس جیسی۔

[5] اسی طرح محمد بن عبد الملک بن مروان الدقیقی کے لئے تاریخ بغداد ج ۳ ص ۱۴۹ رقم ۱۱۶۵ میں ترجمہ کیا گیا ہے، اور اس نے کہا: خبر دی ہمیں محمد بن عبد الواحد نے، بیان کیا محمد بن العباس نے، اس نے کہا: ابن المنادی پر قرأت کی گئی اور میں سن رہا تھا، اس نے کہا: ابو جعفر محمد بن عبد الملک بن مروان الدقیقی الواسطی عصر کی نماز کے بعد منگل کے روز سنہ ۲۴ شوال ۲۶۶ھ کو فوت ہوگئے، غور کیجئے۔
میں کہتا ہوں ہوسکتا ہے نسخہ جات سے ساقط ہوگیا ہو نام اس کا جس کو ابن المنادی نے الدقیقی سے روایت کیا، اس اعتبار سے کہ ابن المنادی کی عمر کا دن دقیقی کی وفات سے ۹ سال ہے، غور کریں۔

[6] الاصل میں ''خوشب'' ہے یہ تصحیف ہے وہ العوام بن حوشب الربعی الواسطی ہے، سیر الاعلام النبلاء ج ۶ ص ۳۵۴ میں اس کا ترجمہ ہے۔

الشیبانی[1] نے، وہ القسم بن عبدالرحمٰن سے بیان کرتے ہیں، وہ اپنے والد سے، وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اسلام کی چکی ۳۵ سال تک گھومے گی یا ۳۶ سال تک، یا ۳۴ سال تک، اگر وہ ہلاک ہو گئے تو وہی ہلاک ہوگا جس نے ہلاک[2] ہونا ہے، اور اگر ان کے لئے ان کا دین باقی رہا تو ۷۰ سال تک۔''[3]

۲۶/۵: بیان کیا مجھے احمد بن ملاعب بن حیان[4] نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے ابونعیم الفضل ابن وکین نے، اس نے کہا: خبر دی شریک بن عبداللہ نے، وہ منصور سے، وہ ربیع بن حراش سے، وہ البراء[5] بن ناجیہ سے، وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اسلام کی چکی ۳۵ سال کے بعد تک گھومے گی، یا ۳۶ سال، یا ۳۷ سال، اگر وہ ہلاک ہو جائیں تو وہی ہلاک ہوگا جس نے ہلاک ہونا ہے، اگر وہ ان کے لئے قائم رہا تو پھر ۷۰ سال تک قائم رہے گا۔''

اس نے کہا: کہا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے، خبر دی اللہ تعالیٰ نے اُس کی جو گزر چکا یا اُس کی جو باقی رہا؟ اس نے کہا: نہیں، بلکہ اس کی خبر دی جو باقی رہے گا۔

یہ حدیث سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی، اور الاعمش رحمۃ اللہ علیہ نے، اور وہ منصور رحمۃ اللہ علیہ سے، سوائے اسکے کہ اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حدیث میں کہا، اُسے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ۳۵ سال کے علاوہ؟ اس نے کہا: جی ہاں۔[6]

۲۷/۶: بیان کیا ہمیں جدی[7] نے، وہ علی بن سہل بن المغیرہ النسائی سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا: خبر دی روح بن عبادۃ نے، اس نے کہا: بیان کیا مسلم بن ابی بکرہ نے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، کہ

---

[1] وہ سلیمان بن ابی سلیمان اور وہ ابن فیروز ہے، ابواسحاق الشیبانی نے اس کا المنتظم ج ۸ ص ۲۱ رقم ۷۴۱ میں ذکر کیا ہے۔

[2] المستدرک سے ہے۔

[3] روایت کیا اس کو امام حاکم رحمہ اللہ نے المستدرک ج ۳ ص ۱۲۳ رقم ۱۹۱ اور ج ۴ ص ۵۶۶ حاشیہ ۱۲۹۷ اپنی سند کے ساتھ دو طریقوں سے، پہلا طریقہ: سفیان تک، وہ منصور سے، وہ ربعی بن حراش سے (اس جیسی)، اور دوسرا طریقہ: شیبان بن عبدالرحمٰن تک، وہ منصور سے (اس جیسی)

[4] الاصل میں ''حبان'' ہے، تصحیف ہے متن میں، وہ ابوالفضل الحرمی الحافظ جس کا ترجمہ تاریخ بغداد ج ۵ ص ۷۶ ۳ رقم ۲۹۳۰ میں کیا گیا ہے۔

[5] اصل میں ''البز'' ہے یہ تصحیف ہے اس کی جو متن میں ہے۔

[6] دیکھئے گزشتہ تخریج

[7] وہ ابوجعفر محمد بن ابی داؤد عبیداللہ بن زید البغدادی المنادی بیان کیا اس سے اس کی اولاد نے جو کہ اس کتاب کا مؤلف ہے، سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۵۵۵ پر اس کا ترجمہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"عنقریب فتنے ہوں گے پھر ایک فتنہ ہوگا، وہ یہ کہ سن لو لوگو! (اُس وقت) پیدل چلنے والا اُس فتنے کے وقت اُس کی طرف دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، خبردار! بیٹھنے والا اُس میں بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا، خبردار! لیٹنے والا اُس میں بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا، خبردار! جب یہ نازل کر دیا جائے گا، تو جس کے پاس بکری ہوگی پس چاہیئے کہ وہ اپنی بکری کے ساتھ جا ملے، خبردار! جس کے پاس زمین ہوگی تو چاہیے کہ وہ اپنی زمین کے ساتھ مل جائے، خبردار! جس کے پاس اونٹ ہوگا وہ اپنے اونٹ سے مل جائے۔"

تو قوم میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر قربان جاؤں، میرے لئے اللہ تعالیٰ کیا کرے گا؟ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھیں جس کے پاس نہ بکری ہوگی، نہ زمین، نہ اونٹ تو وہ کیا کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"پس چاہیئے کہ وہ اپنی تلوار کو پکڑے، پھر وہ پتھر کی طرف ٹیک لگا لے، پھر وہ تلوار کی تیزی کو پتھر کے ساتھ رکھ دے، پھر وہ نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے، جس قدر بھی اُس (فتنہ) سے نجات حاصل ہوسکتی ہے، اے اللہ! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا۔"[1]

ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ قربان ہوں، میرے ساتھ کیا ہوگا؟ اگر آپ غور کریں اگر میرا ہاتھ پکڑ لیا گیا جس کو میں نہ پسند کرتا تھا یہاں تک کہ دو صفوں میں سے کسی ایک کی طرف وہ میرے ساتھ چلے یا دو گروہوں[2] میں سے کسی ایک کے ساتھ، تو ایک آدمی مجھ پر اپنی تلوار[3] سونت لے اور مجھے قتل کر دے تو میرے بارے میں کیا ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ لوٹے گا اپنے گناہ اور اُس کے گناہ کے ساتھ، اور وہ جہنمیوں میں سے ہوگا۔

اور روایت کیا اس کو وکیع بن الجراح نے، وہ عثمان الشحام سے اسی طرح بیان کرتے ہیں۔[4]

---

[1] ذکر کیا اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں تین مرتبہ

[2] اس کے بعد اصل میں اضافہ کیا "عثمان الشحام کا تجھ سے"۔

[3] صحیح مسلم میں ہے ایک آدمی نے اپنی تلوار سے مجھے مارا یا تیر آیا (ان کی طرف سے)۔

[4] امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح ج ۱۸ ص ۹ میں روایت کیا اپنی سند کے ساتھ جو مسلم بن ابی بکرۃ تک پہنچی ہے (اس جیسی)۔

۲۸/۷: بیان کیا ہمیں میرے دادا رحمۃ اللہ علیہ نے، اُس نے کہا: خبر دی روح بن عبادۃ نے، اس نے کہا: خبر دی ابن جریج نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے محمد بن الاسود بن خلف نے، وہ اُمّ ولد سعد سے بیان کرتے ہیں کہ عمر بن سعد اپنے باپ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اس حال میں کہ وہ اپنے گھوڑے پر تھے، اور اُس کے اوپر اُن کا اسلحہ بھی تھا، اور سعد اس کے لئے ایک دیوار تھے، آپ نے اس کو کہا:

''اے شیخ! کس چیز نے آپ کو لٹایا، یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت ہے اس کے بعض نے بعض کو قتل کر دیا؟''

پھر اس نے اُس سے کوئی کلام نہیں کی، تو گھوڑا اس کے ساتھ چل نکلا، پھر وہ لوٹا، اس کے لئے اُسی طرح جس طرح دو مرتبہ یا تین مرتبہ لوٹا تھا، پھر وہ برابر ہو گیا اور وہ اپنے پیٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے کہنے لگے، میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے:

''میرے بعد فتنہ ہو گا جس میں سونے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہو گا اور بیٹھنے والا اُس میں کھڑے ہونے والے سے بہتر ہو گا، اور اُس میں کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہو گا[1] اُس دن جس دن عفان بن عفان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔''

۲۹/۸: بیان کیا علی بن داؤد بن یزید القبھی المعروف بالقنطری[2] اس نے کہا: خبر دی عبداللہ بن صالح لیث کے کاتب نے، اس نے کہا: بیان کیا اللیث بن سعد نے، وہ عیاش[3] بن العباس الفانی سے، وہ بکیر بن عبداللہ بن الاشج سے، کہ بسر[4] بن سعید نے اس کو بیان کیا، (وہ عبدالرحمٰن بن حسین الاشجعی ہے)،[5] وہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ان کی شہادت کے وقت یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی۔

---

[1] گزشتہ حدیث کے شروع میں اسی طرح گزر چکا ہے، اور آنے والی حدیث میں اسی طرح آئے گا۔

[2] سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۱۴۳ رقم ۷۴ میں اس کا ترجمہ موجود ہے اور تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۴۲۲ رقم ۶۳۰۸ اور نہیں اس کو اِن دونوں نے باہمی کے ساتھ بیان کیا۔

[3] اصل میں ''بن'' نے یعنی بیٹا، تصحیف ہے متن میں، سیر اعلام النبلاء ج ۸ ص ۱۳۷ میں ذکر کیا گیا ہے، اس کے ترجمہ کے وقت اللیث بن سعد کے لئے جس کی روایت عیاش بن عباس ت ہے۔

[4] اصل میں ''بشر'' ہے متن میں تصحیف پائی گئی ہے۔

[5] سنن الترمذی میں موجود نہیں ہے، ابو عیسیٰ نے کہا (یعنی امام ترمذی رحمہ اللہ نے) یہ حدیث حسن ہے ان کے بعض نے اس حدیث کو اللیث بن سعد سے بیان کیا ہے اور اسناد میں ایک آدمی کا اضافہ کیا ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک فتنہ قائم ہوگا جس میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور کھڑا ہونے والا اس میں چلنے والے سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔''[1]

۳۰/۹: اس نے کہا[2] بیان کیا سعید بن منصور نے، اس نے کہا: خبر دی یعقوب بن عبدالرحمٰن الزہری[3] نے، وہ ابوحازم سے، وہ عمارۃ بن عمرو بن حزم سے، اور وہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ لوگوں کو چھانے گا جیسے چھانی میں آٹا چھانا جاتا ہے (یعنی ایماندار اور بے ایمان کی تفریق ہوگی)، تو لوگوں میں سے (بے ایمان لوگ) اُس بھوسے کی طرح باقی رہ جائیں گے جس طرح آٹا چھننے کے بعد بھوسہ باقی رہ جاتا ہے، اُن کے عہد اور اُن کی امانتیں گھل مل[4] جائیں گی اور وہ آپس میں اختلافات[5] کا شکار ہوجائیں گے، اور وہ اس طرح تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر فرمایا۔''

انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تو ہم کیا کریں جب یہ حالت ہوگی؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم پکڑو گے جس کو تم جانو گے اور چھوڑ دو گے جس سے تم نفرت کرو گے اور تم اپنے آپ کی فکر کرو گے اور تم اپنے تمام دنیا کو چھوڑ دو گے۔''[6]

---

[1] ہم نے اس کو ثابت رکھا ہے سنن الترمذی ج ۴ ص ۴۲۱ حاشیہ ۲۱۹۴ سے

[2] اصل میں اس طرح ہے اور ۲۶۰ اس نے کہا: میں کہتا ہوں سند حدیث میں اسقاط پایا جاتا ہے اور یہ سعید بن منصور کی وفات ۲۲۷ھ کے لئے ہے، سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۵۸۶ میں مراجعت کریں۔

[3] وہ بنی زہرہ کے حلیف تھے اور اسکندریہ میں رہتے تھے تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۲۴۰ رقم ۹۱۲۴ میں اس کا ترجمہ ہے۔

[4] سعید بن منصور نے کہا اس پر جس کو الحاکم نے ذکر کیا، لوگوں کا بھوسہ یعنی اُن کی چادر اس کے قول کا معنی ہے ان کے عہد گھل مل گئے۔ اس وقت جب انہوں نے وفانہ کیا۔

اور ابن منظور نے لسان العرب ج ۱۳ ص ۶۵ میں فرمایا دوسری حدیث میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ کو کیسے ہوگا تو جب لوگوں کا بھوسہ یعنی بے ایمان لوگ باقی بچ جائیں گے اور ان کے عہد اور امانتیں گھل مل جائیں گی یعنی خلط ملط ہوجائیں گی، اختتام ہوا اور الاصل میں مرجت ہے یعنی گھل مل جانا۔

[5] المستدرک میں ہے۔

[6] الحاکم نے روایت کیا اس کو المستدرک ج ۴ ص ۴۸۱ میں اس سند کے طریقہ سے اس جیسی، اس کے بعض الفاظ میں اختلاف کے ساتھ،

۱۰/۳۱: بیان کیا العباس بن محمد الدوری نے، اس نے کہا: خبر دی عثمان بن مسلم نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن زید نے، اور جعفر بن سلیمان نے، ان دونوں نے کہا: خبر دی المعلّٰی بن زیاد نے، وہ معاویہ بن قرۃ سے، وہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''عبادت فتنہ کے زمانے میں ہجرت کرنے کے ثواب کے برابر ہے۔'' [1]

---

[1] امام مسلم رحمہ نے اپنی صحیح ج ۱۸ ص ۸۸ میں اپنی سند کے ساتھ حماد بن زید سے اسی طرح روایت کیا۔ کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۲۶ رقم ۳۰۸۹۰ میں روایت کیا مسلم سے اور احمد سے اور الترمذی اور ابن ماجہ سے۔

(۸)

سیاق المیسور ممّا أثر فی الکفّ عن الکلام إذا وقعت الفتن

”جب فتنے واقع ہوجائیں گے اس وقت کلام کی بندش کے بارے میں منقول روایات کا آسان بیان“

۱/۳۲: بیان کیا احمد بن ملاعب ابوالفضل نے، اس نے کہا: خبر دی ابونعیم الفضل بن دکین نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن ابی اسحاق نے، وہ ھلال بن خبّاب[۱] ابی العلاء سے، اس نے کہا: خبر دی عکرمہ نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم نے، اس نے کہا:

”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے اس وقت فتنہ کا ذکر[۲] ہوا، یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ذکر کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب آپ لوگوں کو دیکھیں کہ اُن کے عہد خلط ملط[۳] ہوگئے ہیں اور اُن کی امانتیں ہلکی ہوجائیں گی، اور وہ پہلے اس طرح تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو آپس میں داخل کیا اور فرمایا: پھر تم اُس کی طرف کھڑے ہوجانا، تو میں نے کہا: ہم اس وقت کیا کریں گے؟ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں، اللہ تعالیٰ میرے ساتھ کیا کرے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھر میں بیٹھے رہنا اور جماعت[۴] کے معاملے کو

۱۔ الاصل میں ”جناب“ ہے جو کہ متن میں تصحیف ہے اور ہلال زید بن صوحان العبدی کا غلام تھا، تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۷۴ کا اس کا ترجمہ ہے۔

۲۔ الاصل میں کہ انہوں نے بیان کیا۔

۳۔ الاصل میں ہے ”مزجت“ کہ خلط ملط ہوگئیں جن کا بیان گزر چکا ہے۔

۴۔ اسی طرح الاصل میں ہے اور المستدرک اور کنز العمال میں اسی طرح ہے اور ”روک لے اپنی زبان پر کنٹرول کر“ اور اس کو پکڑ جس کو تو جانتا ہے اور چھوڑ دے اس کو جس کو تو نہیں جانتا اور اپنے خاص معاملے کو لازم پکڑ۔

مضبوطی سے پکڑ کر رکھنا۔ اور عام لوگوں کے معاملے کو چھوڑ دینا۔"[1]

۲/۳۳: بیان کیا ہمیں ابوالحسن علی بن داؤد القنطری نے، اس نے کہا: خبر دی عبداللہ بن صالح نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے اللیث بن سعد نے، اس نے کہا: بیان کیا یحییٰ بن سعید الانصاری نے، اس نے کہا: مجھے لکھا خالد بن ابی عمران نے، بیان کیا مجھے عبدالرحمٰن بن البیلمانی[2] نے، وہ عبدالرحمٰن بن فروخ[3] سے، کہ بیان کیا اس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس نے خبر دی اُس کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فتنے ہوں گے بہرے، گونگے، اندھے، جس نے اس کو دیکھا[4] اس کے لئے اُسے وہ اپنی طرف کھینچ لے گا، اور انسان کی چرب لسانی تلوار[5] کی تیزی[6] کی طرح ہوگی۔"

۳/۳۴: بیان کیا احمد بن علی بن المثنی الموصلی نے، اس نے کہا: خبر دی ابوالربیع الزہرانی نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن زید، اس نے کہا: خبر دی لیث نے، وہ ابن ابی سلیم ہیں، وہ طاؤس سے، وہ زیاد سے، وہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے اس کو یاد کیا اور فرمایا:

"فتنہ ہوگا جو عرب پر غالب آئے گا اس کے مقتول آگ میں ہوں گے اور اُس فتنے کے وقت زبان درازی تلوار کی تیزی کی طرح ہوگی۔"

۴/۳۵: بیان کیا ہمیں ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن اعین نے، اس نے کہا: بیان کیا محمد بن ابراہیم بن ہاشم نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے میرے والد نے، اس نے کہا: میں نے ابونصر بشر بن الحارث سے سنا، اس نے کہا۔

مجھے ابوروح نے لکھا، وہ ابن اسباط کے بارے میں مجھے خبر دے رہے تھے کہ اس نے اُس سے سنا

---

[1] حاکم نے المستدرک ج ۴ ص ۳۱۵ حاشیہ ۷۷۵۸ اپنی سند کے ساتھ روایت کیا جو یونس بن ابی اسحاق تک پہنچتی ہے اس جیسی اور المتقی الہندی نے روایت کیا کنز العمال ج ۱۱ ص ۲۱۲ حاشیہ ۳۱۲۶۸ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے اس جیسی، اور ص ۱۰۷ حاشیہ ۳۰۸۱۳ میں ابن عمر سے اسی طرح۔

[2] الاصل میں "سلمانی" ہے کہا ابو حاتم عبدالرحمٰن بن ابی زید نے، وہ ابن البیلمانی ہے جس کا ترجمہ تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۳۲۷ میں موجود ہے۔

[3] تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۳۸۸ میں اس کی ترجمانی ہے اور وہ عمر کے غلام تھے، اور سنن ابی داؤد میں "عبدالرحمٰن بن ہرمز" ہے اور دونوں وارد ہیں۔

[4] سنن میں "اشرف" ہے یعنی دیکھنا۔

[5] السنن میں "کوقوع" ہے یعنی اس کا وقوع پذیر ہونا۔

[6] ابوداؤد نے اس کو اپنی سنن ج ۴ ص ۱۰۲ حاشیہ ۴۲۶۴ میں اپنی سند کے ساتھ لیث بن سعد (اسی جیسی) روایت کی ہے، اور اسی سے کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۲۵ حاشیہ ۳۰۸۸۴ میں بھی ہے۔

ہے وہ سفیان الثوری سے بیان کرتے تھے، وہ لیث سے، وہ طاؤس سے، وہ زیاد سیمین کوش[1] سے، وہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"فتنہ ہوگا جو عرب پر غالب آجائے، جس کے مقتولین جہنم میں ہوں گے اور اس وقت زبان تلوار سے بھی زیادہ تیز ہوگی۔"[2]

اس کو الثوری جریر الضّبی کے طریقے سے سنداً روایت کیا اس کو، اور مھران بن ابی عمر الرازی کے طریقے سے، اور رؤیاء نے الثوری کے طریقہ سے، لیث سے، طاؤس سے، اور اُس آدمی سے جس کا ان دونوں نے نام نہیں لیا وہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

اور کبھی کبھی اس نے کہا اس میں جریر بھی ہے وہ زیاد الاعجم سے، میں نے اس کا نام رکھا، اور وہ کہتے ہیں: الاعجم وہ ابن سیمین کوش ہے۔

تو حماد بن سلمہ نے بھی روایت کیا اس کو لیث سے، طاؤس سے، وہ زیاد[3] سے، وہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسند بیان کرتے ہیں۔

اور کبھی کبھی حماد نے بھی مسند بیان نہیں کیا، اور اسی طرح الثوری نے بھی کبھی کبھی۔

اور تحقیق روایت کیا اس کو شاذان اسود بن عامر[4] نے، سفیان الثوری سے اور اس نے بھی اس کو مسند بیان نہیں کیا۔

اور روایت کیا عبداللہ بن ادریس نے، وہ لیث سے اس نے بھی سنداً بیان نہیں کیا۔

روایت کیا اس کو عبداللہ بن عبدالقدوس سے، وہ لیث سے، وہ طاؤس سے، وہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے۔

اور روایت کیا اس کو سلمہ بن الفضل نے سفیان الثوری سے، وہ لیث سے، وہ طاؤس سے، اس

---

[1] سیمین کوش: فارسی لفظ ہے جس کا معنی سفید کان، اور وہ زیاد الاعجم بن سلیم العبدی ہے، سیر اعلام النبلاء ج ۴ ص ۵۹۷ اور تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۲۲۱ اور ان دونوں کے علاوہ میں بھی اس کا ترجمہ موجود ہے۔

[2] روایت کیا ابوداؤد نے اپنی سنن ج ۴ ص ۱۰۲ حاشیہ ۴۲۶۵ میں، اور ترمذی نے اپنی سنن ج ۴ ص ۱۱۴ حاسیہ ۲۱۷۸ میں ان دونوں سے، کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۱۸ حاسیہ ۳۰۸۵۲ میں۔

[3] الاصل میں "زیاد ہے یحون" وہ مٹاتے ہیں اور ظاہر ہے "وہ دیکھتے ہیں"۔

[4] سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۱۱۲ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے، اور اس میں ابو عبدالرحمٰن، اسود بن عامر، شاذان الشامی پھر البغدادی ہے۔

نے کہا: زیاد بن سیمین کوش ہے[1] وہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنداً بیان کرتے ہیں، اور اس نے سیمین کوش سے بیان کیا ابوزید نے، اور میں نے اس کا ذکر نہیں کیا اسی طرح اُس میں جس میں وہ جانتا تھا مگر اس روایت میں جو آئی ہے سلمہ بن فضل سے اور وہ ثوری سے بیان کرتے ہیں۔

---

[1] اور اصل میں "مانجوش" ہے اسی طرح جو اس کے بعد ہے جس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

(۹)

سیاق المیسور فیما أثر فی ترخیص البداوۃ

إذا وقعت الفتن

”جب فتنے واقع ہو جائیں اس وقت بدو لوگوں کی آسانی کے حوالے سے منقول روایات کا آسان بیان“

۳۶/۱: میرے دادا رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہمیں، اس نے کہا: خبر دی روح بن عبادۃ نے، اس نے کہا: خبر دی حبیب بن شہاب بن مدلج العنبری[1] نے، اس نے کہا: میں نے سنا اپنے باپ سے یہ کہتے ہوئے:

”ہم آئے ابن عباس کے پاس، میں اور میرا ایک دوست، تو ہم ملے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے دروازے کے پاس، انہوں نے ہمیں کہا: تم کون ہو؟ ہم نے اسے بتایا، تو انہوں نے فرمایا: تم دونوں چلے جاؤ لوگوں کے پاس کھجور اور پانی لے کر، تو ہم نے کہا: بے شک وادی بہے گی اپنے اندازے[2] کے مطابق، تو ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے بھلائیوں میں زیادہ کر دے، تو پھر اُس نے کہا: ہمارے لئے اجازت دیجئے، ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کی، تو اس نے کہا: ہمارے لئے اس نے اجازت دی، تو انہوں نے کہا: ہم ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہوئے بیان فرما رہے تھے:

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خطبہ نے دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک کے دن، اور فرمایا:

---

[1] الجرح والتعدیل ج ۳ ص ۱۰۳ میں اور المستدرک للحاکم میں ترجمہ کیا گیا ہے اور المستدرک میں ”الغبری“ ہے۔
[2] المستدرک للحاکم سے ہے۔

”اس میں کیا ہے کہ لوگ اس آدمی کی طرح جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے رستے میں جہاد کرتا ہے، اور لوگوں کی برائیوں سے بچتا ہے اور مثال اس آدمی کی اُس دیہاتی ماحول میں بکریاں چرانے والے کی ہے جو مہمان کی مہمان نوازی بھی کرتا ہے اور حق سچ بھی پیش کرتا ہے۔“

تو میں نے کہا کیا اس نے اس کو برخاست کر دیا تھا؟ اس نے کہا جی ہاں، اس کو اس نے برخاست کر دیا تھا تو پھر میں نے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی اور اس کی تعریف کی اور اس کا شکریہ[1] ادا کیا۔

۷/۳/۲: اور خبر دی ہمیں عبداللہ بن محمد بن ناجیہ نے، اس نے کہا: خبر دی ابو معمر اسماعیل بن ابراہیم بن معمر الھذلی نے، اس نے کہا: بیان کیا ہمیں جریر بن عبدالحمید نے اور سفیان بن عیینہ اور یزید بن ہارون اور عبداللہ بن نمیر اور ان چاروں نے، وہ یحییٰ بن سعید سے، وہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے، کہا ابو معمر نے غلطی کی ہے سفیان بن عیینہ اس کے نام کے بارہ میں، تو اس نے کہا: عبیداللہ سے، بے شک اس کا نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ ہے، وہ اپنے باپ ابی طوالہ سے اور وہ ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا، ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

”قریب ہے آدمی کے مال کا بہترین حصہ یا آدمی[2] کا بہترین مال اس کی بھیڑ بکریاں ہوں گی ہے[3] اور وہ اُن کے پیچھے پہاڑوں کی چوٹیوں تک جائے گا، اور قطرے گرنے کے مواقع کے وقت وہ فرار کرے گا اپنے دین سے فتنوں[4] کی وجہ سے۔“

کہا سفیان بن عیینہ نے، میں نے ملاقات کی عبداللہ سے اس نے بھی اسی طرح کہا، اور وہ غلطی ہے میری وہ عبدالرحمٰن ہے جیسا کہ یزید بن ہارون اور جریر بن عبدالحمید اور عبداللہ بن نمیر نے کہا۔

تو بیان کی مجھے یہ حدیث اپنے والد سے وہ ابی سعید رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔

اور روایت کیا اس کو مالک بن انس[5] نے، وہ عبدالرحمٰن سے، وہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ

---

[1] روایت کیا اس کو الحاکم نے المستدرک ج ۲ ص ۶۷ حاشیہ ۲۳۷۸ اور اس کو وارد کیا کنز العمال ج ۴ ص ۳۱۷ حاشیہ ۱۰۶۸۲ میں۔

[2] سنن ابی داؤد سے ہے۔

[3] سنن ابی داؤد میں ”المسلم“ کا لفظ ہے۔

[4] ابو داؤد نے اسے اپنی سنن ج ۴ ص ۱۰۳ حاسیہ ۴۲۶۷ میں روایت کیا، اور اس کو وارد کیا ہے کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۴۵ حاسیہ ۳۰۹۷۱ میں

[5] الموطا ج ۲ ص ۸۴۲ کتاب الاستئذان باب ۶ حاسیہ ۱۶ میں ہے۔

(اپنے باپ سے)، وہ ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

۳۸/۳: بیان کیا اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن ابی اسماعیل[1] القاضی الازد کے غلام نے، اس نے کہا: خبر دی ابراہیم بن حمزۃ الزبیری نے، اس نے کہا: خبر دی المغیرہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث المخزومی نے، وہ یزید بن ابی عبید سے، کہ سلمہ بن الاکوع حجاج بن یوسف[2] کے پاس آئے تو اس نے اسے کہا[3] کیا تُو ہجرت کے بعد اعرابی ہو گیا تھا۔

اس نے کہا: نہیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اجازت دی دیہات میں۔[4]

۳۹/۴: بیان کیا ہمیں جعفر بن محمد بن شاکر[5] ابومحمد الصائغ نے، اس نے کہا: خبر دی قبیصہ بن عقبہ نے، اس نے کہا: خبر دی سفیان الثوری نے، وہ ابی حصین سے، وہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا:

"تمہارے اوپر ایک زمانہ آئے گا جس سے نجات حاصل نہیں کی جا سکے گی، مگر وہی جس نے ہجرت کے بعد اعرابی بننے سے اپنے آپ کو روک لیا تھا۔"[6]

۴۰/۵: بیان کیا مجھے میرے دادا نے اس نے کہا خبر دی یونس بن محمد المودب نے، اس نے کہا: خبر دی عبدالواحد بن زیاد نے، اس نے کہا: لیث نے وہ ابی ابی سلیم ہے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے طاؤس نے، وہ ام مالک لبہزیہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا:

---

[1] اصل میں "اسحاق" ہے جس کی ترجمانی سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۳۹ اور تاریخ بغداد ج ۶ ص ۲۸۱ میں ہے اور ان دونوں میں "اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن حماد ہے اور اس کی کنیت ابو اسماعیل بن زید بن درہم الازدی" ہے۔

[2] سیر اعلام النبلاء ج ۴ ص ۳۴۳ میں اس کی ترجمانی ہے اور اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اس کو رمضان المبارک کے مہینے میں سن ۹۵ ہجری میں بڑھاپے کی حالت میں ہلاک کیا وہ بہت بڑا ظالم، سخت، ناصبی، ناپاک اور خون بہانے والا تھا۔

اور اس کا ترجمہ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۵۱۰ میں بھی ہے اور اس میں ہے ترمذی نے ہشام بن حسان کے طریق سے نکالا ہے کہ ہم محفوظ رہے صبر کرنے کی وجہ سے حجاج کے قتل سے، وہ ایک لاکھ بیس ہزار کے قتل تک وہ پہنچ گیا۔

[3] ہم نے اس کو ثابت رکھا ہے تاکہ سیاق مکمل ہو جائے۔

[4] اس نے النہایہ ج ۳ ص ۲۰۲ میں ابن الاکوع کی حدیث کو نکالا ہے اس میں یہ ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو وہ ربذہ کی طرف نکلا اور وہاں اس نے قیام کیا پھر وہ حجاج کے پاس آیا ایک دن، تو اس نے اسے کہا: اے ابن الاکوع تُو مرتد ہو گیا تھا اور تو اعرابی ہو گیا تھا؟

[5] اصل میں "جعفر بن محمد بن علی" ہے، یہ تصحیف ہے، اس کے بارے میں ابن المنادی نے کہا: وہ بڑی فضیلت والا، عبادت کرنے والا، زہد و تقویٰ والا تھا، رجوع کیجئے تاریخ بغداد ج ۷ ص ۱۹۵ اور تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۴۴۳۔

[6] اسی طرح ہم نے مصادر میں جو ہمارے پاس ہیں اس لفظ کی طرح کوئی اظہار نہیں پایا۔

”فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ فتنہ کے وقت لوگوں میں سے بہترین وہ ہوگا جو اپنے مال میں الگ تھلگ ہوگا اور اپنے اللہ جو کہ اس کا معبود ہے عبادت کرے گا، اور اس کا حق ادا کرے گا، اور وہ آدمی جو اپنے گھوڑے کی نکیل پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہوگا، وہ ان کو خوف دے گا اور وہ اُس کو خوف دلائیں گے۔“[1]

۴۱/۶: اس نے کہا: خبر دی علی بن سہل بن المغیرہ النسائی[2] نے، اس نے کہا: بیان کیا ہمیں عثمان بن عمر بن فارس نے، اس نے کہا: خبر دی عبدالمجید بن ابی یزید نے، ابو عمرو البصری نے، اس نے کہا:

”ہم رخیخ[3] نامی جگہ سے گزرے، تو ہم بنی عامر کے ایک آدمی کے پاس آئے جسے ”العذاء بن خالد بن ھوذہ“ کہا جاتا تھا، اس نے کہا: تم کون ہو؟ تو ہم نے کہا: ہم اہلِ بصرہ میں سے ہیں۔“

اس نے کہا یزید بن المہلب[4] نے کیا کیا؟ ہم نے کہا: وہ تو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف بلاتا تھا، اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی طرف، اس نے کہا: پھر کیا ہوا؟ ہم نے کہا: تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے کہ ہم اِن لوگوں کے ساتھ ہوں یا اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں، اس نے کہا: اگر تم بیٹھے رہو تو کامیاب ہو جاؤ گے اور ہدایت پاؤ گے، پھر اُس نے کہا: میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کیا حجۃ الوداع، میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکنوں کے درمیان کھڑے ہو کر پکار رہے تھے یوم عرفہ کے دن۔

---

[1] وارد کیا اس کو کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۴۴ حاشیہ ۳۰۹۶۶ ام مالک البہزیہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح اور روایت کیا ترمذی نے اپنی سنن ج ۴ ص ۴۱۰ حاشیہ ۲۱۷۷ اس کی سند کے ساتھ اُمّ مالک البہزیہ رضی اللہ عنہا سے (اسی طرح)۔

[2] تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۹۹ میں اُس کا ترجمہ ہے اور اس میں یہ ہے کہ ابوالحسین ابن المنادی نے اس سے روایت کی۔

[3] اصل میں ”الرجیج“ ہے یہ تصحیف ہے، اور الرخیخ جگہ ہے الکمین اور الروحاء کے قریب، (مراصد الاطلاع ج ۲ ص ۶۱۱) اور ذکر کیا العسقلانی نے ”تہذیب التہذیب“ ج ۴ ص ۱۰۳ میں العداء بن خالد کے ترجمہ وقت، بیشک ابن سعد کے ترجمہ کے وقت نے ذکر کیا ”الطبقات“ ج ۷ ص ۵۱ اور اس کو قطع کیا پانیوں نے جو کہ بنو عامر کے تھے جسے ”الرخیخ“ کہا جاتا تھا۔

[4] میں کہتا ہوں یزید بن المہلب کا خروج تھا ۱۰۱ یا ۱۰۲ ہجری میں، دیکھئے ”البدایہ والنہایہ لابن کثیر“ ج ۶ ص ۳۶۰۔

اور ”اسد الغابۃ“ ج ۴ ص ۳ میں عذاء بن خالد ہے اور اس میں یہ ہے کہ اس نے فتح مکہ اور فتح حنین کے بعد اسلام قبول کیا اور وہ اس بات کا قائل تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حنین کے دن ہمارے ساتھ مل کر قتال کیا۔

”تہذیب التہذیب“ ج ۴ ص ۱۰۳ میں اس کے ترجمہ کے وقت ذکر کیا کہ اس نے اسلام قبول کیا اور اس کے باپ نے اور وہ دونوں اپنی قوم کے سردار تھے، ظاہر ہوتا ہے اس سے جو گزر چکا کہ یہ وقتی فاصلہ یزید اور العذاء کے درمیان ہے، غور کیجئے۔

ہو سکتا ہے عذاء بن خالد ان عمر رسیدہ لوگوں میں سے ہوں جیسا کہ مسند احمد بن حنبل میں ہے، اور اس میں ہے کہ وہ بہت بوڑھا تھا۔

خبردار! بے شک تمہارے مال، تمہارے خون تم پر حرام ہیں جس طرح سے آج کے دن کی حرمت ہے، جس طرح کہ تمہارے اس مہینے کی حرمت ہے، اس شہر میں جو حرمت ہے، اس دن تک جس دن تم اپنے رب تعالیٰ سے ملو گے۔ سنو! کیا میں نے (اللہ تعالیٰ کا پیغام) پہنچا دیا، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں۔ اے اللہ! تو گواہ رہنا[1]

۴۲ / ۷: بیان کیا ہمیں میرا دادا، اس نے کہا: خبر وہب بن جریر نے، اس نے کہا: خبر دی شعبہ[2] نے، وہ المغیرہ بن النعمان سے، وہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا:

''اس آیت میں اختلاف کیا ہے اہلِ کوفہ نے:

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا۝۹۳ (سورۃ النساء: ۹۳)

''اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی جان جہنم نے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر غضب نازل کرے گا اور لعنت بھیجے گا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کا سفر کیا تو انہوں نے کہا: یہ آیت آخر میں نازل ہوئی کسی نے اس کو منسوخ نہیں کیا۔''

اور اسی طرح عبدالرحمٰن بن مہدی نے اسے روایت کیا، سفیان ثوری سے، وہ المغیرہ بن النعمان سے، وہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔[3]

۴۳ / ۸: خبر دی ہمیں عبداللہ بن محمد بن ناجیہ نے، اس نے کہا: خبر دی ابو معمر اسماعیل بن ابراہیم بن معمر الھذلی[4] نے، اس نے کہا: خبر دی سفیان بن عیینہ نے، وہ عمار الدھنی[5] سے، اور یحییٰ الجابر[6] اور ثابت الثمالی

---

[1] روایت کیا احمد نے اپنی مسند ج ۵ ص ۳۰ میں اپنی سند کے ساتھ جو کہ العداء تک ہے اسی طرح (تفصیلاً) اور کنز العمال ج ۵ ص ۱۲۷ حاشیہ ۱۲۴۴۷ و ص ۲۹۰ حاشیہ ۱۲۹۱۲ میں اپنی سند کے ساتھ حذیم بن عمرو السعدی نے اسی طرح۔

[2] اصل میں ''شعیبہ'' ہے یہ تن میں تصحیف ہے، وہ شعبہ بن الحجاج بن الورد ہے، جس کا ترجمہ ''تہذیب التہذیب'' ج ۲ ص ۴۹۴ میں ہے۔

[3] روایت کیا اسکو ''البخاری'' نے اپنی صحیح ج ۶ ص ۵۹ اپنی سند کے ساتھ شعبہ تک (اسی طرح) اسی سے ''القرطبی'' نے اپنی تفسیر ج ۵ ص ۳۳۲ میں نقل کیا ہے۔

[4] اصل میں ''ابو محمد معمر اسماعیل بن معمر بن الھذلی'' ہے یہ بھی تن میں تصحیف ہے، ''سیر اعلام النبلاء'' ج ۱۱ ص ۶۹ میں اس کا ترجمہ ہے۔

[5] اصل میں ''الذھبی'' یہ بھی تصحیف ہے۔

[6] اسی طرح اس کا صحیح ہونا یحییٰ بن الحارث الذماری ظاہر ہے، دیکھئے تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۱۲۱

سے، ان تمام نے سالم[1] بن ابی الجعد سے، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، کہ انہیں کہا گیا:

"آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کیا اور پھر اس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کئے پھر وہ ہدایت پر آ گیا؟"

تو اس نے کہا: اس کے لئے ہدایت کہاں؟ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا[2] اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اس کو نازل کرنے کے بعد اُس کو منسوخ ہی نہیں کیا۔

تو اس نے دوسری مرتبہ کہا: اس کے لئے ہدایت کہاں؟ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے:

"مقتول قیامت کے دن آئے گا اس کی آنتیں خون آلود ہوں گی یہاں تک کہ وہ کہے گا اے میرے رب! اس سے سوال کر کس چیز کی وجہ سے اس نے مجھے قتل کیا؟"[3]

۹/۴۴: بیان کیا ابو قلابہ عبدالملک بن محمد الرقاشی[4] نے، اس نے کہا: خبر دی یحییٰ بن حماد نے، اس نے کہا: خبر دی ابو عوانہ نے، وہ الاعمش سے، وہ شمر[5] بن عطیہ سے، وہ شہر بن حوشب سے، وہ اُمّ الدرداء رضی اللہ عنہا[6] سے، وہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن مقتول آئے گا اپنے اُس رستہ پر جب اس کا قاتل اُس کے پاس سے گزر جائے گا تو وہ اُس کو پکڑ لے گا یہاں تک کہ وہ اُسے اپنے رب کے پاس لے جائے گا، اور کہے گا: اے رب! اس سے پوچھو کس وجہ سے اِس نے مجھے قتل کیا؟ اللہ تعالیٰ اس کو کہے گا: کیوں تُو نے اس کو قتل کیا؟ وہ کہے گا: مجھے فلاں آدمی نے حکم دیا تھا، تو اس قاتل کو بھی عذاب دیا جائے اور حکم دینے والے کو بھی۔"[7]

---

[1] اصل میں "ثابت سالم" تصحیف ہے غور کیجئے۔

[2] اس آیت سے جو کہ سورۃ النساء کی ۹۳ نمبر آیت ہے جو کہ پچھلی حدیث میں گزر چکی ہے۔

[3] امام القرطبی نے اپنی تفسیر ج ۵ ص ۳۳۲ میں اسماعیل بن اسحاق سے، وہ نافع بن جبیر سے، وہ ابن عباس سے (اسی طرح کی) روایت اضافے کے ساتھ وارد کی ہے اور اس کو کنز العمال ج ۱۵ ص ۲۵ میں بھی ابن عباس سے (اسی طرح) کی روایت وارد ہے۔

[4] تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۴۱۱ میں اس کی ترجمانی ہے۔

[5] اصل میں "سمر" ہے یہ تصحیف ہے متن ہے اسکا ترجمہ تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۵۱۰ میں ہے۔

[6] یہ ابی الدرداء کی بیوی ہے جس کا ترجمہ اُسد الغابہ ج ۷ ص ۳۲۷ میں موجود ہے، اور تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۶۹ میں

[7] المتقی الهندی نے کنز العمال ج ۱۵ ص ۳۰ میں ابوالدرداء سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

(۱۰)

سیاق المیسور ممّا أثر فی کفّارۃ ذنوب المؤمنین بالقتل فی الفتن والشدائد

’’فتنوں اور سختیوں میں قتل کے اہلِ ایمان کے لئے گناہوں کے کفارہ کے بارے میں منقول روایات کا آسان بیان‘‘

۴۵/۱: بیان کیا ہم کو علی بن المثنی الموصلی نے، اس نے کہا: خبر دی ابو محمد خلف بن ہشام المقری البزار[۱] نے، اس نے کہا: خبر دی ابوالاحوص سلام بن سلیم نے، وہ منصور سے یعنی ابن المعتمر[۲] سے، وہ ہلال بن یساف[۳] سے، وہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی، اس نے کہا:

’’ہم بیٹھے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس فتنہ کا ذکر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو بہت عظیم جانا، تو ہم نے کہا، یا سعید نے کہا: تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر یہ فتنہ ہم پائیں تو کیا ہم تمام ہلاک ہوجائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہرگز نہیں، تمہیں کافی ہے قتال۔

سعید بن زید نے کہا: اس کے بعد میں نے دیکھا کہ میرے بھائی قتل کردیئے گئے ہیں۔‘‘[۴]

۴۶/۲: بیان کیا ہمیں العباس بن محمد الدوری نے، اس نے کہا: خبر دی حسن بن موسیٰ الاشیب نے، اس نے

---

[۱] اصل میں ’’ابو محمد حلفہ بن ہاسم ہشام المقری البزاز‘‘ ہے یہ متن میں تصحیف ہے، تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۹۷ اور سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۵۷۶ میں اس کا ترجمہ موجود ہے۔

[۲] اصل میں ’’المعتم‘‘ ہے یہ بھی تصحیف ہے اس کا ترجمہ سیر اعلام النبلاء ج ۵ ص ۴۰۲ میں ہے۔

[۳] اصل میں ’’مناف‘‘ ہے یہ بھی تصحیف ہے اس کا ترجمہ تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۵۵ میں موجود ہے۔

[۴] روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اپنی سنن ج ۴ ص ۱۰۵ میں اپنی سند کے ساتھ مسدد سے وہ الاحوص سے (اسی طرح)۔ اور اس کو کنز العمال ج ۱۱ ص ۲۷۸ میں سعید بن زید (اسی طرح) روایت کیا۔

کہا: خبر دی سعید بن زید نے، جو کہ حماد بن زید کے بھائی ہیں، وہ لیث بن ابی سلیم سے، وہ ابو بردة[1] سے، وہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا:

"بے شک میری اُمت مرحومہ ہے بے شک اس دنیا میں اس کا عذاب قتل، زلزلے اور فتنے ہیں۔"[2]

۴۷/ ۳: بیان کیا ہم کو علی بن سہل بن المغیرہ نے، اس نے کہا: خبر دی عمرو بن علی ابو حفص الصیرفی نے، اس نے کہا: خبر دی وکیع نے، اس نے کہا: خبر دی البختری بن المختار العبدی نے، اس نے کہا: میں ابی بکر اور ابی بردہ دونوں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں، وہ دونوں اپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میری اُمت اُمتِ مرحومہ ہے، اس پر آخرت میں کوئی عذاب نہیں ہوگا، دنیا میں اس کا عذاب قتل، اور اس جیسی دوسری چیزیں ہیں۔[3]

۴۸/ ۴: خبر دی ہم کو عبداللہ بن محمد بن ناجیہ نے، اس نے کہا: خبر دی وہب بن بقیہ نے، اس نے کہا: خبر دی خالد بن عبداللہ الواسطی نے، وہ صدقہ بن المثنی سے، وہ ریاح بن الحارث سے، وہ ابو بردہ رضی اللہ عنہ[4] سے بیان کرتے ہیں:

"اسی اثناء میں کہ میں بازار میں تھا اور مردوں کی گردنوں پر کوڑے مارے جا رہے تھے، میں نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر حیرت سے مارا تو انصار کے ایک آدمی نے اُس سے کہا اس کے والد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحبت تھی، اے ابو بردہ رضی اللہ عنہ! تجھے کیا تعجب ہوا؟

میں ان لوگوں سے حیران ہوں جن کا دین ایک ہے اور ان کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک، اور ان کی دعوت ایک، اور ان کا حج ایک، اور ان کا جہاد ایک، تو کیا ان میں سے کچھ ایک دوسرے کو قتل کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں؟

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۲۸۸ میں اسکا ترجمہ موجود ہے۔

[2] روایت کیا ابوداؤد نے اپنی سنن ج ۴ ص ۱۰۵ میں، اور الحاکم نے المستدرک ج ۴ ص ۴۹۱ حاشیہ ۸۰ ان دونوں کی اسناد کے ساتھ، سعید بن ابی بردہ تک، وہ اپنے باپ سے، وہ ابی موسیٰ سے اسی طرح۔ اور اس کو کنز العمال ج ۱۲ ص ۱۵۴ میں وارد کیا ہے ابو موسیٰ اشعری سے اسی طرح۔

[3] کنز العمال ج ۱۲ ص ۱۷۱ میں وارد کیا ابو بردہ سے، وہ ابو موسیٰ سے اسی طرح۔

[4] اصل میں ابو برکۃ علی ریاح بن الحارث نے کہا اور اس کے اوپر توقف کیا، یہ تصحیف ہے، جو کہ متن میں ہے جیسا کہ مستدرک میں صحیحین پر ہے۔

اس نے کہا: تعجب نہ کر، کیونکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا:

بے شک میری اُمت اُمت مرحومہ ہے، جس کا آخرت میں کوئی حساب نہیں، نہ عذاب ہے، بے شک اس کا عذاب دنیا میں قتل، اور فتنے اور زلزلے ہیں۔"[1]

اب ہم ذکر کریں گے مسلمانوں کے درمیان اور اُن کے دشمنوں کے درمیان جو کہ مشرک اور خوارج لوگ ہیں آنے والے ملاحم کے ابواب کا۔ اور اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔

---

[1] حاکم نے المستدرک ج ۴ ص ۲۸۳ حاشیہ ۴۹ میں اپنی سند کے ساتھ صدقۃ بن المثنی تک (اسی طرح) اپنے بعض الفاظ میں فرق کے ساتھ روایت کیا۔

میں یہ کہتا ہوں اُمت سے مراد جس کو مصنف نے بیان کیا ہے پہلے باب میں کہ اس سے مراد "مومن" ہیں، غور وفکر کریں۔

(۱۱)

سیاق المیسور ممّا أثر فی علامات الملاحم الواقعة بین الناس

”لوگوں کے درمیان وقوع پذیر ہونے والی خون ریز جنگوں کی علامات کے بارے میں منقول روایات کا آسان بیان“

۴۹/ ۱: بیان کیا مجھے احمد بن الحسین بن مدرک ابو جعفر القصری[1] نے ابن ھبیرہ کے محل میں ۲۸۷ھ میں، اس نے کہا: خبر دی سلیمان بن احمد بن محمد بن سلیمان ابو محمد الجرشی پھر الواسطی، اس نے کہا: خبر دی عتبہ بن حماد نے ابو خلید جو کہ دمشق کی مسجد کے امام ہیں، اس نے کہا: بیان کیا مجھے عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے ابی نے وہ مکحول[2] سے، وہ جبیر بن نفیر سے، وہ مالک بن یخامر[3] سے، وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”بیت المقدس کی آبادی یثرب کی بربادی ہے، اور یثرب کی بربادی سے ملاحم کا خروج ہوگا اور جنگ وجدل کے خروج سے قسطنطنیہ فتح ہوگا، اور قسطنطنیہ کی فتح سے دجال کا خروج ہوگا۔“

روایت کیا اس کو ابو نضر ہاشم[4] بن القاسم نے، وہ ابن ثوبان سے وہ اپنے والد سے۔[5]

---

[1] اصل میں ”حفص“ ہے تصحیف ہے، تاریخ بغداد ج ۴ ص ۳۱۷ میں اس کا ترجمہ ہے۔

[2] اصل میں ”معول“ ہے اس میں بھی تصحیف ہے۔

[3] اصل میں ”فخامر“ ہے یہ بھی تصحیف ہے، اس نے کہا: اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۶ میں اس کے ترجمہ سے کہ روایت کی گئی معاذ بن جبل سے اور روایت کیا گیا اس کے بارے میں مکحول سے۔

[4] اصل میں ”ھشام“ تصیف ہے، تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۱۵ میں اس کا ترجمہ ہے۔

[5] روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اپنی سنن ج ۴ ص ۱۱۰ حاشیہ ۴۲۹۴ اپنی سند سے العنبری سے، وہ ہاسم بن القاسم سے اسی طرح ہے، اس نے اس کے آخر میں اضافہ کیا (پھر اس نے اپنے ہاتھ کو اپنی ران پر مارا یا اپنے کندھے پر مارا پھر کہا بے شک یہ حق ہے اسی طرح جس طرح تو جہاں ہے یا جیسے تم جہاں بیٹھے ہو یعنی معاذ بن جبل)، کنز العمال ج ۱۴ ص ۳۰۰ حاشیہ ۳۸۷۵۶ میں اس کا ذکر وارد ہے۔

۲/۵۰: اسی طرح بیان کیا ابوموسیٰ ہرون بن علی بن الحکم المقری المزوّق، اس نے کہا: خبر دی مجھے حماد بن المؤمّل ابوجعفر الضریر، اس نے کہا: خبر دی کامل بن طلحہ نے، اس نے کہا: بیان کیا ہمیں ابن لہیعہ نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے کعب بن علقمہ نے، اس نے کہا: میں نے ابوالنجم[1] کو یہ کہتے ہوئے سنا: بے شک اس نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ بے شک اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

بے شک مصر میں بنوامیہ کا ''اخنس''[2] نامی ایک آدمی ہوگا جس کے پاس بادشاہت ہوگی پھر وہ اپنی بادشاہت یا غلبے کو فتح کرلے گا، یا اُس سے بادشاہت چھینی جائے گی، پھر وہ رومیوں کے پاس بھاگ جائے گا پھر رومیوں کو اہلِ اسلام کے پاس لایا جائے گا، اور یہی ملاحم میں سے پہلا ملحمہ ہے۔''[3]

۳/۵۱: یہ میری کتاب میں علی بن داؤد القنطری کی مناسبت سے لکھا ہوا ہے، اس نے کہا: بیان کیا ہمیں عبداللہ بن صالح لیث کے کاتب نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے معاویہ بن صالح نے کہ ضمرہ بن حبیب نے اس کو ابن زغب الایادی سے بیان کیا، وہ عبداللہ بن حوالہ سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ! اگر تم خلافت کو دیکھو کہ وہ پاک سرزمین میں نازل ہوئی ہے تو پھر سمجھ لینا کہ پھر زلزلے اور بڑے بڑے معاملات آنے والے ہیں، اور قیامت لوگوں کے اس میرے ہاتھ سے میرے سر کے قریب ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اپنے سر کی طرف اشارہ کیا۔''[4]

۴/۵۲: کہا عبداللہ بن صالح نے، اور معاویہ بن صالح نے بیان کیا، وہ صفوان بن عمرو سے، وہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے محافظوں میں سے ایک آدمی سے، بے شک اُس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا فرماتے ہوئے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو ایک کلام میں جو اس نے اُس سے کہی:

''بے شک زلزلے اور بڑی بڑی پریشانیاں ایک سو اسی سے زیادہ ہیں، اللہ تعالیٰ زیادہ

---

[1] اسی طرح نعیم کی ۱۳۴۱ نمبر حدیث میں ''ابو تیم یا ابو تمیم'' ہے، بظاہر ابو تمیم عبداللہ بن مالک بن ابی الاحم ہے، اس کا ترجمہ تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۲۳۰ میں ہے۔

[2] نعیم کے فتنوں سے۔

[3] نعیم نے الفتن ج ۲ ص ۴۷۷ حاشیہ ۱۳۴۱ ص ۴۸۴ حاشیہ ۱۳۵۸ میں اپنی سند کے ساتھ ابن لھیعہ تک (اسی طرح) روایت کیا۔

[4] الحاکم نے المستدرک ج ۴ ص ۴۷۱ حاشیہ ۷ میں اپنی سند سے معاویہ بن صالح تک (اسی طرح) روایت کیا، ضمن حدیث طویل ہے۔

جانتا ہے کہ ان دو سو میں سے کون کون ہیں؟"

۵۳/ ۵: کہا عبداللہ نے: بیان کیا مجھے معاویہ بن صالح نے، وہ سنان بن قیس سے، وہ خالد بن معدان سے، بے شک اس نے کہا:

"السفیانی دو مرتبہ جماعت کو شکست دے گا اور پھر وہ ہلاک ہو جائے گا، اور المہدی کا خروج نہیں ہوگا یہاں تک کہ الغوطہ نامی بستی میں گرہن لگے گا اس گرہن کو "حرستا"[1] کہا جاتا ہے۔"[2]

۵۴/ ۶: بیان کیا ہمیں میرے دادا رحمۃ اللہ علیہ نے، اس نے کہا: خبر دی داؤد بن رشید نے، اس نے کہا: خبر دی بقیہ بن الولید نے، وہ ابوبکر بن عبداللہ بن ابی مریم الغسانی سے، وہ یزید بن قطیب السکونی سے، وہ ابو بحریہ[3] سے، جو کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں، وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بڑی جنگ اور قسطنطنیہ کی فتح اور سات مہینوں میں دجال کا خروج ہوگا۔"

اور اسی طرح روایت کیا اس کو ابو جعفر النفیلی[4] نے، وہ عیسیٰ بن یونس سے، وہ ابوبکر[5] بن ابی مریم الغسانی سے۔

روایت کیا اس کو "النفیلی" نے بھی، وہ زھیر بن معاویہ سے، وہ ابو مریم سے اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ اور روایت کیا اس کو الولید بن مسلم نے، وہ ابوبکر بن ابی مریم سے، اور اسی طرح بھی بیان کرتے ہیں۔[6]

---

[1] حرستا: ایک بڑا گاؤں جو کہ دمشق کے باغات کے درمیان آباد ہے "حمص" کے رستے پر، اس کے اور دمشق کے درمیان ایک میل سے زیادہ مسافت ہے، اور حرستا کی بھی یہ ایک حلب کے علاقوں میں سے رعبان کے اعمال میں سے ایک بستی ہے اور اس میں قلعے ہیں اور وافر مقدار میں پانی ہے۔ (معجم البلدان: ج ۲ ص ۲۴۲)

[2] نعیم نے اس کو "الفتن" ج ۱ ص ۲۹۵ حاشیہ ۸۶۵ میں روایت کیا اپنی سند کے ساتھ خالد بن معدان سے درمیانی صفحہ میں۔

[3] الاصل میں "حرثہ" ہے جو کہ تصحیف ہے، وہ عبداللہ بن قیس الکندی الحمصی ہے، کبار تابعین میں سے ہے، سیر اعلام النبلاء ج ۴ ص ۵۹۴ رقم ۲۳۲

[4] الاصل میں "البجلی" ہے اور یہ تصحیف ہے، وہ عبداللہ بن محمد الحافظ الحرانی ہیں، تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۱۴

[5] الاصل میں "بن" ہے اور یہ بھی تصحیف ہے۔

[6] روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اپنی سنن ج ۴ ص ۱۱۰ میں اپنی سند کی ساتھ عبداللہ بن محمد النفیلی سے، وہ عیسیٰ بن یونس سے بیان کرتے ہیں، اور الحاکم نے "المستدرک" ج ۴ ص ۴۷۳ حاشیہ ۲۱ اپنی سند کے ساتھ اسماعیل بن عیاش، وہ ابوبکر بن عبداللہ بن ابی بکر بن مریم (اسی طرح) روایت کیا، اور "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۲۱۹ اور عقد الدرر ص ۲۷۰ معاذ سے (اسی طرح) وارد ہے۔

۵۵/ ۷: بیان کیا مجھے ابو جعفر احمد بن الحسین بن مدرک القصری نے، اس نے کہا: بیان کیا ہمیں سلیمان بن احمد الواسطی نے، اس نے کہا: بیان کیا الولید بن مسلم نے، اس نے کہا: خبر دی ابوبکر بن عبداللہ بن ابی مریم نے، وہ ثابت سفیان کے غلام سے، وہ یزید بن قطیب السکونی سے، وہ ابو بحریۃ سے، وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بڑی جنگ اور قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کا خروج ۶ ماہ میں ہوگا، اور اس نے ایک اور روایت میں ایک مہینہ کم کر دیا۔“

اور عبداللہ بن بسر[1] بے شک اس نے اپنی روایت میں مہینوں کی بجائے سالوں کا ذکر کیا۔

۵۶/ ۸: اور بیان کیا میرے دادا رحمۃ اللہ علیہ نے، بیان کیا الولید بن شجاع بن الولید ابو ھمام السکونی نے، وہ عبداللہ بن بسر[2] سے اور وہ المازنی ہیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جنگ اور شہر یعنی المدینہ کے فتح[3] ہونے کے درمیان سات سال ہوں گے، اور مسیح الدجال کا خروج ہوگا ساتویں سال میں۔“

اور روایت کیا اس کو حیاۃ بن شریح الحمصی نے، وہ بقیہ بن الولید سے حمص میں اسی طرح بھی بیان کرتے ہیں۔[4]

۵۷/ ۹: بیان کیا مجھے احمد بن ملاعب نے، اس نے کہا: خبر دی خالد بن یزید القرنی نے، اس نے کہا: بیان کیا ابو شہاب الحناط[5] نے، وہ محمد بن اسحاق سے، وہ بقیرۃ[6] سے۔ یہ القعقاع بن ابی حدرد الاسلمی کی بیوی ہے،

---

[1] اصل میں ”بشر“ ہے یہ تصحیف ہے، ”أسد الغابۃ“ ج ۳ ص ۱۸۶ میں اس کا ترجمہ ہے۔

[2] اسی طرح، ہم نے الولید بن شجاع کی روایت پر توقف نہیں کیا، (المتوفی ۲۴۳ھ) جیسا کہ ”سیر اعلام النبلاء“ ج ۱۲ ص ۲۳ میں ہے۔ وہ صحابی عبداللہ بن بسر المتوفی ۸۸ھ سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ ”أسد الغابۃ“ میں ہے، ظاہر ہے کہ سند میں اسقاط ہے، اور اس پر اضافہ کیا گیا ہے، لیکن المؤلف نے اس حدیث کے بعد ”حیاۃ“ سے ایک اور طریقہ سے ذکر کیا ہے، اور وہ ”بقیۃ“ سے روایت کرتے ہیں اور آخر میں ”عبداللہ بن بسر“ سے تین واسطوں سے روایت کیا گیا ہے۔ جیسا کہ میری سند ”ابو داؤد اور نعیم“ میں ہے تو غور کریں۔

[3] سنن ابی داؤد سے ہے۔

[4] روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اپنی سنن ج ۴ ص ۱۱۰ حاشیہ ۴۲۹۶ میں اپنی سند کے ساتھ حیاۃ بن شریح الحمصی سے، وہ بقیۃ سے، وہ بحیر سے، وہ خالد سے، وہ ابن ابی بلال سے، وہ عبداللہ بن بسر (اسی طرح) اور اس نے کہا: یہ حدیث عیسیٰ کی . یث سے صحیح ترین ہے، اور اسے روایت کیا ہے ”عقد الدرر“ ص ۲۷۱ میں اس سے، اور ”البیہقی“ سے اور اس نے کہا ”قسطنطنیۃ“ کی بجائے ”المدینۃ“ یعنی شہر کہا، پھر اس نے کہا المدینہ یعنی اس سے مراد قسطنطنیہ کا شہر ہے۔ اور اس کو نعیم نے الفتن ج ۲ ص ۵۲۲ حاشیہ ۱۴۶۲ میں اپنی سند سے وہ بقیہ سے، وہ بحیر سے، وہ ابن ابی بلال سے، وہ ابن بسر سے (اسی طرح) روایت کیا ہے۔

[5] اصل میں ”الخیاط“ ہے یہ تصحیف ہے اس کا ترجمہ تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۹۵ میں ہے۔

[6] اصل میں ”فقیرۃ“ ہے یہ تصحیف ہے، جس کا ترجمہ أسد الغابۃ ج ۷ ص ۴۱ میں موجود ہے۔

اس نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا جب آپ منبر پر تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھا:

"جب تم سنو لشکر کے بارے میں کہ اُس کو یہاں دھنسا دیا جائے گا اور وہ اپنے بائیں ہاتھ سے اشارہ بھی کررہے تھے، یا اُس نے کہا کہ بائیں ہاتھ سے اشارہ کررہے تھے، تو قیامت آگئی۔"[1]

۱۰/۵۸: بیان کیا ہمیں علی بن احمد بن معروف ابوالحسن المعاقلی نے ۲۳۰ ہجری میں کوفہ میں، اس نے کہا: خبر دی ابوبکر نے، اس نے کہا: خبر دی زید بن الحباب[2] نے، اور ابوداؤد الطیالسی نے اکٹھے ہوکر، شعبہ سے، وہ یحییٰ بن سعید سے، وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

"کہا جاتا ہے کہ قسطنطنیہ کی فتح قیامت کے قیام کے وقت ہوگی۔"[3]

اور کہا جاتا ہے: بے شک ابوخلدۃ[4] کہتے ہیں کہ قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ مشرق مغرب سے ناپ کے حساب سے اور وزن کے حساب سے پورا نہ ہوجائے۔

۱۱/۵۹: بیان کیا ہمیں موسیٰ بن اسحاق بن موسیٰ ابوبکر الخطمی القاضی[5] نے، اس نے کہا: خبر دی شعبہ بن عمرو الاشعی نے، اس نے کہا: خبر دی ہمیں جعفر بن سلیمان العوف نے، یعنی الاعرابی نے، اس نے کہا: خبر دی عبداللہ بن الحرث نے، اس نے کہا: کعب نے کہا:

"ہوسکتا ہے کہ مشرقی سمندر میں ہوا چلے[6] یہاں تک کہ اس میں کشتیاں بہہ جائیں اور یہاں تک کہ بستی والے دوسری بستی کی طرف چلے جائیں اور یہ جنگوں کے وقت ہوگا۔"[7]

---

[1] روایت کیا اس کو "اسد الغابہ" ج ۷ ص ۴۱ میں اپنی سند کے ساتھ بقیرۃ تک (اسی طرح)، اور اس نے کہا: اس کو نکالا ہے تینوں نے۔

[2] "الجرح والتعدیل" ج ۳ ص ۴۶۱ میں اس کا ترجمہ ہے اور اس میں شعبۃ سے روایت کیا گیا، اور اسی سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا۔

[3] روایت کیا اس کو ترمذی نے اپنی سنن ج ۴ ص ۴۴۲ حاشیہ ۲۲۳۹ اپنی سند کے ساتھ ابن غیلان سے، وہ ابوداؤد سے، وہ شعبہ سے، وہ یحییٰ سے، وہ انس سے (اسی طرح)۔

[4] اصل میں "ابوالحلد" ہے ظاہر ہے کہ ابوخلدۃ خالد بن دینار التمیمی ہے، وہ جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں اور ان کے علاوہ بھی، اس کا ترجمہ تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۵۷ میں موجود ہے۔

[5] اس کا ترجمہ کیا گیا ہے "تاریخ بغداد" ج ۱۳ ص ۵۴

[6] ایک دن جو ختم ہوجائے وہ تیز ہوا اور "راح" وہ چلا، "یراح" وہ چلتا ہے، "ریحاً" ہوا۔ جب شدید ہوجائے ہوا، "لسان العرب" ج ۵ ص ۳۵۶

[7] بیعت کیا اس کو نعیم نے "فتنۃ" ج ۱ ص ۷۳ حاشیہ ۱۵۱ اپنی سند کے ساتھ کعب تک انہی الفاظ سے، (ہوسکتا ہے کہ سمندر میں مشکل پیدا ہوجائے یہاں تک کہ اس میں کشتی چل نہ سکے یا کوئی پناہ نہ دے سکے اور خشکیوں میں بھی مشکل آجائے یہاں تک کہ کوئی آدمی کسی کو اپنے گھر میں پناہ دینے کی طاقت نہ رکھے۔

۶۰ / ۱۲: بیان کیا ہمیں علی بن داوٗد القطنری نے، اس نے کہا: خبر دی ابن ابی مریم نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے سلیمان بن بلال نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے یحییٰ بن سعید نے، اس نے کہا: میں نے شامیوں میں سے ایک آدمی کو سنا وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہے تھے کہ ابوحمزہ! قسطنطنیہ کب فتح ہوگا؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ہم سنا کرتے تھے کہ یہ (قسطنطنیہ) قیامت کے ساتھ ہی فتح ہوگا۔[1]

۶۱ / ۱۳: بیان کیا العباس بن محمد الدوری نے، اس نے کہا: خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے، اس نے کہا: خبر دی شیبان بن عبدالرحمٰن نے، وہ لیث سے، وہ محمد بن حصین سے، وہ عبداللہ الفلسطینی[2] سے، اس نے کہا: میں نے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں:

"ضرور بضرور اسلام کی رسیاں ایک ایک رسی کر کے ختم کر دی جائیں گی، اور تم ضرور بضرور تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے، ایک کے بعد دوسرے قدم پر جہاں تک کہ تم ان کے طریقوں میں غلطی نہ کر جاؤ، اور یہاں تک کہ تم میں سے پہلا ہو جائے گا اُن میں سے جو توڑیں گے ایمان کی رسیوں کو اور وہ پہلی چیز امانت[3] ہوگی، اور اُس کی آخری نماز ہوگی، یہاں تک کہ اِس اُمت میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہمارے درمیان نہ تو کوئی کافر ہے اور نہ ہی کوئی منافق ہے، ہم ہی اللہ تعالیٰ کے سچے دوست ہیں، اور یہ اُس وقت دجّال کے خروج کا سبب بنے گا، اور اور اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اُس وقت اُن کے ساتھ ملے۔"[4]

۶۲ / ۱۴: بیان کیا مجھے ابوموسیٰ ہارون بن علی بن الحکم المزوّق نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن المؤمّل ابوجعفر الضریر نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن سلمہ نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن اسحاق نے، وہ حزن بن عمر[5] سے، اس نے کہا:

---

[1] دیکھئے حاشیہ ۱۰۱

[2] ظاہر ہے کہ عبداللہ بن زیاد الفلسطینی ہے "انساب المعانی" ج ۴ ص ۳۹۸ میں مذکور ہے۔

[3] بعض مصادر میں "الامانہ" ہے اور وہ دونوں ایک ہی معنی میں ہیں۔

[4] مختلف الفاظ اور مختلف اسناد سے مروی حدیث ہے، رجوع کریں "تاریخ البخاری" ج ۸ ص ۳۳۳ حاشیہ ۳۲۱۴، کنزالعمال ج ۴ ص ۱۹۷، مستدرک الحاکم ج ۴ ص ۱۰۴ حاشیہ ۲۲، مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۲۵۱، تفسیر القمی ج ۲ ص ۴۰۷ اور ان کے علاوہ بھی۔

[5] "الجرح والتعدیل" ج ۳ ص ۲۹۴ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

''میں طوانہ[1] کے غزوۃ میں تھا تو ہم وہاں سے نکلے، یہاں تک کہ ہم روم میں داخل ہو گئے، تو میں اور میرے ساتھی باہر جانے کے لئے چلے، تو ہم ایک گاؤں میں پہنچ گئے، چنانچہ میرے کچھ ساتھیوں نے کہا: کون ہے جو ہمارے جانوروں کے سروں کو پکڑے گا پھر وہ انہیں لمبا کرے گا[2] اس گھاس کے میدان میں، نہ تو وہ کوئی جانور موٹا ہوگا اور نہ ہی کمزور ہوگا، پھر میں بیٹھ گیا اور میرے دوست بھی بیٹھ گئے، تو اچانک ایک آدمی آیا جس نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اس نے سلام کہا، میں نے کہا تیرے اوپر بھی سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو،

پھر اس نے مجھے کہا: کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں سے ہو؟ میں نے کہا، جی ہاں! اس نے کہا: میں تم کو دیکھ رہا ہوں کہ تم مل رہے ہو اپنے ان سخت امراء سے، میں نے کہا: ٹھیک ہے، پھر اس نے کہا: تم صبر کرو بے شک یہ اُمت مرحومہ اُمت ہے اللہ تعالیٰ نے اس اُمت پر پانچ نمازیں فرض کیں، اور پانچ فتنے لکھے، سب سے پہلے میں میرے تیرے پاس اُن کا نام لیتا ہوں، میں نے کہا: کیوں نہیں، اس نے کہا رک جایئے!

اُن میں سے ایک اُن کے نبی کی موت اور اُس کا نام اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے۔

پھر عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا جائے گا اور اُس کا نام اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ''الصما'' یعنی بہرے۔

پھر ابن الزبیر کا فتنہ، جس کا نام اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ''العمیاء'' ہے یعنی اندھے۔

پھر ابن الاشعث کا فتنہ، اس کا نام اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ''البتراء'' ہے۔

پھر اُس نے منہ پھیر لیا، اور وہ کہہ رہا تھا میں ثابت قدم رہا، میں ثابت قدم رہا، میں ثابت قدم رہا۔

اس نے یہ کلمہ تین مرتبہ کہا، پھر وہ چلا گیا، اور میں نے اس کا کوئی نشان نہیں دیکھا۔'' [3]

---

[1] ''ابن الاثیر'' نے ''الکامل'' ج ۴ ص ۱۰۸ میں، اور الطبری نے اپنی ''تاریخ'' ج ۵ ص ۲۲۱ میں ذکر کیا اس غزوہ کا ۸۸ھ میں واقع ہونے کے حوالے سے، اور ''طوانہ'' یہ روم کے قلعوں میں سے ایک قلعہ ہے۔ اور ''معجم البلدان'' ج ۴ ص ۴۵، ج ۵ ص ۱۴۵ میں اس نے کہا: ''طوانہ'' یہ شہر ہے مصیصہ کی سرحد پر، اور مصیصہ شام کی سرحدوں میں سے ''جیحان'' کے ساحل پر ایک شہر ہے، ''الطاکیہ'' اور ''روم'' کے شہروں کے درمیان جو ''طرسوس'' کے قریب ہے۔

[2] لمبا کیا اس کو یعنی اس کو رسی میں سخت کیا۔

[3] روایت کیا اس کو ''فتنہ'' ج ۱ ص ۱۵ حاشیہ ۱۸۶ اپنی سند کے ساتھ حزن بن عبد عمرو تک (اسی طرح) اس کے بعض الفاظ میں اختلاف کے ساتھ۔

۶۳/ ۱۵: بیان کیا ہمیں العباس بن محمد الدوری نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے ابن ابی لیلیٰ نے، وہ الحکم بن عیینہ سے، وہ حذیفہ بن اُسید الغفاری سے، اس نے کہا: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''دس چیزیں قیامت سے پہلے ہوں گی: مشرق میں چاند گرہن، اور مغرب میں چاند گرہن، اور حجاز العرب میں چاند گرہن، اور یاجوج وماجوج (کا خروج)، اور ایک ہوا جو اُنہیں اُڑا کر سمندر میں پھینک دے گی، اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، اور دجّال (کا خروج)، اور دُھواں اور الدابۃ (یعنی دابۃ الارض کا نکلنا)، اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول۔''[1]

۶۴/ ۱۶: یہ ان میں جو میری کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

علی بن داؤد القنطری سے روایت ہے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن عبد العزیز الرملی[2] نے، اس نے کہا: خبر دی ہاشم بن سلیم نے، وہ المسعودی سے، وہ الفرات بن ابی عبد الرحمٰن[3] سے، وہ ابو طفیل سے، وہ ابی سریحہ حذیفہ بن اُسید سے، اور وہ اصحابِ صفہ میں سے تھے، اس نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم قیامت کے بارے میں بات چیت کر رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دس نشانیاں نہ آجائیں:

دابہ (یعنی دابۃ الارض کا نکلنا)، اور الدخان (یعنی دُھواں)، اور الدجال (یعنی دجال کا خروج)، اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، اور تین گرہن کا لگنا، مشرق میں گرہن، اور مغرب میں گرہن، اور جزیرۃ العرب میں گرہن، اور یاجوج ماجوج کا نکلنا، اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نازل ہونا، اور آگ کا نکلنا عدن کے علاقہ سے، لوگ اُس وقت محشر[4] کی

---

[1] ''عقد الدرر'' ص ۴۰۳ میں اس کو روایت کیا، حذیفہ بن اُسید سے (اسی طرح) اور اس میں ہے اور آگ یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو محشر میں اکٹھا کرے گی، بدلے اس کے ایک ہوا چلے گی جو انہیں اڑا کر سمندر میں پھینک دے گی۔

[2] السمعانی نے اس کا ذکر کیا ''الانساب'' ج ۳ ص ۹۱ میں اور کہا: اس کی اصل ''واسط'' سے ہے اور وہ ''الرملہ'' میں رہتا تھا۔

[3] اصل میں ''الفرات ابن ابی الفرات'' ہے یہ متن میں تصحیف پائی جاتی ہے اور تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۴۶۱ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[4] روایت کیا اس کو ''الصدوق'' نے ''الخصال'' ص ۴۳۱ حاشیہ ۳۱، اور مسلم نے اپنی ''صحیح'' ج ۱۸ ص ۲۶ تا ۲۹ میں، اور ابن ماجہ نے اپنی ''سنن'' ج ۲ ص ۱۳۴۷ حاشیہ ۴۰۵۵ میں، اور الترمذی نے ''الجامع الصحیح'' ج ۴ ص ۴۷۷ حاشیہ ۲۱۸۳ میں، اور احمد نے اپنی ''مسند'' ج ۴ ص ۶ میں، اور ابو نعیم نے ''حلیۃ الاولیاء'' ج ۱ ص ۳۵۵ میں، اور اس نے اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر نہیں کیا اور اس کے آخر میں کہا ''الشیخ'' نے فرمایا، اور میں نے اس کو دیکھا اس نے کہا اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا نزول، اور الطیالسی نے اپنی ''مسند'' ص ۱۴۳ حاشیہ ۱۰۶۷ میں فرمایا

طرف چلیں گے۔"

۶۵/۱۷: بیان کیا العباس بن محمد الدوری نے، اس نے کہا: خبر دی ابن اسحاق الیمانی نے، اس نے کہا: خبر دی عبداللہ بن یحییٰ بن کثیر نے، وہ قیس بن عبدالرحمٰن العقیلی سے، وہ علی بن مالک العقیلی سے، وہ عوف بن مالک الاشجعی سے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ! جب تم چھ چیزوں کو دیکھو جو تمہارے پاس آجائیں جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا:

ان میں سے پہلی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات۔

اور دوسری: بیت المقدس کی فتح۔

اور تیسری: ایک بیماری جو آپ کو بکری کے لڑکھڑانے کی طرح لے جائے گی۔

اور چوتھی: دنیا کو آپ کے لئے کھول دیا جائے گا جب تک کسی آدمی کو سو دینار نہ دیئے جائیں اور وہ پھر گھورنے[1] لگ جائے گویا کہ اس کو کچھ دیا ہی نہیں۔

اور پانچویں: ایک ایسا فتنہ کسی مسلمان کا گھر باقی نہیں رہے گا جس میں وہ داخل نہ ہو۔

اور چھٹی: ایک دھوکہ جو تمہارے اور بنی اصفر کے درمیان ہوگا اور وہ لوگ تم سے دھوکہ کریں گے، پھر وہ تمہارے پاس آئیں گے ۸۰ جھنڈوں[2] کے ساتھ، ہر جھنڈے کے نیچے ۱۲ ہزار لوگ ہوں گے اور یہ اُس وقت ہوگا جب تمہارے پاس آجائیں گے جن کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔[3]

---

[1] کہا جاتا ہے آدمی کے لئے جب اس کے پاس وہ چیز آتی جو اس کو پریشان کرتی ہے کہ اس نے اس کو پہچان لیا ہے گویا کہ اس نے اپنی پریشانی اور پریشانی کی وجہ سے زمین سے اٹھالیا گیا ہے۔ "لسان العرب" ج ۷ ص ۵۱ اور بعض مصادر میں "کہ وہ اُسے ناراض کرتا ہے"۔

[2] بعض مصادر میں "رایۃ" یعنی جھنڈا ہے، "لسان العرب ج ۱۰ ص ۱۶۳ میں اس نے کہا (اور حدیث میں یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت سے پہلے مخلوق کے بارے میں فرمایا ان میں سے ایک صلح ہے جو تمہارے اور بنی اصفر کے درمیان ہوگی، پھر وہ تم سے دھوکہ کریں گے اور تم چلو گے ان کی طرف اسی جھنڈے لے کر، ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار لوگ ہوں گے "الغایۃ" اور "الرایۃ" ایک جیسے ہیں یعنی ان کا معنی ایک ہے۔

[3] روایت کیا اس کو "نعیم" نے "الفتن" ج ۱ ص ۵۰ حاشیہ ۷۲، ۷۴ اور ص ۵۱ حاشیہ ۷۴ و ۷۵ اور ص ۶۰ حاشیہ ۱۰۴ اپنی سند کے ساتھ عوف بن مالک الاشجعی تک پانچ طریقوں سے (اسی طرح)۔ اور اس کو الحاکم نے بھی روایت کیا "المستدرک" ج ۴ ص ۴۶۹ حاشیہ ۱۱ میں اپنی سند کے ساتھ ایک دوسرے طریق سے، مذکورہ طرق کے علاوہ، حضرت عوف رضی اللہ عنہ سے اِسی طرح تفصیل کے ساتھ۔ اور اس کو "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۵۵۹ میں وارد کیا حضرت عوف رضی اللہ عنہ سے اسی طرح۔

(۱۲)

سیاق المیسور ممّا أثر من ملاحم الرّوم

''روم کی خون ریز جنگوں کے بارے میں منقول روایات کا آسان بیان''

۱/۶۶: بیان کیا ہمیں ابوعبداللہ محمد بن الہیثم المعروف بابی الاحوص القاضی[۱] نے ۲۷۶ھ میں، اس نے کہا: خبر دی محمد بن کثیر بن ابی عطاء الصنعانی بالمصیصہ نے، وہ اوزاعی سے، وہ حسان بن عطیہ سے، اس نے کہا:
میں نکلا اور مکحول یہاں تک کہ خالد بن معدان[۲] کے پاس آئے، اس نے کہا: میں اور جبیر بن نفیر نکلے، یہاں تک کہ ہم ایک ایسے آدمی کے پاس آئے جسے ''ذومخمر''[۳] کہا جاتا تھا اور اس کے لئے صحابیت تھی، اس نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے:

''عنقریب تم صلح کرو گے (اے مسلمانو) روم سے، باامن، پھر جنگ کرو گے (تم اے مسلمانو) اور وہ رومی بالاتفاق دشمنوں سے کہ وہ تمہارے سوا ہوں گے، اور تم مدد کئے جاؤ گے اور غنیمت پاؤ گے اور سلامت رہو گے، پھر پھرو گے یہاں تک کہ اُترو گے تم اور اہلِ روم ایک سبز گھاس کی جگہ پر کہ وہاں ٹیلے ہوں گے، پھر اُن میں سے بلند کرے گا ایک شخص صلیب کو، پھر وہ کہے گا وہ شخص کہ غالب آگئی صلیب، پھر ایک آدمی مسلمانوں میں سے غصہ میں آجائے گا، پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالے گا، اور اُس وقت وہ لوگ عہد کو توڑیں

---

[۱] سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۱۵۶ رقم ۸۸ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے، اس نے کہا: یہ جمادی الاولیٰ ۲۷۹ھ میں عکبری میں فوت ہوئے۔

[۲] اصل میں ''سعدان'' اس میں تصحیف ہے اسی طرح حاشیہ ۳ میں جو آیا ہے اس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

[۳] کہا جاتا ہے ''ذومخبر'' اوزاعی نہیں دیکھا کرتے تھے ''مخمر'' کو مگر دو میموں کے ساتھ (اوزاعی مخبر کی جگہ مخمر ہی پڑھتے تھے)، اور وہ ابن اخی نجاشی ہے یعنی نجاشی کے بھائی کا بیٹا جو کہ حبشہ کا بادشاہ تھا اور اہلِ شام میں شمار کیا جاتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتا تھا، اس کا ترجمہ کیا گیا ہے ''اسد الغابہ'' ج ۲ ص ۱۷۸ میں اور ''المؤلف'' نے بھی اس کا آخری باب میں ذکر کیا ہے۔

گے یعنی غداری کریں گے۔‘‘[1]

۶۷/ ۲: بیان کیا ہمیں میرے دادا رحمۃ اللہ علیہ نے اس نے کہا: خبر دی روح بن عبادۃ نے، اس نے کہا: خبر دی الاوزاعی نے، وہ حسان بن عطیہ سے (وہ خالد سے، وہ جبیر[۲] سے)، وہ ذی مخبر رضی اللہ عنہ[۳] سے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں، اس نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے:

’’عنقریب تم (اے مسلمانو) روم سے باامن صلح کروگے، پھر تم جنگ کروگے اور وہ رومی بالاتفاق تمہارے سوا دشمن ہوں گے، پھر تم مدد کئے جاؤ گے اور تم غنیمت پاؤ گے اور سلامت رہو گے، یہاں تک کہ تم ٹیلوں والی جگہ گھاس پر اُترو گے اور عیسائیوں میں سے ایک آدمی صلیب کو بلند کرے گا اور وہ کہے گا: عیسائیوں کی صلیب غالب آگئی ہے، پھر مسلمانوں میں سے ایک آدمی اس بات سے غضبناک ہوجائے گا پھر وہ اُس کو توڑ دے گا اس وقت اہلِ روم غداری کریں گے، دھوکہ دیں گے اور جنگ کے لئے اکٹھے ہوجائیں گے۔‘‘[۴]

۶۸/ ۳: بیان کیا القاسم بن زکریا بن یحییٰ ابوبکر المطرّز[۵] نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن المثنّی نے اور موسیٰ نے، اس نے کہا: خبر دی الولید بن مسلم نے، اس نے کہا: خبر دی الاوزاعی نے، اس نے کہا: خبر دی حسان نے، وہ خالد بن معدان سے، وہ جبیر[۶] سے، وہ ذی مخمر بن اخی النجاشی[۷] سے، بے شک اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’عنقریب اہلِ روم باامن صلح کریں گے (اے مسلمانو)، یہاں تک کہ تم جنگ کروگے اور وہ یعنی (اہلِ روم) ان کے پیچھے ٹیلوں والی جگہ پر (گھاس کے میدان میں) ان کے پیچھے دشمن ہوں گے اور روم کا قاتل کہے گا: صلیب غالب آگئی اور مسلمانوں کا چاہنے والا

---

[1] روایت کیا اس کو نعیم نے ’’الفتن‘‘ ج ۲ ص ۴۳۸ حاشیہ ۱۲۶۰ اور ص ۴۳۹ حاشیہ ۱۲۶۲ اور الحاکم نے ’’المستدرک‘‘ ج ۴ ص ۴۶۷ حاشیہ ۸۲۹۹ ان کی اسانید کے ساتھ ذی مخمر تک (اسی طرح) مختلف الفاظ سے اور کنزالعمال ج ۱۴ ص ۲۱۶ میں اس کو ذی مخمر سے اسی طرح مرسلاً وارد کیا ہے۔

[۲] ہم نے اس کو شامل کیا ہے دو سندوں کے قرینہ سے پچھلی اور پہلی، اور المؤلف نے اس کو آخری باب میں ذکر کیا۔

[۳] دیکھئے حاشیہ ۳ جو گزر چکا۔

[۴] دیکھئے حاشیہ ۴ جو گزر چکا۔

[۵] ’’تاریخ بغداد‘‘ ج ۱۲ ص ۴۳۶ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[۶] اصل میں ’’کبیر‘‘ ہے جو کہ تصحیف ہے۔

[۷] اصل میں ’’بکیر بن ابی نجاشی‘‘ ہے جو کہ تصحیف ہے۔

کہے گا: بلکہ اللہ تعالیٰ غالب آگیا، پھر وہ دونوں آپس میں تبادلہ خیال کرتے رہیں گے، تو مسلمان اُن کی صلیب پر دھاوا بول دیں گے، اس حال میں کہ وہ اُن سے دور نہیں ہوں گے، پھر وہ اس کو توڑیں گے اور اہلِ روم اُن کی صلیب توڑنے والے کے خلاف کھڑے ہوجائیں گے، اور پھر وہ اس کو قتل کر دیں گے اور مسلمان اپنے اسلحے کے ساتھ اُن کے اوپر حملہ کریں گے، پھر وہ قتل کریں گے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی جماعت کو اپنی اس شہادت کے ساتھ عزت عطا فرمائے گا، اور اہلِ روم رومیوں کو کہیں گے: ہم تجھ کو عرب کی سرزمین کی حد تک کافی ہوں گے، پھر وہ دھوکہ کریں گے، پھر وہ جنگ کے لئے اکٹھے ہوجائیں گے، پھر وہ تمہارے پاس ۸۰ جھنڈے لے کر آئیں گے، ہر جھنڈے کے نیچے ۱۲ ہزار لوگ ہوں گے۔"[1]

اسی طرح روایت کرتے ہیں اس کو الولید بن مسلم، وہ ابن نفیر سے روایت کرتے ہیں، وہ ذی مخبر سے جس کی متابعت کی روح بن عبادۃ نے، اور محمد بن کثیر اور عیسیٰ بن یونس، بشر بن بکر، اور یحییٰ بن حمزۃ، اور ضمرۃ بن ربیعہ، اور الولید بن مزید، اس پر، ذو مخبر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتا ہے اس حدیث کو: جبیر بن نفیر اور خالد بن معدان تمام۔

اور الباء اور المیم اس نام میں بے شک بعض لوگ کہتے ہیں الباء کے ساتھ ہے اور بعض ان میں سے کہتے ہیں المیم کے ساتھ ہے دونوں کا معنی ایک ہے اور آدمی بھی ایک ہے۔

---

[1] دیکھے حاشیہ ۴ اور ح ۱ سے

(۱۳)

سیاق المیسور ممّا أثر فی فتح الروم وغیرهم، وفتح قسطنطینیّة قبل رومیة

”روم وغیرہ کی فتح اور قسطنطنیہ کی رومیہ سے پہلے فتح کے متعلق آسان روایات کا بیان“

۶۹/۱: خبر ابو قلابہ عبد الملک بن محمد نے، اس نے کہا: خبر دی ابو الولید ہشام بن عبد الملک الطیالسی نے، اس نے کہا: خبر دی ابو عوانہ، وہ عبد الملک بن عمیر سے، وہ جابر بن سمرۃ سے، وہ نافع بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم جنگ کرو گے جزیرۃ العرب میں، اللہ تعالیٰ اُس کو فتح کرے گا تمہارے لئے، اور تم رومیوں سے جنگ کرو گے، اللہ تعالیٰ اُس کو تمہارے لئے فتح کرے گا اور تم فارسیوں سے جنگ کرو گے، اللہ تعالیٰ تمہارے لئے فتح کر دے گا، اور تم جنگ کرو گے دجال سے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اُس سے فتح عطا فرمائے گا۔“[1]

۷۰/۲: بیان کیا ہمیں ابراہیم بن نصر الکندی نے، اس نے کہا: خبر دی معاویہ بن عمرو نے، اس نے کہا: خبر ابو اسحاق الفزاری نے، وہ عبد الملک بن عمیر سے، وہ جابر بن سمرۃ سے، وہ نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا:

”میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں تھا، مغرب[2] کی طرف سے ایک قوم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی، اُنہوں نے اُون کے لباس زیب تن کئے ہوئے تھے، تو انہوں نے قیام کیا وہاں ایک ٹیلے کے پاس اس حال میں کہ وہ وہاں کھڑے تھے، اور

---

[1] روایت کیا اس کو مسلم نے اپنی ”صحیح“ ج ۱۸ ص ۲۶ اور الجزری نے اُسد الغابۃ ج ۵ ص ۳۰۴ ان دونوں کی سندوں کے ساتھ عبد الملک بن عمیر تک اسی طرح ادنیٰ سی تبدیلی کے ساتھ۔

[2] اصل میں میں ”العرب“ تصحیف ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں کھڑے تھے، تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اُن کے درمیان کھڑا ہو گیا، تو پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چار الفاظ یاد کیے، اور میں نے ان کو اپنے ہاتھ میں شمار کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم جزیرۃ العرب میں جنگ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اُس کو فتح عطا فرمائے گا، پھر تم فارس میں جنگ کرو گے اللہ تعالیٰ وہاں بھی فتح عطا فرمائے گا، پھر تم اہلِ روم سے جہاد کرو گے، اللہ تعالیٰ وہاں بھی فتح عطا فرمائے گا، پھر تم دجال کے خلاف جہاد کرو گے تو اللہ تعالیٰ اُس سے بھی فتح دے گا۔

پھر نافع نے کہا: اے جابر رضی اللہ عنہ! کیا تو نہیں دیکھتا کہ دجال نہیں نکلے گا یہاں تک کہ روم فتح کر لیا جائے گا؟"[1]

۱۷/۳: مجھے خبر دی گئی حکم بن موسیٰ السمسار کے بارے میں، اس نے کہا: خبر دی یحییٰ بن حمزۃ نے، وہ اسحاق بن عبداللہ سے، اس نے کہا: خبر دی مجھے عبدالرحمٰن[2] بن سنۃ نے، وہ اُس سے جس نے اُس کو خبر دی، بیان کرتے ہیں کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا:

"اسلام شروع میں بھی غریب تھا اور عنقریب غریب ہو جائے گا تو مبارک ہے غرباء کے لئے۔[3]

صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! غرباء کون ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ غرباء ہوں گے جو صلح پسند ہوں گے، اُس وقت جب لوگ فساد پھیلائیں گے، اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری ذات ہے ضرور بضرور ایمان مدینہ تک محدود[4] ہو جائے گا جس طرح چلنے والا پانی اپنے دامن تک محدود ہو جاتا ہے، اور اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اسلام دو مسجدوں کے درمیان محدود ہو جائے گا

---

[1] پچھلی تخریج کو دیکھیں اور "الصحیح" اور "اسد الغابۃ" میں اسی طرح ہے، (اے جابر! ہم دجال کو نہیں دیکھیں گے کہ اس کا خروج ہو مگر اس وقت تک جب تک رومیوں کو فتح نہیں کر لیا جاتا)۔

[2] اصل میں "عبدالرحیم" تصحیف ہے، "الرازی" نے اس کا "الجرح والتعدیل" ج ۵ ص ۲۳۸ میں ذکر کیا۔

[3] اس نے اس کو نکالا "البحار" ج ۸ ص ۱۲ حاشیہ ۱۰ اور ج ۲۵ ص ۱۳۶ حاشیہ ۶ اور ج ۵۲ ص ۱۹۱ حاشیہ ۲۲ اور ۲۳ معتبر مصادر سے۔

[4] "لسان العرب" ج ۱ ص ۱۱۵ میں کہا، اور حدیث میں ہے (بے شک اسلام مدینہ تک محدود ہو جائے گا جیسا کہ سانپ اپنی بل تک محدود رہتا ہے) الاصمعی نے کہا: "یارز" کا معنی ہے یعنی وہ اس کی طرف چلے گا اور اس کا بعض، بعض کی طرف اکٹھا ہو جائے گا۔

جس طرح سانپ اپنی بِل تک محدود ہوتا ہے، اُسی دوران اہلِ عرب اپنے اعرابیوں سے فریاد کریں گے تو وہ اُن کی مدد کے لئے نکلیں گے، اُس صلح کروانے والے کی طرح جو گزر چکا اور وہ بہترین لوگوں کی طرح جو باقی رہا، تو وہ اُن سے لڑیں گے اور رومیوں سے بھی، کہ جنگ اُن کے مابین شروع ہوجائے گی یہاں تک کہ وہ لوٹ آئیں گے ''العمق'' میں یعنی انطاکیہ کی گہرائی میں، تو وہ وہاں تین دن[1] تک قتال کریں گے، اللہ تعالیٰ بلند کرے گا مدد کو ہر اُن تمام سے یہاں تک کہ گھوڑے خون آلود ہوں گے، فرشتے کہیں گے اے پروردگار! کیا تُو اپنے مؤمن بندوں کی مدد نہیں کرے گا؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہاں تک کہ ان کے بہت سے لوگ شہید ہوجائیں گے۔

تو اُن کا تیسرا حصہ[2] شہید ہوجائے گا اور تیسرا[3] صبر کرے گا پھر تیسرا واپس لوٹ آئے گا، ان کو دھنسا دیا جائے گا اور اہلِ روم کہیں گے کہ ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ تم نکلو تم میں سے ہر کوئی وہ بھی نکلے جو تم میں سے نہیں۔[4]

اہلِ عرب عجمیوں کو کہیں گے کہ رومیوں سے مل جاؤ عجمی کہیں گے ایمان کے بعد کفر ہے؟

تو وہ غصے ہوجائیں گے اس پر تو وہ رومیوں کے خلاف جمع ہوں گے۔[5] اور وہ لڑیں گے، اور وہ بھی، اور اللہ تعالیٰ اس بات پر ناراض ہوجائے گا، پھر اپنی تلوار سے وہ مارے گا اور اپنے نیزے سے وار کرے گا۔

عبداللہ بن عمرو سے کہا گیا، اے عبداللہ! اللہ کی تلوار اور تیر کیا ہے؟

اس نے کہا: اس کی تلوار مؤمن ہے یہاں تک کہ سارے رومی ہلاک ہوجائیں گے، اور کوئی بھی مخبر ان سے بچ نہیں سکتا۔[6]

پھر وہ رومیوں کی سرزمین پر چلیں گے اور وہ اُن کے شہروں کو نعرۂ تکبیر سے فتح کریں گے

---

[1] ''الفتن'' میں تین راتیں ہیں اس کے بعد اصل میں شامل ''العرب اور الروم'' یعنی اہلِ عرب اور اہلِ روم۔

[2] نعیم کے فتنے سے۔

[3] نعیم کے فتنے سے۔

[4] الفتن میں ہے (ہم نہیں چھوڑیں گے تمہیں مگر تم نکلو ہماری طرف ہر وہ جو ہم میں سے اصلی ہے۔

[5] ''الفتن'' میں ہے (تو وہ حملہ کریں گے)

[6] ''الفتن'' میں ہے (مگر مخبر)

یہاں تک کہ وہ ھرقل کے شہر بھی آئیں گے، پھر وہاں اُس کی خلیج بطحاء میں پائیں گے، پھر وہ اُس کو اللہ تعالیٰ کی تکبیر سے فتح کریں گے، پھر وہ اللہ تعالیٰ کی تکبیر پڑھیں گے، پھر وہ اُس دیوار کو گرائے گا اُن کی دیواروں سے، پھر وہ دوسری تکبیر پڑھیں گے تو دوسری دیوار گرادے گا، پھر وہ دوسری تکبیر پڑھیں گے پھر وہ دوسری دیوار کو گرادیں گے، کوئی بھی ان کی سمندری دیوار باقی نہیں رہے گی مگر اُسے گرادیا جائے گا[1]

پھر وہ رومیہ کی طرف چلیں گے اور اُس کو اللہ تعالیٰ کی تکبیر سے فتح کرلیں گے، اور اُس میں غنیمتوں کو حاصل کریں گے اُن کے وزنوں کے برابر۔"[2]

۷/۴: بیان کیا ہمیں احمد بن زهیر بن حرب[3] نے، اُس نے کہا خبر دی یحییٰ بن اسحاق السلحینی[4] نے، اس نے کہا: خبر دی یحییٰ بن ایوب نے، وہ ابی قبیل[5] سے، اس نے کہا: میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے سنا پہلے دوشہروں میں سے کونسا شہر فتح ہوگا: قسطنطنیہ یا رومیہ؟

اس نے کہا: عبداللہ بن عمرو نے ایک صندوق منگوایا، اس میں سے ایک کتاب نکالی، پھر اُس کو پڑھنے لگے۔

پھر کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد بیٹھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ دوشہروں میں سے کونسا شہر پہلے فتح ہوگا: قسطنطنیہ یا رومیہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"نہیں! بلکہ ابن ھرقل کا شہر پہلے فتح ہوگا یعنی قسطنطنیہ۔"[6]

---

[1] اسی طرح، فتن نعیم میں ہے (اور اس کی سمندری دیوار باقی رہے گی وہ نہیں گرائی جائے گی) اور یہی بات ظاہر ہے۔

[2] روایت کیا اس کو نعیم نے "الفتن" ج ۲ ص ۴۹۱ حاشیہ ۱۳۷۹، اپنی سند کے ساتھ عبدالرحمٰن بن سنہ سے، اسی طرح اسی کا قول ہے "اور وہ ذات جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔"

[3] رازی میں "الجرح والتعدیل" ج ۲ ص ۵۲ میں اس کا ذکر کیا۔

[4] "تہذیب التہذیب" ج ۶ ص ۱۱۱ میں اس کا ترجمہ کیا گیا اور اس میں ہے: اور کہا جاتا ہے السالحینی بھی ہے، اور السلحین بغداد کے قریب ایک گاؤں ہے۔

[5] اصل میں "ابی" ہے کہا گیا ہے اس میں تصحیف پائی جاتی ہے، "تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۴۸/۴۴ و ج ۲ ص ۷۴ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے اور وہ "حیی بن حانی بن ناضر بن یمنع ابو قبیل المعافری" ہے۔

[6] ابن حماد نے اس کو "الفتن" ج ۲ ص ۴۸۳ حاشیہ ۱۳۵۴ میں اپنی سند کے ساتھ ابی قبیل سے، عمیر بن مالک سے (اسی طرح) لفظوں میں تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت کیا۔

(۱۴)

سیاق المیسور مما أثر فی تداعی الأمم علی أهل الإسلام

''اہلِ اسلام پر اُمتوں کی دعوت کے بارے میں منقول روایات کا آسان بیان''

۷۳/۱: بیان کیا ہمیں علی بن داؤد القنطری نے، اس نے کہا: خبر دی عبداللہ بن صالح نے، اس نے کہا: بیان کیا اللیث بن سعد نے، وہ علی بن زرارۃ الحضرمی[۱] سے، اہلِ کوفہ میں سے، وہ عمرو بن قیس سے، وہ ایک آدمی سے، اس نے کہا: میرا خیال ہے وہ عمرو بن مرّۃ ہے۔ وہ سالم بن ابی الجعد سے، وہ ثوبان رضی اللہ عنہ سے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں سے مرفوع طور پر روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر امتیں فخر کریں گی جیسا کہ کھانے والا اپنے برتنوں پر فخر کرتا ہے،

انہوں نے کہا: قلت کے بارے میں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اُس دن کثیر تعداد میں ہوں گے لیکن تم اُس بارش کی طرح ہوں گے جیسے وہ بارش گندگی کو بہا کر لے جاتی ہے اور تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب ختم ہوجائے گا اور تمہاری دہشت ختم ہوجائے گی، اور تمہارے دلوں میں دشمنوں کا رُعب ڈال دیا جائے گا۔''[۲][۳]

اسی طرح عبداللہ بن صالح اس کو روایت کرتے ہیں، ہوگی پہلی کلام گویا کہ وہ ثوبان کی ذاتی کلام ہے

---

[۱] ''الرازی'' نے ''الجرح والتعدیل'' ج ۶ ص ۱۸۷ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

[۲] ابن طاؤس نے ''الفتن'' میں زیادہ کیا اس کے بعد ''الوھن'' کو یعنی کمزوری کو، تو اس نے کہا کہنے والے نے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ''الوھن'' کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔

[۳] ابو داؤد نے اس کو اپنی ''سنن'' ج ۴ ص ۱۱۱ حاشیہ ۴۲۹۷ میں روایت کیا اور ابن طاؤس نے ''الملاحم والفتن'' ص ۳۰۷ حاشیہ ۴۲۸ وص ۳۷۳ میں روایت کیا، اور اس نے اس کو ابن المنادی سے نکالا اور اس کو ''کنز العمال'' ج ۱۱ ص ۱۳۲ میں روایت کیا، اور ابن الاثیر نے ''النہایہ'' ج ۲ ص ۱۲۰ میں وارد کیا، ان تمام کو ان کی اسناد کے ساتھ ثوبان رضی اللہ عنہ'' تک اسی طرح الفاظ میں تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت کیا۔

پھر وہ اُس کے قول سے پہلے مسند بن جاتی ہے تو اُنہوں نے کہا: قلت کے بارے میں اے اللہ کے رسول ﷺ؟

تو یحییٰ بن عبدالہ بن بکیر بے شک وہ اُس کو پہلی اور آخری کلام میں مسند روایت کرتے ہیں۔

۲/۷۳: بیان کیا محمد بن الہیثم ابو الاحوص القاضی نے "عکبرا[۱]" میں، اس نے کہا: خبر دی یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے لیث بن سعد نے، وہ علی بن زرارۃ الحضرمی[۲] نے اہلِ کوفہ سے، وہ عمرو[۳] بن قیس سے، وہ ایک آدمی سے میرا خیال ہے اس نے کہا عمرو بن مرّۃ، وہ سالم بن ابی الجعد سے، وہ ثوبان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام سے، انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"قومیں اُمت محمدیہ پر فخر کریں گی جیسا کہ برتنوں پر کھانے والے لوگ فخر کرتے ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: قلت کے بارے میں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اُس وقت کثیر تعداد میں ہوں گے لیکن تم اُس بارش کی طرح ہو گے جس بارش میں چیزوں کو بہا دیا جاتا ہے، اور تمہارے دشمنوں کے دل سے رُعب اور خوف ختم کر دیا جائے گا اور تمہارے دلوں کے اندر سے بھی رُعب ختم ہو جائے گا اُن کا۔"

اس حدیث کو دحیم بن الیتیم الدمشقی[۴] نے روایت کیا، وہ بشر بن بکر سے، وہ عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے، وہ ابی سلام[۵] سے، وہ ثوبان رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا: ضرور بضرور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈال دی جائے گی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! الوھن یعنی کمزوری کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔[۶]

---

[۱] "تہذیب التہذیب" ج ۵ ص ۲۹۷ میں اس کا ترجمہ کیا گیا اور اس میں ہے کہ "ابن المنادی" وغیرہ نے کہا کہ وہ سنہ ۲۹۷ھ میں جمادی کے مہینہ میں فوت ہو گیا اور اس کا ترجمہ باب ۱۲ حاشیہ ۱ میں گزر چکا ہے۔

[۲] اس کا ترجمہ پچھلی حدیث میں گزر چکا ہے۔

[۳] اصل میں "عمر" ہے اور یہ تصحیف ہے، "تاریخ بغداد" ج ۱۲ ص ۱۶۱ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[۴] اصل میں "رحیم" ہے اور یہ تصحیف ہے، سیر اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۵۱۵ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے، اور اس میں "دحیم القاضی الامام الفقیہ الحافظ، شام المحدث، ابوسعید عبدالرحمٰن بن ابراہیم ہیں...... اور ابن ابی حاتم نے کہا: اور یہ دحیم الیتیم کے ساتھ معروف تھے۔"

[۵] اصل "ابی عبدالسلام" ہے جو کہ تصحیف ہے، جس کا ترجمہ "تہذیب التہذیب" ج ۵ ص ۵۱۴ میں کیا گیا ہے، اور وہ ابو سلام الاسود الحبشی الاعرج الدمشقی مشہور ہے، ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی اور اس سے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے روایت کی۔

[۶] گزشتہ حدیث میں اس کی تخریجات گزر چکی ہیں۔

(۱۵)

سیاق المیسور ممّا أثر فی المعاقل المحترس بها من شدّة الملاحم

''خون ریز جنگوں کی شدت کی وجہ سے عقل مند محافظ لوگوں کے بارے میں منقول روایات کا بیان''

۱/۷۵: بیان کیا ہم کو ابو الفضل احمد بن الملاعب بن حیان نے، اُس نے کہا بیان کیا مجھے سلیمان بن احمد الجرشی الواسطی نے اُس نے کہا خبر دی الولید بن مسلم نے، اُس نے کہا خبر دی سعید بن عبد العزیز نے، وہ یونس بن میسرة بن حلبس سے روایت کرتے ہیں، وہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے اُنہوں نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے دیکھا گویا کہ کتاب میرے تکیہ کے نیچے سے چھین لی گئی ہے تو میں اُس کے پیچھے اپنی نگاہوں کو لگایا تو کیا دیکھتا ہوں اچانک وہ ایک چمکدار نور ہے جسے میں نے گمان کیا کہ شاید وہ نور ختم ہو گیا ہے تو پھر شام کی طرف قصد کیا سنو خبر دار بے شک فتنے جب وقوع پذیر ہو جائیں گے تو ایمان ملکِ شام میں ہی ہوگا۔''[1]

۲/۷۶: بیان کیا ہمیں ابراہیم بن نصر ابو اسحاق الکندی نے اُس نے کہا: خبر دی معاویہ بن عمرو نے، اُس نے کہا: ابو اسحاق الفزاری نے[2] وہ سعید بن عبد العزیز سے، اُس نے کہا خبر دی یونس بن میسرة بن حلبس نے، وہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اُنہوں نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میں نے دیکھا کہ کتاب کا ستون چھین لیا

---

[1] روایت کیا اس کو الحاکم نے ''المستدرک'' ج ۴ ص ۵۵۵ ح ۲۶۲ اپنی سند کے ساتھ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے اسی طرح. اور وارد کیا اس کو ''کنز العمال'' ج ۱۲ ص ۲۸۱ میں متعدد طرق سے (اسی طرح)

[2] وہ ابراہیم بن محمد بن الحارث ہیں، تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۲۸۳ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

گیا ہے، میرے تکیہ کے نیچے سے پھر اسی طرح [1] کی بقیہ حدیث کو ذکر کیا۔"

۷۷/ ۳: بیان کیا ہمیں ابوالاحوص محمد بن الہیثم القاضی نے، اُس نے کہا: خبر دی ابومصعب احمد بن ابی بکر نے، کہا: خبر دی عبدالعزیز بن محمد بن الدراوردی [2] نے، وہ عیسیٰ بن ابی عیسیٰ سے۔ وہ الحناط [3] المدنی ہے، وہ اصل میں کوفی ہیں، وہ عبداللہ بن سلمان الاغر سے بیان کرتے ہیں وہ نافع سے وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب فتنے واقع ہو جائیں گے تو تم جھینۃ [4] کے دو پہاڑوں کو لازم پکڑ لینا۔"

۷۸/ ۴: بیان کیا مجھے ہارون بن علی بن الحکم المزوّق نے اُس نے کہا: بیان کیا ہمیں حماد بن المؤمّل [5] الضریر نے اُس نے کہا: خبر دی خالد بن مرداس نے اُس نے کہا: خبر دی اسماعیل بن صفوان بن عمرو، نے وہ ابی الزاھریۃ سے وہ کعب الأحبار سے بیشک اُنہوں نے کہا:

"مسلمانوں کی بڑی جنگ "دمشق" میں ہوگی۔"

"اُن کی جنگ دجال سے "ابی فطرس [6]" کے دریا پر ہوگی۔"

"اور یاجوج وماجوج سے جنگ "الطور [7]" پر ہوگی۔"

۷۹/ ۵: بیان کیا ہارون بن علی نے بھی، اُس نے کہا: اور بیان کیا ہمیں حماد بن المؤمّل نے، بیان کیا: خبر دی خالد بن مرداس نے، اُس نے کہا: خبر دی اسماعیل بن عیاش [8] نے، وہ الولید بن عباد سے، وہ عامر بن

---

[1] گزشتہ حدیث میں اس کی تخریجات کو دیکھئے۔

[2] تہذیب والتہذیب ج ۲ ص ۷۴۴ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے اور اُس میں ہے: کہا ابن سعد نے: "دراورد" "خراسان" کا ایک گاؤں ہے۔

[3] اصل میں "الخیاط" ہے اور یہ تصحیف ہے، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۴۳۸ میں اسکا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[4] جھینۃ کے پہاڑ مدینہ منورہ کے قریب ہیں، کہا الفیروز آبادی نے "القاموس" ج ۲ ص ۳۶۵ میں "بواط" کوّے کی طرح: جھینۃ کے پہاڑوں سے مدینہ کے اونچے علاقوں پر اور اُس نے کہا "معجم البلدان" ج ۱ ص ۵۰۳ بواط میں وہ جھینۃ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے رضوی کے کنارے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول کے مہینہ میں ۲ ہجری میں غزوہ کیا قریش کے ساتھ اور واپس لوٹے اور کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہیں بنا۔

[5] اصل میں "ملک" ہے، اور اسی طرح اس کے بعد دوسری حدیث میں تصحیف ہے: وہ حماد بن المؤمّل بن مطر، ابوجعفر الکلبی، تاریخ بغداد ج ۸ ص ۱۵۳ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے اور اُس نے کہا کہ وہ ثقہ تھے، اور وہ نابینا تھے۔

[6] معجم البلدان ج ۵ ص ۳۱۵ میں اُس نے کہا ابو فطرس کی نہر "فلسطین" کی سرزمین سے "الرملۃ" کے قریب ایک جگہ ہے۔

[7] کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۷۷ میں اُس نے روایت کیا جعفر بن محمد سے وہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے اسی طرح

[8] اصل میں "اسحاق عباس" ہے اور ظاہر ہے یہ نسخہ جات کے اضافوں میں سے ہے، تاریخ بغداد ج ۸ ص ۳۰۵ میں اس نے ذکر کیا اُس کے ترجمہ کے وقت خالد بن مرداس کے لئے کہ اُس نے روایت کیا اسماعیل بن عیاش سے اور حماد بن مؤمّل الکلبی نے اُس سے روایت کیا ہے۔

الاحول سے، وہ ابو صالح الخولانی سے، وہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میری اُمت میں سے ایک گروہ دمشق اور اُس کے اردگرد کے دروازوں پر ہمیشہ جنگ کرے گا اور بیت المقدس اور اُس کے اردگرد کے دروازوں پر بھی کوئی ذلیل کرنے والا اُن کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ وہ ہمیشہ حق پر قائم رہنے والے ہوں گے، یہاں تک کہ قیامت[1] قائم ہو جائے گی۔''

۸۰/۶: بیان کیا مجھے احمد بن ملاعب ابو الفضل نے اُس نے کہا: بیان کیا مجھے: سلیمان بن احمد الواسطی نے، اُس کہا: خبر دی الولید بن مسلم نے، اُس نے کہا: خبر دی عفیر[2] بن معدان نے، وہ سلیم[3] بن عامر سے، وہ ابو اُمامۃ سے، اُس نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

''میں نے دیکھا کہ کتاب کا ستون میرے تکیہ کے نیچے سے چھین لیا گیا ہے اور میں نے اُسے اپنی نظر سے بغور دیکھا تو اچانک ایک چمکنے والا نُور تھا جو کہ شام کی طرف قصد کر رہا تھا، تو میں نے دیکھا کہ جب فتنے واقع ہوں گے تو بیشک ایمان ملکِ شام[4] میں ہو گا۔''

۸۱/۷: مجھے خبر دی گئی ھشام بن عمّار الدمشقی سے، اُس نے کہا: خبر دی یحیی بن حمزہ نے، اُس نے کہا: خبر دی ابن جابر نے، اُس نے کہا: خبر دی مجھے زید بن اُرطاۃ نے، اُس نے کہا: میں نے سنا جبیر بن نفیر کو وہ بیان کرتے ہیں ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک بڑی جنگِ عظیم کے ایام میں ''الغوطۃ'' مقام میں مدینہ کی جانب مسلمانوں کے خیمے ہوں گے جسے کہا جاتا ہے دمشق شام[5] کے بہترین شہروں میں سے۔''

۸۲/۸: بیان کیا مجھے عبد اللہ بن الصقر بن نصر بن ھلال ابو العباس التیمی نے، اُس نے کہا: خبر دی ابراہیم

---

[1] وارد کیا اس کو ''عقد الدرر'' ص ۱۶۴ اور ''کنز العمال'' ج ۱۲ ص ۲۸۳ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرسلاً اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

[2] اصل میں ''غفیر'' ہے۔ اور یہ تصحیف ہے ''الرازی'' نے ''الجرح والتعدیل'' ج ۷ ص ۳۶ میں اس کا ترجمہ کیا ہے اور اس نے کہا کہ عفیر بن معدان الحضرمی الحمصی، ابو عائذ المؤذن، روایت کیا گیا سلیم بن عامر سے، اور اس سے روایت کیا الولید بن مسلم نے۔

[3] اصل میں ''سلیمان'' ہے۔ اور یہ تصحیف ہے، گزشتہ ترجمہ میں گزر چکا ہے اور یہ الکلاعی سے موصوف ہے۔

[4] دیکھئے اس باب سے پہلی حدیث کی تخریجات۔

[5] روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اپنی ''سنن'' ج ۴ ص ۱۱۱ میں اسی اسناد سے اسی طرح، اور کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۷۷ ح ۳۵۰۲۹ میں مرسل طور پر وارد ہے جبیر بن نفیر سے اسی طرح

بن المنذر الحزامی نے[1]، اُس نے کہا: خبر دی عبداللہ بن وھب نے، اُس نے کہا: خبر دی ہمیں جریر بن حازم نے، وہ عبداللہ بن عمر سے، وہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قریب ہے کہ اہل مدینہ کا محاصرہ کیا جائے یہاں تک کہ ہو جائے خیبر[2] کے قریب اُن کے ہتھیاروں کا فیصلہ[3]"

اور روایت کیا اُس کو احمد بن صالح المصری، وہ عنبسۃ بن سعید سے، وہ یونس بن یزید سے، وہ الزہری سے، اُس نے کہا "خیبر[4]" کے قریب ہتھیار۔

۸۳/۹: بیان کیا ہمیں احمد بن موسیٰ ابو جعفر الحمار نے، کوفہ میں سن ۲۸۰ ھ میں اُس نے کہا: خبر دی ابو عمرو محمد بن عبدالعزیز ابو رزمۃ[5] نے، اُس نے کہا: خبر دی ہمیں ابو بریدۃ محمد بن الحصیب[6] نے، اُس نے کہا: خبر دی ہمیں اُوس بن عبداللہ بن بریدۃ نے، وہ اپنے بھائی سھل بن عبداللہ بن بریدۃ سے، وہ اپنے باپ عبداللہ سے، وہ اپنے دادا بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے، اُس نے کہا: کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

"اے بریدۃ! اس میں کوئی شک نہیں کہ میرے بعد کچھ لوگوں کو مبعوث کیا جائے گا، جب ان کو مبعوث کر دیا جائے گا تو مغرب کی طرف قیامت برپا ہو جائے گی، پھر خراسان میں قیامت ہوگی پھر مرو میں قیامت ہوگی۔

اگر تم اُس کے پاس آؤ تو پھر اُس کے شہر میں چلے جاؤ کیونکہ اس کو ذاالقرنین نے بنایا تھا،

---

[1] اصل میں "الخزامی" ہے، اور یہ تصحیف ہے جس کا ترجمہ تہذیب التہذیب ج ا ص ۱۶۹ میں کیا گیا ہے۔

[2] اسی طرح، اور احتمال قوی ہے کہ یہ "اقصیٰ" سے تصحیف ہے اور مختلف مصادر میں لفظ حدیث اس طرح ہے "ہو سکتا ہے کہ مسلمان مدینہ کی طرف بند کر دیئے جائیں یہاں تک کہ اُن کے ہتھیار دور ہوں۔ اور المسلحۃ مسالح کی جمع ہے حد اور اسلحہ کی جگہ اور نگرانی کی جگہ مراد ہے اور حد مراد ہے۔

[3] اصل میں جبیز ہے اور تصحیف واضح ہے اس میں اور "سلاح" سے مراد خیبر کی نچلی جگہ ہے (معجم البلدان جلد ۳ ص ۲۳۳) اور ظاہر یہ ہے۔ کہ لفظ (خیبر کے قریب یہ نسخہ جات کے اضافہ جات میں سے ہے)۔

[4] روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اپنی "سنن" ج ۴ ص ۹۷ ح ۴۲۵۰ اور ۴۲۵۱، اور ص ۱۱۱ ح ۴۲۹۹ اور ۴۳۰۰ اپنی سند کے ساتھ ابن وھب سے، وہ احمد بن صالح سے اسی طرح۔ اور "کنز العمال" ج ۱۱ ص ۱۳۶ اور "لسان العرب" ج ۶ ص ۳۲۳، اور "النھایۃ" ج ۲ ص ۳۸۸ مرسل طور پر وارد ہے۔ اسی طرح۔

[5] اصل میں "حرزمۃ" ہے اور یہ تصحیف ہے "تہذیب التہذیب" ج ۵ ص ۱۸۷ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[6] اصل میں "الخنصیب" ہے اور یہ بھی تصحیف ہے ذکر کیا ہے اس کو "السمعانی" نے "الانساب" ج ۲ ص ۲۲۹۔ "الرازی" نے "الجرح والتعدیل" ج ۲ ص ۳۰۵ میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

اور حضرت عزیر علیہ السلام نے اس میں نماز پڑھائی تھی اُس کے دریا برکت کے ساتھ بہتے ہیں اُس کے ہر دروازے پر ایک مشہور بادشاہ ہے اور اُس کے پاس تلوار ہے، وہ قیامت تک اپنے لوگوں سے برائی کو دور کرے گا۔

اُس نے کہا کہ بریدہ نے وہاں قیام کیا اور وہیں فوت[1] ہو گیا۔"

۸۴/۱۰: بیان کیا ہمیں میرے دادا نے، اُس نے کہا: خبر دی علی بن الحسن بن شقیق نے، اُس نے کہا: خبر دی ہمیں حازم نے، وہ زیاد المکی سے، اُس نے کہا: مجھے الضحاک بن مزاحم نے کہا: یہاں سے نکل جاؤ یعنی خراسان سے، کیونکہ یہاں فتنے ہوں گے۔ اُس نے کہا: میں نے کہا: تو الجزیرۃ میں (فتنے ہوں گے)۔ موصل میں؟

اُس نے کہا: بے شک وہاں ملاحم ہوں گے لیکن آپ پر دو شہروں میں ٹھہرنا لازم ہوگا، یعنی کوفہ اور بصرہ میں،

ابن المبارک نے کہا: اور خبر دی ہمیں معمر نے، وہ ایوب سے، وہ ابن سیرین سے، اُس نے کہا:

"جب فتنہ واقع ہو تو تم پر دو شہروں میں ٹھہرنا لازم ہوگا، یعنی بصرہ اور کوفہ میں۔"

۸۵/۱۱: بیان کیا ہمیں میرے دادا نے، اُس نے کہا: خبر دی الحجّاج بن محمد نے، کہا ابن جریج نے:

خبر دی مجھے ابو الزبیر نے بیشک اُس نے سنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے تھے: خبر دی مجھے اُم شریک رضی اللہ عنہا نے بیشک میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا لوگ دجال سے پہاڑوں میں دوڑیں گے۔

کہا اُم شریک رضی اللہ عنہا نے اے اللہ کے رسول اُس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ بہت تھوڑے[2] ہوں گے۔

۸۶/۱۲: بیان کیا مجھے ابوبکر القاسم بن زکریا بن یحییٰ المطرز[3] نے، اُس نے کہا: خبر دی سوید بن سعید نے، اُس نے کہا: حفص بن میسرۃ نے، وہ ابو سلیمان سے، وہ محمد بن ابو اسحاق سے، وہ ابو نجیح سے، وہ مجاہد سے، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا۔

---

[1] "الحموی" نے اس کو وارد کیا ہے "معجم البلدان" ج ۵ ص ۱۱۳۔

[2] روایت کیا ہے اس کو مسلم نے "اپنی صحیحہ" ج ۱۸ ص ۸۶ اپنی سند کے ساتھ الحجاج بن محمد سے (اسی طرح) اس سے "ابن کثیر" نے "البدایۃ والنھایۃ" ج ۱۰ ص ۱۰۷ میں روایت کیا اور کنز العمال ج ۱۴ ص ۳۰۰ میں اسی طرح اس نے روایت کیا۔

[3] اس نے کہا تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۴۹۵ میں ابن المنادی نے کہا: وہ صفر کے مہینہ میں ۳۰۵ھ میں فوت ہو گیا تھا وہ محدثین اور سچے لوگوں میں سے تھا اور المسند اور الابواب اور الرجال کی تصانیف میں بہت ہی زیادہ کام کرنے والوں میں سے تھا اور اس نے اس کی موت کے سال کے بارے میں کچھ نہیں بیان کیا۔

”بے شک میں جنگ کا ارادہ کرتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا آپ کو شام جانا پڑے گا اس لئے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے شام اور اہل شام کی کفالت کا ذمہ لیا ہے پھر وہ شام سے عسقلان[1] کو لازم پکڑنا پڑے گا۔ بیشک جب میری اُمت میں چکی گھومے گی تو شام کے رہنے والے لوگ سکون اور عافیت[2] میں ہوں گے۔“

[1] ”عسقلان“ یہ شام میں ایک شہر ہے، سمندری ساحل پر فلسطین کے علاقہ جات میں سے، غزہ اور جبرین کے درمیان ”جیسے عروس الشام یعنی شام کی دلہنیں کہا جاتا ہے، اور اس سے مسلمان سرحدوں کی حفاظت کے لئے اسے استعمال کرتے تھے (”مراصد الاطلاع“ ج ۲ ص ۹۴۰)۔

[2] اس نے اس کو کنز العمال ج ۱۴ ص ۱۶۵ میں نکالا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح،

(۱۶)

سیاق المیسور فیما اُثر فی قتال البربر

''البربر[1] کی جنگ کے بارے میں منقول روایات کا بیان''

۸۷/۱: بیان کیا ہمیں میرے دادا نے، اُس نے کہا: خبر دی علی بن حفص المدائنی نے، اُس نے کہا: خبر دی ورقاء بن عمر، وہ ابو الزناد سے، وہ عبد الرحمٰن بن ھرمز الأعرج سے، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم کسی قوم سے لڑائی نہ کرو، اور اُن کے جوتے بالوں کے بنے ہوں گے۔''[2]

۸۸/۲: بیان کیا جعفر بن محمد بن شاکر الصائغ نے، اُس نے کہا: خبر دی عمرو بن تغلب نے، اُس نے کہا: خبر دی عفان بن مسلم نے، (اُس نے کہا: خبر دی جریر بن حازم نے، اُس نے کہا: میں نے الحسن[3] سے سنا)، اُس نے کہا: خبر دی عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہما[4] نے، اُس نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا۔

''قیامت کی علامات میں سے ہے کہ تم ایسی قوم سے لڑائی کرو گے جس کے جوتے بالوں

---

[1] مغربی افریکہ میں ایک قوم ہے مصر میں اس نام کا اطلاق کیا جاتا ہے اور کبھی کبھی اس کے علاوہ بھی مختلف علاقہ جات سے (نام ہیں)، یہ زنگی اور حبشی ہیں اور اس نے کہا جمھرۃ أنساب العرب ج ۱ ص ۴۹۵ میں ہے کہ یہ لوگ حام بن نوح علیہ السلام، بقایا اولاد میں سے ہیں اور اِسی قوم میں اُن میں سے یمن اور حمیر کی طرف جانے کا دعویٰ کیا تھا۔

[2] روایت کیا اس کو مسلم نے اپنی صحیحہ ص ۱۸ ص ۳۶ میں اور ابو داؤد نے اپنی ''سنن'' ج ۴ ص ۱۱۲ میں اپنی اسناد کے ساتھ ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ تک اسی طرح حدیث کے ضمن میں۔

[3] ذکر کیا اس کو الأصل میں دو مرتبہ اور وہ واضح تکرار ہیں۔

[4] الأصل میں (ثعلب) ہے جو کہ تصحیف ہے دیکھئے ''أسد الغابۃ'' ج ۴ ص ۲۰۳۔

کے بنے ہوں گے۔ یا آپ نے یہ فرمایا کہ وہ بالوں کے جوتوں میں چلیں گے۔[1]

۸۹/۳: روایت کیا سعید بن المسیب نے اور ابو صالح السمان[2] نے، وہ ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے:

"اسی طرح مگر آپ نے یہ فرمایا کہ وہ بالوں کے جوتے پہنیں گے اور بالوں کے جوتوں میں چلیں گے۔"[3]

---

[1] دیکھئے گزشتہ التخریج کو۔

[2] اصل میں "السمار" ہے یہ بھی تصحیف ہے اور وہ ذکوان ابو صالح السمان الزیات المدنی ہے، اس نے حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، "تہذیب التھذیب" ج ۲ ص ۱۳۴ میں اسکا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[3] روایت کیا اس کو "مسلم" نے اپنی "صحیح": ج ۱۸ ص ۳۷ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ تک اس طرح۔

(۱۷)

سیاق المیسور مما اُثر فی قتال الترک

''ترک کی جنگ کے بارے میں منقول روایات کا بیان''

۱/۹۰: خبر دی محمد بن ہارون ابو موسیٰ الانصاری نے، پھر الزرقی نے، اُس نے کہا: خبر دی احمد بن عبدالرحمٰن بن الفضل الحرانی جو کہ ''الکزبرانی [۱]'' سے مشہور ہیں۔ اُس نے کہا خبر دی عثمان بن عبدالرحمٰن نے وہ الطرائفی [۲] ہیں، بے شک اُس نے ''مکحول'' کو یہ کہتے ہوئے سُنا:

''دنیا ختم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ تُرک لوگ فرات [۳] واپس نہ لوٹ آئیں۔''

۹۱/۲: اُس نے کہا: اور خبر دی مجھے حمید بن مسلم نے، وہ غیاث [۴] سے، اُس نے کہا: میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سُنا:

''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ ترک لوگ اپنے گھوڑوں کو ''الاُبلہ'' [۵] کے درختوں کے

---

[۱] اصل میں ''الکزیرانی'' ہے اور ''مفضل'' بدل ہے ''الفضل'' کا ان دونوں میں تصحیف ہے، جو ہم نے ثابت کیا ہے، رجوع کریں ''الانساب للسمعانی'' ج ۵ ص ۴۴ ،۶۴ اور ''تاریخ بغداد'' ج ۴ ص ۴۶۷۔

[۲] السمعانی نے ''الانساب'' ج ۴ ص ۱۵۷ اسی کے ساتھ ملقب ہیں کیونکہ وہ پیروی کرتے تھے مختلف احادیث کی اور ان کی تلاش بھی کرتے تھے۔

[۳] نعیم نے روایت کیا ''الفتن'' ج ۱ ص ۲۲۰ حاشیہ ۶۱۳ ، وص ۲۲۱ حاشیہ ۶۱۶، اپنی سند کے ساتھ مکحول تک، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (اسی طرح) روایت کرتے ہیں اور اُنہی سے مروی ہے ''ابن طاؤس'' کے لئے التشریف بالمنن یعنی احسانات کے ساتھ عزت، ص ۹۹ حاشیہ ۶۸۔

[۴] اسی طرح، اور سند میں اسقاط ہے، تو حدیث کا راوی ایک عورت ہے آنے والے لفظ کے قرینہ سے معلوم ہوا کہ وہ لفظ ہے ''قالت'' یعنی اُس عورت نے کہا۔ ورنہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایسا راوی نہیں ہے جس کا نام ''غیاث'' ہو اور ہو سکتا ہے کہ ''غیاث بن ابراہیم'' ہو جو موسیٰ الجہنی سے روایت کرتے ہیں، وہ فاطمہ بنت علی سے، وہ اسماء بنت عمیس سے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متواتر مشہور حدیث بیان کرتے ہیں تو غور کریں۔

اور درج ذیل چوتھی حدیث میں ذکر آتا ہے بصرہ اور ابلہ کی تاریخ کا ذکر، یہ مصنف کا قول ہے۔ اس حدیث پر جو حدیث اُس سے واضح ہے جس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا مستند کہ قیامت قائم نہیں ہوگی...... اور ذکر کیا اسی طرح کی حدیث کو۔ اور اس میں تاکید ہے اس بات کی کہ اس حدیث کا راوی عورت ہے اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

[۵] الابلہ: ایک شہر ہے عظیم بصرہ کے دجلہ کے کنارے پر، اس خلیج کے کونے میں جو بصرہ کے شہر میں داخل ہوتا ہے، یہ قدیم بصرہ ہے، معجم البلدان ج ۱ ص ۷۷

ساتھ باندھ نہ لیں۔"[1]

۹۴/ ۳: بیان کیا ہمیں علی بن داؤد القنطری نے، اس نے کہا: خبر دی عبد الرحمٰن بن صالح نے اور یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے، ان دونوں نے کہا: خبر دی یعقوب بن عبد الرحمٰن الاسکندرانی[2] نے، وہ سہیل بن ابی صالح سے، وہ اپنے باپ سے، وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ[3] سے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگ ایسی قوم[4] سے جنگ نہ کرلیں جس قوم کے چہرے ڈھال[5] کی طرح ہوں گے تہہ بہ تہہ۔"[6]

۹۴/ ۴: خبر دی ہمیں ابراہیم بن محمد بن الہیثم ابوالقاسم القطیعی صاحب الطعام[7] نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن الصباح بن سفیان نے، اس نے کہا: خبر دی سفیان بن عیینہ نے، وہ الزہری سے، وہ سعید بن المسیب سے، وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم لڑو گے اُس قوم سے گویا کہ اُن کے چہرے ڈھال کی طرح ہوں گے تہہ بہ تہہ۔"[8]

۹۴/ ۵: ابن الصباح نے کہا:

اور خبر دی ہمیں سفیان بن عیینہ نے، وہ ابوالزناد[9] سے، وہ عبد الرحمٰن بن الاعرج سے، وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم لڑو گے ایسی قوم سے جن کی چھوٹی آنکھیں ہوں گی

---

[1] روایت کیا نعیم نے "الفتن" ج ۲ ص ۶۷۴ حاشیہ ۱۸۹۶ اور ص ۶۷۷ ضمناً حاشیہ ۱۹۰۶ اور ص ۶۸۱ ضمناً حاشیہ 1918 (اسی طرح)

[2] تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۲۴۰ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے اور اس نے کہا: وہ اسکندریہ میں رہتے تھے۔

[3] ہم نے اس کو شامل کیا ہے اس کی ضرورت کے لئے اور وہ باقی مصادر میں موجود ہے۔

[4] سنن اور الصحیح میں یہ ہے کہ مسلمان لڑیں گے ترک قوم سے۔

[5] المجن یعنی ڈھال

[6] روایت کیا اس کو مسلم نے اپنی "صحیح" ج ۱۸ ص ۳۷ میں اور ابوداؤد نے اپنی "سنن" ج ۴ ص ۱۱۲ حاشیہ ۴۳۰۳ اپنی اسناد کے ساتھ یعقوب تک اس جیسی۔

[7] تاریخ بغدادی ج ۶ ص ۱۵۲ میں ترجمہ کیا گیا ہے، اور اس نے کہا: دارقطنی میں اس کا ذکر کیا ہے، اور اس نے کہا: وہ ثقہ تھے اور صدوق تھے۔

[8] دیکھئے سابقہ تخریج کو

[9] اصل میں "الزیاد" ہے یہ متن میں تصحیف ہے، وہ عبداللہ بن ذکوان ہیں جس کا ترجمہ "تہذیب التہذیب" ج ۳ ص ۲۰۷ میں کیا گیا ہے۔

اور اُن کے ناک[1] بیٹھے ہوئے ہوں گے گویا کہ اُنکے چہرے ڈھال ہوں گے تہہ بہ تہہ[2]۔

۹۵/۶: بیان کیا مجھے ہارون بن علی بن الحکم المزوّق نے، اس نے کہا: خبردی زیاد بن ایوب ابو ہاشم جو بدلویہ[3] کے نام سے مشہور ہیں، اس نے کہا: خبردی ابونعیم الفضل بن دکین نے، اس نے کہا: خبردی بشیر بن المھاجر الغنوی[4] نے، اس نے کہا: خبردی مجھے عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ نے، وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''بے شک میری امت اُس کو ایسی قوم چلائے گی جن کے چہرے چوڑے ہوں گے، آنکھیں چھوٹی ہوں گی، گویا کہ ان کے چہرے ڈھال[6] کی طرح ہوں گے، تین مرتبہ فرمایا یہاں تک کہ وہ اُنھیں جزیرۃ العرب میں جالیں گے۔

پہلا سیاق[7]: وہ نجات حاصل کرلیں گے ان سے جو بھاگ جائیں گے۔

دوسرا سیاق: ہلاک ہوجائیں گے بعض (ان میں سے) اور بچ جائیں گے بعض (ان میں سے)۔

تیسرا سیاق: تمام کے تمام قتل کردیئے جائیں گے جو بھی اُن میں سے باقی رہیں گے۔

توصحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کون ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ ترک ہوں گے۔

---

[1] اس نے ''النہایہ'' ج ۲ ص ۱۶۵ میں کہا، اس میں ہے کہ ''قیامت قائم نہیں ہوگی جیاں تک تم لڑوگے چھوٹی آنکھوں والے، اور دبی ہوئی چھوٹی ناک والے لوگوں سے، دبی ہوئی ناک اس کو ''الذُّلْف'' پڑھیں گے یعنی حرکت کے ساتھ، یعنی چھوٹی ناک اور بیٹھی ہوئی، اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کی ایک طرف بلند ہوگی جس طرح ایک چھوٹا خرگوش ہوتا ہے اور ''الذُّلْف'' یعنی لام کی جزم کے ساتھ یہ ''الذلف'' کی جمع ہے جیسے ''احمر'' اور ''حمر'' ہوتا ہے۔ اور ''الآنُف'' یہ انف کی جمع قلت ہے اور یہ جمع کثرت کی جگہ کے لئے وضع کیا گیا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کی جمع قلت اس کے چھوٹے پن کی وجہ سے ہو۔

[2] روایت کیا اس کو نعیم نے ''الفتن'' ج ۲ ص ۶۸۵ حاشیہ ۱۹۳۴ میں، اور مسلم نے اپنی ''صحیح'' ج ۱۸ ص ۲۷ میں ان دونوں کی اسناد کے ساتھ ان کیفیت تک اس جیسی۔

[3] اصل میں ''دلونہ'' ہے یہ بھی متن میں تصحیف ہے، ''تہذیب التہذیب'' ج ۲ ص ۲۱۳ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[4] اصل میں ''العنوی'' ہے یہ بھی تصحیف ہے اس کی جس کو ہم نے ثابت رکھا ہے، رجوع کریں ''تہذیب التہذیب'' ج ۱ ص ۴۵۳، اس میں ہے یہ روایت کی بھی عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے۔

[5] اصل میں ''زید'' ہے یہ بھی تصحیف ہے، پچھلے مصدر کی طرف رجوع کریں۔

[6] تجنہ کی جمع ہے یعنی اس سے مراد ڈھال ہے۔

[7] اصل میں ''السابق'' ہے، جس کو ہم نے سنن ابوداؤد سے ثابت کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ ضرور بضرور اپنے گھوڑوں کو مسلمانوں کی مساجد کے ستونوں کے ساتھ باندھیں گے۔

اس نے کہا: وہ بریدہ تھا، جس کو دو یا تین اُونٹ علیحدہ کرتے تھے اور سفری سامان اور لڑائی کے بعد پانی پلانے والے اُس سے جو بات اُس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصیبتوں کے بارے میں ترک کے معاملات میں سنی تھی۔''[1]

۹۶/۷: خبر دی مجھے یحییٰ بن عبدالباقی ابو قاسم الثغری[2] نے، اس نے کہا: خبر دی عیسیٰ بن محمد بن عیسیٰ النحاس ابو عمیر الرملی نے، اس نے کہا: خبر دی ضمرۃ بن ربیعہ[3] نے، وہ یحییٰ ابن ابی عمرو السیبانی[4] نے، وہ ابی سکینہ سے، ایک آدمی لکھنے والوں میں سے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں، اُس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''حبشیوں کو چھوڑ دو جب وہ تمہیں چھوڑیں اور ترکوں کو چھوڑ دو جب وہ تمہیں چھوڑیں۔''[5]

---

[1] روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اپنی ''سنن'' ج ۴ ص ۱۱۳ حاشیہ ۴۳۰۵ اور ابن حماد نے ''الفتن'' ج ۲ ص ۶۷۸ حاشیہ ۱۹۱۰ میں ان دونوں کی سندوں کے ساتھ عبداللہ بن بریدہ تک وہ اپنے باپ سے اس جیسی۔

[2] اصل میں ''الازدی'' ہے اور یہ تصحیف ہے، اور اس کا ترجمہ کے لئے ''تاریخ بغداد'' ج ۱۴ ص ۲۳۰ میں رجوع کریں، اور اس میں اس نے کہا: مصنف نے اس سے روایت کیا۔

[3] اصل میں ''ضمر'' سے ''ربیعہ'' سے ہے، اور وہ تصحیف ہے اس کی جو متن میں ہے، رجوع کریں ''تہذیب التہذیب'' ج ۲ ص ۵۷۰ میں اس میں ہے کہ اس نے روایت کیا یحییٰ بن ابی عمرو الشیبانی سے، اور ابو عمیر عیسیٰ بن محمد بن النحاس نے اس سے روایت کیا۔

[4] اصل میں ''الشیبانی'' ہے اور وہ تصحیف ہے، رجوع کریں ''الانساب للسمعانی'' ج ۳ ص ۳۵۴ میں، اور اس میں ہے یہ نسبت ہے سیبان کی طرف، اور وہ حمیر کا درمیانی حصہ ہے، اور اس نسبت سے مشہور ہے ابو ذرعہ یحییٰ بن ابی عمرو السیبانی الرملی۔

[5] اس حدیث کو روایت کیا ''تہذیب التہذیب'' ج ۶ ص ۳۵۱ میں، ابو سکینہ الحمصی کے ترجمے کے وقت، جب اس نے کہا۔ اور وہ کاتبین میں سے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نے ایک حدیث روایت کی: ''چھوڑ دو حبشیوں کو جب وہ تمہیں چھوڑیں اور ترکیوں کو چھوڑ دیں جب وہ تمہیں چھوڑیں''...... اور اس میں یہ ہے ایک آدمی سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے، اختتام ہوا۔

اور نکالا اس کو ''کنز العمال'' ج ۴ ص ۳۶۵ اور ص ۳۶۸ میں، اور روایت کیا اس کو الحاکم نے ''المستدرک'' ج ۴ ص ۵۰۰ حاشیہ ۱۰۴ اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما تک، اسی طرح۔

(۱۸)

سیاق المیسور فی ملحمة الزنج بالبصرة

’’بصرہ میں زنگیوں کی جنگ کے بارے میں روایات کا بیان‘‘

۹۷/۱: بیان کیا ہمیں محمد بن عبدالملک بن مروان ابو جعفر[1] الواسطی نے جو کہ الدقیق سے مشہور ہیں، اس نے کہا: خبر دی یزید بن ہارون نے، اس نے کہا: خبر دی ہمیں عوام بن حوشب نے، وہ سعید بن جمہان سے، وہ ان[2] ابی بکرہ سے روایت کرتی ہیں، وہ اپنے باپ سے، اس نے کہا:

ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی زمین کا جسے ’’البصرہ‘‘ یا ’’البصیرہ‘‘[3] کہا جاتا تھا جس کی ایک جانب نہر ہے جسے ’’دجلہ‘‘ کہا جاتا ہے، بہت زیادہ کھجوروں کے درخت، وہاں بنو قنطورا نازل ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لوگ تین فرقوں میں تقسیم ہو جائیں گے:

ایک فرقہ مل جائے گا اپنے اہل کے ساتھ، اور ایک فرقہ وہ اپنی پیٹھوں کے پیچھے اپنی اولاد کو چھوڑ جائیں گے تو وہ جنگ کریں گے تو اُن کے مقتولین شہید ہوں گے اور فتح دے گا اللہ تعالیٰ اُن کے باقیوں کو۔‘‘

ابو جعفر الدقیق نے ہمیں کہا: وہ جو تیسرا فرقہ ہے وہ میری کتاب سے ساقط ہو گیا۔[4] [5]

---

[1] اصل میں ’’بن جعفر‘‘ ہے یہ تصحیف ہے اس کی جو متن میں ہے، حدیث کے آخر میں اس کے صحیح ہونے کا ذکر ہے، رجوع کریں اس کے ترجمہ میں ’’تہذیب التہذیب‘‘ ج ۵ ص ۱۹۰ میں۔

[2] ہم نے اس کو ثابت کیا ہے سعید بن جمہان کی روایت کے لئے ابو بکرہ کی اولاد سے، رجوع کریں ’’تہذیب التہذیب‘‘ ج ۲ ص ۲۹۸ اور ابو بکرہ کی اولاد کی روایت کے لئے جو وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ ’’سیر اعلام النبلاء‘‘ ج ۳ ص ۵ میں ہے، اور آنے والی اسناد کے قرینہ سے بھی۔

[3] راوی کی تردید ہے۔

[4] اس کا ذکر حاشیہ ۳ میں آنے والا ہے۔

[5] روایت کیا ’’نعیم‘‘ نے اس کو ’’الفتن‘‘ ج ۲ ص ۶۷۸ حاشیہ ۱۹۰۷ اپنی سند کے ساتھ ابو بکرہ تک اس جیسی، اور انہی سے ہے ’’التشریف بالمنن لابن طاؤس‘‘ ص ۱۹۲، ۳۳۲، اور نکالا اس ’’کو کنز العمال‘‘ ج ۱۴ ص ۲۱۸، اس جیسی۔

۲/۹۸: بیان کیا ہمیں ابو جعفر محمد بن عبد الملک الدقیقی نے، اس نے کہا: خبر دی ہشام بن عبد الملک ابو الولید الطیالسی نے، اس نے کہا: خبر دی حشرج بن نباتہ نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے سعید بن جمہان نے، وہ عبید اللہ[1] بن ابی بکرۃ سے، وہ اپنے باپ سے، اس نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ضرور بضرور میری اُمت میں سے ایک گروہ اُترے گا ایسی زمین میں جسے بصرہ کہا جاتا ہے اور وہاں اُن کی تعداد بڑھ جائے گی اور اُس میں اُن کے کھجوروں کے درخت بھی بہت زیادہ ہوں گے پھر بنو قطنورا آئیں گے جن کے چہرے چوڑے ہوں گے، آنکھیں چھوٹی ہوں گی یہاں تک کہ وہ ایک نہر پر اُتریں گے جسے ''دجلہ'' کہا جاتا ہے، تو مسلمان تین فرقوں میں تقسیم ہو جائیں گے:

ایک گروہ ایسا ہوگا جو پکڑے گا اونٹوں کی دُموں کو پھر وہ صحراء میں مل جائیں گے، اور ایک گروہ جو اپنے نفسوں کو یعنی از خود ہی پکڑیں گے اور کہیں گے کہ تم نے کفر کیا، اور یہ برابر ہوں گے اور ہمارا فرقہ وہ ہوگا جو اپنے اہل و عیال کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے چھوڑ جائیں گے اور وہ جنگ کریں گے اور اُن کے مقتولین شہید ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے باقی لوگوں کو فتح عطا کر دے گا۔''

پھر اُس نے حدیث کے آخر تک ذکر کیا ابو الولید الماضی[2] کی حدیث کی طرح حرف بہ حرف، اور اُس اس نے ابن ابی بکرہ[3] کا نام نہیں لیا۔

۳/۹۹: بیان کیا ہمیں ابراہیم بن موسیٰ ابو اسحاق التوزی[4] نے، اس نے کہا: خبر دی ہارون بن عبد اللہ بن مروان ابو موسیٰ السمسار[5] نے، اس نے کہا: خبر دی ابو النعمان عارم بن الفضل[6] نے، اُس نے کہا: خبر دی

۱۔ اصل میں ''عبد اللہ'' ہے اور یہ تصحیف ہے، ''تہذیب التہذیب'' ج ۵ ص ۱۲۳ میں ذکر کیا اس کا، اس کے ترجمہ کے وقت اس کے باپ نفیع بن الحارث کے لئے۔

۲۔ اس کا قول ایک قرینہ ہے پھر اس نے حدیث کو آخر تک ذکر کیا، وہاں ایک اور حدیث ہے، ایک دوسری سند کے ساتھ، جو کہ نسخہ جات سے ساقط ہو گئی اس اعتبار سے کہ دوسری حدیث ابو الولید کی روایت کے ساتھ ہی ہے، تو غور کریں۔

۳۔ سابقہ تخریج کو دیکھیں۔

۴۔ اصل میں ''الثوری'' ہے، یہ تصحیف ہے، اس طرح اس کے بعد یہ ہے کہ وہ ابراہیم بن موسیٰ بن اسحاق ہے، ابو اسحاق الجوزی جو کہ التوزی کے نام سے معروف ہیں، مراجعت کریں ''تاریخ بغداد'' ج ۶ ص ۱۸۵

۵۔ اسی طرح، ہم نے توقف نہیں کیا اس کی خوبی ''سمسار'' پر، تراجم کی کتب میں، اور اس میں مذکور ہے ابو موسیٰ البزار جو کہ الحمال کے نام سے معروف ہیں، مراجعت کریں ''تاریخ بغداد'' ج ۱۴ ص ۲۱، اور مذکورہ مصادر بھی حاشیہ میں ہیں۔

۶۔ ''تہذیب التہذیب'' ج ۵ ص ۲۴۰ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے اور اس میں ہے محمد بن الفضل السدوسی، ابو النعمان البصری جو عارم کے نام سے معروف ہوں۔

عبدالوارث بن سعید نے، اس نے کہا: خبر دی مسلم بن ابی بکرۃ نے، وہ اپنے باپ سے، اس نے کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

''بے شک میری اُمت سے لوگ غائط[1] نامی جگہ میں نازل ہوں گے جسے ''بصرۃ'' کہا جاتا ہے، اس کے پاس ایک نہر ہے جسے ''دجلہ'' کہا جاتا ہے، اور یہ لوگ مہاجرین کے شہروں میں سے ہوں گے، تو آخری زمانہ میں جب بنوقنطورا آئیں گے یہ ایسی قوم ہوگی جن کے چہرے چوڑے، آنکھیں چھوٹی یہاں تک کہ وہ نہر یعنی ''دجلہ'' کے کنارے اُتریں گے تو اُس وقت وہاں کے لوگ تین فرقوں میں تقسیم ہوجائیں گے:

ایک فرقہ وہ اونٹ کی دُموں کو پکڑیں گے اور ہلاک ہوجائیں گے۔

اوراس میں کلام ہے منقطع ہے عارم بن الفضل پر۔''

روایت کیا اس حدیث کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے، وہ اپنے باپ[2] سے بیان کرتے ہیں:

''اورایک فرقہ وہ ہوگا جو اپنے آپ کو پکڑیں گے اور ہلاک ہوجائیں گے۔

اور ایک فرقہ جو اپنے پیچھے اپنی اولاد کو چھوڑیں گے اور وہ جنگ کریں گے اور وہ شہداء ہوں گے۔''[3]

۱۰۰/ ۴: بیان کیا ہمیں ابراہیم بن موسیٰ التوزی نے، اس نے کہا: خبر دی احمد بن منصور بن سیار[4] ابوبکر الرمادی نے، اس نے کہا: خبر دی ابومعمر نے اور اس کا نام عبداللہ بن عمرو بن ابی الحجاج المنقری البصری ہے، اس نے کہا: خبر دی عبدالوارث[5] بن سعید نے، وہ مسلم بن ابی بکرۃ سے، وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میری اُمت میں سے کچھ لوگ ہوں گے جو ''غائط''[6] نامی جگہ پر اُتریں گے جسے البصرہ

---

[1] الغائط: ایسی جگہ جہاں زمین پر بیٹھ کر اطمینان ہو۔
[2] الاصل میں ''أئمة'' ہے یعنی امام، یہ تصحیف ہے جو متن میں ہے اور وہ عبدالوارث بن سعید ہے۔
[3] دیکھیں سابقہ تخریج کو۔
[4] الاصل میں ''سماز'' ہے یہ بھی تصحیف ہے، ''تاریخ بغداد'' ج ۵ ص ۳۵۸ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے، اور ''تہذیب التہذیب'' ج ۱ ص ۱۱۹ میں
[5] الاصل میں ''عبدالواحد الوارث'' ہے یہ بھی تصحیف ہے جو کہ واضح ہے۔
[6] الاصل میں ''غایة'' ہے یہ بھی سابقہ حدیث کے قرینہ سے تصحیف ہے۔

کہا جاتا ہے۔"

پھر اس نے پوری حدیث ذکر کی، اور اس میں یہ اضافہ کیا، اس نے کہا:

"وہ ہلاک ہو جائیں گے تو ایک فرقہ جو اپنے آپ کو پکڑیں گے اور کفر کریں گے، ایک فرقہ وہ اپنے پیچھے اپنی اولاد کو چھوڑیں گے اور وہ جنگ کریں گے اور وہ شہداء ہوں گے۔"

اور روایت کیا اس کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے، وہ اپنے باپ سے اسی طرح ہے[1]

۱۰۱/۵: بیان کیا مجھے ہارون بن علی بن الحکم المزوّق نے، اس نے کہا: خبر دی ابراہیم بن سعید الجوہری نے، وہ علی بن الحکم سے، وہ شہر بن حوشب سے روایت کرتے ہیں، اس نے کہا:

"شعبان[2] میں ایک آواز ہو گی، اور رمضان میں کڑک[3] ہو گی، اور شوال میں ایک جلنے کی آواز[4] ہو گی، اور ذی القعدہ میں قبائل کی لڑائی ہو گی، اور ذی الحجہ میں حجاج سے چھینا جائے گا، اور محرم میں وہ تین باتیں کہیں گے، اور صفر الاصفار میں نہروں کے ملنے کی جگہ پر ہر قسم کے جبار کو قتل کر دیا جائے گا اور اس نے کہا: حیرت ہے، پھر اس نے یہ تین دفعہ کہا کہ جمادی الاولیٰ واُخریٰ اور رجب[5] کے مابین یہ ہو گا۔"

سلیمان بن شرحبیل[6] الدمشقی سے مجھے پہنچا ہے، اس نے کہا: خبر دی اسماعیل بن عیّاش[7] الحمصی نے، وہ ابن عباس سے سطیح کے قصہ میں، اور جو بھی اُس میں آنے والے حوادث کے بارے میں اس نے کلام کی، اُس نے کہا:

"صفر الاصفار میں قتل کر دیا جائے گا ہر جبار دریاؤں کے اکٹھا ہونے کے وقت، نہ ان کو نیند

---

[1] دیکھئے سابقہ تخریج۔

[2] الاصل میں "اسی میں" ہے۔

[3] الهادة: یعنی کڑک، الهاد کی مونث ہے اور وہ سمندر کی وہ آواز جس میں بھن بھناہٹ ہوتی ہے اور باقی مصادر میں "هذة" ہے۔

[4] المعمعة: اس کی جمع "معامع" ہے، بانس کے جلنے کی آواز اور اسی طرح جنگ میں بہادروں کی آواز، سخت گرمی اور معامع کا معنی جنگ اور فتنے بھی ہے۔

[5] روایت کیا اس کو نعیم نے "الفتن" ج ۱ ص ۲۲۶ میں، شہر بن حوشب سے وہ رسول اللہ ﷺ سے، اور ہماری کتاب جس کا نام ہے "علامات ظهور صاحب العصر والزمان عجّل الله فرجه الشريف مرتبة زمنيًا" میں مراجعت ہو سکتی ہے اور وہ ابھی زیر طبع ہے۔

[6] الاصل میں "شرحیل" ہے، السمعانی نے "الانساب" ج ۲ ص ۲۲ میں کہا ہے ابوالقاسم سلیمان بن شرحبیل الجبلانی، یہ نسبت ہے جبلان کی طرف اور وہ حمیر کا درمیانی حصہ ہے اہل شام سے،

[7] الاصل میں "عباس" تصحیف ہے۔

نفع دے گی نہ سکون"۔[1]

ہم نے ان دونوں روایتوں کی تصدیق وتوثیق کو دیکھا ہے، اور یہ صفر کے شروع میں ۲۷۰ھ میں ہوگا جب اللہ تعالیٰ زنگیوں[2] کو قتل کرے گا جو بصرہ سے نکلیں گے، اُس کے اور مسلمانوں کے امراء کے درمیان قتال ہوگا، اور وہ بہت زیادہ تعداد میں جو مخلوق ہوگی اس پر کھڑے ہوجائیں گے اس لئے کہ قتال دو گروہوں کے درمیان دس سال تک رہے گا، اور یہ ہوگا دریاؤں کے اکٹھا ہونے کے وقت، صفر کے مہینے میں، اور وہ از خود بہت زیادہ قتل کرنے والا جبار ہوگا۔

تو رہا مذکورہ لشکر اس کی شان، یعنی آنے والی خبروں میں یہ ہے کہ وہ بیت اللہ شریف یعنی خانہ کعبہ کو تباہ وبرباد کریں گے اور یہ وہ لوگ ہوں جو اُن کے علاوہ ہیں اور ان کے بارے میں آنے والی اخبار کی تصدیق وتائید کے بہت زیادہ قریب ہوں گے۔

اب ہم لکھیں گے جو ان کی خبروں کے بارے میں میسر ہوگا اس فصل کے بارے میں جس کے پاس ہم ہوں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور تائید کے ساتھ ہوگا۔

---

[1] رجوع کریں سابقہ تخریج کی طرف۔

[2] ابن الاثیر نے "الکامل"، ج ۶ ص ۵۳ میں فرمایا: زنجیوں کا خروج بدھ کے دن رمضان المبارک کی ۲۶ تاریخ کو ۲۵۵ھ میں اور ہفتہ کے دن دو راتوں میں قتال ہوگا صفر کی ۲۸ ویں رات کو سنہ ۲۷۰ ہجری میں۔

اور اس نے ج ۵ ص ۳۴۶ میں مذکورہ کتاب میں کہا اور اس نے گمان کیا کہ وہ علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں۔

اور طبری نے اپنی "تاریخ" ج ۷ ص ۵۴۳ میں کہا، اس کا نام اور نسب وہی ہے جو ذکر کیا۔

علی بن محمد بن عبدالرحیم، اور نسب عبدالقیس میں ہے۔

میں کہتا ہوں: الامام الحسن العسکری سے مروی ہے اس نے کہا: "کہ وہ زنجی اہل بیت میں سے نہیں ہوں گے"، "مناقب آل ابی طالب" ج ۴ ص ۴۲۹۔

(۱۹)

سیاق المأثور فی ملحمة الحبشة بمكة

''مکہ میں حبشہ کے جنگ وجدل کے حوالے سے منقول روایات کا بیان''

۱۰۲/۱: بیان کیا مجھے میرے دادا رحمۃ اللہ علیہ نے، اس نے کہا: خبر دی شبابہ[1] بن سوار الفزاری نے، وہ محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب[2] سے، وہ سعید بن سمعان سے، اس نے کہا: میں نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو خبر دے رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''رکنِ یمانی اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ایک آدمی کی بیعت کی جائے گی اور اِس گھر کے رہنے والوں کے سوا اور کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہوگا، جب وہ اُس کو حلال سمجھیں گے تو عرب کے ہلاک ہونے والوں کے بارے میں نہ پوچھیے:

پھر حبشہ کے لوگ آکر اُسے تباہ کردیں گے تو اس کے بعد کوئی بھی وہاں آباد نہیں ہوگا یہ وہ لوگ ہوں گے جو خزانہ نکالیں گے۔''[3]

۱۰۳/۲: بیان کیا ہمیں محمد بن اسحاق الصاغانی نے، اس نے کہا: خبر دی ابو طالب عبدالجبار بن عاصم نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن سلمہ الحرّانی، وہ مجاہد سے، وہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے، اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''حبشہ کو چھوڑ دو جب وہ تمہیں چھوڑ دیں، کیونکہ کوئی بھی خانہ کعبہ کا خزانہ نہیں نکال سکتا

---

[1] ''الاصل'' میں ''سابہ'' ہے اور یہ تصحیف ہے، ''تاریخ بغداد'' ج ۹ ص ۲۹۴ میں اسکا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[2] ہم نے اس کو شامل کیا اس کے ساتھ ملانے کے لئے، اور وہ مصادر میں موجود ہے، ابن سمعان سے اس کی روایت کے لئے، اور اس سے شبابہ کی روایت کے لئے ''تہذیب التہذیب'' ج ۵ ص ۱۸۲، اور ''تاریخ بغداد'' ج ۲ ص ۹۷ میں مراجعت کریں۔

[3] روایت کیا اس کو نعیم نے ''الفتن'' ج ۲ ص ۶۷۱ حاشیہ ۱۸۸۰ میں اپنی سند کے ساتھ ابن ذئب تک اس جیسی اسی سے ''التشریف بالمنن لابن طاؤس'': ص ۲۰۵ حاشیہ ۲۹۴ اور الحاکم نے ''المستدرک'' ج ۴ ص ۴۹۹ حاشیہ ۱۰۳ میں، اپنی سند کے ساتھ (دو طریقوں سے) ابن ابی ذئب تک اس جیسی، اسی سے ''کنز العمال'' ج ۱۴ ص ۲۷۳ ۲ اور مسند احمد و ابن ابی شیبہ سے۔

سوائے حبشیوں کے۔" [1]

۱۰۴/۳: بیان کیا محمد بن اسحاق الصاغانی نے، اس نے کہا: خبر دی ہمیں ابو صالح عبداللہ بن صالح، اللیث کے کاتب نے، وہ اپنے بعض شیوخ [2] سے، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا گیا؟ حبشہ کے قتال کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیا دیکھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

"اُن کے کتے بہت سخت ہیں، جنہوں نے اُن کو بہت تھوڑی تعداد میں چُرا لیا ہے، لہٰذا تم اُن کو چھوڑ دو جب وہ تمہیں چھوڑ دیں۔" [3]

---

[1] روایت کیا اس کو ابو داؤد نے "السنن" ج ۴ ص ۱۱۴ حاشیہ ۴۳۰۹ اور الحاکم نے "المستدرک" ج ۴ ص ۵۰۰ میں، اپنی دونوں سندوں کے ساتھ عبداللہ بن عمرو تک اس جیسی، اُن دونوں سے "کنز العمال" ج ۴ ص ۳۶۵۔

[2] اسی طرح۔

[3] رجوع کریں اس کے بارے میں "بحار الانوار" ج ۵۷ ص ۲۲۵ میں

(۲۰)

سیاق العود إلی ذکر الأبلّة والبصرة

''الابلّہ اور بصرہ کے ذکر کی طرف لوٹنے کا بیان''

۱۰۵/۱: بیان کیا مجھے الحسن بن العباس بن ابی مہران الرازی نے، وہ اپنے باپ سے، وہ الربیع ابن انس رضی اللہ عنہ سے، وہ ایک آدمی سے جس کا اُس نے نام نہیں لیا، اس نے کہا:

''ایک آدمی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس نے اسے کہا:

ابوعبدالرحمٰن میں بصرہ میں رہنا چاہتا ہوں اُس نے اُسے کہا وہاں رہائش نہ کرو۔

اُس نے کہا: پھر اُس نے اُس پر سوال لوٹایا، پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اُس پر پہلی کلام لوٹائی، پھر اس کو ایک آدمی نے کہا: یہ میرے لئے ضروری ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اُسے کہا: اگر تمہارے لئے ایسا کرنا ضروری ہے تو اُس کے ربیہ علاقے میں رہو، اور اس کے سخت علاقہ[1] میں رہائش نہ کرو، اس لئے وہاں ایک مرتبہ چاند گرہن کے بارے میں بتایا گیا اور پھر عنقریب دوسری مرتبہ بھی چاند گرہن ہوگا۔

الربیع بن انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں پہلے گرہن کے بارے میں یہ بات پہنچی ہے اُس آدمی کے ذریعے جو بصرہ میں تھا اُس میں پانچ بُرے حکمران تھے ان میں سے ایک ظالم تھا، دوسرا الجھا ہوا، اور دوسرا غلط کار تھا، اور دوسرا گناہگار تھا اور دوسرا غلطیوں کا اٹھانے والا تھا، تو ایک مسکین آدمی چلا تو اُس نے اپنی بیوی کو گدھے پر سوار کروایا جس کے لئے رفاغیہ[2] اور رزق کی ضرورت تھی۔

---

[1] ''الاصل'' میں ''سختھا'' ہے ابن الاثیر نے ''النہایہ'' ج ۲ ص ۳۳۳ میں کہا اور اس میں ہے ''بے شک اس نے کہا انس کے لئے، اور اس نے ذکر کیا بصرہ کا، اگر آپ وہاں سے گزریں یا وہاں داخل ہوں تو اس کی ایسی جگہ سے بچنا جہاں کوئی پودا، یا کوئی انگوری نہ اُگتی ہو، السبخ کی جمع السباخ ہے اور یہ وہ زمین ہے جو بلند ہوتی ہے ٹیلہ نما اور جہاں بعض درخت بھی نہیں اُگتے۔''

[2] کہا جاتا ہے: عیش رافغ: یعنی وسیع وعریض زندگی

تو وہ بصرہ آیا، تو جب وہ وہاں داخل ہونے کے لئے گیا تو الجلوازی نے اسے کہا: اس میں داخل نہ ہونا یہاں تک کہ تم دو درہم ادا کر دو، اُس نے اسے کہا میں مسکین انسان ہوں، میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے، بے شک میں وافر رزق کی اور خوشحالی کی تلاش میں آیا ہوں تو اُس نے کہا تو وہاں داخل نہ ہو جب تک کہ تُو دو درہم ادا نہ کر دے، پھر اُس نے اُس کو دے دیئے۔"

پھر آدمی چلا اس نے لوگوں سے کہا بے شک وہ یہ ہے جس نے مجھ پر ظلم کیا، اور مجھ سے دو درہم لئے، کیا کوئی یہاں ایسا ہے جو میری مدد[1] کرے اُس کے خلاف؟ انہوں نے کہا جی ہاں! یہاں ایک حائر آدمی ہے۔

وہ چلا اُس کی طرف تو اُس نے اُس کی مدد کی اور اس کو بتایا جو اُس کے ساتھ ظالم نے کیا، پھر اُس نے کہا:

تو نہ ٹل یہاں تک کہ چار درہم ادا کر، اس نے کہا: اُس سے چار درہم لے لئے۔

پھر وہ چلا، پھر اُس نے لوگوں کو بتایا جو اس کے ساتھ ظالم نے کیا اور حائر نے کیا، اور اس نے کہا:

کیا یہاں کوئی ہے جو اِن دونوں کے خلاف میری مدد کرے؟

انہوں نے کہا: جی ہاں! تُو آجا گنہگار کے پاس بے شک وہ تیری مدد کرے گا۔

پھر وہ اس کے پاس آیا اس نے اُس کو بتایا جو اس کے ساتھ ظالم اور حائر نے سلوک کیا تھا۔

نہ ٹل یہاں تک کہ تو آٹھ درہم ادا کر، تو اس نے کہا: پھر اُس نے اُس سے آٹھ درہم لے لئے۔

پھر اس نے کہا: کوئی ہے جو ان تمام کے خلاف میری مدد کرے، انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ غلط کار ہے، تو وہ غلط کار کے پاس آیا، اس نے اُس کے پاس ذکر کیا تو پھر اُس نے کہا:

تو نہ ٹل یہاں تک کہ تُو سولہ درہم ادا کر!

---

[1] اعدی فلانا یعنی اس نے مدد کی اس کی یا اس نے اس کی اعانت کی یا قوت دی۔

پھر اس نے کہا: نہیں! اللہ کی قسم، میرے پاس کچھ نہیں ہے، لیکن میں سکون، رزق اور بھلائی کے لئے آیا ہوں۔

اس نے کہا: تو انہوں نے اُس کو مارا اور انہوں نے اُس کی بیوی کو بھی مارا، یہاں تک کہ اُس کی بیوی کا اسقاط حمل ہو گیا، کیونکہ وہ حاملہ تھی اور انہوں نے اُس کے گدھے کی دُم کو بھی کاٹ دیا۔

پھر اُس نے کہا: کیا کوئی ہے جو اِن کے خلاف میری مدد کرے؟ انہوں نے کہا، اُس کو تو گناہوں کو اٹھانے والے کے پاس جا۔

پھر وہ اس کے پاس آیا، اس کے پاس اس کا ذکر کیا، تو اس نے کہا:

لے جاؤ اس کی بیوی کو، تا کہ وہ رہے تمہارے پاس، یہاں تک کہ وہ حاملہ[1] ہو جائے اور پکڑو اس کے گدھے کو اور اُس کے اوپر بوجھ ڈالو یہاں تک کہ اُس کی دُم دوبارہ اُگ آئے۔

تو انہوں نے اس کی بیوی کو پکڑا اور اُس کے گدھے کو اور انہوں نے اُس کو چھوڑ دیا۔

اس نے کہا: پس وہ ایک طرف نکلا اور محراب کی طرف گیا، اُس نے دو رکعتیں پڑھیں اور ان کے خلاف دعا کی، تو پھر اُن پر گرہن لگ گیا اور وہ پہلا گرہن تھا جو بصرہ میں ہوا۔

۱۰۶/ ۲: عبداللہ بن الصباح سے مجھے خبر دی گئی، اس نے کہا: خبر دی عبدالعزیز بن عبدالصمد نے، اس نے کہا: خبر دی موسیٰ الحناط[2] نے، میں اُس کو نہیں جانتا مگر اُس نے اس کا ذکر کیا موسیٰ بن انس سے، وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے انس! لوگ اصرار کریں گے شہروں میں جانے کا اور وہاں ایک ہی شہر ہو گا جسے ''البصرہ'' یا ''البصیرہ'' کہتے ہیں، اگر آپ وہاں سے گزریں یا وہاں داخل ہوں تو آپ اُس کی سخت جگہ پہ رہنے سے بچیں اور اُس کے بازاروں میں رہنے سے بچے اور اُس کی عمارت کے دروازے میں گزرنے سے بچیں اور تم لازم پکڑو اس کے مضافات کو، کیونکہ وہاں گرہن، بہتان اور تھرتھراہٹ ہو گی اور ایسی قوم ہو گی جو سوئیں گے پھر اُٹھیں گے

---

[1] الحائل: یعنی ہر مونث حاملہ نہیں ہوتی۔

[2] ''الاصل'' میں ''الخیاط'' ہے، جس کا ترجمہ ''تہذیب التہذیب'' ج ۵ ص ۵۵۹ میں ہے۔

پھر بندر اور سؤر بن جائیں گے۔''[1]

۱۰۷/ ۳: بیان کیا ہمیں جعفر بن محمد بن شاکر الصائغ نے، اس نے کہا: خبر دی ھوذہ بن خلیفہ نے، اس نے کہا: خبر دی عوف الاعرابی نے، وہ قسامہ بن زہیر سے بیان کرتے ہیں:

''اس نے کہا میں نے ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

بے شک اس کے لئے یعنی بصرہ کے لئے چار نام ہیں: (۱) البصرہ (۲) الجزیرہ (۳) تدمر (۴) والموتفکہ۔''[2]

۱۰۸/ ۴: بیان کیا مجھے ہارون بن علی بن الحکم المزوّق نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن اشکاب نے، اس نے کہا: خبر دی سہل بن حاتم نے، اس نے کہا: خبر دی عمران نے، وہ السمیط سے، اس نے کہا:

''کعب بن الاحبار نے کہا: گویا کہ میں سمندر کی موجوں میں بصرہ کی جامع مسجد میں ہوں گویا کہ وہ ایک کشتی ہے۔''[3]

مقاتل بن سلیمان کی روایت میں ہے، وہ الضحاک بن مزاحم سے، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: ۵۸)

''اور کوئی بستی ایسی نہیں جسے ہم روزِ قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں، یا اُسے سخت عذاب نہ دیں یہ بات (تقدیر کی) کتاب میں لکھی جاچکی ہے۔''

اس نے کہا: یعنی یہ لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا ہے بے شک یہ ہر حال میں ہونے والا ہے، اس سے کوئی چھٹکارا نہیں، تو مصر کی تباہی اُس کے ''نیل'' کا منقطع ہونا ہے، اور الزوراء کی تباہی گرہن سے ہے، اور بصرہ کی

---

[1] ابوداؤد نے اپنی سنن جلد ۴ ص ۱۱۳ حاشیہ ۴۳۰۷ میں اس سند کے ساتھ روایت کیا۔

[2] امیرالمومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے منذر بن الجارود سے کہا: اے منذر! بے شک بصرہ کے تین نام ہیں سوائے بصرہ کے صحیفوں میں، پہلا: اس کو علماء کے سوا کوئی نہیں جانتا، ان میں سے الخریبہ اور ان میں سے تدمر، اور ان میں سے الموتفکہ ہے، شرح النہج لابن میثم کی طرف رجوع کریں اور اسی سے ہے ''البحار'' ج ۶۰ ص ۲۲۵۔

[3] اور یہ حدیث مختلف الفاظ اور متعدد اسناد سے وارد ہوئی ہے، دیکھئے ''البحار'' ج ۳۲ ص ۲۵۴ اور ج ۶۰ ص ۲۲۴ حاسیہ ۵۸ اور ''معجم البلدان'' ج ۱ ص ۴۳۶ وغیرہ۔

ہلاکت پانی سے پہلے ہے، اور اس کے بعد بہت سے[1] شہروں کا ذکر کیا۔

۱۰۹/۵: اور ابراہیم کی کتاب میں ہے جسے الامام[2] کہا جاتا ہے، اس نے بہت سے حادثات کا ذکر کیا، ان میں سے یہ ہیں:

"بصرہ سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ایک آدمی نکلے گا ہر کوئی جو اُس کی پیروی کرے گا وہ بنو تمیم سے ہوگا، اور بصرہ غرق ہوگا براعظم[3] خیطان کے کنوئیں سے، اور وہ بصرہ اُسے ڈبوئے گا یہاں تک کہ وہ اُس کی مسجد کی چوٹی کو سمندر کی گہرائی میں پرندوں کی جوجو کی طرح دیکھے گا۔"[4]

---

[1] دیکھئے علی بن ابراہیم کی تفسیر ج ۱ ص ۴۱۱، اور مجمع البیان ج ۶ ص ۲۶۴ اور البحار جلد ۶۰ ص ۲۲۶، نقل کرتے ہوئے شرح النہج لابن میثم سے، اور التشریف بالمنن لابن طاؤس ص ۲۵۲ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہوئے السلیلی کے فتنوں سے۔

[2] سیر اعلام النبلاء ج ۵ ص ۷۹ ۳ رقم ۱۷۳ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے، اور مذکورہ مصادر اس کے حاشیہ میں اور وہ سید ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن علی بن حبر الامہ عبداللہ بن العباس الہاشمی ہیں۔

[3] اسی طرح

[4] دیکھئے کتاب التشریف بالمنن لابن طاؤس ص ۲۵۳

(۲۱)

واِمّا ذکر الأبلّة والبصرة مدحًا ففي عدّة أحادیث

''البلّۃ اور البصرہ کی تعریف کا ذکر جس میں متعدد احادیث ہیں''

۱۱۰/۱: ان میں سے ایک حدیث ہے جسے ہم سے بیان کیا ابوقلابہ الرقاشی نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے محمد بن عباد المہلبی نے، اس نے کہا: میں نے صالح المری[۱] سے سنا، ایک سے زیادہ دفعہ اس کے ساتھ کراتے ہوئے، اس نے کہا: مجھے المغیرہ ابن حبیب صہر مالک بن دینار نے بیان کیا، اس نے کہا: میں نے مالک بن دینار سے کہا، اور اس وقت بصرہ میں ایک فتنہ تھا، اگر آپ ہمیں سمندر کے بعض ساحلوں کی طرف لے گئے تو کیا ہم وہاں قیام کر پائیں گے؟

اس نے کہا: میں اس کے بعد ایسا نہیں کروں گا، میں نے الاحنف بن قیس سے سنا وہ اس سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا: مجھے ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارا مسکن کہاں ہے؟ میں نے کہا: بصرہ میں۔ اس نے کہا:

> ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا: شہر ہو یا بستی یا قصبہ اُس کو البصرہ کہا جاتا ہے، لوگ قبلہ کے لحاظ سے زیادہ مضبوط ہوں گے اللہ تعالیٰ اُن سے دور کرے گا جس کو وہ ناپسند کریں گے۔''

۱۱۱/۲: بیان کیا مجھے محمد بن حماد ابوجعفر الدباغ[۲] نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے ابوالربیع الزہرانی نے، اس نے کہا: خبر دی عبدالقاہر بن شعیب بن الحبحاب نے، اس نے کہا: خبر دی ہشام بن حسان نے، وہ محمد بن سیرین سے، اس نے کہا:

---

[۱] وہ صالح بن بشیر بن وادع جو المزی کے نام سے معروف ہیں جس کا ترجمہ ''تہذیب التہذیب'' ج ۲ ص ۵۲۰ میں کیا گیا ہے۔

[۲] السمعانی نے اس کا تذکرہ کیا ہے ''الانساب'' ج ۲ ص ۴۵۲ میں اور اس میں ہے: کہا ابوالحسین بن المنادی نے محمد بن حماد بن ماہان الدباغ اس کے پاس بہت سی حدیثیں ہیں مسدد اور اسکے کے علاوہ کے نزدیک۔

"ایک سخت آزمائش ہوگی جس میں بصرہ کے لوگ زیادہ معافی کے قابل ہوں گے۔"

۱۱۲/ ۳: بیان کیا میرے دادا رحمۃ اللہ علیہ نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن محمد نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن سلمہ نے، اس نے کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

"دنیا پرندہ کی طرح ہے، بصرہ اور مصر اس کے دو پر ہیں اگر وہ برباد ہو گئے تو امر ہو جائے گا۔"[1]

۱۱۳/ ۴: مجھے ابی موسیٰ محمد بن المثنیٰ سے خبر دی گئی، اس نے کہا: بیان کیا مجھے ابراہیم بن صالح بن درھم نے، اس نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا، وہ فرما رہے تھے:

"ہم حج پر گئے اور ہم ایک آدمی سے ملے اس نے ہمیں کہا: تمہاری ایک جانب ایک بستی ہے جسے "الابلہ" کہا جاتا ہے، ہم نے کہا: جی، تم میں سے کون مجھے اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ مجھ سے دو یا چار رکعت نماز مسجد عشار میں ادا کرے، اور وہ یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہتا ہے کہ بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے:

بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسجد عشار سے شہیدوں کو اٹھائے گا اور بدر کے شہداء کے ساتھ اُن کے سوا کسی کو نہیں اٹھائے گا۔"[2]

اور بیشک ہم نے اس حدیث کو اس فصل میں اس لئے لکھا ہے کہ "الابلہ" بصرہ کا ایک گاؤں ہے، یہ اُن میں سے ایک ہے، چونکہ یہ شہید لوگ فتنہ میں مارے گئے تھے جو بھی اس میں تھا یا اُس فتنہ میں جو زمانہ کے آخر میں آنے والا ہے، اس حدیث کے مطابق جس کو بریدہ الاسلمی نے مستند طور پر "ترک" کے فتنہ میں روایت کیا ہے۔

اور اس حدیث کے مطابق جو اس سے بھی زیادہ واضح ہے جس کو مستند حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

"بے شک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ ترک لوگ اپنے گھوڑوں کو "ابلہ" کی نہر پر باندھ نہ لیں۔"[3]

---

[1] الحموی نے اس کو "معجم البلدان" ج ۵ ص ۱۳۷ میں وارد کیا، اور اس کے آخر میں ذکر کیا کہ جب وہ دونوں تباہ ہو جائیں گے تو دنیا تباہ ہو جائے گی

[2] روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اپنی "سنن" ج ۴ ص ۱۱۳ حاشیہ ۴۳۰۸ اس جیسی، اس سے ہے "کنز العمال" ج ۲ ص ۲۸۵ حاشیہ ۳۵۰۶۰

[3] گزر چکا حاشیہ ۲ میں ترک کے قتال کے بارے میں ماثور آسان سیاق میں

اور ہم نے ان دونوں حدیثوں کو اکٹھا اس سے پہلے بھی ذکر کیا ہے، اُن میں سے ایک ترک کے تذکرے میں لکھا گیا اور بصرہ کے ذکر میں بھی لکھا گیا۔

آیئے! اب ہم اس باب کے بعد مہدی رضی اللہ عنہ کے قصے لکھیں گے، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔

(۲۲)

سیاق بعض المأثور فی المهدی رضی اللہ عنہ

”حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول روایات کا بیان“

۱۱۴/۱: بیان کیا العباس بن محمد بن حاتم نے، اس نے کہا: خبر دی ابو نعیم الفضل بن دکین نے، اس نے کہا: خبر دی ابو الاحوص سلام بن سلیم نے، اس نے کہا: میں نے سوال کیا عاصم بن ابی النجود سے، میں نے کہا اُس کو: اے ابا بکر، میرے پاس زرّ بن حبیش کا ذکر کیا گیا وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، اس نے کہا:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میرے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی زمین پر حکمرانی کرے گا، اُس کا نام میرے نام جیسا ہوگا، تو اُس نے کہا: جی ہاں!

اِسی طرح خلیفہ وغیرہ عاصم سے بیان کرتے ہیں۔“[1]

۱۱۵/۲: ہم سے ابو عیسیٰ موسیٰ بن ہارون بن عمرو الطوسی نے بیان کیا، اُس نے کہا: خبر دی حسین بن محمد المروذی نے، اُس نے کہا: خبر دی شیبان[2] بن عبدالرحمٰن النحوی نے، وہ عاصم بن بہدلہ سے بیان کرتے ہیں، وہ زرّ بن حبیش سے، وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک میرے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا ایک آدمی زمین پر حکومت نہ کرلے، اُس کا نام میرے نام جیسا ہوگا۔“[3]

---

[1] روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اپنی ”سنن“ ج ۴ ص ۱۰۶ حاشیہ ۴۲۸۲ میں اور اس کو وارد کیا ”عقد الدرر“ ص ۵۴ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، اور اس نے کہا: نکالا اس کو احمد نے اپنی مسند میں، اور نکالا اس کو ”البحار“ ج ۳۶ ص ۳۶۸ میں، ابن بطریق سے ”المستدرک“ میں۔

[2] ”الاصل“ میں ”ابن شیبان“ ہے اور یہ تصحیف ہے، ”تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۵۱۵ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے، اس میں ہے کہ اسے حسین بن محمد نے روایت کیا۔

[3] نکالا اس کو ”کنز العمال“ ج ۱۴ ص ۲۷۱ حاشیہ ۳۸۶۹۲، ”مسند احمد“ ج ۱ ص ۳۷۶ سے، اپنی سند کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس جیسی۔
اور روایت کیا اس کو ”غیبۃ الطوسی“ ص ۱۱۳ میں اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، اور اس کے آخر میں ہے ”میرے اہل بیت رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی جس کو مہدی کہا جائے گا“ اسی سے ”البحار“ ج ۵۱ ص ۷۵ حاشیہ ۲۸ میں ہے، اور اس کو نکالا ہے ”البحار“ ج ۵۱ ص ۸۱ حاشیہ ۱۹ میں کشف الغمہ سے۔

۱۱۶/ ۳: بیان کیا احمد بن علی بن المثنی ابو یعلی التمیمی الموصلی نے، اس نے کہا: خبر دی عبد الغفار بن عبد اللہ[1] نے، اس نے کہا: خبر دی علی بن مسہر نے، وہ ابو اسحاق الشیبانی سے، وہ عاصم سے، وہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین پر میرے اہل بیت رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایک حکومت کرے گا اس کا نام میرے نام جیسا ہوگا۔“[2]

۱۱۷/ ۴: بیان کیا احمد بن حرب بن مسمع البزار ابو جعفر نے، اس نے کہا: خبر دی مسدّد بن مسہد[3] نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن ابراہیم ابو شہاب الکنانی نے، اس نے کہا: خبر دی عاصم بن بہدلہ نے، وہ زرّ بن حبیش سے، وہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

”اگر دنیا میں ایک رات بھی باقی رہ جائے تو اس میں میرے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی حکومت کرے گا اس کا نام میرے نام جیسا ہوگا۔“[4]

۱۱۸/ ۵: وعبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”دنیا تب تک ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میرے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی بھیجا جائے گا اسکا نام میرے نام جیسا ہوگا اسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام جیسا ہوگا۔“[5]

۱۱۹/ ۶: مجھے بیان کیا احمد بن ملاعب نے، اس نے کہا: خبر دی ابو نعیم الفضل بن دکین نے، اس نے کہا: خبر

---

[1] ”الاصل“ میں ”عبید اللہ“ ہے اور وہ تصحیف ہے، ”الجرح والتعدیل“ ج ۶ ص ۵۴ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے اور اس میں ہے اس نے علی بن مسہر سے روایت کی۔

[2] نکالا اس کو ”کنز العمال“ ج ۱۴ ص ۲۷۰ حاشیہ ۳۸۶۹۰ میں مسند احمد سے، اور ابی یعلی الموصلی سے، اور ضیاء المقدسی سے، اپنی سندوں کے ساتھ ابو سعید تک، درمیانی حدیث کی طرح، اور وارد کیا اس کو ”عقد الدرر“ ص ۵۴ نے ابن عمر سے، اور نکالا اس کو معجم احادیث المہدی ج ۱ ص ۱۶۰ میں، ابن المنادی سے۔

[3] ”الاصل“ میں ”مرھد“ ہے اور یہ تصحیف ہے، ”سیر اعلام النبلاء“ ج ۱۰ ص ۵۹۱ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[4] نکالا اس کو ”کنز العمال“ ج ۱۴ ص ۲۶۹ حاشیہ ۳۸۶۸۳ میں الطبرانی سے اپنی سند کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس جیسی۔

اور وارد کیا اس کو ”عقد الدرر“ ص ۳۹ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس جیسی۔

اور نکالا اس کو ”البحار“ ج ۵۱ ص ۸۳ حاشیہ ۳۱ میں کشف الغمہ سے۔

[5] نکالا اس کو ”کنز العمال“ ج ۱۴ ص ۲۷۰ حاشیہ ۳۸۶۸۹ میں الطبرانی سے ”المعجم الکبیر“ میں اور ”الدار قطنی“ نے ”الافراد“ میں، اور الحاکم نے ”المستدرک“ ج ۴ ص ۴۸۹ حاشیہ ۸۳۶۴ میں، ابن مسعود سے تمام اس جیسی، اور اس نے اس کے آخر میں یہ اضافہ کیا ”وہ زمین کو بھر دے گا انصاف سے اور جیسا کہ وہ زمین ظلم سے اور ناانصافی سے بھر دی گئی تھی“، اور اس کو وارد کیا ”عقد الدرر“ ص ۵۳ میں اور نکالا اس کو ”البحار“ ج ۵۱ ص ۸۲ حاشیہ ۲۱ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس جیسی روایت۔

دی فطر بن خلیفہ نے، وہ القاسم بن ابی بزۃ[1] سے، وہ ابی الطفیل سے، وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے، وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر زمانے میں ایک دن بھی باقی ہو تو اللہ تعالیٰ میرے اہلِ بیت سے ایک آدمی کو بھیجے گا جو زمانے کو عدل وانصاف سے بھر دے گا، جیسے زمانہ ظلم وجور سے بھرا ہوا تھا۔''[2]

۱۲۰/۷: بیان کیا ہمیں عمر بن محمد بن بکّار القافلائی نے، اس نے کہا: خبر دی ابو صالح الحرّانی نے، اس نے کہا: خبر دی الحسن بن عمر ابو ملیح الرقی نے، وہ وہ زیاد بن بیان سے، اس نے کہا میں نے سنا علی بن نفیل[3] سے، اس نے کہا: میں نے سنا سعید بن المسیب سے وہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جی ہاں! وہ حق ہے، وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوگا، یا یہ کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹوں میں سے ہوگا۔''[4]

۱۲۱/۸: اور خبر دی عمر بن محمد بن بکّار نے، اس نے کہا: خبر دی الحسن بن یحییٰ ابو علی الجرجانی نے، اس نے کہا: خبر دی عبد الرزاق بن ھمام نے، اس نے کہا: میں نے سعید بن المسیب کو کہا: کیا مہدی حق ہے؟ اُس نے کہا: ہاں! وہ حق ہے، میں نے کہا: وہ کس سے ہوں گے؟ اس نے کہا: قریش میں سے ایک آدمی سے، میں نے کہا: کس قریش سے؟ اس نے کہا: بنی ہاشم سے، میں نے کہا: کس بنی ہاشم سے؟ اس نے کہا: عبد المطلب کی اولاد[5] سے، میں نے کہا: عبد المطلب[6] کی کس اولاد سے؟ اس نے کہا: فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے، میں نے کہا: فاطمہ کی

---

[1] ''الاصل'' میں ''ابن ابی مرۃ'' ہے وہ تصحیف ہے، ''تہذیب التہذیب'' ج ۴ ص ۴۹۲ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے، اس میں ہے کہ اس نے روایت کیا ابو الطفیل سے، اور اس سے فطر بن خلیفہ نے روایت کیا۔

[2] روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اپنی ''سنن'' ج ۴ ص ۱۰۷ حاشیہ ۴۲۸۳ میں اور نکالا اس کو ''کنز العمال'' ج ۱۴ ص ۲۶۷ حاشیہ ۳۸۶۷۵ میں سنن ابی داؤد سے، اور مسند احمد سے، اور وارد کیا اس کو ''عقد الدرر'' ص ۳۹ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس جیسی۔

[3] ہم نے اس کو ثابت کیا المستدرک الحاکم سے۔

[4] روایت کیا اس کو الحاکم نے ''المستدرک'' ج ۴ ص ۶۰۱ حاشیہ ۸۶۷۱ میں، اور ابو داؤد نے اپنی ''سنن'' ج ۴ ص ۱۰۷ حاشیہ ۴۲۸۴ میں اور (مہدی میری آل میں سے ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے) اور اسی طرح روایت کیا اس ! الطوسی نے ''الغیبہ'' ص ۱۸۵ حاشیہ ۱۴۵ میں ان کی اسناد کے ساتھ ابو ملیح تک (اسی جیسی)، اور نکالا اس کو ''عقد الدرر'' ص ۴۳ میں ابن المنادی سے، اور روایت کیا اس حدیث کو عام وخاص لوگوں میں سے بہت ساری ایک جماعت نے۔

[5] اور ہم نے اس کو ثابت رکھا ''عقد الدرر'' سے

[6] اور ہم نے اس کو ثابت رکھا ''عقد الدرر'' سے

کس اولاد سے؟ اس نے کہا: اب تمہیں یہ کافی ہے[1]۔

۱۲۲/۹: بیان کیا ہمیں ابو قلابہ عبدالملک بن محمد بن عبداللہ الرقاشی نے، اس نے کہا: خبر دی عفان بن مسلم نے، اس نے کہا: خبر دی عقان القطان[2] نے، وہ قتادہ سے، وہ ابو الخلیل[3] سے، وہ عبداللہ ابن الحارث سے، وہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مقامِ ابراہیم اور رکنِ یمانی کے درمیان ایک آدمی کی بیعت کی جائے گی کئی اہلِ بدر بھی ہوں گے، تو اُس کے پاس آئے گا تو اہلِ عراق کا ایک گروہ، اور اہلِ شام کے ابدال، تو ایک لشکر اُن سے جنگ کرے گا، تو وہ بیداء نامی جگہ میں ہوں گے جہاں گرہن بھی ہوگا، تو اُن سے جنگ کرے گا ایک قریش کا، اس کے ماموں بنو کلب کے لوگ ہوں گے، وہ ملیں گے پھر وہ اُن کو شکست دے گا، تو کہا جائے گا:

رسوا کرنے والا وہ آدمی ہوگا جس نے رسوا کیا بنو کلب کی غنیمتوں کو۔"[4]

اور بیان کیا مجھے عبدالرحمٰن بن سابط[5] نے، وہ الحارث بن ابی ربیعہ سے،[6] وہ اُمّ المومنین سے، یوسف بن ماہک[7] کی حدیث کی طرح، سوائے اُس کے اُس نے اُس لشکر کا تذکرہ نہیں کیا جس کا تذکرہ ابو عبداللہ بن

---

[1] اسی سے ہے "عقد الدرر" ص ۴۴ اور روایت کیا اس کو ابن حماد نے "الفتن" ج ۱ ص ۳۶۸ حاشیہ ۱۰۸۲ سعید بن المسیب سے (اس جیسی) اور وارد کیا اس کو ابن طاؤس نے "الملاحم والفتن" ص ۳۲۰ حاشیہ ۴۶۰ اس کی سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ تک (مختصر)

[2] اسی طرح، اور ظاہر ہے کہ وہ عمران بن دوار ہے (داور یا خ) ابو العوام القطان البصری ہے جو روایت کرتا ہے قتادہ سے اور "تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۸۱ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے، اور "تقریب التہذیب" ج ۱ ص ۷۵۱ میں۔

[3] "الاصل" میں "الجلیل" ہے یہ تصحیف ہے وہ صالح ابو الخلیل ہیں جس کا ترجمہ "تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۵۳۷ میں کیا گیا ہے۔

[4] روایت کیا اس کو ابوداؤد نے "السنن" ج ۴ ص ۱۰۷ حاشیہ ۴۲۸۶ اس کی سند کی ساتھ صالح ابی الخلیل تک اس جیسی، اور نکالا اس کو "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۲۷۱ حاشیہ ۳۸۶۹۶ میں ابن ابی شیبہ سے اور الطبرانی سے اور ابن عساکر سے اس کی اسناد کے ساتھ ام سلمہ سے اس جیسی۔

[5] "الاصل" میں "سابق" ہے اور یہ تصحیف ہے جس کو ہم نے ثابت کیا ہے، الرازی نے "الجرح التعدیل" ج ۵ ص ۲۴۰ میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔

[6] "الاصل" میں اس سے پہلے اضافہ ہے (الحارث بن ساق) ہے اور وہ نسخہ جات کے اضافہ جات میں سے ہے۔

[7] اور ظاہر ہے کہ یوسف بن ماھک کی حدیث نسخہ جات سے ساقط ہے اور اس کے لفظ ہیں جیسا کہ "صحیح مسلم" ج ۱۸ ص ۶ میں ہے، اسی طرح اور بیان کیا ہمیں زید بن ابی انیسہ نے، وہ عبدالملک العامری سے، وہ یوسف بن ماھک سے، عبداللہ بن صفوان نے مجھے خبر دی، وہ اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب اس گھر سے پناہ مانگے گی یعنی کعبہ سے، ایک قوم جس کے پاس نہ کوئی طاقت ہوگی، نہ کوئی منع کرنے والا ہوگا، نہ کوئی تعداد ہوگی، بھیجے گا ان کی طرف ایک لشکر یہاں تک کہ وہ "بیداء" نامی زمین میں ہوں گے اور وہ زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے، کہا یوسف نے اور اہلِ شام نے اس دن لوگ مکہ کی طرف چلیں گے تو عبداللہ بن صفوان نے کہا، اللہ کی قسم وہ یہ لشکر نہیں ہے۔ کہا زید نے: اور بیان کیا مجھے عبدالملک العامری نے، وہ عبدالرحمٰن بن سابط سے، وہ الحارث بن ابی ربیعہ سے، وہ اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا سے، یوسف بن ماھک کی حدیث کی طرح، سوائے اس کے اس میں لشکر کا ذکر نہیں ہوا جس کا ذکر عبداللہ بن صفوان نے کیا۔

صفوان نے کہا۔

۱۲۳/۱۰: بیان کیا ہمیں ابو قلابہ الرقاشی نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے علی بن عبداللہ المدینی[1] نے، اس نے کہا: خبر دی سفیان بن عیینہ نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے امیہ بن صفوان بن عبداللہ بن صفوان بن اُمیہ نے، اس نے کہا: میں نے اپنے دادا عبداللہ بن صفوان سے سنا، وہ کہتے تھے میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرما رہی تھیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک لشکر[2] حملہ کرے گا، اور وہ بیداء نامی زمین میں ہوں گے اُن کا پہلا اور آخری حصہ دھنسا دیا جائے گا، لیکن اُن میں سے کامیاب نہیں ہوں گے مگر وہی لوگ جن کے بارے میں خبر دی گئی تھی۔

اس نے کہا: میں نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا، میں گواہی دیتا ہوں کہ تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹ نہیں باندھ سکتا اور بے شک حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ نہیں باندھ سکتی۔"[3]

۱۲۴/۱۱: اور بیان کیا ہمیں ابو قلابہ نے، اس نے کہا: بیان کیا ہمیں ابن بشار الرمادی[4] نے، اس نے کہا: خبر دی سفیان بن عیینہ نے، وہ محمد بن اسحاق نے، وہ محمد بن ابراہیم التیمی[5] سے، وہ بقیرۃ سے جو کہ القعقاع بن ابی حدرد کی بیوی ہے سے، اس نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر ارشاد فرما رہے تھے:

"جب تمہیں یہ بات پہنچے ایک لشکر کو (زمین میں) دھنسا دیا گیا ہے تو تحقیق قیامت سایہ فگن ہو چکی ہے۔"[6]

---

[1] "الاصل" میں "المدنی" ہے یہ تصحیف ہے، "تہذیب التہذیب" ج ۷ ص ۲۱۰ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے، اور "تقریب التہذیب" ج ۱ ص ۶۹۷ میں

[2] اسی طرح مصادر میں ہے "ضرور بضرور اس گھر میں وہ محفوظ ہوگا لشکر جس کے ساتھ وہ لڑائی کریں گے"

[3] روایت کیا اس کو بخاری نے اپنی "صحیح" ج ۳ ص ۱۹ میں، اس کی سند کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا تک اس جیسی، اور مسلم نے اپنی "صحیح" ج ۱۸ ص ۵ میں، اور الحاکم نے "المستدرک" ج ۴ ص ۴۷۶ حاشیہ ۳۰ میں، ان دونوں کی اسناد کے ساتھ سفیان تک اس جیسی، اور نکالا اس کو "کنز العمال" ج ۱۲ ص ۲۰۳ میں، مسند احمد سے، اور صحیح مسلم سے، اور سنن النسائی سے، اور سنن ابن ماجہ سے، ان کی اسانید سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے اس جیسی۔

[4] وہ ابراہیم بن بشار الرمادی، ابو اسحاق البصری، ذکر کیا اس کا "السمعانی" نے "الانساب" ج ۳ ص ۸۸ میں اور العسقلانی نے "تہذیب التہذیب" ج ۱ ص ۱۳۴ میں

[5] "الاصل" میں "التمیمی" ہے یہ تصحیف ہے، "تہذیب التہذیب" ج ۵ ص ۷ میں اس کا ترجمہ کیا گیا اور "سیر اعلام النبلاء" ج ۵ ص ۲۹۴ میں ترجمہ کیا گیا۔

[6] روایت کیا اس کو احمد نے "المسند" ج ۶ ص ۳۷۹، اسی سے "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۲۱۰ میں۔

۱۲۵ / ۱۲: اور میں نے اپنی کتاب میں علی بن داؤد القنطری سے پایا ہے، اس نے کہا: خبر دی عمرو بن خالد الخزاعی نے، اس نے کہا: خبر دی زہیر بن معاویہ نے، اس نے کہا: خبر دی عبدالعزیز یعنی ابن رفیع نے، وہ عبیداللہ[1] بن القبطیہ سے، اس نے کہا: میں نے اور حارث بن ابی ربیعہ اور عبداللہ وہ ابن صفوان ہیں چلے جہاں تک کہ ہم اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آگئے، اُن دونوں نے اُس سے کہا: اے اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا! کیا تُو نے ہمیں دھنسا جانے کے بارے میں حدیث بیان نہیں کی اُس قوم کے بارے میں جو دھنسا دی جائے گی۔ اُس نے کہا: کیوں نہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"پناہ مانگے گا گھر میں پناہ مانگنے والا اللہ تعالیٰ ایک لشکر کو بھیجے گا جہاں تک کہ وہ بیداء نامی زمین میں ہوں گے اللہ تعالیٰ اُن کو دھنسا دے گا، اُس نے کہا، پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تو کیسے ہوگا وہ جو ناپسند جانا جائے گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُن کے اُس کو بھی دھنسا دیا جائے گا لیکن وہ قیامت کے دن اٹھایا جائے گا اُسی حالت میں جس حالت میں از خود تھا۔

عبدالعزیز نے کہا میں ابو جعفر محمد بن علی سے ملا، میں نے اسے کہا: بے شک اُس نے کہا بیداء نامی جگہ زمین سے، تو ابو جعفر نے کہا: نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم، بے شک وہ مدینہ میں بیداء نامی جگہ ہے۔"[2]

۱۲۶ / ۱۳: بیان کیا ہارون بن علی بن الحکم نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن المؤمل الضریر نے، اس نے کہا: خبر دی احمد بن عمران، وہ الاخنسی ہے، اس نے کہا: خبر دی ابوبکر بن عیاش نے، اس نے کہا: خبر دی عبدالعزیز بن رفیع نے، وہ عبیداللہ بن القبطیہ سے روایت کرتے ہیں، اس نے کہا:

میں اور الحارث بن ابی ربیعہ اور ابن صفوان اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، تو ہم دونوں نے اُس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں پوچھا:

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ فَزِعُوا۟ فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا۟ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٥١﴾ (سورۃ سبا: ۵۱)

---

[1] "الاصل" میں "عبد" ہے اسی طرح اس کے بعد آنے والی سند میں تصحیف ہے جس کا ترجمہ "تہذیب التہذیب" ج ۱ ص ۸ ۶۳ میں کیا گیا ہے۔

[2] روایت کیا اس کو مسلم نے اپنی "صحیح" ج ۱۸ ص ۴ اور ابوداؤد نے اپنی "سنن" ج ۴ ص ۱۰۸ حاشیہ ۴۲۸۹ ان دونوں کی سند کے ساتھ عبدالعزیز بن رفیع اس جیسی، اور نکالا اس کو "کنز العمال" ج ۱۲ ص ۲۰۳ میں مسند احمد سے اور صحیح مسلم سے۔

”(اے پیغمبر! تمہیں ان کی حالت عجیب نظر آئے گی) اگر تم وہ منظر دیکھو جب یہ گھبرائے پھرتے ہوں گے، اور بھاگ نکلنے کا کوئی رستہ نہیں ہوگا، اور انہیں قریب ہی سے پکڑ لیا جائے گا۔“

تو اُس نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے:

”ایک لشکر بھیجا جائے گا یہاں تک کہ وہ بیداء نامی زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔“

ابوبکر بن عیاش نے کہا کہ عبدالعزیز بن رفیع نے کہا، میں نے یہ ابوجعفر محمد بن علی کے پاس ذکر کیا اس نے کہا: یہ مدینہ میں بیداء نامی جگہ ہے۔[1]

۱۲۷ / ۱۴: بیان کیا ہمیں احمد بن حرب بن مسمع نے، اس نے کہا: خبر دی ابوشہاب محمد بن ابراہیم الکنانی نے، اس نے کہا: خبر دی عاصم بن بہدلہ نے، اس نے کہا: خبر دی ابوصالح نے، وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر دنیا میں ایک رات بھی باقی نہ ہو تو اُس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی حکومت کرے گا، بے شک اُس کی عمر ۷ سال ہوگی، اور لمبی ۹ سال ہوگی۔“[2]

۱۲۸ / ۱۵: بیان کیا ہمیں میرے دادا رحمۃ اللہ علیہ نے، اس نے کہا: خبر دی روح بن عبادہ نے، وہ المعلّی بن زیاد ابی الحسن سے، وہ العلاء بن بشیر[3] سے، وہ ابوالصدیق الناجی سے، وہ ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مہدی کے بارے میں خوشخبری دے دو، میری اولاد میں سے ایک آدمی ہوگا، وہ نکلے گا لوگوں کے اختلاف اور زلزلوں کے دور میں پھر وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا، جیسے زمین ظلم وناانصافی سے بھر دی گئی تھی، اس سے آسمان میں رہنے والے، زمین میں

۱۔ دیکھئے سابقہ تخریج اور رجوع کیجئے ”تفسیر القرطبی“ ج ۱۴ ص ۳۱۴ میں

۲۔ نکالا اس کو ”کنزالعمال“ ج ۴ ص ۲۶۹ حاشیہ ۳۸۶۸۳ میں الطبرانی سے اس کی سند کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور حاشیہ ۳۸۶۸۴ میں الدیلمی سے اس کی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

۳۔ ”الاصل“ میں ”بشر بن العلی“ ہے ظاہر ہے تصحیف ہے اس کی جو متن میں ہے، العلاء بن بشیر کی روایت کے لئے ابوالصدیق الناجی سے، رجوع کریں ”تہذیب التہذیب“ ج ۴ ص ۳۰۹ میں، اور ہم نے بشر بن علی پر غور نہیں کیا رجال کی کتب میں ترجمہ پر۔

رہنے والے بھی خوش ہوں گی، اور وہ مال کو صحیح طریقے سے تقسیم کریں گے۔"[1]

تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: صحاحا سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا: برابری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلوں کو غناء سے بھر دیں گے، اور اُن میں اپنا عدل وسیع فرما دیں گے، یہاں تک کہ ایک ندا کرنے والا حکم دے گا وہ ندا کرے گا کہ مال کی کس کو ضرورت ہے؟ کوئی آدمی نہیں آئے گا، مگر صرف ایک آدمی اس کے پاس آئے گا اور اُس سے مانگے گا اور اُسے کہے گا: تُو چل "سادن" کی طرف یہاں تک کہ وہ تجھے عطا کرے گا۔

اس نے کہا: پھر وہ آئے گا پھر وہ اُسے کہے گا: میں مہدی کا قاصد ہوں تاکہ تُو مجھے مال عطا کرے، وہ اُسے کہے گا: تو لپ بھر لے، تو وہ لپ[2] بھرے گا مگر اُسے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھے گا، پھر وہ گرا دے گا، پھر اِتنی مقدار اُٹھائے گا جتنی اس کے اندر اٹھانے کی طاقت ہوگی، پھر وہ لے کر نکلے گا، پھر وہ شرمسار ہوگا، پھر وہ کہے گا: اچانک اُس وقت میں محمد کی اُمت کو دلیر سمجھتا ہوں، اس مال کو میری طرف چھوڑ دو، اُس نے اُس کو چھوڑ دیا میرے علاوہ، پھر اُس نے کہا، پھر وہ لوٹے گا، پھر وہ اُس کو لوٹا دے گا، پھر وہ اُسے کہے گا: یہ مال ہم اُس سے کچھ بھی قبول نہیں کریں گے جو ہم نے تجھ کو دے دیا ہے۔

اُس نے کہا: ایسے ہی سات سال یا آٹھ سال یا نو[3] سال ہوتا رہے گا۔ اسی طرح اس کے بعد زندگی میں خیر نہیں ہوگی۔[4]

۱۶/۱۲۹: اور بیان کیا ہمیں عمرو بن ابی قیس نے، وہ مطرف بن طریف سے، وہ ابوالحسن سے، وہ ھلال بن عمرو سے، اس نے کہا: میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ماوراء النہر سے ایک آدمی نکلے گا جسے "الحارث بن حارث" کہا جائے گا، اس کے سامنے ایک آدمی ہوگا جسے "منصور" کہا جائے گا، یہ کہا: وہ جگہ دے گا آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِس طرح

---

[1] "الاصل" میں "نحضاحا" ہے اور اسی طرح جو اس کے بعد ہے۔ یعنی صحاحاً (صحیح طریقے سے) کی جگہ نحضاحا کا لفظ بھی آیا ہے۔

[2] "الاصل" میں "احثوہ" یعنی اس کی لپ بھر لو، اس کا معنی ہے اور ہم نے اس کو ثابت کیا مسند احمد سے۔

[3] راوی سے تردید ہے۔

[4] روایت کیا احمد بن حنبل نے اپنی "مسند" ج ۳ ص ۳۷ میں اپنی سند کے ساتھ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس جیسی، اسی سے ہے "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۲۶۱ حاشیہ ۳۸۶۵۳

جس طرح قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جگہ بنائی، اور ہر مؤمن پر اُس کی مدد واجب ہوگی، یا یہ کہا اُس کو قبول کرنا واجب ہوگا۔"[1]

۱۳۰/۱۷: بیان کیا مجھے ابو بکر احمد بن محمد بن عبداللہ بن صدقہ[2] نے، اس نے کہا: خبر دی محمد[3] بن ابراہیم ابو امیہ الطرسوی نے، اس نے کہا: خبر دی ابو نعیم الفضل بن دکین نے، اس نے کہا: خبر دی شریک[4] بن عبداللہ نے، وہ عمار بن عبداللہ الذہبی[5] سے، وہ سالم بن ابی الجعد سے، اس نے کہا:

"المہدی ۲۱ سال تک ہوں گے یا ۲۲ سال تک،

پھر آخر میں اس کے بعد وہی ہوگا جو اس کے علاوہ ہے، وہ ۱۴ سال تک ہوگا،

پھر اُس کے بعد وہی ہوگا جو اُس کی علاوہ ہے وہ ۶۰ سال تک ہے،

اور دانیال کی کتاب میں ہے:

کہ السفیانی تین ہیں، اور بے شک مہدی بھی تین ہیں، پھر پہلا نکلے گا۔

جب وہ نکلے گا اور اس کا ذکر عام ہو جائے گا، تو اُس پر پہلا مہدی نکلے گا،

پھر دوسرا السفیانی نکلے گا، تو اُس پر دوسرا مہدی نکلے گا،

پھر تیسرا السفیانی نکلے گا پھر تیسرا مہدی نکلے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ اصلاح کرے گا جو بھی اُس سے پہلے فساد ہوا تھا، اللہ تعالیٰ اُس سے اہلِ ایمان کو بچائے گا، اللہ تعالیٰ اُس سے سنت کو زندہ رکھے گا، اور بجھائے گا اُس سے بدعت کی آگ کو، اور لوگ اُس کے زمانے میں معزز ہوں گے اور غالب ہوں گے اُن پر جو اُن کی مخالفت کریں گے، خوشگوار زندگی بسر کریں گے، اور اللہ تعالیٰ اُن پر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا، اور زمین اپنے پھول اور اپنی انگوریاں نکالے گی اور یہ سات سال تک ایسا ہی رہے گا۔ اور وہ فوت ہو جائے گا۔

---

1. روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اپنی "سنن" ج ۴ ص ۱۰۸ حاشیہ ۴۲۹۰ میں اپنی سند کے ساتھ ھلال بن عمرو سے (اس جیسی) اور اسی سے "کنز العمال" ج ۱۱ ص ۷۰ ۳ حاشیہ ۳۱۷۸۰ و ج ۱۴ ص ۵۷۲ حاشیہ ۳۹۶۳۸
2. "تاریخ بغداد" ج ۵ ص ۴۲۴ میں اسکا ترجمہ کیا گیا ہے اور اس نے کہا: ذکر کیا اس کو ابن منادی نے کتاب "افواج القراء" میں۔
3. اس کے بعد "الاصل" میں "عبداللہ بن صدقہ" کا اضافہ کیا اور وہ نسخہ جات کے اضافہ جات میں سے ہے، اور اس کا ترجمہ "تاریخ بغداد" ج ۱ ص ۳۱۰ میں کیا گیا ہے۔
4. "الاصل" میں "عن" ہے اور یہ تصحیف ہے۔
5. اسی طرح، اور ظاہر ہے کہ وہ "عمار بن معاویہ الدھنی" ہے راوی کے قرینہ سے اور اس سے جس سے روایت کی گئی۔

اور لوگوں پر اُس کے بعد بلائیں (تکلیفیں) لوٹیں گی اور اُس سے بھی زیادہ سخت جو پہلے تھا، یہاں تک کہ زندہ لوگ تمنا کریں گے کہ وہ بھی مرجائیں، جب اُن پر بڑی بلا اور قتل اور تنگی اور زمین میں فساد نازل ہوگا، اور متواتر فتنے زمین کے اطراف واکناف، مشرق ومغرب میں نازل ہوں گے، تو وہ سخت مصیبتوں سے ملیں گے، کوئی بھی اِس سے پہلے ایسی مصیبتوں کا سامنا نہیں کرسکا، اُن میں سے اکثر لوگ بھوک اور قتل سے مرجائیں گے، اور بہت تھوڑے لوگ اُن میں سے فرار ہوجائیں گے۔

اس کے بعد وہی ہوگا جو بہت زیادہ خوفناک کیفیت ہوگی، اللہ تعالیٰ وہی کچھ کرنے والا ہے جس کا وہ ارادہ کرتا ہے۔

اب ہم لکھیں گے جو "الزوراء" کے قصے میں آیا ہے، اور وہ "بغداد" میں ہے اور جو مصیبتیں اُس کے بارے میں بیان ہوئی ہیں وہ آخری زمانے میں اپنے اہل میں نازل ہوگا۔

اب ہم شرح کریں گے اُس کی جو اہلِ علم نے اِس کے بارے میں اخبار کی اسانید کے بارے میں کہا ہے، جو احادیث مستند وارد ہوئی ہیں اور اُن میں کچھ ضعف بھی ہیں جو جھوٹ تک یا کذب تک پہنچنے والا ہے اگرچہ اُن کا متن صحیح بھی ہے، یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ ہوگا۔

(۲۳)

سیاق المأتی فی فتنة بغداد، وضعف أسانید متون حدیثها وإن كانت المتون صحاحًا

''بغداد کے فتنہ کے بارے میں آنے والی روایات اور اُس کے بارے میں احادیث کے متون اور اسانید کے ضعف کے بارے میں اگرچہ متون صحیح بھی ہوں''

۱۳۰/۱: بیان کیا ہمیں محمد بن اسحاق الصاغانی نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے یحییٰ بن معین نے، اس نے کہا: خبر دی ابن ابی بکر الکرمانی [1] نے، اس نے کہا: خبر دی عمار بن سیف نے، اور وہ سفیان ثوری کے بھانجا ہیں، وہ سفیان ثوری سے، وہ عاصم الاحول سے، وہ ابی عثمان النھدی سے، وہ جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''دجلہ اور دجیل، الصراۃ اور قطربل [2] کے درمیان شہر بنایا جائے گا جس کی طرف زمین کے خزانے بہیں گے اور وہاں دھنسانا بھی ہوگا اور یہ شہر بڑی جلدی زمین میں جائے گا جس طرح سے نرم زمین میں لوہے کی بنی ہوئی تیز دھار چیز جاتی ہے۔'' [3]

---

[1] وہ یحییٰ بن ابی بکر الکرمانی ہیں، ''تہذیب التہذیب'' ج ۶ ص ۲۶۳ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے

[2] الصراۃ: یہ فتح کے ساتھ ہے یہ دو نہریں ہے بغداد میں ایک الصراۃ الکبریٰ اور دوسری الصراۃ الصغریٰ، قطربل: بغداد اور عکبری کے درمیان ایک بستی ہے، میں نے کہا بغداد اور مزرفہ کے درمیان، کیونکہ عکبری مشرقی جانب ہے اور وہ مغربی جانب ہے، (مراصد الاطلاع ج ۲ ص ۸۳۶ اور ج ۳ ص ۱۱۰۶)۔

[3] وارد کیا اس کو ''کنز العمال'' ج ۱۴ ص ۲۷۹ حاشیہ ۳۸۷۲۵ میں مرسل طور پر اس جیسا، اور اس کے آخر میں اسی طرح جس میں لوہے کو نرم زمین میں گاڑ دیا۔

۱۴۱/۲: اور بیان کیا مجھے ہارون بن علی بن الحکم نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن المؤمل الضریر نے، اس نے کہا: خبر دی اسحاق بن بشر الکاہلی نے، وہ عمار بن سیف الضبی سے، اس نے کہا: میں نے عاصم الاحول سے سنا، اس سے سفیان ثوری نے سوال کیا، اس نے ابوعثمان النہدی سے ذکر کیا، وہ جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"قطربل اور الصراۃ، دجلہ اور دجیل کے درمیان شہر بنایا جائے گا، ہر قسم کی زبان بولنے والے اکٹھے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو وہیں دھنسا دے گا، اور وہ زمین میں اِس قدر تیزی کے ساتھ دھنس جائیں گے جس طرح نرم زمین میں کدال یعنی گینتی دھنستی ہے۔"[1]

۱۴۲/۳: اور تحقیق روایت کیا نعیم بن حماد نے اس میں جس سے مجھے پہنچا نوح بن ابومریم سے، وہ مقاتل بن سلیمان سے، وہ عطاء سے، وہ عبید بن عمیر[2] سے، وہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ تفسیر (حم اور عسق[3]) کے بارے میں سوال کیا گیا اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، اور اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی وہاں موجود تھی، اس نے کہا:

"(العین)" سے مراد عذاب ہے اور (السین) سے مراد السنۃ والمجاعۃ[4] ہے اور (القاف) سے مراد ایسی قوم جو آخری زمانے[5] میں "الزوراء" نامی جگہ میں پھینک دی جائے گی، پھر انہیں بہت ساری مخلوق قتل کرے گی۔

---

[1] سابقہ مصدر اور وارد کیا اس کو "تفسیر القرطبی" ج ۱۶ ص ۲ میں اس جیسی حضرت جریر سے۔

[2] "الاصل" میں "جریر" ہے اور یہ تصحیف ہے وہ عبید بن عمیر بن قتادہ اللیثی ہے، وہ تابعین میں سے ثقہ تھا، جس کا ترجمہ "سیر اعلام النبلاء" ج ۴ ص ۱۵۶ میں کیا گیا ہے۔

[3] سورۃ الشوریٰ آیت ۱ تا ۲

[4] "الاصل" میں "المجاعۃ" ہے اور وہی متن ہے جیسا کہ "الفتن" میں ہے۔

[5] اس کے بعد ایسی طرح نعیم کے فتن میں ہے، تو عمر نے اس کو کہا: ان میں سے کون؟ تو اس نے کہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے مدینہ میں، کہا جاتا ہے اس کو "الزوراء"، اس میں بہت بڑی جنگ ہوگی اور ان کے اوپر قیامت قائم ہو جائے گی۔
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اس میں اور یہ ہمارے بارے میں کوئی نہیں ہے لیکن "القاف" سے مراد قذف اور خسف ہوں گے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے صحیح کہا۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بخار کی مصیبت آئی یہاں تک کہ اس کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوٹ کے آئے اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کئی صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آئے جب انہوں سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔

تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: (القاف) سے مراد قذف اور خسف ہے یعنی بہتان اور دھنسایا جانا ہوگا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تو نے تفسیر[1] صحیح بیان کی ہے اور اے ابن عباس رضی اللہ عنہ تو نے معنی صحیح[2] بیان کیا۔"

۱۳۳/۴: عبیداللہ بن عبداللہ بن عباس سے ایک دوسری روایت میں ہے وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ اُس سے (حٰمٓ اور عٓسٓقٓ) کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ضرور بضرور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے یعنی ابوجعفر المنصور ایک آدمی نازل ہوں گے مشرقی نہروں میں سے ایک نہر پر، تو وہاں دو شہر بنائے جائیں گے، اُن دونوں کے درمیان ایک نہر بہے گی، جب اللہ تعالیٰ وہاں کے رہنے والوں کی ہلاکت کے بارے میں اجازت دے گا تو اللہ تعالیٰ اُس میں ہر قسم کے جبار اور سخت لوگوں کو جمع کرے گا پھر اُن کو دھنسا دے گا اور اِن تمام کو اس لئے اللہ تعالیٰ کا قول (حٰمٓ اور عٓسٓقٓ) ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی قضا اور قدر ہے اور "العین" سے مراد اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے اور "السین" کا مطلب ہے عنقریب دونوں شہروں میں بہتان طرازیاں واقع ہوں گی۔"[3]

۱۳۴/۵: بیان کیا ہمیں عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے میرے باپ نے، اس نے کہا: خبر دی ابوالمغیرہ عبدالقدوس بن الحجاج نے، اس نے کہا: خبر دی ارطاۃ نے، اس نے کہا:

"ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان کے پاس حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما بھی تشریف فرما تھے، تو وہ آدمی اُن کو کہنے لگا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! مجھے اللہ تعالیٰ کے قول (حٰمٓ اور عٓسٓقٓ) کی تفسیر بتائیے، آپ نے اُس سے منہ پھیر لیا، پھر اُس نے دوسری مرتبہ اپنی بات دہرائی آپ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا، پھر اُس نے تیسری مرتبہ اپنی بات دہرائی، آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں، پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

---

[1] میں کہتا ہوں: یہ تاویل ہے اور تفسیر نہیں ہے، اور ان سورتوں کی دوسری تاویلات بھی ہیں، رجوع کیجئے ان کے بارے میں رجوع کیجئے کتاب "تاویل الآیات الظاہرۃ" اور تفسیر کی کتابیں۔

[2] روایت کیا اس کو نعیم نے "الفتن" ج ۱ ص ۳۰۵ حاشیہ ۸۸۸ میں اس سند کے ساتھ اس جیسی۔

[3] روایت کیا نعیم نے "الفتن" ج ۱ ص ۳۰۵ حاشیہ ۸۸۶ اس کی سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ تک اس جیسی، بڑے اختلاف کے ساتھ

میں آپ کو اس کی خبر دیتا ہوں، یہ نازل ہوئی اُس آدمی کے بارے میں جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوگا، وہ نازل ہوگا مشرقی نہروں میں سے ایک نہر پر، وہاں دو شہر بنائے جائیں گے اُن دونوں شہروں کے درمیان ایک نہر جاری ہوگی، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس پوری حدیث کا ذکر کیا۔"[1]

۶/۱۳۵: بیان کیا ہمیں ہارون بن علی بن الحکم نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن داؤد بن یزید القنطری ابو جعفر نے، (وہ ہمارے شیخ علی بن داؤد کے بھائی ہیں)، اُس نے کہا: خبر دی ابو الفضل صالح بن موسیٰ نے، اس نے کہا: خبر دی صالح بن عبد اللہ نے، وہ عثمان بن عبد الرحمٰن سے، وہ الزہری سے، وہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ بیان کرتے ہیں:

"جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر (حٰمٓ اور عٓسٓقٓ) نازل کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ تبدیل ہوگیا، اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک میں پریشانی کے آثار دیکھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین رات تین دن تک ایسے ہی رہے، نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کوئی چیز بتلاتے تھے، اور نہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سوال کرتے تھے؟
جب چوتھا دن ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور پھر پلٹے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پلٹ گئے، ہم نہیں جانتے تھے کہ اوّل سے لے کر آخر تک کیا مصیبت ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی جس نے مجھے بہت زیادہ تکلیف[2] دی تو میں نے پھر کچھ چیزوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ عطا فرمادیں، اور کچھ چیزوں سے مجھے روک دیا ان مصیبتوں میں سے جو میرے بعد تمہیں پیش آئیں گی۔
اس نے کہا: تو حضرت سالم رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں بھی اِن کے بارے میں بتلایئے، یہاں تک کہ وہ تھامنے لگا جس طرح کوئی کسی چیز کو تھامتا ہے اپنے ڈر کی وجہ سے، یا ضائع کرنے لگا جس

---

[1] روایت کیا اس کو القرطبی نے اپنی "تفسیر" ج ۱۶ ص ۱۲ اسی طرح ارطاۃ سے
[2] الارماض: یعنی ہر وہ چیز جو تکلیف دے، کہا جاتا ہے: اس نے مجھے تکلیف دی یعنی مجھے تکلیف سے دوچار کیا یا آدمی نے تکلیف دی ایسے ایسے یعنی اس کو سختی ہوئی یا وہ پریشان ہوا۔

طرح کوئی چیز کوئی آدمی ضائع کرتا ہے۔
تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر (حٰمٓ ، عٓسٓقٓ) نازل کی گئیں، میرے رب کی طرف ایک قضاء جو کہ سچ ہے اور واجب ہے، تو ''العین'' کا مطلب عذاب ہے اور ''السین'' کا مطلب سنون یعنی سال ہیں اور ''القاف'' کا مطلب واقع ہونے والا عذاب ہے۔
اور مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی کہ دونوں عذاب گزر چکے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والوں میں اور ایک عذاب باقی ہے جو لامحالہ میری اُمت پر واقع ہوگا، تو تلوار کی ساتھ جو عذاب ہے وہ یومِ بدر کو ہوا، اور وہی ''العین'' ہے اور رہا ''السین'' تو اِس سے مراد وہ قحط ہیں جس میں اہلِ مکہ بھوک کی وجہ سے اور قحط کی وجہ سے ہلاک ہوئے یہاں تک کہ اُنہیں بدبودار کتے اور حرام چیزیں اور چوہے اور جو بھی اُن کو میسر آیا کھانے پڑے۔
اور رہا ''القاف'' اس سے مراد میری اُمت میں خسف اور مسخ اور قذف اور ہوا واقع ہوگی جس سے انہیں تکلیف میں مبتلا کیا جائے گا، اُسی طرح جس طرح قوم عاد کو عذاب دیا گیا، اور ایسے سانپ ہوں گے جن کے پَر ہوں گے اور جن کو لوگ کھائیں گے، اور ایسی ہوا ہوگی جو اُٹھا کر اُن کو سمندر میں پھینک دے گی، اور ایسی آگ ہوگی جو اُن کو اکٹھا کرے گی اور جو بھی گرے گا اُس میں اُن کا کھانا ہوگا اور وہ ایک قوم میری اُمت میں لہو ولعب کی وجہ سے سو جائے گی پھر وہ صبح کریں گے اس حال میں کہ وہ بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے۔
تو میں نے کہا اے جبرائیل علیہ السلام! یہ کب ہوگا؟ اُس نے کہا: جب قبیلہ اپنے خاندان کے ساتھ مل جائے گا سوائے ایک سمجھدار یا دو سمجھدار کے، کوئی باقی نہیں ہوگا اور وہ دونوں مقہور اور ذلیل ہوں گے، جب وہ دونوں نیکی کا حکم دیں گے ان دونوں کی بات کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ جب کسی کو برائی سے روکیں گے تو کوئی بھی اُس کی بات نہیں سنے گا، اور جب دیہاتوں میں شراب پی جائے گی تو وہ کہے گا اُن لوگوں نے بہت اچھا کیا شراب کے پینے میں جو ہم نے پی ہے کوئی حرج کی بات نہیں، ہمارے لئے کتنی اچھی بات ہے اور ہم چھوڑ دیں گے اُس وقت جس کو ہم مکروہ جانیں گے۔
اور اِس اُمت کے آخری لوگوں پر لعنت کی جائے گی اُن میں سے پہلے لوگ جن پر لعنت

حلال ہو جائے گی،
اس وقت جب ایک عورت قوم کی مجلس سے گزرے گی ان میں سے ایک آدمی اس طرف کھڑا ہو جائے گا اور اُس کی طرف اس طرح اُٹھے گا جس طرح بھیڑ کی دُم اُٹھتی ہے،
اور اس وقت شکار حرم میں حلال کر دیا جائے گا۔
اور اس وقت جب تیری اُمت ریشم کا لباس پہنے گی، اور نوجوان بچیاں گانا گائیں گی، اور وہ لوگ دُف بجائیں گے اور مؤمن ان میں سے اس بڑی اُمت میں سے ذلیل ہو جائیں گے۔
اور جب مسجدوں میں فاسق و فاجر لوگوں کی آوازیں بلند ہو جائیں گی اور نیکی کی دعوت دینے والے لوگوں پر بُرے لوگ غالب آجائیں گے،
اور اس وقت بارش بہت زیادہ ہوگی، فصل بہت کم ہوگی،
اور غیبت ظاہر ہو جائے گی اور باغی اولاد کی کثرت ہو جائے گی،
اور جب صاحبِ مال عزت کی جگہ پہ پہنچے گا تو قوم کے لوگ اُن کو ذلیل کریں گے،
اور تیری اُمت زکوٰۃ کو ترک کر دے گی اور وہ کہے گی: یہ تو ایک چٹی ہے، اور جب امانت غنیمت سمجھی جائے گی، اور وہ قوم کہے گی: یہ تو بکری ہے! اور قبیلہ سرداری کرے گا، پھر وہ اُن کو پانی پلائے گا اور شریف آدمی بُرے لوگوں کے شر کے خوف سے ڈرا ہوا ہوگا، (اور بُرے لوگوں کے شر سے بُرے آدمی کی عزت کی جائے گی)،
اور جب کسی آدمی کی اُس کی بیوی کی وجہ سے عزت کی جائے گی اور اُس کی نافرمانی کی بنا پر عزت کی جائے گی۔
اور اُس کے دوست کو ادنیٰ سمجھا جائے گا اور اُس کے باپ کو دور رکھا جائے گا،
اور مالِ فیئے کو اپنا مال سمجھا جائے گا، اور بڑے بڑے اُمراء لوگ بچے بن جائیں گے،
اور جب بوڑھا آدمی کلام کرنے کی کوشش کرے گا اُس سے جو اس سے عمر میں بہت چھوٹا ہوگا اُس سے بات کرنے کی طاقت نہیں ہوگی،
اور جب تیری اُمت دنیا کو ترجیح دینا شروع کر دے گی، اور اُن کے بعض بعض کو بخل، کینہ کی وجہ سے قتل کر دیں گے، اور جب عبادت لوگوں کے سامنے لمبی کر دی جائے گی، تو اس

وقت تیری اُمت پر پے در پے نشانیاں آئیں گی جیسا کہ مندرجہ ذیل میں نشانیاں درج کی جائیں گی تو وہ اُمت منقطع ہو جائے گی اُن کے بعض بعض کی پیروی کریں گے۔[1]

اور یہ آخری حدیث ہے پس چاہئے کہ ہم دوسری کی طرف رجوع کریں جو کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی اخبار ہیں اور اُن میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا تذکرہ ہے اس باب میں، جس کو ہم نے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے لئے ہی ختم کیا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی تائید کے ساتھ۔

---

[1] اس نے نکالا مختلف الفاظ کے ساتھ، "البحار" ج ۶ ص ۳۰۴ حاشیہ ۴ خصال کے بارے میں اور ص ۳۱۰ حاشیہ ۷، امالی الطوسی سے، اور ج ۵۲ ص ۱۹۲ حاشیہ ۱۲۶ اکمال الدین سے۔

(۲۴)

سیاق فضلة من أخبار المهدی علیہ السلام

”حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے متعلق روایات کا بیان“

۱۳۶/۱: خبر دی محمد بن عبداللہ بن سلیمان ابو جعفر الحضرمی الکوفی نے، اس نے کہا: خبر دی طاہر بن ابی احمد[۱] الزبیری نے، اس نے کہا: خبر دی میرے باپ نے، اس نے کہا: خبر دی صباح بن یحییٰ المزنی نے، وہ یزید بن ابی زیاد سے، وہ ابراہیم سے، وہ علقمہ سے، وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا:

”ہم بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس، بنو ہاشم[۲] میں سے چند لوگ آئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں ڈوب گئیں، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم اب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے میں ایسی چیز دیکھتے ہیں جو ہمیں اچھی نہیں لگتی؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم اس گھر والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے آخرت کو پسند کیا ہے اور بے شک میرے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم وہ لوگ ہیں جو ملاقات کریں گے میرے بعد دور دور یہاں تک کہ ایک قوم یہاں مشرق کی طرف سے آئے گی سیاہ رنگ کے جھنڈوں کو اٹھائے ہوئے، وہ حق کے بارے میں سوال کریں گے، پس وہ اُن کو کچھ عطا نہیں کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ کہا، پھر وہ لڑائی کریں گے تو وہ مدد کئے جائیں گے تو وہ دے دیں گے وہ چیز جو اُنہوں نے مانگی تھی پھر وہ اُسے قبول نہیں کریں گے یہاں تک کہ وہ اُسے بھیج دیں گے میرے گھر والوں میں سے ایک آدمی کی طرف، جو بھر دے گا زمین کو انصاف کی ساتھ، جیسا کہ انہوں نے زمین کو ظلم اور ناانصافی کی ساتھ بھرا تھا، اور جو بھی اس زمانے میں اپنے آپ کو پائے وہ اُس کے پاس آجائے اگرچہ اُسے گھٹنوں کے بل چل

---

[۱] ”اصل“ میں ”الحمد“ ہے اور یہ تصحیف ہے، اور ”الجرح والتعدیل“ ج ۴ ص ۴۹۹ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[۲] مستدرک الحاکم میں ”فتیۃ من بنی ہاشم فیھم الحسن والحسین“ اس سے مراد بنو ہاشم کا ایک نوجوان ہے ان میں حسن اور حسین شامل ہیں۔

کر بھی آنا پڑے برف کے اوپر۔ بے شک وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی رضی اللہ عنہ ہوگا۔"[1]

۱۴۷ / ۲: بیان کیا مجھے ہارون بن علی بن الحکم نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن المؤمل الضریر نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن ابی سمینہ البغدادی نے، وہ ابی قلابہ سے، وہ ابی اسماء الرحبی سے، وہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سے، وہ بیان کرتے ہیں:

"ضرور بضرور وہ قتل کریں گے تمہارے اس مال کے گھر کے پاس بادشاہوں کے تین بیٹوں کو اُن میں سے کوئی ایک نہیں پائے گا جو بھی اُس کا مطالبہ ہوگا، پھر وہ قتال کریں گے یہاں تک کہ اُن کے درمیان خون ہو جائے گا، پھر سیاہ جھنڈوں والے مشرق کی طرف سے آئیں گے جو اُن کو پائے وہ اُن کے پاس آجائے، اگرچہ اُن کو گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے اگرچہ برف کے اوپر رینگ کر بھی آنا پڑے۔ بیشک اُن کے پاس اللہ تعالیٰ کا خلیفہ[2] حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے اور اُن کے ساتھ مدد ہوگی۔"[3]

۱۴۸ / ۳: بیان کیا ابو قلابہ نے، اس نے کہا: خبر دی ابو نعیم، اس نے کہا: خبر دی شریک نے، وہ علی بن زید سے، وہ ابی قلابہ سے، وہ ثوبان رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم سیاہ جھنڈوں کو دیکھو جو خراسان کی طرف سے آئے ہیں تو تم اُن کے پاس آجاؤ اگرچہ تمہیں برف کے اوپر رینگ کر بھی کیوں نہ آنا پڑے۔ بے شک ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہے۔"[4]

اسی طرح بیان کیا ہمیں ابو قلابہ نے، اور ابو قلابہ[5] اور ثوبان کے درمیان کوئی ذکر نہیں کیا اسماء الرحبی

---

[1] نعیم نے "الفتن" ج ۱ ص ۳۱۰ حاشیہ ۸۹۵ میں روایت کیا ہے اپنی سند کے ساتھ یزید بن ابی زیاد سے اس جیسی، اور حاکم نے "المستدرک" ج ۴ ص ۵۱۱ حاشیہ ۱۴۲ میں اپنی سند کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس جیسی روایت کی زیادہ تفصیل کے ساتھ۔

[2] ہم نے اسکو ثابت کیا ہے آنے والی حدیث کے قرینہ سے، اس کے لازم ہونے کے لئے اور مشہور ہے کہ سیاہ جھنڈوں کا آنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور سے قبل، غور کیجئے۔

[3] الحاکم نے "المستدرک" ج ۴ ص ۵۱۰ حاشیہ ۱۴۰ میں روایت کیا ہے اپنی سند کے ساتھ ابو قلابہ تک اس جیسی اس کے بعض الفاظ میں اختلاف کے ساتھ اور اسی سے "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۲۶۳ حاشیہ ۳۸۶۸۵ اور ابن ماجہ سے بھی۔

[4] نعیم نے "الفتن" ج ۱ ص ۳۱۱ حاشیہ ۸۹۶ اپنی سند کے ساتھ ابو قلابہ سے اس جیسی روایت کی ہے، اور الحاکم نے "المستدرک" ج ۴ ص ۵۴۷ حاشیہ ۲۳۹ اپنی سند کے ساتھ ابو قلابہ تک اس جیسی، اسی سے "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۲۶۱ حاشیہ ۳۸۶۵۱ میں اور مسند احمد سے بھی ہے۔

[5] ابو قلابہ اول سے مراد "عبد الملک بن محمد بن عبد اللہ البصری الرقاشی" ہیں اور دوسرے سے مراد "عبد اللہ بن زید بن عمرو الجرمی" ہیں۔

کے والد کا۔

۱۳۹/ ۴: مجھے نعیم بن حماد المروزی سے خبر دی گئی، اس نے کہا: خبر دی ابو یوسف المقدسی نے، وہ محمد بن عبداللہ بن یزید بن[1] السندی، وہ کعب الاحبار سے بیان کرتے ہیں، بے شک اُس نے کہا:

''مہدی رضی اللہ عنہ کے خروج کی علامت یہ ہے کہ جھنڈے ہوں گے جو مغرب کی طرف سے آئیں گے اُن کے اوپر کندۃ کے علاقہ کا لنگڑا آدمی ہوگا۔'' [2]

۱۴۰/ ۵: کہا ابو یوسف المقدسی نے، کہا فطر بن خلیفہ [3] نے، کہا ابو جعفر محمد ابن علی بن الحسین رضی اللہ عنہ نے:

''مہدی رضی اللہ عنہ قیام کریں گے دو سو سال [4] لیکن ان دو سو سالوں میں سے کون سے ہوں گے اس کا ذکر نہیں کیا۔''

۱۴۱/ ۶: اور روایت کیا نعیم بن حماد نے بھی رشدین بن سعد سے، وہ ابن لھیعہ سے، وہ ابی قبیل سے، بیشک اُس نے کہا:

''مہدی رضی اللہ عنہ پر دو سو چار سال لوگ اکٹھے ہوں گے۔'' [5]

کہا ابن لھیعہ نے:

''عجمیوں کے حساب سے ہوگا عربیوں کے حساب سے نہیں۔'' [6]

۱۴۲/ ۷: کہا ابن لھیعہ نے: اور بیان کیا ابو زرعہ سے، وہ ابن زریر [7] سے، وہ عمار بن یاسر سے، بیشک اس

---

[1] ''الاصل'' میں ''عن'' ہے۔

[2] روایت کیا اس کو نعیم نے ''الفتن'' ج ۸ ص ۳۳۲ حاشیہ ۱۹۹۲ اس سند کے ساتھ اس جیسی۔

[3] اور احمد بن حنبل نے اس کی توثیق کی ہے اور ابن سعد نے کہا: وہ ثقہ ہے، ''معجم رجال الحدیث'' ج ۱۳ ص ۳۴۲ رقم ۹۴۴۵، اور ''سیر اعلام النبلاء'' ج ۷ ص ۳۰ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[4] ''الاصل'' میں ''ثلاثین'' یعنی تیس ہے۔

[5] روایت کیا النعیم نے ''الفتن'' ج ا ص ۳۳۴ حاشیہ ۹۶۲ اس سند کے ساتھ اس جیسی۔

[6] ''الاصل'' میں ''رزین'' ہے یہ تصحیف ہے اور وہ عبداللہ بن زریر الغافقی المصری ہے، اس کے بارے میں ابن سعد نے کہا: وہ ثقہ ہے، ''تہذیب التہذیب'' ج ۳ ص ۱۳۵ میں اس کا ترجمہ موجود ہے۔

[7] نعیم نے اس کو روایت کیا ''الفتن'' ج ا ص ۳۳۴ حاشیہ ۹۶۳ میں اس سند کے ساتھ اس جیسی۔
اور روایت کیا الطوسی نے ''الغیبہ'' ص ۴۶۳ حاشیہ ۴۷۹ میں ابن لھیعہ سے تفصیلاً اسی طرح، اسی سے ''البحار'' ج ۵۲ ص ۲۰۷ حاشیہ ۴۵ میں اور نکالا ہے اس کو ''عقد الدرر'' ص ۴۶ میں ''سنن الدانی'' ص ۷۸ سے اور وارد کیا اس کے درمیانی حصہ کو ''الخرائج والجرائح'' ج ۳ ص ۱۱۵۴ میں اسی طرح مرسل طور پر۔

نے کہا:

''مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خروج کی علامت آپ پر ترکوں کا بہاؤ ہوگا، بے شک تمہارا وہ خلیفہ مرجائے گا جو مال جمع کرتا تھا، اور اُس کے بعد کمزور آدمی اُس کا خلیفہ بن جاتا تھا، اور وہ دو سال کے بعد اُس کو اتار دیا جاتا تھا، اور جامع مسجد دمشق کے مغرب میں گرہن لگے گا اور تین آدمی شام میں نکلیں گے اور مصر کی طرف اہلِ مغرب کا خروج ہوگا اور یہ السفیانی کے خروج کی طرف اشارہ ہے۔''[1]

۸/۱۴۳: کہا ابو قبیل نے، کہا ابو رومان نے، کہا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے:

''جب آسمان سے کوئی پکارنے والا پکارتا ہے بے شک آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں حق ہے تو اُس وقت لوگوں کی زبانوں پر[2] مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہوگا، وہ اُس سے خوب محبت کریں گے اور اُن کے لئے اُس کے علاوہ ان کے لئے اور کوئی قابلِ ذکر نہیں ہوگا۔''[3]

۹/۱۴۴: نعیم بن حماد کی روایت میں بھی ہے، اُس نے کہا: بیان کیا ہمیں ابن المبارک[4] نے، اُس نے کہا: خبر دی معمر نے، وہ ایک آدمی سے، وہ سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ اُس نے کہا:

''شام میں ایک فتنہ ہوگا جس میں پہلا لڑکوں کا کھیل ہے جب بھی وہ سکونت اختیار کریں گے کسی جانب سے بھی اُسی جانب سے اُنہیں مسائل آئیں گے اور لوگ نہیں رکیں گے جہاں تک کہ آسمان سے ندا کرنے والا ندا کرے گا کہ خبردار! سنو! بے شک امیر فلاں ہے، اور ابن المسیب نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ انہوں نے دونوں ہاتھوں کو جھاڑ دیا اور پھر کہنے لگے: یہ تمہارا سچا امیر ہوگا اور یہ تین مرتبہ کہا۔''

۱۰/۱۴۵: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ... (سورۃ بنی اسرائیل: ۱۲)

''ہم نے رات اور دن کو دو نشانیوں کے طور پر پیدا کیا، ات کی نشانی کو تو اندھیری بنا دیا

---

[1] اصل میں ''اقوام من'' ہے یعنی قومیں کہیں گی۔
[2] روایت کیا اس کو نعیم نے ''الفتن'' ج ۱ ص ۳۴۴ حاشیہ ۹۶۵ اس سند کے ساتھ الولید در شیدین سے، اور ابن لھیعہ سے اور ابی قبیل سے اسی طرح۔
[3] اس نے زیادہ کیا فتن نعیم ''دعبد الرزاق'' میں۔
[4] روایت کیا اس نعیم نے ''الفتن'' ج ۱ ص ۳۴۷ حاشیہ ۹۷۳ اس سند کے ساتھ اسی طرح۔

اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا تا کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کر سکو۔"

تو وہ سیاہی جسے تم چاند میں دیکھتے ہو وہ لکیروں کے مشابہ ہے تو بیشک وہ اُس مٹائے جانے کا نشان ہے، اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے سورج کو عرش کے نور کی روشنی سے پیدا کیا، اُس کی تین سو ساٹھ رسیاں ہیں، چاند کو بھی اسی طرح پیدا کیا، پھر سورج پر اور اُس کی روشنی پر تین سو ساٹھ فرشتوں میں سے فرشتوں کو ذمہ داری دی، دنیا کے آسمان والوں میں سے، اور ہر فرشتے کو ایک رسی کے ساتھ متعلق کیا اور چاند کو بھی اسی طرح، اور اُن دونوں کے لئے مشارق و مغارب کو پیدا کیا زمین کی اطراف میں، اور سردیوں میں چھوٹے دن بنائے اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ (سورۃ الرحمٰن: ۱۷)

"دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا پروردگار وہی ہے۔"

یعنی اُس کا آخری حصہ یہاں اور وہاں، پھر اُس نے چھوڑ دیا، اِن آنکھوں کے درمیان، آنکھوں کی تعداد کو پھر اُن کو جمع کر دیا اس کے بعد، پھر کہا:

فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ (سورۃ المعارج: ۴۰)

"اب میں قسم کھاتا ہوں ان تمام مقامات کے مالک کی جہاں سے ستارے نکلتے ہیں اور جہاں سے غروب ہوتے ہیں کہ ہم یقیناً اس بات پر قادر ہیں۔"

پھر اس نے ان تمام چشموں کا ذکر کیا، پھر کہا:

"اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان اور آسمان کے درمیان تین فرسخوں کی مقدار رکھی، اور وہ قائم ہے ہوا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے، اور اُن سے کوئی قطرہ بھی نہیں بہتا اور سارے کے سارے سمندر ساکن ہیں، اور سمندر کی دُم تیر کی تیزی کی طرح جاری ہے، پھر مشرق اور مغرب کے درمیان جمع کرنا ہوگا پھر سورج اور چاند حرکت کرتے ہیں، اور ستارے چمک کر حرکت کرتے ہیں،

خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر سورج اس سمندر سے ظاہر ہو تو ہر چیز کو زمین کی سطح پر جلا ڈالے یہاں تک کہ چٹانوں کو اور پتھروں کو، اگر چاند ظاہر ہو اس سمندر سے یہاں تک کہ لوگ اُسے دیکھیں اِس شکل میں کہ جس سے زمین والے فتنہ میں مبتلا ہو جائیں مگر جس کو اللہ تعالیٰ چاہے اپنے اولیاء میں سے بچائے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر کیا قرآن میں الخنس کے جاری ہونے کا، تو الخنس کیا چیز ہے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟

اس نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے حذیفہ رضی اللہ عنہ! پانچ ستارے[1] ہیں: البرجیس، عطارد، بہرام، زہرہ اور زحل۔ یہ پانچ ستارے طلوع ہونے والے، جاری رہنے والے سورج کی طرح اور چاند کی طرح غروب ہونے والے بھی ہیں۔ اور یہ تمام ستارے آسمان سے لٹکے ہوئے ہیں، جس طرح قندیلیں لٹکی ہوتی ہیں، اور اُن کے لئے گھومنا بھی ہے، تسبیح و تقدیس بھی وہ کرتے ہیں، اگر تم چاہو کہ تم اس کے بارے میں وضاحت حاصل کرنا تو نظامِ فلکیات کی طرف غور کرو۔"

اب ہم کچھ ذکر کریں گے۔

[1] اور وارد کیا اس کو السیوطی نے "الدر المنثور" ج ۸ ص ۴۳۱ الاصبغ بن نباتہ کی سند سے وہ علی رضی اللہ عنہ سے، اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں: فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ کہا اس سے مراد پانچ ستارے ہیں: زحل، عطارد، المشتری، بھرام، الزہرہ، ان میں سے کوئی بھی ستارہ ایسا نہیں ہے جو ایک دوسرے کو قطع کرے۔

(۲۵)

حدیث الحسنیؑ واصحابہ، وحدیث السفیانیؒ

"الحسنی اور اُس کے اصحاب کی حدیث اور السفیانی کی حدیث"

"الحسنی" اپنے تمام اصحاب پر اپنے اہلِ بیت میں سے ایک آدمی کو والی بنائے گا، جس کا نام "شعیب بن صالح" ہوگا، پھر وہاں سے وہ نکلے گا کوفہ کی طرف، اور السفیانی دو علاقوں کو کھولے گا، بابل کا عراق اور خراسان کے علاقہ میں مشرقی عراق، اور فارس کی سرزمین اور بصرہ کی سرزمین اور یمامہ کی سرزمین، اور وہ اپنے عمال کو والی بنائے گا تو اُس کے لئے اُس کے عامل یمامہ بحرین کو فتح کریں گے، اور اُس کا بڑا بیٹا والی بنے گا، اُس کا نام عنبسہ ہوگا، اور یہ خراسان پر حکمرانی کرے گا، اور خراسان کے علاقہ میں اُس کے عمال جدائی پیدا کردیں گے اور فارس اور اھواز کی سرحدوں پر بھی اور اُس کے لئے معاملہ درست ہوجائے گا۔

جب اُس کے پاس "وبر" آئے گا جو اُس کو خبر دے گا اِس بات کی جو اُس کے لشکر کو "بیداء" نامی جگہ میں پہنچا، اللہ تعالیٰ نے اُس کے بدن کو چھپایا تو پھر اُس کے بیٹے تک یہ خبر پہنچے گی اور اُس کے تمام عمال اور لشکریوں تک، اور یہ کہ "الحسنی" مدینہ سے نکلے گا اور اُس کا بیٹا سفیان بن السفیانی بھی، تو وہ تیار کرے گا "حسنی" کے ساتھ جنگ کے لئے اور وہ آدمی جو خراسان کی طرف دوڑے گا وہ مکلّف ہوگا اور وہ دوڑے گا پھر روم کے بادشاہ کی طرف تو وہ اُس کو پناہ دے گا اور وہ وہاں اُترے گا، اور اُس کے لئے اہتمام کرے گا، کہ وہ اُس کو کبھی بھی اُس کے سپرد نہیں کرے گا۔ اور "الحسنی" آئے گا اور پھر کوفہ داخل ہوجائے گا، اور وہ لوٹائے گا اُن کی طرف اُن کے قیدیوں کو اور ہر اُس چیز کو جو اُس نے اُن سے لی اور وہ اُس دعا اور شکریہ کے ساتھ وصول کریں گے اور وہ اُس کو بتائیں گے کہ سفیانی "الانبار" میں تھا۔

"الحسنی" لوگوں کو خطاب کرے گا، اور اُنہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دے گا اور اہلِ کوفہ اُس کی بیعت کریں گے اور جو بھی اُن کے اردگرد شرفاء لوگ ہوں گے، وہ تمام اُس کی بیعت کرلیں گے، پھر وہ کوفہ سے نکلے گا، اور سفیانی تک "الانبار" میں جانے کا ارادہ کرے گا اور "الحسنی" ایک لاکھ گھوڑسواروں کے ساتھ

اور پیدل چلنے والوں کے ساتھ ہوگا، اور سفیانی پہنچے گا، اور وہ اپنے ساتھیوں کو حکم دے گا اور وہ المدائن تک اُس کے اوپر حملہ کردیں گے، اور وہ پھر اپنے بیٹے اور اُس کے عمال کی طرف لکھے گا اور وہ اکٹھے ہوں گے اُس کی طرف ''المدائن'' میں، اور ''الحسنی'' اُس کی طرف چلے گا، اور ''السفیانی'' اور اس کے اصحاب نیچے کی طرف المدائن میں حملہ آور ہوں گے، دجلہ میں مشرقی جانب۔

اور ''الحسنی'' اُس کی طرف چلے گا، اور دجلہ اور نہر کے درمیان اُترے گا، اس نہر کو ''نہر الملک'' یعنی بادشاہ کی نہر کہا جاتا ہے، اور بادشاہ کی نہر کے اُوپر والے کنارے پر جس کو کہا جاتا ہے ''ساباط المدائن''، اور اس کے ساتھی پہاڑی سے نیچے دجلہ کی طرف اُتریں گے، اور یہ ایک فرسخ ہے اور وہاں اُس کے درمیان گھاس کی ندیاں ہیں۔

تو اپنے ساتھیوں کو حکم دے گا کہ وہ درختوں اور سرکنڈوں کو کاٹ دیں اور اُن باغوں کو تباہ کردیں، پھر وہ اِن دریاؤں پر پُل بنائیں گے، اور اُسے اُس کی جگہ پر کھڑا کریں گے، پھر اپنے ساتھیوں میں سے ایک آدمی کو پچاس ہزار میں سے ایک گھوڑا، اور ایک پیدل آدمی کے درمیان بھیجیں گے، اور وہ ایک گاؤں کے اوپر ایک جگہ پر اُتریں گے جسے ''قطربل'' کہا جاتا ہے، اور یہ پرانے شہر کے اوپر واقع ہے، جس میں ابوالملک تھا، یعنی بادشاہ کا باپ، وہ وہاں کشتیاں اکٹھی کریں گے اور پُل قائم کریں گے، اور دجلہ کو مشرقی جانب عبور کریں گے، اور وہ لکھیں گے حسنی کو اِسی طرح اور اِس وقت ''الحسنی'' اِسے عبور کرے گا اُس پُل کو جو اُس نے دجلہ کے مشرقی کنارے پر بنایا تھا، اِس کے آدھے ساتھیوں کے ساتھ، اور اُن میں سے آدھے پیچھے رہ گئے تھے اُن میں پینتس ہزار[1] لوگ ہوں گے اور نیز وہ لوگ جو ''الحسنی'' کے ساتھ ہیں اور ''ابن السفیانی'' اُن کے ساتھیوں میں سے اُن کے پاس آئے گا۔

اور اللہ تعالیٰ ''سفیانی'' کے ساتھیوں پر دہشت ڈال دے گا اور اللہ تعالیٰ اُن پر جنوب کی طرف سے ہوا چلائے گا اور یہ بھلائی کے مالکان کی پشتوں میں ہیں، اور سفیانی کے ساتھیوں کے چہروں پر ہوں گے، اُن کی آنکھوں میں وہ مٹی ڈالے گا اور اُن کے گھوڑوں کی آنکھوں میں بھی، اِس طرح وہ اپنے مقتولین کے چہروں کو بھی نہیں دیکھ سکیں گے۔ اور ''حسنی'' کے ساتھی اُن پر حملہ کریں گے اور اُن کے پیچھے سے ہوا جو اُن کو نہیں پہنچے گی اس مٹی میں سے کچھ بھی، بلکہ گھوڑسوار اور پیدل اُن کے قدموں کے اوپر حملہ کردیں گے، تو پھر وہ سفیانی

---

[1] اسی طرح۔

کے ساتھیوں میں ہتھیار ڈال دیں گے تو وہ قتل کریں گے اُن کو یہاں تک کہ اُن میں سے دس سے بھی کم لوگ نہیں بچیں گے۔ یعنی (دسواں حصہ بھی بمشکل بچے گا)۔ اور سفیانی اور اُس کے بڑے بیٹے کو قید میں بند کر دیا جائے گا۔

اگر وہ ''الحسنی'' کو دیکھے گا تو اُسے پہچان لے گا تو وہ کہے گا: ''کیا تم سفیانی ہو؟'' تو وہ کہے گا: نہیں۔

قیدی کہیں گے: ہاں ہاں، کیوں نہیں اے منصور! یہی ''سفیانی'' ہے۔

تو پھر وہ حکم دے گا اُس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹنے کا اور اُسے سولی[1] پر چڑھا دیا جائے گا، اور یہ سب کچھ المدائن کے بازار کے دروازے پر کیا جائے گا، جو دو شہروں کے درمیان جگہ ہے، قدیم شہر، دوسرا وہ شہر جن دونوں کے درمیان ایوان ہے۔

پھر وہ اُس کے بیٹے کو قید میں بھیجے گا، پھر اُسے لایا جائے گا، پھر اُس کی گردن کو قتل کرنے کا حکم ملے گا، پھر وہ سارے قیدیوں کو معاف کر دے گا۔

اور وہ المدائن میں قیام کرے گا، اور اپنے ساتھیوں کی طرف بھیجے گا اُن لوگوں کو جنہوں نے دجلہ کو عبور کیا ''قطربل'' سے مشرق کی جانب پھر وہ اُس پر پیش قدمی کریں گے۔

اور ''حسنی'' تمام اہلِ عراق کے پیچھے چلے گا، پہلے اہل بابل کی طرف اور اُن کی طرف جو وہاں مشرق اہلِ عراق سے مشرقی خراسان سے لوگ ہوں گے اور فارس سے اور ''الاھواز'' سے۔

اور ''الحسنی'' کوفہ کی طرف لوٹے گا، اور عمال کو خراسان پر والی بنائے گا، اور ''فارس'' پر اور ''الاھواز'' پر، پھر وہ ''یمامہ'' کی طرف توجہ کرے گا، لشکر کے ساتھ اور ''البحرین'' کی طرف اور ایک لشکر آرمینیہ اور اُس سے آگے کی طرف، اور بھیجے گا لشکروں کو یعنی فوج کو شام کی طرف، جس کی قیادت ایک لشکر کرے گا جس میں پورے شام پر ''حسنی'' کا کزن ہوگا، اور شام کی سرحد پر دو لشکروں کی وہ قیادت کرے گا۔

اور پھر وہ ''برقہ'' کی طرف ایک لشکر بھیجے گا، اور ''افریقیہ'' کی طرف اور جو بھی وہاں مغرب کی طرف سے والی ہوں گے، اور ایک لشکر کو مصر اور اُن کی طرف جو سوڈان کے علاقہ مین والی ہوں گے اور جو بلندی پر والی ہوں اور جو زمین کے نچلے حصے پر، اور تمام کے تمام لوگ اُن کا اطاعت کے ساتھ استقبال کریں گے، اور وہ لکھیں گے ''الحسنی'' کی طرف۔

---

[1] ظاہر ہے کہ سفیانی کے علاوہ جو بھی قتل کیا جائے گا وہ امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں سے ہوگا۔

تو وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے گا اور اُس کا شکر ادا کرے گا اور اُس کیلئے ہر وہ چیز ہوگی جو سفیانی کی ملکیت میں تھی، اور اس کے لئے معاملہ صاف ہوجائے گا، اور اس کیلئے حکومت قائم ہوجائے گی، اور ہر اُس شہر میں جہاں جہاں کوئی والی تھا سوائے مکہ اور یمن[1] کے، پھر وہ اُن دونوں کی طرف یعنی مکہ اور یمن کی طرف اپنا لشکر بھیجے گا، پھر اُس کو اللہ تعالیٰ ''البیداء'' نامی جگہ میں ہلاک کردے گا، تو اُس کی حکومت وہاں نو مہینے[2] تک ہوگی اُس دن سے جب وہ روانہ ہوا تھا دمشق سے یہاں تک کہ وہ بادشاہ پر ظاہر ہوگیا اور عراق کا پہلا بادشاہ پھر خراسان کے علاقہ میں مشرقی عراق میں اور اُس کے گرد و نواح میں جس کی بھی وہ حکومت ہوگی۔

اور زمین ''الحسنی'' کے لئے صاف ہوجائے گی، پھر ''الحسنی'' عراقیوں پر خلافت کرے گا اور جو بھی اُس میں لوگوں میں سے دونوں علاقوں پر والی ہوگا وہ اُس کا خلیفہ بن جائے گا، اور اُس کے اپنے علاقہ جات میں سے، اور اُس کی روزی تنگ ہوجائے گی اور اُن میں سے ایک اُس رات آرام کے لئے اُٹھے گا اور ہر رات اپنی نماز کی مقدار کے مطابق نماز ادا کرے گا، اور وہ صبح نہیں دیکھے گا، اس لئے وہ اُس کے لئے اجنبیت پیدا کرے گی، پھر وہ کہے گا: شاید کہ میں نے اپنی قرأت ہلکی کی ہے یا میں جلدی اُٹھ کھڑا ہوا۔

پھر وہ باہر نکلے گا اور آسمان کی طرف دیکھے گا تو اچانک وہ سمجھے گا کہ رات ہی ہے، اور ستارے آسمان کے ساتھ گھوم رہے ہوں گے، اور وہ رات کے آغاز سے ہی اپنی جگہ پر آگئے ہیں۔

پھر وہ داخل ہوگا اور اپنے بستر پر چلا جائے گا لیکن اُسے نیند نہیں آئے گی پھر وہ اُٹھے گا پھر وہ دوسری نماز ہر رات اپنی نماز کی مقدار کے مطابق ادا کرے گا، اس لئے کہ اُسے صبح نظر نہیں آتی اور یہ بڑھتی ہی جاتی ہے جیسا کہ صبح نے اپنے طلوع ہونے کا انکار کردیا ہے۔

پھر وہ نکلے گا، اور دیکھے گا ستاروں کی طرف، وہ تو ایسے ہی ہوں گے جیسے رات میں ستارے ہوتے ہیں، پھر وہ داخل ہوگا اور وہ تیسری رات بھی اپنے بستر میں جاتا ہے لیکن اُسے پھر نیند نہیں آتی پھر بھی وہ اُٹھتا ہے اور اپنی نماز اُس کی مقدار کے مطابق ادا کرتا ہے، لیکن وہ صبح کو نہیں دیکھتا۔

پھر وہ نکلتا ہے، پھر آسمان کی طرف دیکھتا ہے، پھر وہ اپنے رونے کو چھپاتا[3] ہے، اور اُن کے بعض

---

[1] اسی طرح۔

[2] روایات سے یہ استفادہ ہو رہا ہے کہ یہ فتنے ایسی مدت میں ہوں گے کہ سفیانی دمشق میں حکومت پر تسلط قائم کرے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُسا کو ہلاک کردے گا۔ اور اُس کے ظہور کی مدت اس وقت تک ہوگی کہ اس پر حکومت کا تسلط چھ مہینے تک ہوگا۔

[3] اسی طرح، اور ظاہر ہے وہ چھپائے گا اُن سے۔

بعض کو پکارتے ہیں، پھر ہر مسجد میں لوگوں کی موجودگی تہجد ادا کرنے والوں کی اکٹھی ہوتی ہے وہ اس سے پہلے آپس میں ملتے ہیں اور ایک دوسرے کا تعارف کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی طرف آہ وزاری کرتے رہتے ہیں باقی ساری رات، اور غفلت کرنے والے اپنی غفلت میں رہتے ہیں، اور اچانک رات کی مقدار سورج کے لئے مکمل ہوجاتی ہے، اور چاند کے لئے دو راتوں کی مقدار مکمل ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن دونوں کی طرف جبرائیل علیہ السلام کو بھیجتا ہے، پھر اُن دونوں کے لئے وہ کہتا ہے کہ بے شک رب نے تم دونوں کو حکم دیا کہ تم مغرب کی طرف لوٹو، تو پھر وہ دونوں وہاں سے طلوع ہوتے ہیں یعنی سورج اور چاند، لیکن ہمارے پاس آج کے دن تم دونوں کی کوئی روشنی نہیں ہے اور نہ کوئی نور ہے۔

اس نے کہا: اس وقت وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا شروع کردیتے ہیں، فرشتے بھی روتے ہیں اُن کے رونے کی وجہ سے، باوجود اِس خوف کے جو اُن کے ساتھ ملا ہوا ہے، اُس نے کہا: پھر وہ مغرب کی طرف لوٹیں گے، طلوع ہوں گے مغرب سے، اس نے کہا: ہم اِسی طرح لوگوں میں ہوں گے اچانک ایک ندا کرنے والا آواز لگائے گا لوگو! خبردار! بے شک سورج اور چاند مغرب سے طلوع ہو چکے ہیں۔

لوگ ان دونوں کی طرف دیکھیں گے، اچانک وہ دونوں سیاہ ہوجائیں گے، جیسا کہ وہ دونوں اپنے چاند گرہن یا سورج گرہن کی صورت میں ہوتے تھے، اس وقت نہ سورج کی روشنی ہوگی اور نہ چاند کی روشنی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١ (سورۃ التکویر:۱)

"جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔"

اور فرمانِ الٰہی ہے:

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝٨ (سورۃ القیامہ:۸)

"اور چاند بے نور ہوجائے گا۔"

اور فرمانِ الٰہی ہے:

وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝٩ (سورۃ القیامہ:۹)

"اور چاند اور سورج اکٹھے کردیئے جائیں گے۔"

اس نے کہا: پھر دونوں بلند ہوں گے اُن دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی سے جھگڑا کرے گا، یہاں تک کہ وہ آسمان کی نادانی تک پہنچ جائیں گے اور وہ اُن کے ساتھ انصاف کرے گا،

اس نے کہا: پھر ان دونوں کو جبرائیل علیہ السلام جواب دے گا اور اُن کے سینگ مغرب کی طرف سے لے جائے گا، اور اُنہیں ان کی آنکھوں[1] سے الگ نہیں کرے گا، بلکہ اُن دونوں کو توبہ کے دروازے پر ایک طرف رکھ دے گا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ[2] نے فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! توبہ کا دروازہ کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمر! اللہ تعالیٰ نے مغرب کے پیچھے سونے کے دو شہر پیدا کئے ہیں جنہیں جوہر کا تاج توبہ کے لئے پہنایا گیا کیونکہ کوئی بھی آدم علیہ السلام کی اولاد توبہ نہیں کرے گی۔[3]

ابن صیاد

۱۴۶/۱: بیان کیا ہمیں ابو قلابہ عبدالملک بن محمد الرقاشی نے، اس نے کہا: خبر دی عبید اللہ[4] ابن معاذ العنبری نے، اس نے کہا: خبر دی میرے باپ نے، اس نے کہا: خبر دی شعبہ نے، وہ سعد[5] بن ابراہیم سے، وہ محمد بن المنکدر سے، وہ جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا:

"میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قسم[6] کھاتے ہوئے کہ ابن صیاد وہ دجال ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بات کا انکار نہیں کیا۔[7]

۱۴۷/۲: بیان کیا ہمیں میرے دادا رحمۃ اللہ علیہ نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن محمد المؤدب نے، وہ سلیمان الاعمش سے، وہ ابی وائل شقیق بن سلمہ سے، وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا:

"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے، جب ہم گزرے بچوں کے پاس سے جو

---

[1] پہلی حدیث میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

[2] دیکھئے حاشیہ ۵، ۱۴۴ نمبر حاشیہ سے اور غور کیجئے!

[3] "الاصل" میں اس کے اضافہ ہوا، ہرگز کوئی بھی توبہ نہیں کرے گا اور حدیث میں اسقاط واضح ہے۔

[4] "الاصل" میں "عبد" ہے یہ تصحیف ہے، "تہذیب التہذیب" ج ۴ ص ۳۳ اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[5] "الاصل" میں "سعید بن سعد" ہے یہ بھی متن میں تصحیف ہے۔

[6] اور ہم نے شامل کیا باقی مصادر سے، اور اس میں حدیث ان الفاظ میں ہے: "محمد بن المنکدر سے، اس نے کہا: میں نے دیکھا جابر بن عبداللہ کو، وہ حلف اٹھاتے تھے اللہ کا کہ ابن صائد دجال ہے، تو میں نے کہا: تم اللہ کی قسم اٹھاتے ہو؟ تو اس نے کہا: بے شک میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بھی اس بات پر اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حلف اٹھاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہیں کیا۔

روایت کیا اسے مسلم نے اپنی "صحیح" ج ۱۸ ص ۵۲ میں، اور ابوداؤد نے اپنی "سنن" ج ۴ ص ۲۲۱ میں اپنی دونوں اسناد سے ابن معاذ تک اسی طرح

کھیل رہے تھے، اور اُن میں سے ابن صیاد بھی تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے کہا

تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔[1]

"کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں؟

تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: کیا تو گواہی دیتا ہے میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟

تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: چھوڑ دیجئے مجھے کہ میں اس کی گردن کو مار دوں؟

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے کہا: اگر یہ وہی ہے جس سے تم ڈرتے ہو تو وہ ایسا نہیں کر سکتا۔"[2]

۱۴۸ / ۳: بیان کیا ہمیں علی بن سہل النسائی[3] نے، اس نے کہا: خبر دی عفان بن مسلم نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن زید نے، وہ ایوب سے، وہ عبیداللہ بن عمر تمام سے، وہ نافع سے، وہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، بے شک اُس نے "ابن صیاد" کو مدینہ کی پٹڑی میں سے ایک پٹڑی میں دیکھا، تو اُس نے اُس کو برا بھلا کہا اور وہ اُس پر گر پڑا، پھر اُس نے اپنے آپ کے اندر پھونک بھر لی، یہاں تک کہ اُس نے رستے کو بند کر دیا چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُسے اپنی چھڑی سے مارا یہاں تک کہ اُس نے اُسے توڑ دیا۔

تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اُسے کہا: تیرا اُس کے ساتھ کیا کام ہے؟ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہتے ہوئے نہیں سنا؟ بے شک دجال نکلے گا اُس وقت جب وہ اُس سے ناراض ہوگا؟[4]

۱۴۹ / ۴: خبر دی ہمیں میرے باپ اور دادا رحمہا اللہ نے اُن دونوں نے کہا: خبر دی علی بن بحر القطان نے، اس نے کہا: خبر دی ہشام بن یوسف نے، اس نے کہا: خبر دی معمر نے، وہ الزہری سے، اس نے کہا: خبر دی سالم بن عبداللہ نے، وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ "ابن صیاد" سے مدینہ منورہ کی بعض سڑکوں میں ملے، تو اس نے کہا: اُس کی آنکھ ایسے تھی جیسے کوئی چیز تیر رہی ہو۔ گویا کہ وہ ایک اونٹ کی آنکھ ہے، میں نے اس سے کہا: تمہاری آنکھ کا اس طرح کیا معاملہ ہے؟ اسی طرح کی وہ آنکھ تھی۔

---

[1] اس نے کہا "مجمع البحرین" ج ۲ ص ۱۳، تربت، زیر کے ساتھ، یہ مدح اور تعجب اور دعاء کے لئے ہوتا ہے اور مقام کے اعتبار سے مذمت کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے (یعنی تیرے ہاتھ خاک آلود ہو جائیں)

[2] مسلم نے اپنی "صحیح" ج ۱۸ ص ۴۶ اپنی سند کے ساتھ الاعمش تک اس جیسی روایت کی ہے اس کے بعض الفاظ کے اختلاف کے ساتھ اور ابو داؤد نے اپنی "سنن" ج ۴ ص ۱۲۰ حاشیہ ۴۴۲۹ اپنی سند کے ساتھ ابن عمر تک اسی طرح۔

[3] وہ علی بن سہل بن المغیرہ ہیں، ابو الحسن البزاز، نسائی الاصل ہیں، جس کا ترجمہ "تاریخ بغداد" ج ۱۱ ص ۴۲۸ رقم ۶۳۱۹ میں کیا گیا ہے۔

[4] مسلم نے اس کو اپنی "صحیح" ج ۱۸ ص ۵۷ اپنی سند کے ساتھ ایوب تک، نافع سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

اس نے کہا: میں نہیں جانتا وہ بڑا مہربان ہے۔

اس نے کہا: اُس نے اُس کو اپنے ہاتھ سے صاف کیا، میں نے اُس سے کہا: تُو نے جھوٹ بولا یہ آپ کے سر میں ہے؟ لیکن آپ نہیں جانتے؟

اس نے کہا: پھر اُس نے تین مرتبہ نخرہ کیا، پھر اُس نے پھونکا۔

معمر وغیرہ نے کہا: یہاں تک کہ اُس نے تیسرا حصہ سڑک[1] کا بھر دیا۔ چنانچہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبداللہ کے پاس بھیجا، تیرے لئے اور اُس کے لئے کیا ہے، ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ دجال نہیں نکلے گا مگر اُس ناراضگی کے وقت جب وہ اُسے ناراض کر دے؟[2]

---

[1] "الاصل" میں "سکک" ہے یعنی پٹڑیاں، اور صحیح مسلم میں ہے اس نے سڑک کو یا پٹڑی کو بھر دیا۔

[2] روایت کیا اس کو مسلم نے اپنی "صحیح" ج ۱۸ ص ۵۷ میں اپنی سند کے ساتھ نافع تک اسی طرح کی روایت کی ہے۔

(۲۶)

سیاق المأثور فی صفة و مکائد سحرہ[1]

''اُس کے جادو کے مکر اور صفات کے بارے میں منقول روایات''

۱۵۰/۱: خبر دی میرے دادا اور محمد بن اسحاق ابوبکر الصاغانی نے، ان دونوں نے کہا: خبر دی روح بن عبادۃ القیسی نے، اس نے کہا: خبر دی سعید بن ابی عروبہ نے، وہ قتادہ سے، وہ الحسن سے، وہ سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے، کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے تھے:

''بے شک دجال کا خروج ہوگا اس حال میں کہ وہ کانا ہوگا، اُس کی بائیں آنکھ پر موٹا دھبہ نما ناخن ہوگا، وہ اُندھے اور برص کے مریض کو ٹھیک کرے گا، اور مُردوں کو زندہ کرے گا، اور لوگوں سے کہے گا: میں تمہارا اعلیٰ رب ہوں اور جو کہے گا: تُو میرا رب ہے وہ فتنے میں پڑ گیا، اور جس نے کہا: میرا رب اللہ ہے یہاں تک کہ اِسی پر اُسے موت آگئی تو وہ اُس کے فتنہ سے بچا لیا جائے گا۔ نہ اُس کے اوپر کوئی فتنہ واقع ہوگا نہ عذاب ہوگا، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ زمین میں رہے گا۔

پھر مغرب کی جانب سے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تشریف لائیں گے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے دین کی تصدیق کرتے ہوئے، پھر وہ دجال کو قتل کریں گے، پھر یہ قیامت قائم ہوجائے گی۔''[2]

۱۵۱/۲: اور روایت کیا جاتا ہے محمد بن الحنیفہ ابی القاسم رضی اللہ عنہ سے، بے شک اُس نے کہا: خراسان کی

---

[1] ہم عزیز قاری کی نظر سے التفات کرتے ہیں کہ اس باب کی احادیث پر اتفاق نہیں ہے اور اس کے عنوان پر بھی، تو غور کیجئے!

[2] روایت کیا اس کو احمد نے اپنی ''مسند'' ج ۵ ص ۱۳ میں اپنی سند کے ساتھ سعید تک، اس جیسی، اور وارد کیا اس کو الہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' ج ۷ ص ۳۴۷ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح، اور کہا اس نے: وارد کیا اس کو طبرانی نے ''الکبیر'' ج ۷ ص ۲۶۷ میں اور ''الاوسط'' نے، اور نکالا اس کو ''کنز العمال'' ج ۱۴ ص ۳۱۸ میں، احمد سے، اور الطبرانی سے اور ان کے علاوہ۔

طرف سے سیاہی کا خروج اور شعیب بن صالح، اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے خروج کے درمیان، اور اس کے درمیان کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کو معاملات سپرد کئے جائیں ۷۲ مہینوں کا فاصلہ ہے۔[1]

۱۵۲ / ۳: اور روایت کیا ابن لھیعہ نے، وہ ابی قبیل سے، بنو ہاشم کا ایک آدمی حکومت کرے گا، پھر وہ بنو اُمیہ کو قتل کرنے کی طاقت رکھے گا، تو ان میں ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہے گی اور اُن کے علاوہ اور کوئی قتل نہیں ہوگا۔

پھر بنو اُمیہ کا ایک آدمی نکلے گا اور ہر مرد کے بدلے میں دو آدمیوں کو مارے گا یہاں تک کہ صرف عورتیں باقی رہ جائیں گے، پھر حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا خروج ہوگا۔[2]

۱۵۳ / ۴: بیان کیا ہمیں ہارون بن علی بن الحکم نے، اس نے کہا: خبر دی زھیر بن محمد[3] نے، اس نے کہا: خبر دی عبدالرزاق نے، وہ معمر سے، وہ ابن طاؤوس سے[4]، اس نے کہا:

> ''جب ''حروریہ'' ہمارے خلاف آئیں گے تو میرے والد اُن سے بھاگ کر مکہ میں چلے جائیں گے، تو پھر وہ ابن عمر سے ملاقات کریں گے، تو وہ اُس کو فرمائیں گے، ''حروریہ'' قوم آچکی ہے، اور میں اُن سے بھاگ آیا ہوں، اگر وہ مجھے پالیں گے، تو ضرور مجھے قتل کردیں گے۔
>
> تو اُس نے اُس سے کہا: اگر تم اُس سے لڑو گے تو تم اُن کو شکست دے دو گے۔''[5]

۱۵۴ / ۵: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: ایک فتنہ ہوگا جو لوگ اِس سے حاصل کریں گے جیسا کہ کان سے سونا حاصل کیا جاتا ہے لہٰذا تم اہلِ شام کو بُرا بھلا مت کہو اور اُن کے ظلم و ستم کو بُرا بھلا کہو، بے شک اُن کے اندر کچھ ابدال بھی ہیں اور عنقریب اللہ تعالیٰ آسمان سے ایک طوفان بھیجے گا وہ اُن کو غرق

---

[1] روایت کیا اس کو نعیم نے ''الفتن'' ج ۱ ص ۲۷۸ حاشیہ ۸۰۴ اپنی سند کے ساتھ الولید سے وہ عبداللہ سے، وہ عبدالکریم سے، وہ ابن الحنفیہ سے اس جیسی، اور ص ۳۱۰ حاشیہ ۸۹۳ میں اسی قسم کی سند کے ساتھ، اور وارد کیا اس کو ''عقد الدرر'' ص ۱۶۹ میں اس جیسی۔

[2] روایت کیا اس کو ابن حماد نے ''الفتن'' ج ۱ ص ۲۸۲ حاشیہ ۸۲۱ ص ۳۳۵ حاشیہ ۹۶۸ میں الولید سے، اور رشدین سے، وہ ابی لھیعہ سے، اسی طرح

[3] ''تہذیب التہذیب'' ج ۲ ص ۲۰۹ میں اس کا ترجمہ کیا اور اس میں زھیر بن محمد بن قمیر، اس نے روایت کیا عبدالرزاق سے، اور کہا ابن المنادی نے کہ یہ فاضل لوگوں میں سے تھا۔

[4] ہم نے شامل کیا اس کو اور وہ صحیح ہے، ابن طاؤس، وہ عبداللہ بن طاؤس ہیں، ابو محمد الیمانی ہیں، ''سیر اعلام النبلاء'' میں ج ۶ ص ۱۰۳ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[5] اسی طرح اور حدیث میں اس کا اسقاط ظاہر ہے۔

کردے گا یہاں تک کہ آپ اُن کے غلبہ کے لئے لومڑیوں سے لڑیں گے۔[1]

پھر اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے خاندان میں سے ۱۲۰۰۰ آدمیوں کے ساتھ یا ۱۵۰۰۰ جنگجوؤں کے ساتھ ایک آدمی کو بھیجے گا تو وہ تین جھنڈوں پر منتشر ہو جائیں گے، اُن کا نعرہ ہوگا "آؤ مرجاؤ، آؤ مرجاؤ" وہ اُن سے چھ دن تک لڑے گا، اُن تینوں میں سے کوئی بھی ایسا جھنڈے والا نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ خواہش کرے گا ملک میں کہ وہاں اُس کا غلبہ ہو، پھر وہ لڑیں گے پھر وہ شکست کھائیں گے۔

تو "ہاشمی" ظاہر ہوگا جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں سے ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اُن کو اُن کی قربت اور نعمت پر واپس کردے گا اور وہ دجال کے خروج تک اِسی طرح رہیں گے۔[2]

۱۵۵/۶: اور روایت کیا الحکم بن ابان نے، وہ ابی الملیح بن اُسامہ سے، وہ حذیفہ بن الیمان سے، اس نے کہا:

"آخری زمانے میں تین قسم کے فتنے ہوں گے، الحرشا، اور البرشا، اور الصیلم،

رہا الحرشا: وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کی خلافت میں ہوں گے، اور اُس وقت خون بہانا اور لوگوں کا ناجائز مال کھانا عام ہو جائے گا۔

اور رہا البرشا: یہ ایک آدمی کے دور میں ہوگا اُن میں سے جو کسی مؤمن کا مشاہدہ نہیں کرے گا سوائے اس کے کہ اور کوئی ذمہ داری نہ ہو، اگر وہ رحم کرے گا اُس پر رحم نہیں کیا جائے گا، اگر اُس کے اندر طاقت ہو تو اُس معاف نہیں کیا جائے گا، مالوں کو جمع کرنا اُس کی فطرت ہوگی، اور لوگوں کے ساتھ وہ بُرے طریقے سے پیش آئے گا، پھر وہ مرجائے گا، پھر ایک نوجوان آدمی عقل سے خالی بادشاہ بنے گا، اُس کی بقاء بہت تھوڑی ہوگی، پھر وہ مر جائے گا، پھر کم بصارت والا اُس کے بعد بادشاہ بنے گا، لوگوں کے اُمور کو جاننے کے ساتھ، پھر اُس کے بعد ایک اور بادشاہ بنے گا اس میں کوئی خیر نہیں ہوگی، پھر اُس کے بعد ایک اور بنے گا اُس کے لئے کوئی غم و فکر نہیں ہوگی، کوئی مقصد نہیں ہوگا سوائے فضولیات کے، پھر وہ

---

[1] ہم نے شامل کیا اس کو "المستدرک للحاکم" سے اور اس کی سند اسی طرح کی ہے، خبر دی احمد بن محمد بن سلمہ العنزی نے، بیان کیا ہمیں عثمان بن سعید الدارمی نے، بیان کیا ہمیں سعید بن ابی مریم نے، خبر دی نافع بن یزید نے، بیان کیا، عیاش بن عباس نے، کہ الحارث بن یزید نے بیان کیا اس کو کرنا اس سے عبداللہ بن زریر الغافقی نے، وہ کہتے ہیں: میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سنا۔

[2] روایت کیا الحاکم نے "المستدرک" ج ۴ ص ۵۹۶ حاشیہ ۸۶۵۸ اپنی مذکورہ اسناد کی ساتھ، اسی سے "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۵۹۸ اور نعیم کے فتن سے بھی۔

مرجائے گا یا قتل کر دیا جائے گا، پھر اختلافات واقع ہو جائیں گے۔

پھر اُن میں سے ایک آدمی اُٹھے گا، اور اپنے لئے دعا کرے گا، اُس کے ساتھ بُرے اور ظالم مددگاروں کا گروہ ہوگا، کیونکہ اُس دن لوگ مصیبت کی شدت کی وجہ سے مرنا چاہیں گے، جو اُن پر مصیبت نازل ہوگی، پھر وہ ایک شہر تک جا کر ختم ہو جائے گی، اُس شہر کو ''الزوراء'' کہا جاتا ہے، جو کہ مشرق کے ساتھ ملا ہوا ہے، اور اُس کے ساتھ اُس میں وہ کام کریں گے جو اُن میں سے کسی نے نہیں کیا؛ ظلم، قتل اور فسق وفجور اور بے حیائی والا کام، اور کتنے ہی لوگ ایسے ہوں گے رونے والے جو اپنی اولاد پر رو رہے ہوں گے اور کتنی ہی رونے والیاں ہوں گی جو اپنے خاوندوں کے لئے رو رہی ہوں گی، اور کتنی ہی ایسی رونے والیاں ہوں گی جو اپنی شرم گاہوں کو حلال کرنے کے حوالے سے رو رہی ہوں گی۔

ہم اسی ظلم وزیادتی اور انصافی کی حالت میں ہی ہوں گے کہ اچانک مغرب کی جانب سے ایک قوم اُن کے پاس آئے گی، وہ دعویٰ کریں گے کہ ہماری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ داری ہے اور وہ گمان کریں گے کہ وہ لوگوں سے خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں، اُنہیں اور اُن کے درمیان ایک فرق ہے، پھر اللہ تعالیٰ اُن پر چند لوگوں کو بھیجے گا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے، تو وہ اُن کو قتل کریں گے، اور وہ کامیابی حاصل کرلیں گے، اور اُن کے اوپر انکشافات کریں گے یہاں تک کہ اُن میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا،

پھر اُن کے درمیان اختلاف ہوگا، اولادِ عباس رضی اللہ عنہ میں سے وہ دو آدمیوں کو بلائیں گے، ایک گروہ اُن میں سے ایک کی طرف بلائے گا، اور ایک گروہ دوسرے کی طرف بلائے گا، یہاں تک کہ مشرق والا مغرب والے کو قتل کر دے گا، اگر وہ مارا گیا تو وہ وہاں زندہ رہیں گے اور اُس کے ساتھ دوسرے بھی رہیں گے،

اور یہ لوگ اُس زمانے میں مشکلات اور مالی لحاظ سے پریشانیوں میں ہوں گے، پھر وہ مر جائے گا، یا قتل کر دیا جائے گا،

''ولیعلمہ'' یعنی وہ جانتا ہے اس کو یا اسے سکھاتا ہے۔

جہاں تک "الصیلم" کا تعلق ہے وہ ایسی قوم ہیں جو مغرب سے نکلے گی، وہ حق و باطل کے ساتھ ماریں گے، اور وہ قریش کے ہاتھ ایک آدمی کی طرف دعوت دیں گے، جو اُن کو نشان زدہ کردے گا، اور وہ اُنہیں منکرات کی طرف بلائیں گے، اور وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کو ڈھونڈیں گے، تو جس نے اُس زمانے میں اُس کو پالیا تو وہ اُن بہترین لوگوں میں سے ایک ہوجائیں گے، اور وہ "السفیانی" کا زمانہ ہوگا، لوگ ہمیشہ اسی حال میں رہیں گے، یہاں تک "محمد بن عبداللہ الحسینی المھدی"¹ بلاد کے علاقہ سے نکلیں گے، تو مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان اُس کے لوگ پیروی کریں گے، چالیس لوگ نکلیں گے اُن کے اوپر مختلف قسم کی قطوانی علاقہ کیچادریں پہنی ہوں گی، پھر وہ شام کی طرف چلے گا، تو وہ سفیانی کو قتل کردے گا، پھر وہ روم کے شہروں میں اپنے ساتھیوں سمیت چلے گا، اور فتح حاصل کرلے گا، قسطنطنیہ، عموریہ، رومیہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے فتح حاصل کرلے گا، پھر وہ تقسیم ہوجائیں گے الاصفر کی بیٹیوں کی طرح، اور اُن کے لئے ایک دیوار بنادی جائے گی رومیہ میں عظیم مال سے، اس طرح جس طرح کہ ریت بہت زیادہ ہو، پھر اُس کو ایک ڈھال کے ساتھ تقسیم کیا جائے۔

اسی حالت میں ہوں گے کہ اچانک ان کے پاس ایک خبر آئے گی، کہ دجال نکل چکا ہے، تو وہ چھوڑ دیں گے جو کچھ بھی اُن کے ہاتھ میں ہوگا، اور اس کے ساتھ مل جائیں گے تو اس وقت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا خروج ہوگا اور وہ دجال کو قتل کردیں گے۔

اور الاعمش کی روایت میں ہے، وہ خیثمہ بن عبدالرحمٰن سے بیان کرتے ہیں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

"میری اولاد میں سے ایک آدمی نکلے گا جب قیامت قریب آجائے گی یہاں تک کہ مؤمنوں کے دل مرجائیں گے جیسا کہ اجسام مرتے ہیں اُس تنگی اور شدت بھوک اور قتل و غارت لاحق ہونے کی وجہ سے، اور مسلسل فتنوں اور بڑی بڑی جنگوں کے تسلسل کی وجہ سے، اور سنتوں کا قتل اور بدعات کا احیاء، اور امر بالمعروف کا ترک اور نہی عن المنکر کا

¹ اسی طرح ہماری کلام گزر چکی ہے کہ المھدی، وہ محمد بن حسن العسکری علیہ السلام ہیں ص ۹۰: ۱۷۸۔

ترک بھی عام ہوگا، تو اللہ تعالیٰ ''محمد بن عبداللہ''[1] المہدی رضی اللہ عنہ کو بھیجے گا اور وہ اُن سنتوں کو زندہ کریں گے جو ختم کردی گئی تھیں اور اُس کے عدل کی وجہ سے اور اُس کی برکتوں کی وجہ سے مؤمنوں کے دل خوش ہو جائیں گے اور عجمیوں کا ایک گروہ اور عربوں کے قبائل اُس کی طرف مل جائیں گے تو کیسا ل تک یہی حالت برقرار رہے گی مگر دس سے کم۔

پھر وہ مرجاتا ہے، پھر اس کے بعد بھوک، فتنے اور سختیاں لوٹ آئیں گی، خوشخبری ہوگی اُن لوگوں کے لئے جو اُس کے زمانے میں مرجائیں گے اور بربادی ہوگی اُن لوگوں کے لئے جو اُس زمانے کے بعد تک زندہ رہیں گے، کیونکہ لوگ مل جائیں گے زمین کے ساتھ بعض روم تک پہنچیں گے، اور بعض خزر کے شہروں میں ختم ہوں گے، اور بعض زنج کے شہروں کی طرف بھاگ جائیں گے، اور بعض حبشہ کے ملک کی طرف دوڑیں گے، اور یہ بڑے دجال کا زمانہ ہوگا۔''[2]

نوٹ: آیئے! اب ہم اس باب میں دجال کی جنگ اور اس کے فتنہ کا ذکر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ وہی ہمیں کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔

---

[1] اسی طرح، دیکھئے سابقہ حاشیہ

[2] اسی سے ہے ''کنزالعمال'' ج ۱۴ ص ۵۹۱ حاشیہ ۳۹۶۷۸

(۲۷)

سیاق ما أثر فی اسم الدجّال و نسبه و جمله

”دجال کے نام اور اس کے حسب و نسب اور اُس کی جملہ کاروائیوں کے بارے میں منقول روایات“

۱/۱۵۶: خبر دی ہمیں حمدان بن علی ابوجعفر الورّاق الجرجانی نے، اس نے کہا: خبر دی عمرو بن العاص الارزی نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن مروان العقیلی نے، اور وہ ”العجلی“ کے نام سے معروف ہیں، اس نے کہا: خبر دی ہمیں یونس بن عبید[۱] نے، وہ الحسن سے، وہ عبداللہ بن المغفل رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا:

”فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد سے قیامت تک زمین پر نہیں اُترا، دجال کے فتنہ سے بڑا امتحان یا بڑی آزمائش یہی تھی، تو میں نے اِس کے بارے میں وہ کچھ کہا جو مجھ سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے نہیں کہا تھا،
بے شک وہ آدم علیہ السلام ہیں، اس کی بائیں آنکھ رگڑی گئی ہے، اور آنکھ پر موٹا نشان ہے، اور وہ اندھے کو، اور کوڑھی کو ٹھیک کرتا ہے، اور وہ کہتا ہے: میں تمہارا رب ہوں، جس نے کہا: میرا رب اللہ ہے اس کے اوپر کوئی آزمائش نہیں ہوگی، اور جس نے کہا تو میرا رب ہے وہ فتنہ میں پڑ گیا، وہ تمہارے درمیان اُس وقت تک رہے گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے، تصدیق کرنے والے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی، اور اُس کے دین کی، اور اُس کے مہذب[۲] امام ہونے کی، اور ایک حاکم ہونے کی، اور عادل ہونے کی، پھر دجال کو قتل کر دیا جائے گا۔

یونس بن عبید نے کہا: حسن دیکھتے تھے جب وہ بیان کرتے تھے، بے شک یہ سارا کچھ

---

[۱] اصل میں ”عبد“، تصحیف ہے، وہ یونس بن عبید بن دینار ہے، ابوعبداللہ العبدی ہے، جس کا ترجمہ ”سیر اعلام النبلاء“ ج ۶ ص ۲۸۸ میں کیا گیا ہے۔
[۲] اسی طرح، بکنز العمال میں ”مھدیا“ ہے۔

قیامت کے قیام کے قریب ہوگا"۔[1]

۱۵۷/ ۲: بیان کیا ہمیں احمد بن محمد بن یوسف[2] ابن ابی الحارث نے، اس نے کہا: خبر دی الحسن بن موسیٰ الاشیب نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے ابوزید ثابت بن یزید بن عبدالقین نے، پھر اہل بصرہ[3] میں سے (کسی نے)، وہ ھلال بن خباب[4] سے، وہ عکرمہ سے، وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت المقدس کی سیر کروائی گئی، پھر وہ اُسی رات میں واپس آئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو بتلایا اپنا سفر، اور بیت المقدس کی کچھ علامتیں، تو لوگوں نے کہا: کیا ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کریں؟ تو وہ لوگ کفر کی حالت میں مرتد ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے اُن کی گردنوں کو بدر والے دن ابوجہل کے ساتھ مارا،

تو اس نے کہا: ابوجہل نے کہا:

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں زقوم (تھوہر) کے درخت سے ڈراتا ہے، آؤ تم کھجور اور پنیر کے پاس پھر تمہیں زقوم کھلائیں، تو اس نے کہا:

دیکھا "دجال" نے خوابوں کی صورت میں ایسے خواب جو نیند کے خواب نہیں تھے اور اُس نے ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا، تو اُس نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دجال کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں نے اس کو دیکھا ایک فلم[5] کی شکل میں، پورے چاند میں اور ایک کھڑے ہونے والے کی دو آنکھوں میں سے ایک آنکھ میں گویا کہ وہ چمکتا ہوا موتی ہے، گویا کہ اُس کے سر کے بال درخت کی ٹہنیوں کی طرح ہیں، میں نے عیسیٰ کو دیکھا کہ وہ جوان، سفید اور اُن کے سر

---

[1] نکالا اس کو "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۳۲۱ حاشیہ ۳۸۸۰۸ میں، الطبرانی سے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن المغفل سے۔

[2] ہم نے اس کو شامل کیا ہے اور یہی صحیح ہے، اور ابوجعفر البزاز سے معروف ہے، "تاریخ بغداد" ج ۵ ص ۲۲۸ رقم ۲۸۵۵ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[3] وہ ابوزید البصری الاحول ہے، "سیر اعلام النبلاء" ج ۷ ص ۳۰۵ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[4] "الاصل" میں "حیان" ہے اور یہ تصحیف ہے "تاریخ بغداد" ج ۱۴ ص ۷۴ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[5] اس نے "لسان العرب" ج ۱۰ ص ۳۲۷ میں کہا: الفیلم یعنی لوگوں کی بڑے بڑے جسموں والے افراد کی تصاویر اور جو کہ منسوب ہے الفیلمانی کی طرف، الف اور نون کے اضافہ کے ساتھ مبالغہ کے لئے، اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث میں ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زیادہ روشن، زیادہ فلم کی طرح بڑا ہیجانی کیفیت والا اور روایت میں ہے میں نے اس کو دیکھا کہ وہ فیلمانی تھا یعنی بہت سارا فلموں کی طرح بڑھا ہوا۔

گھنگھریالے سر والے، تو اُس نے لمبی حدیث نقل کی۔[1]

۱۵۸ / ۳: بیان کیا مجھے میرے باپ اور میرے دادا نے، ان دونوں نے کہا: خبر دی علی بن بحر القطان نے، اس نے کہا: خبر دی ھشام بن یوسف نے، اس نے کہا: خبر دی ہمیں معمر نے، وہ زھری سے بیان کرتے ہیں، اُس نے کہا: خبر دی مجھے سالم بن عبداللہ بن عمر نے، وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی تعریف کی، پھر دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

میں تمہیں ڈراتا ہوں اُس سے، اور کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر اُس نے اپنی قوم کو اُس سے ڈرایا، اور حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اُس سے ڈرایا، اور میں تمہیں اُس کے بارے میں ایک بات ایسی کہتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے اُس کے بارے میں اپنی قوم سے نہیں کہی، تم جانتے ہو کہ وہ کانا ہوگا، بے شک تمہارا رب کانا نہیں ہے۔"[2]

۱۵۹ / ۴: بیان کیا ہمیں میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی روح بن عبادہ نے، اس نے کہا: خبر دی شعبہ[3] بن الحجاج نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے حسن الزمن[4] نے، اس نے کہا: میں نے سنا عبداللہ بن ابی الھذیل العنزی[5] سے، وہ عبدالرحمٰن بن اُبزی[6] سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن حسان اس کو بیان کرتے ہیں، وہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا، اور فرمایا:

اس کی آنکھیں سرسبز ہوں گی گویا کہ یہ سبز شیشا ہے تو تم اللہ تعالیٰ کی اُس سے پناہ مانگو اور

---

[1] احمد نے اپنی "مسند" ج ۱ ص ۲۴۷ میں اپنی سند کے ساتھ "حلال" تک اس جیسی روایت کیا، اور اسی سے ہے "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۳۱۹ حاشیہ ۳۸۸۰۱ میں ہے اور روایت کیا اس کو الطبرانی نے الکبیر میں، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح، اور اسی سے ہے کنز العمال جو کہ پہلے گزر چکا ہے حاشیہ ۳۸۸۰۰ میں۔

[2] روایت کیا ابن نعیم "الفتن" ج ۲ ص ۵۲۰ حاشیہ ۱۴۶۰ میں اور ابو داؤد نے "السنن" ج ۴ ص ۲۴۱ میں اپنی دونوں سندوں کے ساتھ "معمر" تک اسی جیسی اور نکالا اس کو "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۳۰۲ حاشیہ ۳۸۷۶۶ میں البیہقی سے، اور ابو داؤد سے، اور ترمذی سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس جیسی

[3] "الاصل" میں سعید" ہے جو کہ تصحیف ہے جو متن میں پائی جاتی ہے اور جس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

[4] اسی طرح، اور اس کی تصحیح حبیب بن الزبیر ہے اور وہ احمد کی سند میں موجود ہے۔

[5] "اصل" میں "العنزی" ہے اور یہ تصحیف ہے جس کا ترجمہ "سیر اعلام النبلاء" ج ۴ ص ۱۷۰ میں کیا گیا ہے۔

[6] "اصل" میں "ابری" ہے اور یہ تصحیف ہے اس کا ترجمہ "سیر اعلام النبلاء" ج ۳ ص ۲۰۱ میں کیا گیا ہے۔

عذاب قبر سے بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔"[1]

۱۶۰/۵: خبر دی عبدالکریم بن الھیثم ابو یحییٰ الدیر عاقولی نے، اس نے کہا: خبر دی حیات بن شریح نے، اس نے کہا: خبر دی بقیہ بن الولید نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے بحیر بن سعد نے، وہ خالد بن معدان سے، وہ عمرو بن الاسود سے، وہ جنادہ بن ابی امیہ[2] سے کہ بیان کیا اُن کو عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے، کہ انہوں نے کہا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میں تمہیں دجال کے بارے میں بتاتا ہوں یہاں تک کہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ تم اس کو نہ سمجھ سکو بے شک دجال مسیح چھوٹا آدمی ہے، وہ جھریوں والا، دھندلی آنکھوں والا ہے، اور میں آپ کے اوپر اس بات میں خلط ملط ہو چکا ہوں، بے شک تم جان لو کہ تمہارا رب کانا نہیں ہے، اور جان لو کہ تم ضرور بضرور اپنے رب کو دیکھو گے یہاں تک کہ تم مرجاؤ۔"[3]

۱۶۱/۶: بیان کیا ہمیں موسیٰ بن اسحاق ابو بکر الخطمی نے، اس نے کہا: خبر دی معاویہ بن ہشام القصار نے، وہ سفیان ثوری سے، وہ منصور بن المعتمر سے، اور سلیمان الاعمش سے اکٹھے بیان کرتے ہیں، وہ مجاہد سے، اس نے کہا:

"میں اور انصار قبیلے کا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، ہم نے اُس سے کہا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث بتائیں، ایسی حدیث جسے اُس کے علاوہ ہمیں آپ نے بیان نہ کی ہو۔ اگرچہ آپ کے پاس سچی بات ہے۔

اس (صحابی) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمانے لگے: میں تمہیں دجال[4] سے ڈراتا ہوں، بے شک کوئی نبی نہیں تھا مگر اُس نے اپنی اُمت کو اس

---

[1] احمد نے اپنی "مسند" ج ۵ ص ۱۲۴ میں اپنی سند کے ساتھ روح تک اس جیسی روایت کیا ہے، اور نکالا اس کو "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۲۹۹ میں حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی "تاریخ البخاری" سے۔

[2] ہم نے اس کو شامل کیا ہے احمد اور ابوداؤد کی دو سندوں سے اور یہی صحیح ہے۔

[3] روایت کیا اس کو نعیم نے "الفتن" ج ۲ ص ۵۱۹ حاشیہ ۱۴۵۴ میں اپنی سند کے ساتھ بقیہ سے، اور احمد نے اپنی "مسند" ج ۵ ص ۳۲۴ میں اپنی سند کے ساتھ حیاۃ تک اس جیسی روایت کی ہے، اور ابوداؤد نے اپنی "سنن" ج ۴ ص ۱۲۶ حاشیہ ۴۳۲۰ میں اپنی سند کے ساتھ "حیاۃ" تک اس جیسی روایت کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان تک کہ "وہ کانا نہیں ہے" مراد اللہ تعالیٰ ہے۔

[4] ذکر کیا اس کو بعض مصادر میں تین دفعہ

سے ڈرایا، اور میں بھی تمہیں ڈراتا ہوں، اے اُمت![1] بے شک وہ گھنگھریالہ ہوگا، آدمی کی شکل کا ہوگا، اور بائیں آنکھ بند ہوگی، اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی، اور اس کے ساتھ ایک پہاڑ بھی ہوگا۔ اور پانی کی نہر ہوگی، وہ بارش بھی برسائے گا لیکن درخت نہیں اُگیں گے، اور ایک جان پر مسلط ہوگا اور اُسے مار دے گا، پھر اُسے زندہ کرے گا، اور پھر اُس کے علاوہ کسی پر مسلط نہیں ہوگا، زمین میں چالیس دن تک رہے گا، یہاں تک کہ تمام پانی اور چشمے ختم ہوجائیں گے، پھر وہ اُنکو روندے گا، سوائے چار مسجدوں کے، المسجد الحرام، مسجد نبوی، مسجد طور اور مسجد اقصیٰ، جو بھی مشابہ ہو تم پر تو جان لو بے شک تمہارا رب ایک آنکھ والا نہیں ہے۔"[2]

۱۶۲/ ۷: بیان کیا ہمیں ابو قلابہ نے، اس نے کہا: خبر دی ہمیں عفان بن مسلم نے، اس نے کہا: خبر دی عبدالواحد بن زیاد نے، اس نے کہا: خبر دی عاصم بن کلیب نے، وہ اپنے باپ سے اور وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ[3] سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا:

"ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، ہم ان کے چہرہ مبارک میں غصہ دیکھ رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میرے لئے قدر والی رات واضح کردی گئی اور گمراہی کو پھیلانے والا مسیح واضح کردیا گیا، اور میں نکلا تاکہ میں تمہیں اس کی خبر دوں، تو میں نے مسجد میں دو ایسے آدمیوں سے ملاقات کی جو لڑ رہے تھے، یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ جھگڑ رہے تھے، تو میں نے اپنے آپ کو اُن دونوں سے الگ کرلیا، تو اچانک اُن دونوں کے ساتھ ایک شیطان تھا، اس کے بارے

---

[1] بعض مصادر میں یہ الفاظ ہیں: "بے شک وہ تم میں سے ہے اے اُمت"

[2] روایت کیا اس کو احمد نے، اپنی "مسند" ج ۵ ص ۴۳۵ میں اپنی سند کے ساتھ اس جیسی اور ابن ابی شیبہ نے "المصنف" ج ۱۵ ص ۱۴۷ حاشیہ ۱۹۳۵۲ میں اپنی سند کے ساتھ "مجاہد" تک امیۃ الدوسی تک اس جیسی، اور وارد کیا اس کو "مجمع الزوائد" ج ۷ ص ۶۵۹ میں جنادۃ بن ابی امیہ الازدی سے اس جیسی۔

[3] "اصل" میں "ثنا عاصم وکلیب" ہے یعنی خبر دی عاصم اور کلیب نے، وہ ابن عاصم سے، جس کو ہم نے ثابت رکھا ہے جیسا کہ مسند احمد میں ہے، اور بعض مصادر میں اس طرح ہے "عاصم بن کلیب، وہ اپنے باپ سے، وہ الفلتان بن عاصم سے" اور آخری بات یہ ہے کہ وہ "کلیب" کا خالو ہے اور عاصم کا الد ہے، جیسا کہ "اسد الغابۃ" ج ۴ ص ۳۶۸ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

میں مجھے بھلا دیا گیا[1] اور عنقریب میں تمہیں اُن کے بارے میں ضرور بتلاؤں گا۔
تو لیلۃ القدر کو آخری عشرہ میں طاق راتوں میں تلاش کرو تو گمراہی کو مٹانے والا وہ بڑے
کھلے چہرے والا ہوگا، اور چوڑی ناک والا ہوگا، اور ایک آنکھ سے کانا، اور عبدالعزیٰ بن
قطن[2] کے مشابہ اور تمہارے اوپر اس کی شکل واضح ہوجائے گی لیکن تمہارا رب کانا
نہیں ہے۔"[3]

۱۶۳ / ۸: بیان کیا العباس بن محمد الدوری نے، اس نے کہا: خبر دی ہمیں ابونعیم الفضل بن دکین نے، اس نے کہا: خبر دی شیبان یعنی النحوی نے، وہ یحییٰ بن کثیر سے، وہ ابی سلمہ سے، اس نے کہا: میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی حدیث دجال کے بارے میں بتاؤں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی، بے شک وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا، وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے پاس جنت اور دوزخ ہوگی، اور وہ کہے گا: بے شک یہ جنت اور یہ دوزخ ہے، اور کہے گا: بے شک یہ دوزخ ہے اور یہ جنت ہے، لیکن میں تمہیں خبردار کرتا ہوں اُس سے جیسا کہ اُس کے بارے میں حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو[4] خبردار کیا۔"[5]

۱۶۴ / ۹: خبر دی ابوالاخوص محمد بن الھیثم القاضی نے، اس نے کہا: خبر دی یحییٰ بن عبداللہ ابن بکیر نے، اس نے کہا: خبر دی خنیس[6] بن عامر بن یحییٰ نے، وہ ابی قبیل سے، وہ جنادہ بن اُبی امیہ سے، اس نے کہا:

---

[1] اسی طرح، بعض روایات میں "الشیطان" کا لفظ ذکر نہیں کیا گیا، تو مسئلہ نسیان اور بھول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ایسا معاملہ ہے جو کہ چھوڑ دیا گیا اور باطل ہے، اللہ تعالیٰ کے اس قول کے ساتھ دلیل کے طور پر کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (سورۃ النجم: ۳، ۴) ترجمہ: "آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے مگر اُسی وقت بات کرتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کی جاتی ہے۔" علماء کے قلم کئی موقع پر اس کو باطل کرنے کے لئے جاری ہوچکے ہیں، اور ہم اس کے بارے میں اب کسی قسم کی ٹوہ نہیں لگاتے اس اعتبار سے کہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو کہ بے نتیجہ ہے اور اس کو چھوڑ دیا گیا، رجوع کیجئے "تنزیہ الانبیاء" للسید المرتضیٰ اور "البحار" ج ۱۷ ص ۱۱۱ اور جو اس کے بعد ہے۔

[2] ملاحظہ فرمائیں العسقلانی کا "الاصابہ" ج ۵ ص ۳۴۱ رقم ۷۱۴۰ میں اور اس کے بارے میں کلام ہے۔

[3] احمد نے روایت کیا اپنی "مسند" ج ۲ ص ۲۹۱ میں اپنی سند کے ساتھ عاصم تک اسی طرح۔ وہ وارد کیا اس کو "مجمع الزوائد" ج ۷ ص ۶۶۲ ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے اس جیسی، اور ص ۶۶۶ میں مذکورہ جلد سے الفلتان بن عاصم سے بھی اسی طرح کی روایت ہے۔

[4] "اصل" میں یہ "حتیٰ انذر" ہے یہاں تک کہ ڈرایا گیا میں اور جو متن میں ہے جیسا کہ صحیح مسلم اور کنز العمال میں بھی ہے۔

[5] مسلم نے اپنی "صحیح" ج ۱۸ ص ۶۲ میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے "شیبان" تک اس جیسی، اور نکالا اس کو "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۳۰۰ حاشیہ ۳۸۷۵۳ میں البیہقی سے اس جیسی۔

[6] "اصل" میں "حلیس" ہے اور یہ تصحیف ہے متن میں، امام رازی نے "الجرح والتعدیل" ج ۳ ص ۳۹۴ میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔

''ایک قوم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس آئی جبکہ وہ بیمار تھے، انہوں نے اُس سے کہا: ہمیں ایک ایسی حدیث بتائیں جس کو تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو، اور اُس کو بھلایا نہ ہو، اور اُس میں کوئی تیرے اوپر اشتباہ نہ ہو۔

تو اُس نے کہا: تم میرے پاس بیٹھ جاؤ، چنانچہ قوم میں سے بعض نے اُس کے ہاتھ کو پکڑا، اور بعض لوگ اُس کے پیچھے بیٹھ گئے، تو اُس نے کہا میں تمہیں ایک ایسی حدیث سناتا ہوں، جو مجھے کبھی نہیں بھولی، اور وہ میرے اوپر خلط ملط نہیں ہوئی،

میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے: کوئی ایسا نبی نہیں ہے مگر اُس نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا، اور میں بھی تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں، کیونکہ وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا، بے شک میرا رب ایک آنکھ سے کانا نہیں ہے، اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''کافر'' لکھا ہوگا، لکھنے والا اس کو پڑھ سکے گا، اور نہ لکھنے والا بھی، اس کے لئے جنت اور دوزخ ہوگی، تو اُس کی دوزخ جنت ہوگی، اور اُس کی جنت دوزخ ہوگی۔''[1]

۱۶۵/۱۰: بیان کیا ہمیں محمد بن اسحاق الصاغانی نے، اس نے کہا: خبر دی عبدالوہاب بن عطاء نے، اس نے کہا: خبر دی سعید بن ابی عروبہ نے، وہ قتادہ سے، اس نے کہا: خبر دی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے، کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا[2] ''ک ف ر'' یعنی کافر۔ ہر مؤمن ان پڑھ یا پڑھا لکھا اُس کو پڑھ سکے گا۔

''اور روایت کیا اس کو شعیب بن الحبحاب نے، وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مستند طور پر۔''[3]

---

[1] وارد کیا اس کو ''مجمع الزوائد'' ج ۷ ص ۶۵۲ حاشیہ ۱۲۵۱۴ میں جنادہ سے اس جیسی۔ اور نکالا ''کنز العمال'' ج ۱۴ ص ۳۲۲ حاشیہ ۳۸۸۱۲ میں الطبرانی سے اس جیسی روایت۔

[2] ہم نے شامل کیا اس کو اس کے سیاق کے لزوم کے لئے جیسا کہ مصادر میں گزر چکا ہے۔

[3] روایت کیا اس کو مسلم نے ''صحیح'' ج ۲ ص ۶۰ میں اور ابوداؤد نے اپنی ''سنن'' ج ۴ ص ۱۱۶ حاشیہ ۴۳۱۶ میں اور ۴۳۱۷ میں اپنی دونوں سندوں کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے قتادہ اور شعیب سے دونوں طریق سے، اس جیسی روایت کی ہے۔ اور اسی سے ہے ''کنز العمال'' ج ۱۴ ص ۲۹۹ میں اور نکالا اس کو ''مجمع الزوائد'' ج ۷ ص ۶۵۰ میں ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس جیسی روایت کرتے ہیں۔

۱۱/۱۶۶: اسی طرح بیان کیا ہمیں ابوبکر محمد بن ابراہیم بن یحییٰ بن اسحاق بن جناد[1] نے، اس نے کہا: خبر دی موسیٰ بن اسماعیل ابو سلمہ نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن سلمہ نے، وہ ایوب سے، وہ نافع سے، وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک دجال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا، اور اس کی دوسری آنکھ تیرتے ہوئے انگور کی طرح ہوگی۔''[2]

۱۲/۱۶۷: وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں:

''دجال اور اس کی صفات کے بارے میں حدیث میں، کہ وہ کانا ہوگا، اور روشن ہوگا چاند کی طرح، گویا کہ اس کا سر ایک درخت[3] کی ٹہنیوں کی طرح ہوگا، وہ لوگوں میں سے عبدالعزیٰ بن قطن جیسا ہوگا، جس نے بھی اس کو ہلاک کیا وہ کانا ہوگا، لیکن سن لو! بے شک تمہارا رب کانا نہیں ہے۔''[4]

دائیں اور بائیں طرف کے بارے میں روایات مختلف ہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے جو کہ مستند ہے کہ وہ دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔

اور حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔

مگر یہ کہ تمام روایات میں اس بات پر اتفاق ہے کہ دجال ہر حال میں کانا ضرور ہوگا، اپنی دونوں آنکھوں میں سے ایک آنکھ سے۔

نوٹ: آیئے! اب ہم اس کا ذکر کرتے ہیں جو اس کے بیان کی تاریخ میں بیان کیا گیا تھا، اور جگہ کا نام بھی بتائیں گے جہاں سے یہ نکلے گا جو ہمارے پاس ہے، اس باب میں، اور یہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی توفیق کیساتھ ہوگا۔

---

[1] ''اصل'' میں ''جنادۃ'' ہے ''تاریخ بغداد'' ج ۱ ص ۴۱۳ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[2] روایت کیا مسلم نے اپنی ''صحیح'' ج ۲ ص ۵۸ میں، نافع تک اپنی سند کے ساتھ اس جیسی، اور اسی سے ہے ''نہایۃ البدایۃ والنہایۃ'' ج ۱۰ ص ۴۳

[3] اسی طرح، اور روایات میں یہ ہے: ''گویا کہ اس کا سر اصل ہے'' یعنی ڈھیر ہے اور روایت میں ہے گویا کہ اس کے بال درخت کی ٹہنیوں یا شاخوں کی طرح ہوں گے۔

[4] روایت کیا اس کو ''مجمع الزوائد'' ج ۷ ص ۶۵۰ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس جیسی، اور سیوطی ''الدر المنثور'' ج ۷ ص ۲۹۶ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس جیسی۔

(۲۸)

سیاق المأثور فی أیّ سنة یخرج و من أیّ بلدٍ ینفصل

''کس سن میں وہ نکلے گا اور کس شہر تک جا کر وہ ختم ہو جائے گا اس کے بارے میں منقول روایات''

۱۶۸/ ۱: خبر دی احمد بن ملاعب نے، اس نے کہا: خبر دی ورد بن عبداللہ نے، اس نے کہا: خبر دی اسماعیل بن عباس نے، وہ صفوان بن عمرو نے، وہ شریح بن عبید[1] الحضرمی سے، اس نے کہا کہ کعب الاحبار:

''نکلے گا دجال سن ۸۰ میں لیکن اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے کہ کونسے ۸۰ سال میں۔''[2]

۱۶۹/ ۲: خبر دی یحییٰ بن عبدالباقی نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے العباس بن الولید العذری[3] نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے میرے باپ نے، اس نے کہا: خبر دی الاوزاعی نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے اسحاق بن عبداللہ نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے، اس نے کہا:

''فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اصبہان کے ستر ہزار یہودی دجال کی پیروی کریں گے، اُن کے اوپر طیالسی ہوں گے۔''[4]

۱۷۰/ ۳: خبر دی العباس بن محمد الدوری نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن محمد نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن سلمہ نے، وہ علی بن زید سے، وہ ابی نصرۃ سے، اس نے کہا: خبر دی عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے، اس نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہتے ہوئے سنا:

---

[1] ''اصل'' میں ''عبد'' ہے اور یہ تصحیف ہے، ''الجرح والتعدیل'' ج ۴ ص ۳۳۴ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[2] روایت کیا اس کو نعیم نے ''الفتن'' ج ۲ ص ۵۲۵ حاشیہ ۱۴۷۹ میں اپنی سند کے ساتھ صفوان تک، اس جیسی، اور اس میں اضافہ کیا ثمانین ومائتین، یعنی ۲۸۰ کا۔ یا اسکے علاوہ

[3] ''اصل'' میں ''العذری'' ہے یہ تصحیف ہے جو کہ متن میں ہے، اس کا ترجمہ ''تہذیب التھذیب'' ج ۳ ص ۸۴ میں کیا گیا ہے۔

[4] روایت کیا اس کو مسلم نے اپنی ''صحیح'' ج ۱۸ ص ۸۵ میں اپنی سند کے ساتھ اوزاعی تک اس جیسی، اور اسی سے ہے ''کنز العمال'' ج ۱۴ ص ۳۰۴ میں اور مسند احمد سے بھی۔

"کہ دجال اصبہان کے یہودیوں سے نکل کر ستر ہزار یہودیوں کے درمیان اس حالت میں نکلے گا کہ اُن کے اوپر تاج پہنا ہوا ہوگا۔ یعنی طیالسی، پھر اس نے کہا: یہودی قوم عورتوں سمیت اُس کی پیروی کریں گے۔"[1]

۱۷۱/۴: بیان کیا مجھے احمد بن ملاعب نے، اس نے کہا: خبر دی ابونعیم[2] الفضل بن دکین نے، اس نے کہا: خبر دی سفیان الثوری نے، وہ ابی المقدام سے، ہوسکتا ہے کہ ثابت بن هرمز الحداد سے ہو یا العجلی الکوفی جو کہ البکرین[3] کا غلام تھا، وہ زید بن وھب سے، وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا:

"دجال نکلے گا کوثی[4] علاقہ سے۔"[5]

۱۷۲/۵: خبر دی میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی روح بن عبادۃ نے، اس نے کہا: خبر دی سعید بن ابی عروبۃ نے، وہ ابی التیاح[6] سے، وہ المغیرۃ بن سبیع[7] سے، وہ عمرو بن حریث سے، وہ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ دجال نکلے گا مشرقی علاقے سے جسے خراسان کہا جاتا ہے، پیروی کریں گی اس کی بہت سی اقوام، گویا کہ ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے کہ ڈھال ہوتی ہے تہہ بہ تہہ۔"[8]

---

[1] رواہ کیا احمد نے اپنی "مسند" ج ۳ ص ۲۲۴ میں اپنی سند کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ تک اس جیسی، اور وارد کیا "الہیثمی" نے "مجمع الزوائد" ج ۷، ص ۶۵۲ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس جیسی، اور نکالا اس کو "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۳۲۸ میں لمبی حدیث کے ضمن میں مسند احمد سے اور ابن عساکر سے۔

[2] "اصل" میں "ابراہیم" ہے اور یہ تصحیف ہے جو کہ متن میں ہے، ترجمہ کیا اس کا "سیر اعلام النبلاء" ج ۱۰ ص ۱۴۲ میں۔

[3] "تہذیب التہذیب" ج ۱ ص ۳۹۲ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[4] کوثی: یہ کئی جگہوں کے نام ہیں ان میں سے یہ ہیں: عراق میں نہر اور بابل کی سرزمین میں عراق کے اندر ایک جگہ، اور مکہ میں بنی عبدالدار کے گھر میں خاص طور پر، رجوع کیجئے "مراصد الاطلاع" ج ۳ ص ۱۱۸۵۔

[5] روایت کیا ابونعیم نے "الفتن" ج ۲ ص ۵۳۱ حاشیہ ۱۵۰۰ اپنی سند کے ساتھ سفیان تک اس جیسی۔ اور ص ۵۳۱ حاشیہ ۱۵۰۲ اور ص ۵۳۲ حاشیہ ۱۵۰۳ اپنی سند کے ساتھ، دو طریقوں سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے اس جیسی۔

[6] "اصل" میں "الساح" ہے یہ تصحیف ہے جو کہ متن میں ہے، اور اس کا ترجمہ "تہذیب التہذیب" ج ۶ ص ۱۹۷ میں کیا گیا۔

[7] "اصل" میں سبع" ہے یہ بھی تصحیف ہے، اس ترجمہ "تہذیب التہذیب" ج ۵ ص ۴۹۱ میں کیا گیا ہے۔

[8] نکالا اس کو "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۲۲۶ حاشیہ ۳۸۸۲۲ میں ابن جریر سے اپنی تہذیب میں اپنی سند کے ساتھ ابوبکر تک اس جیسی، اور روایت کیا ابونعیم "الفتن" ج ۲ ص ۵۳۱ حاشیہ ۱۴۹۶ میں اپنی سند کے ساتھ ابوبکر تک اس جیسی۔

۶/۱۷۴: بیان کیا ہمیں ابو قلابہ[1] عبد الملک بن محمد بن عبد اللہ الرقاشی نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے میرے باپ نے، اس نے کہا: خبر دی جعفر بن سلیمان نے، اس نے کہا: خبر دی شبیل بن عزرۃ الضبعی[2] نے، وہ اپنے باپ سے، اس نے کہا:

"جب ہم نے فتح کیا اصبہان کو اس وقت ہماری فوج اور یہودیوں کے درمیان چند فرلانگ کا فاصلہ تھا تو میں گیا تاکہ میں اپنی حاجات کو پورا کروں تو مجھے شام ہو گئی، تو مجھے ڈر لگا اس بات کا کہیں میں اپنے لشکر سے علیحدہ نہ ہو جاؤں۔

تو میں نے یہودیوں میں سے اپنے ایک دوست سے کہا، میں آپ کے پاس رات گزارنا چاہتا ہوں؟ اس نے کہا: ٹھیک ہے۔

میں زمین پر سو گیا، میں اس رات یہودیوں کو سنا اور وہ دُفوں[3] کو بجا رہے تھے۔ میں نے اپنے دوست سے کہا: گویا کہ تمہارا یہ ارادہ ہے کہ تم نے اطاعت کا ہاتھ چھین لیا ہے؟

اس نے کہا: نہیں، لیکن ہمیں یہ ملکہ حاصل ہے کہ ہم اس کے ذریعے عربوں کو فتح کریں گے، کل وہاں داخل ہو جائیں گے،

اس نے کہا: میں نے صبح کی نماز پڑھی، اور میں زمین پر بیٹھا تھا کہ سورج نکل آیا، تو پھر ہمارے لشکر کی طرف سے، چند لوگ آ گئے، اچانک میں بھی ریحان کے قبہ میں ایک آدمی کے ساتھ شامل ہو گیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ یہودی اس کے اردگرد تھے وہ دُفیں بجا رہے تھے، تو اچانک وہ ابن صائد[4] نکلا، پس وہ داخل ہوا اور اُس نے اس کی انتہا کی طرف غور نہیں کیا۔" [5]

۷/۱۷۴: بیان کیا ہارون بن علی بن الحکم نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن المؤمل ابو جعفر الضریر نے، اس

---

[1] "اصل" میں "قدامۃ" ہے اور یہ تصحیف ہے، "تاریخ بغداد" ج ۱۰ ص ۴۲۳ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے، اور اس نے کہا: ان کی کنیت ابو محمد تھی اور پھر ابو قلابہ کنیت بنا دی گئی۔

[2] "اصل" میں "سبیل بن عزرۃ" ہے اور عقد الدرر میں "شبل بن عروۃ" ہے یہ تصحیف ہے اس کی جس کو ہم نے ثابت کیا ہے، اس کا ترجمہ "الجرح والتعدیل" ج ۴ ص ۳۸۱ رقم ۱۶۶۳ میں کیا گیا ہے۔

[3] زیادہ کیا عقد الدرر نے اور "ویزفنون" اور وہ دف بجاتے ہیں اسی طرح آنے والی جگہوں میں ہو گا یعنی وہ رقص کرتے ہیں۔

[4] عقد الدرر میں "ابن صیاد" ہے۔

[5] اسی سے ہے "عقد الدرر" ص ۳۶۲ میں

نے کہا: خبر دی المسیح بن اسماعیل نے، اس نے کہا: خبر دی ھانی بن المتوکل، اس نے کہا: خبر دی عیسیٰ بن والد، وہ بصرہ کا ایک آدمی ہے، وہ علی بن الحسین سے، وہ عبداللہ بن محمد سے، وہ میمون بن مہران سے، وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا:

"فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لمبی حدیث میں:

تین سو سال میں دجال اصبہان کے یہودیوں میں سے نکلے گا۔"[1]

۸/۱۷۵: خبر دی ہمیں میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن محمد المؤدب نے اس حدیث کی، اس نے کہا: اگر تو اس کو القاسم بن الفضل پر قرأت کرتا تھا تو میں اُسے اُس پر قرأت کرتا تھا، وگرنہ بے شک مجھے اُس نے یہ حدیث بیان کی، اور میرا غالب گمان یہ ہے کہ اُسی نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے، اس نے کہا: خبر دی مجھے میرے باپ نے، اس نے کہا: میں نے موسیٰ بن ھشام الانصاری رضی اللہ عنہ[2] سے یہ کہتے ہوئے سنا:

"اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر اس نے اپنی اُمت کو دجال سے باخبر کیا، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو بھی خبردار کیا۔ کہ وہ مشرق کے منازل سے نکلے گا جنہیں "رواشتقاذ"[3] کہا جاتا ہے، اور اہلِ بصرہ اس سے بھاگیں گے، پھر وہ اہلِ کوفہ کے پاس جائے گا، پھر وہ بیت المقدس چلے گا، پھر اس کے اور لوگوں کے درمیان حائل ہو جائے گا، اور اس کے اکثر ساتھی عورتیں اور اعرابی لوگ ہوں گے اور یہودی ہوں گے، پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کر دیں گے۔"

---

[1] آقا علیہ السلام کا قول ہے: دجال اصبہان کے یہودیوں سے نکلے گا، یہ مختلف اسانید سے متعدد مصادر میں مروی ہے، رجوع کریں "مسند احمد" ج ۳ ص ۲۲۴، "مجمع الزوائد" ج ۷ ص ۶۵۲، "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۳۱۳ اور "مستدرک الحاکم" ج ۴ ص ۵۷۴ (لمبی حدیث کے ضمن میں)

[2] اس نے کہا: "اسد الغابہ" ج ۶ ص ۲۰۵ میں اس کا ترجمہ کرنے کے وقت موسیٰ الانصاری کے لئے کہ وہ کذاب آدمی تھا، یا اس نے اس سے بعض جھوٹوں نے اس سے یہ روایت تخلیق کی ہے...... اور وہ صحابہ میں سے نہیں ہیں اس کا نام موسیٰ یعنی موسیٰ نام کا کوئی صحابی نہیں ہے۔

[3] اسی طرح، اور ظاہر ہے کہ یہ "رستقباذ" ہے۔
"معجم البلدان" ج ۲ ص ۴۵۵ میں کہا: رستقباذ، یہ دستوا کی سرزمین سے ہے جو اھواز کے علاقوں میں سے ہے...... اس نے کہا: ج ۳ ص ۴۳ میں، جب مسلم بن عبیس اہل بصرہ کی جیل میں سے فلاں کو قتل کرنے کے لئے تو نافع نے منتقل کر دیا، رستقباذ کی طرف جو کہ دستوا کی سرزمین ہے۔

(۲۹)

سیاق المذکور فی الاستعاذة من فتنه وشرّہ

"دجّال کے فتنے اور شر سے پناہ مانگنے کے بارے میں منقول روایات"

۱۷۶/۱: بیان کیا مجھے الحسین بن العباس الرازی نے، اس نے کہا: خبر دی عبداللہ بن ابی جعفر الرازی نے، وہ اپنے باپ سے، وہ الربیع بن انس سے، وہ ابی العالیۃ الریاحی سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس قول کے بارے میں فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰہِ۔ (سورۃ المؤمن:۵۶)

"یقین جانو کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں جھگڑے نکالتے ہیں۔"

اس نے کہا: وہ یہودی ہیں:

یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰہِ بِغَیۡرِ سُلۡطٰنٍ اَتٰىہُمۡ ۙ اِنۡ فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ اِلَّا کِبۡرٌ مَّا ہُمۡ بِبَالِغِیۡہِ ۚ (سورۃ المؤمن:۵۶)

"جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں جھگڑے نکالتے ہیں جب کہ ان کے پاس (اپنے دعوے کی) کوئی سند نہیں آئی۔ ان کے سینوں میں اور کچھ نہیں بلکہ اُس بڑائی کا ایک گھمنڈ ہے جس تک وہ کبھی پہنچنے والے نہیں ہیں۔"

یہ ان کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ وجدل کا بیان ہے اُن کی بغاوت اور ان کی حسد اور ان کی کبر کا...... فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ ؕ ...... "تو آپ پناہ مانگے اللہ تعالیٰ سے (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)"......

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دجال کے فتنہ سے جو کہ اہلِ اسلام کے خلاف نکلنے والا ہے، یہودیوں کے ساتھ اور لوگوں کی شرارتوں کے ساتھ۔[1]

---

[1] رجوع کیجئے اس کے بارے میں "مجمع البیان" ج ۸ ص ۵۰۴ میں اور تفسیر "القرطبی" ج ۱۵ ص ۳۲۴ میں اور "الدر المنثور" ج ۷ ص ۲۹۴ میں اور اس کے علاوہ دوسری تفاسیر میں

۱۷۷/ ۲: بیان کیا ہمیں محمد بن اسحاق ابو بکر الصاغانی نے، اس نے کہا: خبر دی احمد بن اسحاق الحضرمی نے، اس نے کہا: خبر دی عبد العزیز بن المختار نے، اس نے کہا: خبر دی ہمیں ایوب نے، وہ حمید ابن ھلال سے، وہ ان میں سے تین گروہوں سے، ابو الدھماء اور ابو قتادۃ سے، انہوں نے کہا:

''ہم ہشام بن عامر کے پاس سے گزرے، پھر ہم عمران بن حصین کے پاس آتے ہیں، اس نے ہمیں ایک دن کہا:

بے شک تم اُن لوگوں کے پاس جانے میں مجھ سے تجاوز کرو گے جو لوگ مجھ سے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر تھے، اور مجھے یاد نہیں اپنے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنی تھی:

آدم کی تخلیق اور قیامت کے مابین ایک بہت بڑا معاملہ[1] ہوگا جو دجال کے فتنے سے بھی زیادہ بڑا ہوگا۔''[2]

۱۷۸/ ۳: خبر دی مجھے میرے دادا رحمۃ اللہ علیہ نے، اس نے کہا: خبر دی یزید بن ہارون ابو خالد الواسطی نے، اس نے کہا: خبر دی ہمام بن یحیٰی نے، وہ قتادۃ سے، وہ سالم بن ابی الجعد سے، وہ معدان بن ابی طلحہ سے، وہ حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے سورۃ الکھف کی پہلی دس آیتوں کو یاد کیا وہ دجال کے فتنہ سے بچا لیا جائے گا۔''[3]

۱۷۹/ ۴: خبر دی میرے دادا نے، اور ابو بکر الصاغانی نے، ان دونوں نے کہا: خبر دی روح بن عبادۃ نے، اس نے کہا: خبر دی سعید بن عروبہ نے، وہ قتادہ سے، وہ الحسن سے، وہ سمرۃ[4] بن جندب سے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کانے دجال کا ذکر کیا اور اُس کے فتنہ کو بیان کیا، اور اُن میں یہ ہے کہ وہ مُردوں کو زندہ

---

[1] صحیح مسلم میں ہے ''الی قیام الساعۃ خلق'' قیامت تک جو پیدا ہوگا۔

[2] روایت کیا اس کو مسلم نے اپنی ''صحیح'' ج ۱۸ ص ۸۶ میں اپنی سند کے ساتھ حضرمی تک اس جیسی، اور اسی سے ''کنز العمال'' ج ۱۴ ص ۳۰۰ میں اور مسند احمد سے بھی۔

[3] روایت کیا اس کو احمد نے اپنی ''مسند'' ج ۵ ص ۱۹۶ اور ابو داؤد نے اپنی ''سنن'' ج ۴ ص ۱۱۷ حاشیہ ۴۳۲۳ میں اپنی دونوں سندوں کے ساتھ ہمام تک اسی طرح، اور اضافہ کیا ابو داؤد نے اس کے آخر میں، اور اس طرح ہشام الدستوائی نے کہا، وہ قتادہ سے سوائے اس کے کہ اس نے کہا: ''جس نے سورۃ کہف کی آخری آیات کو حفظ کیا'' اور شعبہ نے کہا وہ قتادہ سے بیان کرتے ہیں کہ الکھف کے آخر سے۔

[4] ''اصل'' میں ''بن'' ہے اور یہ بین سے تصحیف ہے، تو قتادۃ کی روایت الحسن بصری سے وہ سمرۃ بن جندب سے روایت کرتے ہیں اور یہ اسانید میں وارد ہیں، رجوع کیجئے ''اسد الغابۃ'' ج ۲ ص ۴۵۴ میں۔

کرے گا، اور لوگوں سے کہے گا: میں تمہارا رب ہوں، جس نے کہہ دیا تُو میرا رب ہے، تو وہ فتنہ میں پڑ گیا، اور جس نے کہہ دیا میرا رب اللہ ہے یہاں تک کہ وہ مرگیا وہ اس کے فتنہ سے بچا لیا گیا، اور اس کے اوپر کوئی فتنہ نہیں ہوگا اور نہ ہی کوئی عذاب ہوگا۔[1]

۱۸۰/۵: خبر دی میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن محمد[2] نے، اس نے کہا: خبر دی لیث بن سعد نے، وہ یزید بن عبداللہ بن اسامہ[3] بن الہاد سے، وہ ابن شہاب سے، وہ عروۃ بن الزبیر سے، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اے اللہ! میں تجھ سے عذابِ قبر سے پناہ مانگتا ہوں، اور تجھ سے المسیح الدجال کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں، اور تجھ سے زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے گناہ اور آنے والی شہوتوں[4] کی شدت سے پناہ مانگتا ہوں۔"[5]

۱۸۱/۶: محمد بن عبداللہ بن طاؤس کی روایت میں ہے، وہ اپنے باپ[6] سے، وہ طاؤس سے، وہ ابن

---

[1] نکالا اس کو "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۳۱۸ میں اور "مجمع الزوائد" ج ۷ ص ۳۴۸ میں "مسند احمد" ج ۵ ص ۱۳ اور الطبرانی نے "الکبیر" حاشیہ ۶۹۱۸ میں

[2] وہ ابو محمد المؤذب ہیں، یونس بن محمد بن مسلم، جس کا ترجمہ "تاریخ بغداد" ج ۱۴ ص ۳۵۱ میں کیا گیا ہے۔

[3] "اصل" میں "زید بن اسامہ" ہے یہ تصحیف ہے اس کی جس کو ہم نے ثابت کیا ہے، تو رجوع کریں "تہذیب التہذیب" ج ۶ ص ۲۰۸ اور "سیر اعلام النبلاء" ج ۸ ص ۱۳۸ اس کے ترجمہ کے وقت لیث کے لئے۔

[4] اسی طرح اس نے کہا: "النہایہ" ج ۴ ص ۴۹ میں اور اس میں ہے یہ "کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پناہ مانگا کرتے تھے گوشت کی شدتِ شہوت سے" یعنی گوشت کی شہوت کی شدت یہاں تک کہ وہ صبر نہ کرسکے۔

میں کہتا ہوں: عبارت اسقاط اور تصحیف سے خالی نہیں ہے ہوسکتا ہے اس طرح ہو: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْفِتَنِ الْحَادِثَةِ۔ "اے اللہ! میں تجھ سے گناہ سے اور قرض سے اور آنے والے فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں۔" اور صحیح مسلم میں ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔ "اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں گناہ سے قرض سے۔"

[5] روایت کیا اس کو مسلم نے اپنی "صحیح" ج ۱ ص ۴۱۲ حاشیہ ۵۸۹ میں اپنی سند کے ساتھ عروۃ بن الزبیر تک اس جیسی، اور اس میں اس نے اضافہ کیا، اس نے کہا: تو کہنے والے نے اس کو کہا: اے اللہ! کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرض سے پناہ کیوں مانگتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک آدمی جب مقروض ہوتا ہے تو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اور وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔"

اور نکالا اس کو "کنز العمال" ج ۲ ص ۱۷۷ اور ص ۱۹۰ اور ص ۲۱۰ میں جملہ مصادر سے مختلف اسانید کے ساتھ۔

اور میں کہتا ہوں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کے فتنہ سے پناہ مانگنے کے بارے میں جو احادیث ہیں میں نے انہیں دو فریقین کی کتابوں سے نقل کیا ہے، مختلف الفاظ کے ساتھ اور متعدد اسانید کے ساتھ رجوع کیجئے "معجم احادیث الامام المہدی ع" ج ۲ ص ۹۶ تا ۱۰۹

[6] "اصل" میں "ابنہ" ہے یہ تصحیف ہے جو کہ متن میں ہے دیکھئے "الجرح والتعدیل" ج ۵ ص ۴۰۵، اور ج ۷ ص ۲۹۸

عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشہد کے بعد فرمایا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان چاروں کا برابر ذکر کیا۔''[1]

۱۸۲/۷: اس نے کہا: بیان کیا مجھے میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن محمد نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن سلمہ سے، وہ ابی المہزم[2] سے، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، بے شک انہوں نے دجال کے فتنہ کا ذکر کیا، اور کہا:

''اس کے دائیں طرف بھی فرشتہ ہوگا اور اس کی بائیں طرف بھی فرشتہ ہوگا، اور اپنے ساتھیوں سے کہے گا، کہ میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو دائیں طرف والا فرشتہ کہے گا تو نے جھوٹ بولا، اور لوگ اس کی بات نہیں سنیں گے، تو بائیں طرف فرشتہ دائیں طرف والے فرشتہ سے کہے گا تو نے سچ کہا، لوگ اس کی بات سنیں گے اور وہ اس فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے۔

بے شک اس کے پاس ایک اعرابی آئے گا، دجال اس کو کہے گا: تیرا کیا خیال ہے اگر تیرے پاس تیرے بھائی کو، تیرے باپ کو بھیجا جائے، کیا پھر بھی تُو میری پیروی نہیں کرے گا، اس نے کہا: تو شیطان اس کی شکل اختیار کر لے گا اور یہی اس کے فتنہ میں سے ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک دجال کے ساتھی ایسے ہوں گے کہ ان کے اوپر تاج ہوں گے یعنی طیالسہ کے تاج، اور بے شک ان کی لبیں[3] اتنی لمبی ہوں گی گویا کہ وہ گائے کے سینگ[4] ہیں۔''

---

[1] سابقہ تخریج کو دیکھئے۔

[2] وہ یزید ہے اور کہا گیا: عبدالرحمٰن بن سفیان التمیمی البصری ہے، جس کا ترجمہ ''تہذیب التہذیب'' ج ۶ ص ۴۳۸ میں کیا گیا ہے۔

[3] کہا ابن منظور نے ''لسان العرب'' ج ۷ ص ۴۵۵ میں اور اسی سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ''دجال کے ساتھی ان کی لبیں اس طرح لمبی ہوں گی جیسے انہوں نے اسے لمبا کیا اور بڑھایا یہاں تک کہ گائے کے سینگوں کی طرح بن گئیں''۔

[4] وارد کیا ''مجمع الزوائد'' ج ۷ ص ۶۵۴ سفینہ سے اور ص ۶۶۱ اسماء سے اسی طرح۔

(۳۰)

سیاق المأثور فی حدیث الجسّاسة داعیة الدجّال

"دجّال کے بارے میں الجساسہ کے وقوع پذیر ہونے کے حوالے سے منقول روایات"

۱۸۳/ ۱: بیان کیا مجھے ابوبکر عمر[1] بن ابراہیم نے اور ابوبکر محمد بن علی بن عتّاب[2] نے، ان دونوں نے کہا: خبر دی محمد بن المثنی نے، اس نے کہا: خبر دی عثمان بن عمر بن فارس[3] نے، اس نے کہا: خبر دی ابن ابی ذئب نے، وہ الزہری سے، وہ ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے، وہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا[4] سے روایت کرتے ہیں:

"کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات عشاء کی نماز لیٹ ادا کی، پھر نکلے کہنے لگے:

بے شک مجھے تم سے روکے رکھا ایک ایسے واقعہ نے جو مجھے تمیم الداری نے بیان کیا تھا، ایسے آدمی کے بارے میں جو سمندر کے جزائر میں سے ایک جزیرہ میں تھا، اس نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنے بالوں میں چل رہی تھی تو اس نے کہا تُو کون ہے؟

وہ کہنے لگی: میں الجساسہ ہوں، کیا تُو میرے بارے میں تعجب کرتا ہے، اس نے کہا: جی ہاں، تو اُس نے کہا کہ اُس عورت نے کہا: تُو جا اس فاصلے کی طرف۔

پھر وہ چلا گیا، اچانک ایک آدمی تھا جو اپنے بالوں میں چل رہا تھا اور وہ زنجیروں میں جکڑا[5]

---

[1] اصل میں "ابوبکر بن عمر" ہے اور یہ تصحیف ہے، وہ ابوبکر الحافظ ہے، جو ابوالاذان کے نام سے معروف ہے، جو کہ رہتے تھے رأی سے سر میں، "تاریخ بغداد" ج ۱۱ ص ۲۱۴ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[2] اصل میں "غیاث" ہے اور یہ تصحیف ہے، وہ ابکر الایادی القماط ہے جس کا ترجمہ "تاریخ بغداد" ج ۳ ص ۲۷۸ میں کیا گیا ہے۔

[3] "الجرح والتعدیل" ج ۶ ص ۱۵۹ رقم ۸۷۷ میں اس کا ترجمہ ہے اور "تہذیب التہذیب" ج ۴ ص ۹۰ میں، ابوداؤد کی سند میں "عثمان بن عبدالرحمٰن" ہے اور یہ دونوں طرح وارد ہے۔

[4] یہ الضحاک بن قیس کی بہن ہے جو کہ پہلی مہاجرہ خواتین میں سے تھیں۔

[5] سنن ابی داؤد میں ہے۔

ہوا تھا، آسمان اور زمین کے درمیان، اس نے کہا: تو کون ہے، اس نے کہا: میں دجال ہوں، کیا اس کے بعد کوئی نبی، اُمّی نکلے گا؟ اس نے کہا: میں نے کہا: جی ہاں۔

اس نے کہا: تو کیا وہ اس کی پیروی کریں گے یا اس کی نافرمانی کریں گے، میں نے کہا: نہیں، وہ اس کی فرمانبرداری کریں گے۔

اس نے کہا: یہ اُن کے لئے بہتر ہوگا، پھر وہ اچھی طرح سے پانی میں بہہ گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری حدیث بیان کی۔"[1]

۲/۱۸۴: بیان کیا مجھے عمر بن ابراہیم نے اور ابراہیم بن موسیٰ التوزی[2] نے، اُن دونوں کی روایتیں ایک دوسرے میں داخل ہوگئی ہیں، اور بیان کیا ہم کو عبدالوارث بن عبدالصمد بن عبدالوارث نے، اس نے کہا: بیان کیا میرے باپ نے، وہ اپنے باپ[3] سے، وہ عبدالوارث بن سعید سے، اس نے کہا: خبر دی حسین[4] بن ذکوان المعلم نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے ابن بریدۃ نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے عامر بن شراحیل الشعبی نے، شعب همدان نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے، بے شک اس نے کہا:

"میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منادی کو کہ وہ پکار رہا تھا: آؤ نماز کی طرف، میں مسجد کی طرف نکلا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی، نماز پڑھنے کے بعد، میں نے دیکھا کہ کچھ عورتیں ہیں جو قوم پر بڑی آسانی کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہیں، جب آپ نے اپنی نماز پوری کرلی، آپ منبر پر بیٹھے اور آپ ہنس رہے تھے، کہنے لگے تم میں سے ہر کسی کو چاہئے کہ وہ اپنی اپنی نماز پڑھنے کی جگہ پر بیٹھا رہے،

پھر کہنے لگے: کیا تم جانتے ہو میں نے تم کو کیوں جمع کیا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ جانتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے تمہیں نہ کسی خوشی کے لئے اور نہ کوئی ڈر سنانے کے لئے جمع کیا ہے،

---

[1] روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اپنی "سنن"، ج ۴ ص ۱۱۸ حاشیہ ۴۳۲۵ میں عثمان بن عبدالرحمن تک اپنی میں، وہ ابن ابی ذئب سے اسی طرح کی روایت بیان کرتے ہیں۔

[2] اصل میں "الثوری" ہے اور یہ تصحیف ہے، اس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

[3] ہم نے اس کو شامل کیا ہے اور وہ مسلم کی سند میں موجود ہے۔

[4] اصل میں "الحسن" ہے جس کا ترجمہ "الجرح والتعدیل" ج ۳ ص ۵۲ اور "تہذیب التهذیب" ج ۱ ص ۵۸۴ میں کیا گیا ہے۔

بلکہ میں نے تو تمہیں اس لئے جمع کیا ہے کہ تمیم داری ایک نصرانی آدمی تھا وہ آیا اور اس نے بیعت کی اور مسلمان ہو گیا، اس نے مجھے خبر دی اس بات کے موافق جو میں تمہیں مسیح دجال کے بارے میں خبر دیا کرتا تھا،

اس نے مجھے یہ بیان کیا کہ اس نے ایک سمندری کشتی میں ایک سفر شروع کیا تیس بندوں کے ساتھ، جو لخم و جذام (قبیلے) کے تھے، تو دریا کی موج سمندر میں ایک پورا مہینہ اُن کو لے کر پھرتی رہی، تو پھر کشتی ان کو سمندر کے جزائر میں سے ایک جزیرہ کی طرف لے گئی، اور اس وقت سورج کے غروب ہونے کا وقت تھا، اور وہ بیٹھا کشتی کے بالکل قریب[1] اور پھر وہ جزیرہ میں داخل ہو گئے، تو انہیں ایک بہت زیادہ بالوں والا ایک چوپایا ملا جس کے بال بہت زیادہ تھے، لوگ نہیں جانتے تھے کہ اُس کے پیچھے کتنے بال ہیں، تو اُنہوں نے اُسے کہا تجھے ہلاکت ہو تو کون ہے؟ اُس نے کہا: میں جساسہ ہوں؟ تو انہوں نے کہا: جساسہ کیا ہوتا ہے؟

اس نے کہا: اے قوم: اُس آدمی کی طرف چلو جو اِس مندر میں ہے، بے شک تمہیں بڑے ذوق اور شوق سے یہ ساری خبر دوں گا، تو اُس نے کہا: تو ہم وہاں سے چلے، اُس شخص کی طرف جس کا اُس نے ہمیں بتایا تھا، وہ کہنے لگا وہ تو ایک شیطان ہے۔[2]

تو ہم چلے جلدی جلدی یہاں تک کہ ہم مندر میں داخل ہو گئے، وہاں ایک بہت بڑا انسان تھا جس کو ہم بڑی خلقت والا دیکھ رہے تھے اور بڑی مضبوطی والا، اس کے دونوں ہاتھ اس کے گردن تک اکٹھے ہوئے تھے، اور اس کے گھٹنوں کے درمیان اور اُس کے ٹخنوں کے درمیان لوہے کی زنجیریں تھیں،

ہم نے اُس کو کہا: تجھ پر افسوس ہو، تُو کون ہے؟

اس نے کہا: تم نے میرے بارے میں خبر حاصل کر لی، اب تم مجھے بتاؤ تم کون ہو؟ ہم نے کہا: ہم عرب کے لوگ ہیں، ہم دریائی کشتی میں سوار ہوئے ہیں، سمندر ہمیں طوفانی

---

[1] یہ قارب کی جمع ہے۔

[2] اصل میں "ان یکون شیطانا" ہے کہ وہ شیطان ہو۔

طریقے سے یہاں تک لے آیا ہے، اس لئے کہ موجوں کی کثرت[1] تھی، تو اُس موج نے ایک مہینہ تک ہمیں چلا کر ہمارے ساتھ کھلواڑ کیا پھر ہم آپ کے اس جزیرے تک پہنچ گئے، تو ہم بیٹھ گئے اس کے قریب، پھر ہم جزیرہ میں داخل ہو گئے، پھر ہمیں ایک جانور ملا جس کے بہت زیادہ بال تھے، اس کے اگلے کو اور پچھلے حصے کو بالوں کی کثرت کی وجہ سے ہم نہیں جانتے تھے، پھر ہم نے کہا تُو کون ہے؟ وہ کہنے لگی: میں جساسہ ہوں، ہم نے کہا: وہ جساسہ کیا ہے؟ تو وہ کہنے لگی: ارادہ کرو اس آدمی کا جو اس مندر میں ہے، بے شک بڑے شوق سے تمہارے بارے میں خبر دی گئی، پھر ہم جلدی جلدی آپ کے پاس آئے، ہم اس سے گھبرا گئے تھے، ہم بے خوف نہیں تھے، کہ کہیں وہ شیطان نہ ہو،

پھر اُس نے کہا: خبر دو مجھے بیسان[2] کے درختوں کے بارے میں، ہم نے کہا: جس کے بارے میں تم خبر لینا چاہتے ہو اس کی کیا شان ہے، اس نے کہا: میں تم سے پوچھتا ہوں، اس کے درختوں کے بارے میں، کیا وہ پھل دیتے ہیں؟ ہم نے کہا: جی ہاں، اس نے کہا: قریب ہے کہ وہ پھل نہیں دیں گے، پھر اس نے کہا:

مجھے اُس چشمہ کے بارے میں جو تازہ چشمہ تھا اس کے بارے میں بتاؤ، ہم نے کہا: جس کے بارے میں تُو خبر حاصل کرنا چاہتا ہے اسکی کیا شان ہے؟ اس نے کہا: کیا اس میں پانی ہے، ہم نے کہا: اس میں بہت پانی ہے، اس نے کہا: بے شک اس کا پانی عنقریب ختم ہو جائے گا،

پھر اس نے کہا: مجھے ''زغر''[3] کے چشمے کے بارے میں خبر دو، انہوں نے کہا: جس کے بارے میں تُو پوچھنا چاہتا ہے اس کی کیا شان ہے؟

اس نے کہا: کیا چشمے میں پانی ہے؟ کیا وہاں کے رہنے والے چشمہ کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں، ہم نے کہا اسے کہا جی ہاں، اس کے پانی سے لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں،

پھر اُس نے کہا: مجھے اُس اُمّی نبی کے بارے میں بتاؤ اُس نے کیا کیا؟ ہم نے کہا: وہ

---

[1] ''اغتلمت الامواج'' یعنی موجیں سدت اختیار کر گئیں۔

[2] وہ ایک شہر ہے اُردن میں شامی علاقہ میں، دیکھئے ''مراصد الاطلاع'' ج ۱ ص ۲۴۱، اور اصل میں ہے 'بستان' یعنی باغ۔

[3] اور یہ ایک بستی ہے شام کے علاقہ میں بحیرۃ المنتنۃ کی طرف سے اور اس بحیرۃ کا نام اس لئے رکھا گیا کہ یہ الکرک کے قریب ہے، ''مراصد الاطلاع'' ج ۲ ص ۶۶۶ و ص ۶۶۷ اور اصل میں ''زعر'' ہے اور حدیث مذکور دوسرے الفاظ کے ساتھ 'معجم البلدان'' ج ۴ ص ۵۳ میں ہے تو وہاں رجوع کریں۔

مکے سے نکلے اور یثرب میں آ گئے، اس نے کہا: کیا اس کے ساتھ عربیوں نے جنگ کی، ہم نے کہا: جی ہاں، اس نے کہا: اُس نے اُن کے ساتھ کیا کیا؟ تو ہم نے اس کو خبر دی کہ وہ غالب آ گئے اُن پر جو بھی اُس کے قریب آیا، اور انہوں نے اُس کی پیروی کی، اُس نے کہا: کیا کوئی اُس وقت تھا؟ ہم نے کہا: جی ہاں،

اس نے کہا: کیا اُن کے لئے خیر تھی اس میں کہ وہ اُن کی پیروی کریں؟ تو بے شک میں تم کو خبر دیتا ہوں اپنے بارے میں کہ بیشک میں مسیحِ دجال ہوں، ہوسکتا ہے کہ میرے بارے میں اجازت دی جائے، خروج کے بارے میں، پھر وہ نکلے اور میں زمین میں چلوں گا کسی بستی کو نہیں چھوڑوں گا، مگر میں اُس میں مکہ کے سوا اور طیبہ یعنی مدینہ منورہ کے سوا، تیس راتوں[1] تک رہوں گا، لیکن وہ دونوں شہر مجھ پر عزت والے ہیں، جب کبھی بھی میں ان میں سے کسی ایک کا بھی ارادہ کروں گا، میرا استقبال کرے گا، نکل شدہ تلوار[2] ہاتھ میں لے کر بادشاہ، جو مجھے روکے گا اُس سے، اور بیشک ہر جگہ پر وہاں فرشتے ہوں گے جو اس کی حفاظت کریں گے،

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور منبر میں اپنے عصا کی نوک رکھ کر، یہ طیبہ[3] ہے یعنی مدینہ ہے، خبردار! میں بھی تمہیں اس کے بارے میں بتلایا کرتا تھا، لوگوں نے کہا: جی ہاں!

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث نے مجھے تعجب میں ڈالا کہ یہ میری اُسی بیان کردہ حدیث کے موافق ہے جو میں آپ کے سامنے بیان کیا کرتا تھا[4] مدینہ اور مکہ کے بارے میں۔ خبردار! بے شک وہ شام کے سمندر میں، یا یمن کے سمندر میں، نہیں بلکہ مشرق کی طرف سے ہوگا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے مشرق[5] کی

---

[1] صحیح مسلم میں "اربعین" ہے یعنی چالیس

[2] سیف صلت وألیت ومنصلت: یعنی نکل شدہ تلواریں

[3] ذکر کیا اس کو مسلم میں دو مرتبہ

[4] صحیح مسلم میں ہے میں تمہیں بیان کروں گا۔

[5] اضافہ کیا اس کے بعد مسلم نے اپنی صحیح میں "ماھو من قبل المشرق، ماھو من قبل المشرق، ماھو" قاضی نے کہا: "ماھو" لفظ یہ زائدہ ہے، اور کلام کا صلہ ہے، نافیہ نہیں ہے، اور اس سے مراد اثبات ہے کہ وہ مشرق کی جہتوں کی طرف میں ہی ہوگا۔

طرف اشارہ کیا، بے شک مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ یعنی دجال ہوگا وہ مدینہ میں یعنی طیبہ میں داخل نہیں ہوگا،

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کی ہے[1]

۱۸۵ / ۳: بیان کیا مجھے محمد بن ابراہیم بن ابی الرجال ابو جعفر السمنفی[2] نے، اس نے کہا: خبر دی یحییٰ بن الفضل الخرقی[3] نے، اس نے کہا: خبر دی ابو عامر العقدی نے، وہ عباد بن راشد سے، وہ داؤد بن ابی ہند سے، وہ عامر الشعبی سے، وہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے، اور یہ انصار کی عورتوں میں سے تھی، انہوں نے کہا:

"نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ ٹمٹما رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر چڑھے اور ارشاد فرمانے لگے:

اے لوگو! تم خوش ہو جاؤ، اپنے نبی کی خوشی کے ساتھ، بے شک تمیم داری میرے پاس فلسطین کے علاقہ سے آئے، اس نے مجھے خبر دی کہ وہ مسلمانوں کے ایک گروہ سے ملا ہے اور جنہوں نے ارادہ کیا تھا کہ وہ سمندر کا سفر کریں گے، پھر سمندر میں ایک ماہ تک سفر کرتے رہے، پھر کشتی اُن کو سمندر کے جزیروں میں سے ایک جزیرے میں لے گئی، وہاں وہ ایک چوپایہ کو دیکھتے ہیں وہ نہیں جانتے تھے کہ اُس کا اگلا حصہ کون سا ہے اور پچھلا حصہ کونسا ہے، وہ مذکر ہے یا مؤنث ہے؟ وہ کہنے لگی: میں الجساسہ ہوں، لوگوں نے اُس سے کہا: ہمیں آپ اپنے بارے میں بتلائیے؟ اس نے کہا: تم کیا چاہتے ہو؟ تمہارے اوپر اس سندروالے کے پاس جانا لازمی ہے۔

تو ہم وہاں آئے، ہم کیا دیکھتے ہیں ایک بڑا مضبوط، طاقتور، سخت آدمی ہے، ہم نے اُسے کہا اے عبداللہ! ہمیں خبر دیجئے؟ اُس نے کہا: تم کون ہے؟ ہم نے کہا: ہم عربی لوگ ہیں؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کے امین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کیا؟

---

[1] روایت کیا اس کو مسلم نے اپنی "صحیح" ج ۱۸ ص ۷۸ میں اپنی سند سے عبدالوارث بن عبدالصمد تک، الحجاج بن الشاعر تک، اس جیسی، اور ابوداؤد نے اپنی "سنن" ج ۴ ص ۱۱۸ حاشیہ ۴۳۲۶ اپنی سند کے ساتھ عبدالصمد بن سعید تک اس جیسی۔

[2] "تاریخ بغداد" ج ۱ ص ۴۲۰ میں ترجمہ کیا گیا ہے اس کا، اور بیان کیا اس کو الصلحی کہہ کر، اور وہ بغداد میں رہتے تھے۔ اور "معجم البلدان" ج ۱ ص ۵۱۶ میں "بھنوف" بغداد کے علاقہ جات میں سے ایک چھوٹا سا شہر ہے، اور اس کی طرف احمد ابن محمد ابن ابراہیم السمنفی اسکی طرف منسوب ہے۔

[3] اصل میں "الرقی" ہے یہ تصحیف ہے، "تہذیب التھذیب" ج ۶ ص ۱۶۴ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

ہم نے کہا: وہ مبعوث کیا گیا، اس نے کہا: اس کے ساتھ اس کی قوم نے کیا کیا؟ ہم نے کہا: انہوں نے اُس کی پیروی کی، اس نے کہا: بیشک اُن کے لئے اس میں بہتری تھی۔

اس نے کہا: بیسان کے درخت نے کیا کیا؟ ہم نے کہا: اس کو پھل لگا، اس نے کہا: عنقریب وہ پھل نہیں دے گا،

اس نے کہا: ''زغر'' کے چشمے نے کیا کیا؟ ہم نے کہا: وہ زیادہ پانی دیتا ہے، اس نے کہا: عنقریب اس کا پانی کم ہوجائے گا، اس نے کہا: وہ تازہ چشمے نے کیا کیا؟ ہم نے کہا: بہت زیادہ پانی دیا اس نے، اس نے کہا: عنقریب اس کا پانی کم ہوجائے گا، بے شک میں ساری زمین میں جاؤں گا یہاں تک کہ میں طیبہ آؤں گا، یعنی مدینہ میں۔

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے ساتھ زمین پر مارا۔ اور کہنے لگے: یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تھے، پھر کہنے لگے: یعنی دجال آئے گا۔ پھر میں پاؤں گا ہر جگہ پر ایک فرشتہ کو اُس کے پاس چمکتی ہوئی تلوار ہوگی جس کے ساتھ وہ میرا استقبال کرے گا[1]

---

[1] گزشتہ حدیث میں اسی طرح گزر چکا ہے۔

(۳۱)

سیاق بعض المأثور فی تأکید سحرہ وشھرۃ کذبہ

''اس کے جھوٹ کی شہرت اور اس کے جادو کی تاکید کے بارے میں بعض منقول روایات''

۱۸۶/۱: خبر دی میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی یزید بن ہارون نے، اس نے کہا: خبر دی الولید بن عبداللہ بن جمیع نے، وہ ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ[1] سے، وہ جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن صیاد کے پاس آئے جبکہ وہ بچہ تھا، اور وہ کھیل رہا تھا بچوں کے ساتھ، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہا:

کیا تُو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، ابن صیاد نے کہا: پس تُو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو کہا: تو ذلیل ہو، بلکہ تو اللہ تعالیٰ کا دشمن ہو، تُو ذلیل ہو، تیری قدرت، تیری طاقت آگے نہیں بڑھے گی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے کہا: بے شک میں نے تیرے لئے چھپا رکھا ہے، اس نے کہا: وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: دھواں، پھر اُس نے کہا:، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: تم ذلیل ہو جاؤ۔

ولید بن عبداللہ بن جمیع نے کہا: ابن ابی سلمہ نے مجھے کہا:

میں نے حدیث میں سے کچھ حصہ چھوڑ دیا ہے جو مجھے یاد نہیں تھا۔

جابر نے کہا: تو گواہی دیتا ہے کہ وہ دجال ہے؟ تو اس نے کہا: اُسے کہا گیا کہ وہ مدینہ میں

---

[1] اصل میں ''عون'' ہے اور یہ تصحیف ہے ''تہذیب التہذیب'' ج ۶ ص ۳۵۱ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

داخل ہوگا اور دجال مدینہ میں نہیں داخل ہوسکتا؟ اس نے کہا: اگر وہ مدینہ میں داخل ہوجائے!

تو اس نے کہا: اس کی اولاد ہوگی، اور دجال کی اولاد نہیں ہوگی؟ اس نے کہا: اگر اس کی اولاد ہو!

کہا گیا: وہ مرجائے گی؟ اس نے کہا: اگر وہ مرگیا۔[1]

۱۸۷/ ۲: بیان کیا ہمیں یعقوب بن اسحاق بن[2] زیاد ابو یوسف القلوسی القاضی، اس نے کہا: خبر دی محمد بن عبداللہ الانصاری نے، اس نے کہا: خبر دی سلیمان التیمی[3] نے، وہ ابی نضرۃ[4] سے، اس نے کہا: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

"جب ابن صیاد فوت ہوگیا، اس کے جنازہ کو لایا گیا تو امیر نے اُس کے چہرے کے اوپر سے کپڑا اُتارا، تو اُس کی طرف دیکھا، کہنے لگے: میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں ان باتوں سے جو میں کہا کرتا تھا،

تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں جاری ہوا میرے جی میں، کہ وہی ہوا اُس دن جس دن وہ مر گیا تھا۔"

۱۸۸/ ۳: بیان کیا میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی علی بن بحر القطان نے، اس نے کہا: خبر دی ہشام بن یوسف نے، اس نے کہا: خبر دی محمد[5] نے، وہ زہری سے، اس نے کہا: خبر دی مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ

---

[1] مسلم نے اپنی "صحیح" ج ۱۸ ص ۵۴ میں روایت کیا اور ابو داؤد نے اپنی "سنن" ج ۴ ص ۱۲۰ میں ان دونوں نے اپنی سند کے ساتھ ابن عمر تک اسی طرح روایت کیا۔

[2] اصل میں "ان" ہے اور اس میں "الفلوسی" "القلوسی" کی جگہ پہ ہے، اور یہ ساری کی ساری تصحیف ہے اس کی جس کو ہم نے ثابت کیا ہے اور اس کا ترجمہ "تاریخ بغداد" ج ۱۴ ص ۲۸۶ رقم ۷۵۸۰ میں ہے اور "الانساب للسمعانی" ج ۴ ص ۵۳۷ میں ہے اور اس میں ہے کصیبین کی قضا کے والی بنیں۔

[3] اصل میں "التمیمی" تصحیف ہے اس کی جو متن میں ہے، وہ سلیمان بن طرخان ہے، ابو المعتمر التیمی البصری، "سیر اعلام النبلاء" ج ۶ ص ۱۹۵ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[4] اصل میں "نصرۃ" ہے یہ بھی اس کی تصحیف ہے جو کہ متن میں ہے اور وہ المنذر بن مالک بن قطعہ ہے، ابو نضرۃ العبدی ہے، اس کا ترجمہ بھی "تہذیب التہذیب" ج ۵ ص ۵۱۹ اور "سیر الاعلام النبلاء" ج ۴ ص ۵۲۹ میں کیا گیا ہے۔

[5] اسی طرح، اس کے قوی ہونے کا احتمال ہے کہ وہ "معمر" سے تصحیف ہے، اور وہ نعیم کی سند میں موجود ہے، اور ہشام بن یوسف الصنعانی کی روایت بھی اسی سے ہے۔

نے، کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: بیان کیا ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لمبی حدیث[1] دجال کے بارے میں، تو اُس نے کہا اس کے بارے میں جو وہ ہمیں بیان کرتے تھے:

"آئے گا دجال مدینہ میں کہ وہ مدینہ میں داخل ہو لیکن اُسے طاقت نہیں ہوگی کیونکہ مدینہ میں داخلہ اس کے اوپر حرام ہے، اور وہ مدینہ منورہ میں کسی بھی رستہ[2] سے داخل نہیں ہو سکے گا، پھر ایک آدمی اس کی طرف نکلے گا اُس دن، بہترین لوگوں میں سے، وہ دجال سے کہے گا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ تُو وہی دجال ہے جس کے بارے میں ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں بیان کیا، تو دجال کہے گا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں اس آدمی کو قتل کر دوں پھر میں اُس کو زندہ کر دوں تو پھر بھی تم اس معاملہ میں شک کرو گے، وہ کہیں گے: نہیں، تو وہ قتل کر دے گا اُس کو، پھر زندہ کرے گا اُس کو، پھر وہ آدمی کہے گا: جو زندہ ہوگا، اللہ کی قسم! میں نہیں تھا آج کے دن مجھ سے زیادہ بصیرت کے حوالے سے زیادہ سخت تیرے بارے میں۔

تو اس نے کہا: دجال اس کو دوبارہ قتل کرنے کا ارادہ کرے گا لیکن اُس کے اوپر غلبہ حاصل نہیں کر سکے گا۔

اُس نے کہا یعنی زہری نے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ آدمی "حضرت خضر علیہ السلام" تھے۔[3]

---

[1] اصل میں "نبأ النبی ﷺ حدثنا" (یعنی خبر دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیان کیا) جو کہ متن میں اور نعیم کی "فتن" میں ہے۔

[2] نقب کی جمع ہے، وہ رستے کو کہتے ہیں کہا اس نے "النہایہ" ج ۵ ص ۱۰۲ میں اسی سے حدیث ہے "علی انقاب المدینة ملائکة لا یدخلها الطاعون ولا الدجال" یعنی مدینہ کے رستوں پر فرشتے ہوں گے نہ وہاں طاعون داخل ہوگا اور نہ دجال۔ اور یہ جمع قلت ہے نقب کی

[3] روایت کیا اس کو نعیم نے "الفتن" ج ۲ ص ۵۵۱ حاشیہ ۱۵۴۷ میں اپنی سند کے ساتھ معمر تک، اس جیسی، اور اس نے اس کے بعد اضافہ کیا، معمر نے کہا: مجھے یہ بات پہنچی کہ وہ کرے گا، اپنے حلق میں پیتل کی ایک پلیٹ اور مجھے یہ بھی پہنچا کہ خضر علیہ السلام اس کو قتل کریں گے، دجال پھر اُس کو زندہ کرے گا، اور روایت کیا اس کو مسلم نے اپنی "صحیح" ج ۱۸ ص ۲۷ میں اپنی سند کے ساتھ عبید اللہ بن عبد اللہ تک اس جیسی، اور اس کے آخر میں کہا: کہا ابو اسحاق نے کہ کہا جاتا ہے کہ بے شک یہ آدمی حضرت خضر علیہ السلام تھے، اس جیسی حدیث گزر چکی ہے۔

(۳۲)

سیاق ما أثر فی علامة خروجه

''اُس کے خروج کی علامت کے بارے میں منقول روایات''

۱/۱۸۹: بیان کیا میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی یزید بن ہارون نے، اس نے کہا: خبر دی جریر بن حازم نے، وہ قتادة سے، وہ شھر بن حوشب سے، وہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا:

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک گھر میں تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دجال کے خروج سے قبل تین سال ایسے ہوں گے، آسمان سے بارش ہونا بند ہوجائے گی اور زمین اپنی انگوریاں نکالنا بھی بند کردے گی،

جب دوسرا سال ہوگا آسمان سے بارش دو ثلث بند ہوجائے گی، اور زمین بھی اپنی انگوریاں دو ثلث بند کردے گی، جب تیسرا سال ہوگا، آسمان ہر قسم کی بارش بند کردے گا، اور زمین بھی اپنی فصل کو نکالنا مکمل طور پر بند کردے گی، کوئی جوتا پہنے ہوئے اور نہ کوئی ناخن پہنے ہوئے باقی نہیں رہے گا مگر ہلاک ہوجائے گا، تو دجال دیہاتی لوگوں میں سے ایک آدمی کو کہے گا کہ تیرا کیا خیال ہے، اگر میں تیرے لئے ایک بڑے موٹے تازے بدن والے اونٹ کو بھیجوں اور بہت بڑے ضخیم اور ایسے اونٹیاں جو وافر دودھ دینے والی ہوں گی کیا تُو جانے گا کہ میں تیرا رب ہوں تو وہ کہے گا، ہاں!

تو شیطان اس کے سامنے اُسی قسم کی اونٹوں کی شکل میں متشکل ہوجائے گا، پھر وہ اس کے پیچھے چلے گا،

اور وہ کہے گا آدمی سے: تیرا کیا خیال ہے؟ اگر میں بھیجوں تیری ماں کو اور تیرے باپ کو، یا اُس کو جس کو تُو اپنے اہل وعیال میں سے پہچانتا ہے، کیا تُو جانے گا، کہ میں تیرا رب ہوں،

وہ کہے گا: ہاں، تو شیاطین اس کے لئے اس کی شکلوں کو متشکل کرلیں گے، پھر وہ اس کی پیروی کرے گا۔

پھر نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور رونے لگے اہلِ بیت، پھر لوٹے اور ہم بھی رونے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کونسی چیز تمہیں رلاتی ہے، تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب سے آپ نے دجال کا ذکر کیا۔ اللہ کی قسم! بے شک میرے گھر کی لونڈی ضرور بضرور آٹا گوندھے گی تو اُس کو نہیں پہنچے گی کوئی بات، یہاں تک کہ میرا جگر قریب ہوگا، کہ بھوک سے مرے گا، لیکن ہم اُس وقت کیا کریں گے،

تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: تم روؤ نہیں، وہ ملے گا مومن کو اُس دن کھانا بھی اور پینا بھی، اللہ اکبر! اور سبحان اللہ! اور ذکر خداوندی کے ساتھ، اگر دجال کا خروج ہو اور میں تمہارے اندر موجود ہوں، تو میں اُس کے ساتھ جھگڑوں گا اور وہ نکلے میرے بعد تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہوگا۔"[1]

۱۹۰/ ۲: بیان کیا ہمیں موسیٰ بن اسحاق ابوبکر نے، اس نے کہا: خبر دی ابوکریب[2] نے محمد بن العلاء الھمدانی سے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن بکیر نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن اسحاق نے، خبر دی ابراہیم بن ابی عبلہ[3] نے، وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، وہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

"میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے: بے شک دجال سے پہلے دو سال بھوک کے ہوں گے، اور دھوکے کے ہوں گے، اور اُن میں بارش کثرت سے ہوگی، اور زمین میں فصل بہت کم ہوگی، اور اُس وقت خائن لوگ ایماندار ہوں گے، اور اُس وقت امین لوگ خائن بن جائیں گے، اور اُس وقت سچے لوگ جھوٹے ہوجائیں گے، اور اُس وقت جھوٹے لوگ سچے بن جائیں گے، اور اُس وقت میں فاسق لوگ کلام

---

[1] روایت کیا اس کو احمد نے اپنی "مسند" ج ۶ ص ۴۵۳ میں اپنی سند کے ساتھ یزید بن ہارون سے اس جیسی۔ اور روایت کیا نعیم نے "الفتن" ج ۲ ص ۵۲۶ حاشیہ ۱۴۸۱ میں اپنی سند کے ساتھ، شہر بن حوشب تک (اور اس کے ابتدائی حصہ میں) اور ص ۵۳۴ حاسیہ ۱۵۱۴ میں حدیث کا بقیہ حصہ۔

[2] اصل میں "کریت" ہے یہ تصحیف ہے، "تہذیب التہذیب" ج ۶ ص ۴۱۵ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[3] اصل میں "عیلہ" ہے یہ تصحیف ہے، اور وہ ابواسحاق العقیلی الشامی المقدسی ہے، "سیر اعلام النبلاء" ج ۶ ص ۳۲۳ میں اس کا ترجمہ موجود ہے۔

کریں گے۔[1]

کہا گیا: حقیر اور فاسق قسم کے لوگ کون ہوں گے؟ تو فرمایا: جن کی نیت خالص نہیں ہوگی۔[2]

۱۹۱/ ۳۰: بیان کیا ہمیں میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی یزید بن ہارون نے، اس نے کہا: خبر دی ہشام بن حسان نے، وہ عقبہ بن اُوس السدوسی سے بیان کرتے ہیں، وہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے کہا:

"روم کے علاقہ میں ایک آدمی ہوگا، کسی بھی قسم کی اُس کی نافرمانی نہیں کریں گے، اور وہ چلے گا، مسلمان بھی چلیں گے، یہاں تک کہ ایک ایسی زمین میں اُتریں گے، اُس نے اس کا نام لیا، لیکن میں اُسے بھول گیا، مسلمانوں کے بعض لوگ بعض کی مدد کریں گے، یہاں تک کہ وہ بڑھیں گے اہلِ عدن تک، وہ آئیں گے اُن کے کلیسوں کے پاس، وہ ملیں گے وہ پھر دس دن تک قتال کریں گے، ان کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی سوائے رات کے، اوران کی تلواریں کند نہیں ہوں گی، اور نہ اُن کے نوجوان تھکیں گے اور تم اس حالت میں ہوں گے تو وہ حکم دے گا، بحری جہازوں کو یا کشتیوں کو وہ جلادی جائیں گی، پھر وہ کہے گا: اب جنگ کرو۔

وہ جنگ کریں گے، سخت ترین جنگ، تو وہ قتل کریں گے بہت سارے مقتولین کو، اُس کی طرح کسی کو نہیں دیکھا ہوگا، یہاں تک کہ ایک پرندہ ان کے پاس آئے گا، وہ نہیں اُن کے اوپر سے گزرے گا، یہاں تک کہ وہ گرے گا ایک میت پر، اُس کی بدبُو کی وجہ سے، اور شہید کے لئے اُس دن دو ذمہ داریاں ہوں گی اس پر جو اس سے پہلے گزر چکا، اور

---

[1] اس نے کہا "لسان العرب" ج ۵ ص ۱۱۱ میں حدیث فتن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا گیا کہ آپ ﷺ نے قیامت کی نشانیوں کا ذکر کیا، اور وہ "یہ حقیر آدمی اور فاسق و فاجر آدمی عوامی معاملات میں بات چیت کرے گا" کہا گیا کہ "الرویبضہ" کیا ہوتا ہے اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: حقیر اور فاسق و فاجر آدمی جو عوامُ امور کے بارے میں بات کرے، اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ بے بس آدمی جو بڑے بڑے معاملات کے بارے میں سے دو چار ہوگا، اور وہ اُن کی طلب سے عاجز ہو کر بیٹھا رہے، اور وہ غالب امکان یہ ہے کہ کہا گیا کہ لوگوں میں سے حقیر آدمی کے لئے کہ وہ جو عاجز ہو کر بے بس ہو کر بیٹھا رہے، اور پھر حقیر بن جائے۔

[2] روایت کیا اس کو احمد نے اپنی "مسند" ج ۲ ص ۲۲۰ اپنی سند کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تک، اور اس میں ہے: کہ کہا تھا "الرویبضہ" کیا ہے؟ انہوں نے کہا: "الفویسق" یعنی فاسق و فاجر لوگ۔ حاشیہ ۵ میں اس جیسی روایت آئے گی۔

زندہ مومن کے لئے بھی دو ذمہ داریاں ہوں گی دو کفیل ہوں گے، اُس پر جو اس سے پہلے ہیں، اور اُن کے باقی لوگ ہمیشہ[1] رہیں گے۔ رہے وہ تمہارے باقی لوگ بے شک وہ دجال سے جنگ کریں گے۔"[2]

۱۹۲/ ۴: اور بیان کیا میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن عبید الطنافسی نے، اس نے کہا: خبر دی الاعمش سے، وہ خیثمہ[3] بن عبد الرحمٰن سے، وہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا:

"روم پر لشکر کشی ہوگی تو نکلیں گے اہلِ شام اپنے گھروں سے یہاں تک کہ وہ تم سے فریاد طلب کریں گے اور تم اُن سے فریاد طلب کرو گے، اُن سے کوئی مؤمن پیچھے نہیں رہے گا، تو وہ قتل کریں گے تو اُن کے درمیان بہت سارے مقتول ہوجائیں گے، پھر وہ اُن کو "اسطوانہ"[4] جگہ میں شکست دیں گے، بے شک میں اُن کی جگہ کو زیادہ جانتا ہوں، تو وہ بڑی غنیمت حاصل کریں گے، یہاں تک کہ وہ بہت زیادہ دینار کا ایک ماپ حاصل کرلیں گے، اُسی دوران وہ اُن کے پاس برید آئے گا کہ دجال نکل چکا ہے، بے شک اپنی اولاد کو اُس وحشی نظام سے بچانے کی کوشش کرو، تو اُس نے کہا: وہ ڈال دیں گے جو کچھ اُس کے ہاتھ میں ہوگا، پھر وہ اس کے پاس آئیں گے۔"[5]

۱۹۳/ ۵: بیان کیا ہمیں علی بن سہل ابوالحسن النسائی[6] نے، اس نے کہا: خبر دی خالد بن ابی یزید القرنی[7] نے، اس نے کہا: خبر دی الھیاج بن بسطام نے، وہ محمد بن اسحاق سے، وہ عبداللہ بن دینار سے، وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا:

---

[1] اسی طرح، عقد الدرر میں ہے اسی طرح "الابدال لا یفتنون أبدا" ابدال لوگ کبھی بھی فتنے کا شکار نہیں ہوں گے، اور اس کے حاشیے میں ہے، کہ یہ بعض نسخہ جات میں موجود نہیں ہے، اور بعض میں ہے ان کی باقیات ہمیشہ نہیں رہیں گی۔

[2] اسی سے ہے عقدر الدرر ص ۲۷۸

[3] اصل میں "عن خثمہ" ہے یہ واضح تصحیف ہے جو کہ بیان ہوچکا ہے، اعمش سلیمان بن مھران کی روایت ہے، وہ خیثمہ بن عبد الرحمٰن سے، رجوع کریں "سیر اعلام النبلاء" ج ۶ ص ۲۲۶ رقم ۱۱۰ اور مذکورہ مصادر اسکے حاشیہ میں۔

[4] اسی طرح، اور ظاہر ہے کہ "اسطوان" شام کے علاقہ میں سے رومی سرحد پر ایک قلعہ ہے، "معجم البلدان" ج ۱ ص ۱۷۷

[5] اسی سے ہے "عقد الدرر" ص ۲۸۱

[6] اصل میں "ابو علی سھل ابو الحسن النسای" ہے اور یہ تصحیف ہے اس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

[7] اصل میں "القسری" ہے یہ بھی تصحیف ہے "تاریخ بغداد" ج ۸ ص ۳۰۰ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

"میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے: بے شک دجال سے پہلے دو سال دھوکے کے سال ہوں گے، اس وقت جھوٹا سچا ہوگا، اور سچا جھوٹا ہوگا، ایماندار خائن ہوگا، اور خائن ایماندار ہوگا، اور حقیر لوگ بات چیت کریں گے، اس نے کہا: فاسق و فاجر لوگ عام لوگوں کے معاملے میں کلام کریں گے۔

اور بیان کیا علی بن سھل نے، اس نے کہا: خبر دی عفّان بن ابی عتبہ نے، اس نے کہا: خبر دی عبداللہ بن ادریس نے، وہ محمد بن اسحاق سے اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں، اور نقل کیا، سوائے اس کے انہوں نے کہا: قیامت سے پہلے۔"[1]

---

[1] اور اسی طرح حاشیہ ۲ میں گزر چکا ہے۔

(۴۳)

سیاق ما أثر فی الفوارس العشرۃ الذین یبعث بہم طلیعۃ إلی الدجّال

''دجّال کی طرف بھیجا گیا ایک وفد جو (دس فارسی لوگوں پر مشتمل ہوگا) کے بارے میں منقول روایات''

۱/۱۹۴: سید بن یحییٰ الفراطیسی [1] تھے، اس میں جو مجھے پہنچی وہ روایت کی جاتی ہے ابن عون [2] سے کہ اُس نے انہیں بیان کیا، اس نے کہا: خبر دی ہمیں عبدالرحمٰن بن عبداللہ المسعودی نے، وہ یونس بن عبید سے، وہ محمد بن سیرین سے، وہ اُسیر بن جابر سے، بیشک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو موت آگئی اور وہ اُس وقت بجستان کے علاقہ میں تھے، تو وہ رونے لگے اور بہت زیادہ روئے، اُسے کہا گیا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ پر اتنا کیوں روتا ہے؟ جس کا خیر کثیر گزر چکا ہے۔

اس نے کہا: کونسی چیز مجھے منع کرتی ہے اس بات سے کہ میں نے اس بات کو سنا وہ ذکر کیا کرتے تھے دس فارسیوں کا جو بھیجیں گے ایک گروہ کو دجال کی طرف جو کہ روئے زمین پر بہترین بہادر قسم کے لوگ ہوں گے پھر وہ بیان کرتے ہیں:

سرخ رنگ کی ہوا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے دور میں چلی، اُن کے پاس ایک آدمی آیا جس کے پاس کوئی ھجیر نہیں تھی، مگر یہ کہ وہ کہتا ہے: اے عبداللہ! قیامت آگئی، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میراث تقسیم نہ کردی جائے، اور غنیمت سے لوگ خوش نہ ہوجائیں،

پھر وہ بیان کرنے لگے، تو آپ نے فرمایا: روم سے پہلے اہلِ اسلام کے لئے ایک جماعت جمع ہوگی، وہ شمار کریں گے اور تیار کریں گے اُن کو اور پھر وہ قتل کریں گے بہت زیادہ قتل پھر ایک شدید ردعمل ہوگا، پھر وہ

---

[1] اسی طرح، اور ظاہر ہے کہ وہ (سعید بن بحر القراطیسی) ہے ''انساب السمعانی'' ج ۴ ص ۴۶۴ اور ''تاریخ بغداد'' ج ۹ ص ۹۵ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[2] وہ جعفر بن عون ہیں، ''سیر اعلام النبلاء'' ج ۹ ص ۴۳۹ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

قتل کریں گے، یہاں تک کہ اُن کے درمیان ایک رات رکاوٹ بنے گی، اور یہ لوگ آپس میں اختلاف نہیں کریں گے، اور ہر ایک نہ غالب آنے والا ہے، یہاں تک کہ باپ کے بیٹے ضرور بضرور مال پر جھپٹیں گے یہاں تک کہ ان میں سے کوئی آدمی باقی نہیں رہے گا سوائے ایک آدمی کے، تو کونسا مال تقسیم کیا جائے گا؟ اور کس قسم کے مالِ غنیمت سے وہ خوش ہوں گے؟

اس نے کہا: اسی دوران اچانک اُن کے پاس سچا خبر دینے والا آتا ہے، کہ دجال نکل چکا ہے اور وہ بھیجیں گے، دس بہادر فارسیوں کو اُس وقت۔ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہی وہ بات تھی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

''بیشک میں اُن کے نام جانتا ہوں، اُن کے باپوں کے نام جانتا ہوں، اُن کے قبیلوں کے نام جانتا ہوں، ان کے گھوڑوں کے نام جانتا ہوں۔''[1]

۱۹۵/ ۲: تو خبر دی ہمیں محمد بن حمدان ابوبکر الصید لانی اور امام بنی ہشام[2] نے، اس نے کہا: خبر دی ابوعلی الحسن بن الصباح نے، اس نے کہا: خبر دی شبابہ بن سوار الفزاری نے، اس نے کہا: خبر دی سلیمان بن المغیرہ نے، وہ حمید بن ھلال سے، وہ ابی قتادہ[3] سے، وہ اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا:

''ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے، اور گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا، کوفہ کے اندر ہوا چلنے لگی، تو پھر آیا ایک آدمی، اس کے پاس کوئی ھجیر نہ تھا، مگر یہ کہ وہ کہتا ہے اے ابن مسعود رضی اللہ عنہ! قیامت آگئی ہے، اے ابن مسعود رضی اللہ عنہ! قیامت آگئی ہے!

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے تو وہ بیٹھے گئے اور غصہ ہو گئے، اور کہنے لگے: بیشک قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک میراث تقسیم نہ کر دی جائے اور دشمن سے حاصل ہونے والی غنیمت سے لوگ خوش نہ ہو جائیں، اور اہل اسلام کے لئے لوگ اکٹھے نہ ہو جائیں،

---

[1] روایت کیا الحاکم نے ''المستدرک'' ج ۴ ص ۵۲۳ حاشیہ ۸۴۷۱ میں اپنی سند کے ساتھ اُسیر بن جابر تک اس جیسی، زیادہ تفصیل سے، اور اسمیں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: ''بے شک میں جانتا ہوں ان کے نام، اُن کے آباء کے نام، اور اُن کے گھوڑوں کے رنگ، وہ بہترین فارسی گھوڑ سوار ہیں، زمین کی پشت پر اس دن اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا وہ روئے زمین پر سب سے بہترین لوگ ہوں گے۔''

[2] اسی طرح، اور ہو سکتا ہے کہ اس میں اسقاط ہو یا تصحیف ہو۔

[3] اصل میں ''فزارة'' ہے اور یہ بھی تصحیف ہے، اور مؤلف نے اس کا ذکر کیا، حدیث کے آخر میں اس کے نام کے ساتھ صراحت کرتے ہوئے جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

حمید نے کہا: میں نے اپنے باپ سے کہا: وہ کون ہوں گے؟ اس نے کہا: وہ رومی ہوں گے، پھر وہ قتل کریں گے، اُن کو اور اُن کو، تو وہ قتل کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اُن کے درمیان ایک رات رکاوٹ بنے گی، اور یہ اور وہ بچ جائیں گی، ہر نہ غالب آنے والا، اگلے دن وہ ہوگا کہ وہ اُسی طرح بلند ہو جائے گا، اور اگلا تیسرے دن سے چوتھا دن جب ہوگا، تو وہ اُن پر غالب آجائیں گے، اور باپ کی اولاد ایک دوسرے پر تنقید کرے گی، اور اُن میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا سوائے ایک آدمی کے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: کونسی میراث تقسیم کی جائے گی، کس غنیمت سے وہ خوش ہوں گی، اُسی دوران اچانک بہت سارے لوگ اُن کے پاس آئیں گے، اُسی حالت میں جس حالت میں وہ تھے، تو اُن کے پاس ایک چیخ آئے گی، خبردار! بیشک کانا اپنے گھر والوں میں نکل چکا ہے، اور جو اُس کے سامنے لوگ ہیں وہ انکار کر رہے ہیں اور قبول بھی کر رہے ہیں،

پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مسلمان بھیجیں گے دس فارسیوں میں سے ایک نمائندہ دجال کی طرف۔''

پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

''بے شک میں ان کے نام، ان کے والدین کے نام، اور ان کے گھوڑوں کی صفات جانتا ہوں، اور وہ اُس دن زمین میں پوری کائنات[1] میں بہترین بہادر فارسی ہوں گے۔''

ابوقتادہ یہ العدوی ہے اور اس کا نام ''تمیم بن نذیر'' ہے، اور کہا گیا کہ ''الزبیر'' ہے، اور پہلا قول دونوں قولوں میں[2] سے زیادہ معروف ہو۔

اور یہ باب جس میں یہ دو سندیں ہیں جو کہ ان اخبار سے متصل ہیں جو اخبار اس باب میں اس سے پہلے تھی۔ پس چاہئے کہ ہم اُس اثر کے بارے میں جو گزر چکا دجال کے قصے سے قبل آنے والی اخبار اُس کی پیدائش کے بارے میں اور اُس کے رہنے کی مقدار کے بارے میں اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اُس کی قتل کے لئے اور اُس کا زندہ کرنا جس کو وہ مارے گا دین میں اپنے دور میں، اور کس جگہ میں وہ اس کو قتل کریں گے اور اس سے متصل جو بھی بات ہوگی۔

1. دیکھئے: گزشتہ حدیث کی تخریج۔
2. ''تهذيب التهذيب'' ج ۶ ص ۴۱۰ اور ''الجرح والتعديل'' ج ۲ ص ۴۴۱ میں اس کے بارے میں رجوع کریں۔

(۳۴)

سیاق المأثور فی ذلک وفیما یتّصل بہ

”دجّال اور اس کے متعلقہ امور کا بیان“

۱۹۶/۱: خبر دی علی بن سہل النسائی نے، اس نے کہا: خبر دی عفان بن مسلم ابوعثمان الصفار نے، اس نے کہا: خبر دی عبدالواحد بن زیاد نے، اس نے کہا: خبر دی الحارث بن حصیرۃ نے، اس نے کہا: خبر دی زید بن وھب نے، اس نے کہا: کہا ابوذر رضی اللہ عنہ نے: میں قسم اٹھاتا ہوں دس مرتبہ کہ ابن صائد ہی وہ دجال ہے، اور مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ میں ایک ہی مرتبہ قسم اٹھالوں کہ وہ نہیں ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بھیجا اپنی ماں کی طرف، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پوچھو اُس سے اس نے کیا چیز اٹھائی ہے؟

تو میں اس کے پاس آیا، تو میں نے اُس سے پوچھا، اُس نے کہا: بارہ مہینوں سے اُسے حمل ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اُس کی طرف بھیج دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُس سے پوچھو، اُس کی چیخ کے بارے میں، جب بھی وہ واقعہ ہوا تھا، تو میں نے اس سے پوچھا تو اُس نے کہا: دو مہینوں کے بچے کی چیخ کی طرح ایک چیخ نکلی۔

ابوذر نے کہا: پھر بیشک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن اُس سے ملے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو کہا: بیشک میں نے تیرے لئے کوئی چیز چھپی ہوئی دیکھی ہے، اُس نے کہا: میں ”الدخ“[1] عفراء کی بکری چھپا رکھی ہے۔

بیشک اُس نے ارادہ کیا کہ وہ کہے ”الدخان“ ہے لیکن اُسے اس بات کی طاقت نہ تھی، تو اس نے ”الدخ“ کہہ دیا۔

پھر فرمایا اُس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: تُو ذلیل ہو جا، بیشک تقدیر سبقت نہیں لے جائے گی یعنی تیرے اندر طاقت نہیں ہوگی۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا دجال کی ماں کی طرف، کہ وہ اُس سے پوچھے دجال

---

[1] مسند احمد میں خبّیت لی خطم ہے اور الدخ ہے۔

کی پیدائش کے بارے میں، تو وہ کہنے لگی: اُس نے اُسے مجنون اور پاگل حالت میں جنم دیا۔[1]

۱۹۷/ ۲: بیان کیا ہمیں علی بن سہل بن المغیرۃ نے، اس نے کہا: خبر دی عفان بن مسلم نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن سلمہ نے، اس نے کہا: خبر دی علی بن زید نے، وہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ سے، وہ اپنے باپ سے کہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دجال کے والدین تیس سال تک رہیں گے اُن دونوں کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوگی، اور دونوں کے ہاں کوئی کانا بچہ بھی پیدا نہیں ہوگا، جو کسی چیز کو نقصان دے سکے یا کسی چیز کو تھوڑا بہت نفع بھی دے سکے، اُن دونوں کی آنکھیں سوتی ہوں گی لیکن اُن دونوں کا دل نہیں سوئے گا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اُس کے والد کے اوصاف بیان کئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کا باپ ایک لمبا آدمی اور موٹا تازہ ہوگا، گویا کہ اُس کی آنکھ کے اوپر چونچ ہوگی، اور اُس کی ماں بڑے بڑے پستانوں والی ہوگی، اور اُس کے پستان لمبے[2] بھی ہوں گے۔"

ابوبکرہ نے کہا: ہم نے سنا مدینہ منورہ میں یہودیوں کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے، تم میں اور زبیر رضی اللہ عنہ گئے یہاں تک کہ ہم اُس کے والدین کے پاس چلے گئے، تو کیا دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کے بارے میں جو اوصاف بیان کئے تھے، تو ہم نے کہا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کردہ اوصاف ان دونوں میں ہے، تو کیا یہ تمہارا بچہ ہے؟

ان دونوں نے کہا: ہم ایسے ہی تیس سال تک رہے، ہمارے ہاں کوئی بچہ نہیں ہوا، پھر ہمارے ہاں ایک ایسا بچہ ہوا، جو ہر چیز کو نقصان دیتا تھا، اور اُس سے نفع بہت کم ہوتا تھا، اُس کی دونوں آنکھیں سوتی تھیں، اور اُس کا دل نہیں سوتا تھا!

پھر ہم اُن دونوں کے پاس سے نکلے، ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بچہ سورج کی روشنی میں انگور کے گچھے کے ساتھ اِس حالت میں ہے کہ جیسے اُس کے ساتھ لڑائی کر رہا ہو، اور اُس کی کیفیت ڈراؤنی تھی، اس نے اپنے سر کے اوپر سے پردہ اٹھایا، تو اس نے کہا: کیا قتل کیا تم دونوں نے؟ تو ہم نے کہا: تو نے کیا سنا؟

تو اس نے کہا: جی ہاں، بیشک میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

---

[1] اور احمد نے اس کو اپنی "مسند" ج ۵ ص ۱۴۸ میں عفان بن مسلم تک اپنی سند کے ساتھ روایت کیا، اس جیسی۔

[2] اس نے "النہایہ" ج ۳ ص ۳۳۴ میں دجال کی حدیث میں کہا کہ قوم ہوگی، بڑے بڑے پستانوں والی۔

تو کہا حماد نے: اور وہ ابن صیاد ہی تھا۔[1]

۱۹۸/ ۴۳: بیان کیا ہمیں العباس بن محمد الدوری نے، اس نے کہا: خبر دی سعید بن سلیمان الواسطی جو کہ سعدویہ کے نام سے معروف ہے، اس نے کہا: خبر دی خلف بن خلیفہ نے، اس نے کہا: خبر دی ابو مالک الاشجعی نے، وہ ابی حازم سے، وہ ربعی بن حراش سے، وہ ''حذیفہ بن الیمان'' سے، اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک میں جانتا ہوں اُس کو جو دجال کے ساتھ ہوگا اُن میں سے، یہ ہے کہ اُس کے پاس دو نہریں ہوں گی، اُن میں سے ایک ''نار تاجج'' (بھڑکتی ہوئی آگ) ہوگی، اور دوسری سفید پانی ہوگا، اگر تم میں سے کوئی اُس کو پائے تو اُسے چاہیئے کہ وہ پانی اس نہر سے پیے جسے وہ آگ دیکھتا ہے، بیشک اُس میں پانی ٹھنڈا ہوگا، اور تمہیں دوسری بچنا ہوگا، اِس لئے کہ وہ فتنہ ہوگا، اور جان لو کہ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''کافر'' لکھا ہوگا، پڑھے گا اُس کو جو بھی لکھنا جانتا ہے، اور جو لکھنا نہیں جانتا، بیشک اُس کی دونوں آنکھوں میں سے ایک آنکھ بند ہوگی، اُس کے اوپر نقطہ ہوگا، بیشک وہ واضح ہوگی آخر میں جب وہ ''نہر اردن'' میں طلوع ہوگا، ''افیق''[2] کے افقی علاقہ میں، ہر ایک اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لائے گا اردن میں، بیشک مسلمانوں میں سے تیسرے حصے کو وہ قتل کردے گا، اور تیسرے حصے کو شکست دے گا، تیسرا حصہ بچ جائے گا، تو پھر وہ اُس سے لڑائی کریں گے، یہاں تک کہ اُس کے درمیان ایک رات رکاوٹ بنے گی اور پھر اس نے باقی حدیث ذکر کی۔''

پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دمشق کے مشرقی سفید مینارہ پر نازل ہوں گے، اور وہ اُس کو ''لُد'' مقام کے دروازے پر پائیں گے پھر اُس کو قتل کردیں گے۔[3]

حدیث میں کلام ہے اور جسے اس سے حذف کردیا گیا ہے، اور سب سے بڑی بات جو اُس میں ''الصاغانی'' کے علاوہ کی روایت تھی اور وہی ''صفوان بن صالح المؤذن'' کی حدیث میں ہے، جو کہ ''الولید بن

---

[1] روایت کیا اس کو ترمذی نے ''السنن'' ج ۴ ص ۴۴۹ اور احمد نے اپنی ''مسند'' ج ۵ ص ۱۴۰ اپنی دونوں کی سندوں کے ساتھ حماد بن سلمہ تک اس جیسی ان دونوں سے ''کنز العمال'' ج ۱۴ ص ۳۰۴ میں ہے۔

[2] افیق: یہ ایک بستی ہے حوران کی ''الغور'' کے روڈ میں معروف پہلی گھاٹی میں افیق کی گھاٹی کے ساتھ، اور عام طور پر کہتے ہیں ''فیق''، ''معجم البلدان'' ج ۱ ص ۲۳۳

[3] روایت کیا الحاکم نے ''المستدرک'' ج ۴ ص ۵۳۶ حاشیہ ۸۵۰۷ اپنی سند کے ساتھ سعید بن سلیمان تک تفصیلاً اس جیسی۔

مسلم'' سے روایت ہے اور وہ عبدالرحمن بن یزید بن جابر سے بیان کرتے ہیں، اور تحقیق روایات ایک دوسری میں خلط ملط ہوگئی ہیں، پس چاہئے کہ اس کو جانا جائے۔

۱۹۹/ ۴: بیان کیا ہمیں العباس بن محمد الدوری نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن المؤدب نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن سلمہ نے، وہ علی بن زید سے، وہ ابی نضرۃ سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا: ہم عثمان بن ابی العاص کے پاس جمعرات[1] کے دن آئے، تاکہ ہم اُس کو پیش کریں ایک مصحف جو ہمارے پاس تھا، جب جمعہ کا وقت آیا اُس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم غسل کریں، پھر ہم جمعہ کی طرف چلے، ہم ایک آدمی کے پاس بیٹھے جو بیان کر رہا تھا، عثمان بن ابی العاص آئے، تو ہم اُس کی طرف مڑ گئے، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے:

''مسلمانوں کے لئے تین شہر ہوں گے، ایک شہر بحرین کے ساتھ جڑا ہوگا، ایک اور شہر جزیرہ[2] کے ساتھ، اور ایک شہر شام میں، مسلمان تین قسم کی گھبراہٹوں کا شکار ہوں گے، تو پھر دجال شکست[3] دینے والے لشکر کے سامنے نکلے گا مشرق کی طرف سے، پہلا شہر اُس کو اُس شہر کی طرف بھیج دے گا جو بحرین کے ساتھ ملا ہوا ہوگا، پھر اُس کے شہری تین حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے، ایک حصہ کھڑا ہوگا، وہ کہے گا: ''ہم دیکھتے ہیں ہم سنتے ہیں یہ وہی ہے'' ایک فرقہ اعرابیوں کے ساتھ مل جائے گا، اور ایک فرقہ اُس شہر کے ساتھ مل جائے گا جو اس کے ساتھ شہر ہے،

اور دجال کے ساتھ ستر ہزار لوگ ہوں گے، اُن کے اوپر تاج پہنے ہوں گے، اُن کی اکثریت یہودیوں کی تابعدار ہوگی اور عورتیں اُن کے ساتھ ہوں گی، پھر وہ اُس شہر میں آئیں گے جو اُس کے قریبی شہر ہوگا پھر وہ ملک شام میں آئیں گے، اور پھر افیق کی پچھلی جانب مسلمان چلیں گے، پھر وہ ایک لشکر کو بھیجیں گے پھر وہ لشکر اُن کے لشکر سے ملے گا، اور یہ اُن کے اوپر شدت اختیار کریں گے، اور اُن کو شدید بھوک آ لگے گی، اور سخت تکلیف میں مبتلا ہو جائیں گے، یہاں تک کہ ہر کوئی اُن میں سے اپنے تیر کمان کو چلائے گا، پھر وہ

---

[1] ''المستدرک'' میں ہے ''الجمعۃ'' یعنی جمعہ کا دن

[2] ''بالحیرۃ'' ''خ'' کی ساتھ ہے۔

[3] کنز العمال میں ہے ''لوگوں کے سامنے تو وہ شکست کھا جاتا ہے'' اور مستدرک الحاکم میں ہے ''لشکر کے سامنے وہ شکست کھا جاتا ہے''۔

اُس کو کھائے گا،

اسی اثناء میں ایک صبح کے وقت نداء کرنے والا پکارے گا: اے لوگو! تمہارے پاس فریاد آئی ہے، وہ تین دفعہ پکارے گا، پھر اُن کے بعض بعض کو کہیں گے: بیشک یہ آواز تو کسی سیر شدہ آدمی کی آواز ہے۔

تو پھر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام فجر کی نماز کے وقت نازل ہوں گے، لوگوں کے امیر[1] اُس کو کہیں گے: اے روح اللہ! آگے بڑھیے! ہمیں نماز پڑھائیے، پھر وہ کہیں گے: بیشک تم اُس امت کا گروہ ہو تم میں سے بعض بعض پر حاکم یا امیر ہیں، آپ آگے بڑھیے، آپ ہمیں نماز پڑھائیے، پھر امیر آگے بڑھے گا اور امیر نماز پڑھائے گا۔

جب وہ (نماز سے فارغ ہو جائے گا) حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اپنا سامان جنگ پکڑیں گے، تو پھر وہ دجال کی طرف جائیں گے، جب اُس کو دجال دیکھے گا وہ اس طرح سے پگھل جائے گا جیسے سیسہ پگھلتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا حربہ رکھیں گے اُس کے سامنے[2] تو پھر وہ اس کو قتل کر دیں گے۔

پھر وہ اُس کے ساتھیوں کو شکست دیں گے اور اُس دن کوئی چیز ایسی نہیں ہوگی اُن میں سے جس کو وہ چھپائیں یہاں تک کہ درخت بھی مؤمن آدمی سے کہیں گے: اے مؤمن! یہ کافر ہے، یہاں تک کہ پتھر بھی مؤمن آدمی سے کہے گا: اے مؤمن! یہ کافر ہے۔''[3]

۵/۲۰۰: بیان کیا ہمیں علی بن سہل النسائی نے، اس نے کہا: خبر دی عبید اللہ[4] بن موسیٰ نے، اس نے کہا: خبر دی شیبان بن عبدالرحمن نے، اس نے کہا: یحییٰ بن ابی کثیر اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت کرتے ہیں، وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ ایک لمبی حدیث میں جس میں دجال کا قصہ ذکر کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا:

---

[1] المستدرک حاکم میں ''ممدودۃ'' یعنی آدمی کا پستان جیسے عورت کے دو پستان ہوتے ہیں۔

[2] المستدرک حاکم میں ''ممدودۃ'' یعنی آدمی کا پستان جیسے عورت کے دو پستان ہوتے ہیں۔

[3] روایت کیا اس کو حاکم نے ''المستدرک'' ج ۴ ص ۵۲۵ میں اپنی سند کے ساتھ حماد بن زید تک، وہ ایوب السختیانی سے، وہ علی بن زید سے، وہ ابی نضرۃ سے اس جیسی، اور اس نے کہا: یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح الاسناد ہے، ایوب السختیانی کے ذکر کے ساتھ، اور ان دونوں نے اس کو روایت نہیں کیا اور نکالا اس کو ''کنز العمال'' ج ۱۴ ص ۳۲۸ میں مسند احمد سے، اور ابن عساکر سے عثمان سے اس جیسی سند کے ساتھ۔

[4] اصل میں ''عبد'' ہے جس کا ترجمہ ''تہذیب التہذیب'' ج ۴ ص ۳۴ میں کیا گیا ہے۔

"دجال آئے گا اس حال میں یہاں تک کہ مدینہ کے کونے میں نازل ہوگا، اور اُس وقت تین قسم کے زلزلے آئیں گے، تو ہر کافر اور منافق اُس کی طرف نکلے گا۔"[1]

۲۰۱/۶: بیان کیا ہمیں علی بن سہل نے، اس نے کہا: خبر دی عفان نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن سلمہ نے، وہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے بیان کرتے ہیں، وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا: جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بیشک دجال مکہ اور مدینہ کے سوا پوری زمین کو روند ڈالے گا، پھر وہ مدینہ آئے گا، وہ ہر رستے پر مدینہ کے رستوں میں فرشتوں کی صفوں کو پائے گا، اور وہ آئے گا ہر قسم کے راستے میں، اور وہاں رستوں میں بیٹھنے والوں کو مارے گا، پھر مدینہ کے اوپر تین قسم کے زلزلے آجائیں گے، ہر منافق اور کافر اُس کی طرف نکل کھڑا ہوگا۔"[2]

۲۰۲/۷: بیان کیا عبداللہ بن الصقر التمیمی[3] نے، اس نے کہا: خبر دی الحسین بن الاسود العجلی نے، اس نے کہا: خبر دی عمرو بن محمد العنقزی[4] نے، اس نے کہا: خبر دی اسماعیل بن رافع[5] نے، اس نے کہا: میں نے عبداللہ بن الحضرمی سے سنا، وہ کہہ رہے تھے: میں نے ابو امامہ الباہلی سے سنا، وہ کہہ رہے تھے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک دن خطبہ دیا آپ کے خطبہ میں اکثر یہ حدیث ہوتی تھی، جس کو ہم نے دجال کے بارے میں بیان کیا، ہم اُس سے ڈرے تو اُس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان تھا:

اے لوگو! بیشک زمین میں اُس وقت تک فتنہ نہیں آئے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کی اولاد کو دجال کے فتنہ سے زیادہ پیدا نہ کرلے، بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے

---

[1] روایت کیا اس کو احمد نے اپنی "مسند" ج ۳ ص ۱۹۱ میں اپنی سند کے ساتھ اسحاق بن عبداللہ تک اس جیسی۔

[2] دیکھئے سابقہ تخریج

[3] اسی طرح، "تاریخ بغداد" ج ۹ ص ۴۸۹ رقم ۵۱۱۳ میں مذکور ہے، عبداللہ بن الصقر بن نصر السکری ہے۔

[4] اصل میں "العبقری" ہے یہ تصحیف ہے، "الجرح والتعدیل" ج ۶ ص ۲۶۲ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے، اور اس نے کہا "العنقز" یہ ایسی چیز ہے جس کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

اور السمعانی نے کہا "الانساب" ج ۴ ص ۲۵۳ میں بعد اس کے کہ اس نے اس کو ذکر کیا "العنقز" وہ المرزنجوش ہے۔

[5] اصل میں "نافع" ہے یہ تصحیف ہے، اور جس کو ہم نے سابق رکھا ہے اور وہ ابن ماجہ کی سند میں موجود ہے، جس کا ترجمہ "الجرح والتعدیل" ج ۲ ص ۱۶۹ میں کیا گیا ہے۔

بعد کسی نبی کو نہیں بھیجا، مگر اُس نے اپنی اُمت کو (دجال) سے ڈرایا، اور بیشک میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو، اور وہ ہر حال میں تمہارے اندر سے ہی نکلے گا، تو اگر وہ نکلے اور میں تمہارے درمیان زندہ ہوں تو میں اُس کے ساتھ لڑوں گا، اگر میرے بعد نکلے ہر آدمی ازخود اس سے لڑے، بیشک اللہ تعالیٰ میرا خلیفہ ہوگا ہر مسلمان پر۔

بے شک وہ نکلے گا، عراق اور شام کے درمیان سے، تو وہ دائیں طرف نکلے گا اور بائیں[1] طرف بھی نکلے گا،

اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا، بیشک وہ کہتے ہوئے ابتداء کرے گا، بیشک میں تمہارا نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں، پھر وہ کہے گا دوبارہ: میں تمہارا رب ہوں۔ اور تم اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتے یہاں تک کہ تم مرجاؤ، اور میں تمہیں اُس کی خوبیاں بیان کرتا ہوں، جو خوبی تمہارے لئے کسی نبی نے اپنی امت کے لئے بیان نہیں کی،

بے شک وہ کانا ہوگا، بے شک تمہارا رب کانا نہیں، بیشک اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا "کافر" ہر پڑھا لکھا یا غیر پڑھا لکھا مؤمن اُس کو پڑھے گا،

بے شک اُس کے فتنوں میں سے ایک فتنہ یہ کہ اُس کے ساتھ جنت اور آگ ہوگی، تو اُس کی آگ جنت ہوگی اور اُس کی جنت آگ ہوگی، جو تم میں سے اُسے ملے، اُسے چاہئے کہ اُس کے چہرے پر تھوک دے، اور جو اُس جہنم کی آزمائش میں ڈال دیا گیا تو اُسے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنی چاہئے، اور چاہئے کہ سورۃ کہف کی ابتدائی آیتوں کو پڑھے، تو جب آگ ٹھنڈی ہوجائے گی اور سلامتی والی ہوجائے گی، جیسا کہ آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر۔

بیشک اُس کے فتنوں میں سے ایک یہ فتنہ ہوگا جو آسمان کو حکم دے گا کہ وہ برسے، پھر وہ برسے گا، زمین کو حکم دے گا کہ وہ اُگائے تو وہ اُگائے گی،

بیشک اُس کے فتنوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اعرابی سے کہے گا: کیا خیال ہے تیرا اگر میں تیرے لئے، تیرے باپ اور تیری ماں کو اٹھاؤں کیا تو گواہی دیتا ہوں کہ میں تیرا رب ہوں، تو وہ کہے گا: ہاں، پھر اُس کے لئے دو شیطان اُس کے باپ اور ماں کی شکل

---

[1] اصل میں "فیغیث یمیناً، وھا یغیث شمالاً" وہ دائیں فریاد طلب کرے اور بائیں طرف فریاد طلب نہیں کرے گا۔

میں متشکل ہو جائیں گے، وہ دونوں کہیں گے:

اس کو اے بیٹے: اس کی پیروی کرو، بیشک وہ تیرا رب ہے۔

بے شک اس کے فتنے میں سے ایک یہ کہ وہ گدھے پر سوار ہوگا، اس کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا،

بیشک اُس کے فتنوں میں سے ایک کہ وہ تین چیخیں مارے گا، اہلِ مشرق اور اہلِ مغرب اس کو سنیں گے،

بیشک اُس کے فتنوں میں سے، ہوا میں سے پرندے کو پکڑے گا،

اور بیشک اس کے فتنوں میں سے، وہ سورج کو پکڑے گا اور پھر اُس کو پھاڑے گا،

اور بیشک اُس کے فتنوں میں سے، کہ زمین میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہے گی، مگر اس نے اُسے روندا ہوگا، اور ظاہر ہو جائے گی اُس پر سات دن تک ہر چیز سوائے مکہ اور مدینہ کے، بیشک وہ ان دونوں میں نہیں آسکے گا، اس کے رستوں میں سے کسی بھی رستے سے، مگر اُسے فرشتے ملیں گے جو کہ نکل شدہ[1] چمکتی ہوئی تلواروں سے مسلح ہوں گے، یہاں تک کہ وہ الظریب[2] الاحمر کے پاس اُترے گا، ایک رستے کے اختتام کے وقت تو مدینہ میں زلزلہ آجائے گا، تین قسم کا زلزلہ، کوئی منافق اور کوئی منافقہ نہیں باقی رہیں گے، مگر وہ اُس طرف نکل آئے گی،

مدینہ میں بھٹی کے اندر کوئی چیز پھونکی جائے گی جیسا کہ بھٹی میں لوہے کو پھونک مار مار کر سلگایا جاتا ہے، اور اُس دن پکارا جائے گا اس دن کو ''یوم الخلاص'' یعنی خلاصی کا دن۔[3]

اُمّ شریک بنت ابی العکر[4] نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تو لوگ[5] اُس دن کہاں ہوں گے؟

---

[1] سنن ابن ماجہ میں ہے ''صلتۃ'' یعنی نکل شدہ

[2] اصل میں ''الضراب'' ہے اور اَلظَّرَیْب اور یہ ظرب اور الظراب کی تصغیر ہے، یعنی چھوٹے پہاڑ

[3] اصل میں ''الاخلاص'' ہے۔

[4] اصل میں ''العسکر'' ہے یہ تصحیف ہے اس کے حسب نسب میں اختلاف ہے، الاصابہ اور الاستیعاب اور اُسد الغابہ اور الجرح والتعدیل میں اس کے ترجمہ کی طرف رجوع کریں۔

[5] السنن میں ''العرب'' ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ اُس دن بہت تھوڑے ہوں گے، اور اُن کی اکثریت بیت المقدس میں ہوگی اور اُن کا امام ایک نیک آدمی ہوگا،

بیشک اُس کے فتنوں میں سے ایک یہ کہ وہ گزرے گا ایک محلے میں سے، لوگ اُس کی تصدیق کریں گے، پھر وہ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ برسے تو وہ برسے گا، زمین کو حکم دے گا تو اُگائے تو وہ اُگائے گی، یہاں تک کہ اُس دن اُن کے مویشی بھی چلیں گے اُن پر اتنے زیادہ عظیم، ضخیم، موٹے تازے ہوں گے،

اور اس کے فتنوں میں سے یہ کہ وہ گزرے گا ایک محلے میں سے لوگ اس کی تکذیب کریں گے، اُن میں سے کوئی بھی چلنے والا باقی نہیں رہے گا، مگر یہ کہ وہ ہلاک ہوجائیں گے،

پھر وہ چلے گا کہ یہاں تک کہ بیت المقدس میں آئے گا، اور وہاں لوگوں کا ایک امام ہوگا، تو وہ اُن کا محاصرہ کرلے گا، اچانک وہ جس نے اُس کا محاصرہ کیا ہوگا، عین اُسی وقت اُس کے اوپر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہوجائیں گے، وہ داخل ہوگا صبح کی نماز کے وقت، تو وہ جب اُس کو دیکھیں گے، اِس امام کو تو وہ اِس کو پہچان لیں گے، پھر وہ لوٹے گا، القہقری کی طرف، تاکہ وہ آگے کرے عیسیٰ علیہ السلام کو، کہ وہ اُن کو نماز پڑھائے، تو عیسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ اُس امام کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھیں گے، اور اُس کو فرمائیں گے آپ نماز پڑھائیں، بیشک آپ کے لئے ہی اقامت کہی گئی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُس کے پیچھے نماز پڑھیں گے، جب امام نماز پڑھ کر فارغ ہوجائے گا تو لوگ کہیں گے،[1] کھولو دروازہ، دروازے کے پیچھے دجال ہے، اُس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہیں، اُن تمام کے پاس سجی ہوئی تلواریں ہیں،

جب دروازہ کھلے گا، دجّال عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا، جب اُسے دیکھے گا تو وہ اِس طرح پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے، اور جس طرح سیسہ آگ میں پگھلتا ہے، پھر وہ دوڑے گا، اسے عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے:

بے شک میرے پاس تیرے بارے میں ایک ایسی ضرب ہے جو خطا[2] نہیں ہوگی، پھر وہ

---

[1] المستدرک حاکم میں "مُعندوتہ"، یعنی آدمی کا پستان جیسے عورت کے دو پستان ہوتے ہیں۔

[2] سنن ابن ماجہ میں ہے "تسبقنی" تو سبقت مجھ سے لے جائے گا۔

اُس کو مشرقی دروازے[1] کے پاس ماریں گے، پھر اُس کو قتل کردیں گے،
اور اللہ تعالیٰ یہودیوں کو شکست دے گا، اور پھر اتنی قتل وغارت گری ہوگی، کبھی بھی کسی ایک نے اتنی قتل وغارت نہیں کی ہوگی، پھر کوئی شئے باقی نہیں رہے گی، جس میں یہودی چھپے، مگر اللہ تعالیٰ اُس چیز کے بارے میں بتادے گا، نہ کوئی پتھر، نہ کوئی درخت، نہ کوئی چوپایا، مگر اللہ تعالیٰ اُن سے کلام کرے گا اور کہے گا: اے اللہ کے بندے! اے مسلم! یہ یہودی ہے، پس تو آ اس کو قتل کردے،

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام میری امت میں انصاف اور عدل اور امامت اور منصفانہ نظام قائم کریں گے، صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو ذبح کردیں گے، ٹیکس کو ختم کردیں گے، صدقہ کو چھوڑ دیں گے، وہ صدقہ بکری کا ہو، یا بھیڑ کا ہو، اور بغض وحسد ختم ہوجائے گا، اور ہر قسم کی ناجائز حمایت چھین لی جائے گی، یہاں تک کہ بچہ اپنے ہاتھ کو سانپ میں داخل کرے گا، تو وہ اُس کو نقصان نہیں دے گا، اور بچی شیر کو چرائے[2] گی مگر وہ شیر اُسے نقصان نہیں دے گا، اور بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ میں ہوگا، گویا کہ وہ اُن کا کتا ہے (یعنی اُن کو نقصان نہیں دے گا)، زمین میں اسلام[3] پھیل جائے گا، جیسے برتن میں پانی بھر جاتا ہے، اور کلمہ ایک ہوجائے گا، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں ہوگی، جنگ اپنے اوزار گرا دے گی، قریش اپنی مملکت چھین لیں گے، زمین اُس خوان کی طرح ہوگی جیسے چاندی[4] کا کوئی برتن ہو، جس میں کوئی انگوری اُگائی جائے، حضرت آدم علیہ السلام کے دور سے یہاں تک کہ گائے جمع ہوجائیں کسی ڈھیر پر، پھر وہ سیر ہوجائیں اُن سے، اور گھوڑے ہوں گے، اور بیل اس طرح ہوں گے جس طرح مال ہوتا ہے،

کہا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! گھوڑا کتنا سستا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی سواری نہیں کرے گا کبھی بھی جنگ کے لئے، کہا گیا: کتنا مہنگا ہوگا بیل؟

---

[1] سنن ابن ماجہ میں ہے "باب اللد" الد کے دروازے پر۔
[2] المستدرک حاکم میں "عمدوۃ" یعنی آدمی کا پستان جیسے عورت کے دو پستان ہوتے ہیں۔
[3] سنن ابن ماجہ میں ہے "السلم" اور وہ ظاہر ہے۔
[4] الفاثور یعنی الخوان

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زمین ساری کی ساری اُگائے گی، اور دجال کے دور میں چالیس سال تک رہے گی، اور ہوگا مہینہ جمعہ کی طرح اور جمعہ ایک دن کی طرح، اور اُس کے آخری ایام انگارہ کی طرح ہوں گے، تم میں سے کوئی ایک مدینہ کے دروازے پر صبح کرے گا، تو اُس کے دوسرے دروازے تک پہنچتے ہوئے شام ہوجائے گی۔

کہا گیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیسی طاقت رکھیں گے لوگ نماز پڑھنے کی، اِن چھوٹے دنوں میں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جیسا کہ وہ قدرت رکھتے ہیں اِن لمبے ایام میں، ایسے ہی اُس وقت طاقت رکھیں گے،

اس نے کہا: دجال کے خروج سے قبل تین سال سخت ہوں گے، اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا، کہ وہ ایک ثلث بارش بند کردے، اور زمین کو حکم دے گا کہ وہ ایک ثلث اُگانا بند کردے گا، دوسرے سال میں اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ دوثلث بارش برسانا بند کرے گا، زمین کو حکم دے گا کہ وہ اپنے اُگانے کے دوثلث بند کردے گا، جب تیسرا سال آئے گا اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ ایک وہ قطرہ بھی نہ برسائے، اور زمین کو حکم دے گا کہ وہ کوئی سبزہ بھی نہ اُگائے، اور کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا مگر وہ ہلاک ہوجائے گا سوائے اس کے جس کو اللہ تعالیٰ چاہے،

کہا جائے گا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تو اُس دن لوگوں کی زندگی[1] کیسے ہوگی؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سُبْحَانَ اللهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اور لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، اُن کی زبان پر[2] جاری ہوگا اِس طرح جس طرح کھانا جاری ہوتا ہے۔"[3]

۸/۲۰۳: بیان کیا مجھے احمد بن محمد بن عبداللہ بن صدقہ نے، اُس نے کہا: خبر دی یونس بن عبدالاعلیٰ نے، اس نے کہا: خبر دی ابن وھب نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے عبدالرحمٰن بن شریح نے، بے شک اُس نے موسیٰ بن وردان کی مجلس میں سنا، وہ نہیں جانتا تھا کہ موسیٰ بیان کرتے تھے یا اُس کے علاوہ کوئی اور، وہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

---

[1] سنن ابن ماجہ میں ہے "فما یعیش" وہ کیسے زندہ رہے گا؟

[2] اصل میں ہے "یجزی عنھم" وہ اُن سے کفایت کرے گا۔

[3] روایت کیا اس کو نعیم نے "الفتن" ج ۲ ص ۵۳۵ میں اپنی سند کے ساتھ عمرو بن عبداللہ الحضرمی تک اس جیسی، اور ابن ماجہ نے "السنن" ج ۲ ص ۱۳۵۹ میں اپنی سند کی ساتھ اسماعیل بن رافع تک، وہ ابی زرعہ سے، وہ ابی اُمامہ الباہلی سے اس جیسی، اُسی سے ہے "عقد الدرر" ص ۳۳۹

سے بیان کرتے ہیں، اُس نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے مدینہ کے بعض احاطوں میں سے ایک احاطہ میں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے معاملے کو بہت قریب جانا، یہاں تک کہ ہمارے بعض گمان کرنے لگے کہ شاید وہ اُن کو ڈھانپ لے گا،

یہ حدیث لمبی حدیث میں سے ہے جس میں اُس کی صفات ہیں، اور کسی شہر سے اُس کے راستے میں اُس سے لوگ نہیں ملیں گے اور جو لوگوں کی آنکھوں پر وہ باطل قسم کے تخیل سے جادو کر دے گا، اُس کو بھی نہیں ملیں گے، اور کیسے عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، پھر وہ اُس کو قتل کریں گے، اس کے علاوہ اور بھی کچھ احوال ہیں۔[1]

۹/۲۰۴: بیان کیا مجھے میرے والد نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن محمد نے، اس نے کہا: خبر دی اللیث بن سعد نے، اس نے کہا: خبر دی ابن شہاب نے، وہ عبداللہ بن ثعلبہ الانصاری سے بیان کرتے ہیں، وہ عبدالرحمٰن بن یزید الانصاری سے، وہ بنی عمرو بن عوف سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں میں نے مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے: ایک لمبی حدیث میں دجال کے بارے میں اس کے آخر تک۔

پھر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے وہ بابل لُد[2] پر دجال کو قتل کریں گے۔

مجمع عبدالرحمٰن بن یزید کے چچا تھے، اور ابن ثعلبہ یہ بیشک وہ عبداللہ بن ثعلبہ الانصاری ہیں، اس حدیث کو الاوزاعی نے روایت کیا، وہ الزہری سے، وہ عبداللہ[3] بن ثعلبہ سے،

یہ ثعلبہ بقیہ بن الولید سے روایت کرتے ہیں، اُسکے بارے میں، وہ زہری سے اور اِسی طرح العباس بن الولید العذری روایت کرتے ہیں، وہ اپنے باپ سے، وہ الاوزاعی سے برابر۔

اور محمد بن مصعب القرقسانی[4] بے شک وہ الاوزاعی سے بیان کرتے ہیں، وہ الزہری سے،

---

[1] روایت کیا الحاکم نے "المستدرک" ج ۴ ص ۵۳۷ حاشیہ ۲۱۶ میں اپنی سند میں النواس الکلابی تک اسی طرح،

[2] دیکھئے گزشتہ تخریج۔

[3] اصل میں "عبید" ہے جس کا ترجمہ "تہذیب التہذیب" ج ۳ ص ۱۰۴ میں ہے۔

[4] اس کا ترجمہ "تہذیب التہذیب" ج ۵ ص ۲۷۲ رقم ۴۳۴۷ میں ہے، اور اس نے کہا: کہا ابوداؤد نے میں نے احمد سے سنا یہ کہتے ہوئے کہ حدیث القرقسانی، اوزاعی سے قریب ہے، اور اس نے کہا: کہا صالح بن محمد نے کہ اوزاعی سے اس کی عام احادیث مقلوب ہوتی ہیں، اور اوزاعی سے اس کے علاوہ بھی حدیث روایت کی گئی ہے، تمام کی تمام منکر روایات ہیں اور ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔
میں کہتا ہوں کہ اور ابن منادی اپنے اس کلام میں کہتا ہے کہ وہ خرتی ہے لوگوں کی چیزیں بنانے والا۔ وہ قرقسانی کی روایت پر اعتماد کرتا ہے، یہاں اس سے وارد ہے ایک دوسرے طریق سے جو کہ صحیح ہے اس روایت کے لئے تو غور کیجئے۔

وہ عبداللہ بن ثعلبہ سے لیث بن سعد کی روایت سے، وہ الزھری سے برابر برابر۔"

۲۰۵/۱۰: بیان کیا میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن محمد المؤدب[1] نے، خبر دی ابو بکر محمد بن اسحاق الصاغانی نے، اس نے کہا: خبر دی الحسین بن محمد المروزی نے، اس نے کہا: خبر دی شیبان[2] بن عبدالرحمٰن النحوی نے، وہ قتادہ سے، اس نے کہا: خبر دی عبدالرحمٰن بن آدم نے، وہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انبیاء آپس میں علاتی[3] بھائی ہیں، اُن کی مائیں مختلف ہیں اوران کا دین ایک ہے، اور میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے لوگوں میں سے سب سے اعلیٰ ہوں، اس لئے کہ میرے اور اُن کے درمیان کوئی نبی[4] نہیں۔

بیشک وہ (عیسیٰ بن مریم علیہ السلام) میری اُمت پر میرے خلیفہ ہیں، (یعنی میرے بعد آنے والے ہیں)، اور بیشک وہ نازل ہوں گے پس جب تم اُن کو دیکھو تو اُن کو پہچان لو،

بیشک وہ سرخی اور سفیدی[5] میں خوبصورت آدمی ہیں، ایسے ہیں جیسے وہ خفیف سی زردی کے درمیان چلنے والے ہوں، گویا کہ ان کے سر سے قطرے[6] گر رہے ہوں اگرچہ انہیں کوئی تری نہیں پہنچی، اور وہ بیشک صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ ختم کریں گے، مال کو جمع کریں گے اور لوگوں کو اسلام پر لانے کے لئے جنگ کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں گمراہ اور کاذبین مسیحیوں کو ہلاک کردے گا، اور زمین میں وہ ایک نشانی رکھیں گے یہاں تک کہ سیاہ سانپ اونٹ کے ساتھ چرے گا، اور چیتے بیلوں کے ساتھ چریں گے، بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گے، اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں

---

[1] اصل میں "المؤذن" ہے یہ تصحیف ہے، تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۳۵۱ میں ہے اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[2] اصل میں "سنان" ہے اور یہ بھی تصحیف ہے، السمعانی نے "الانساب" ج ۵ ص ۴۶۹ میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔

[3] اس نے "النہایہ" ج ۳ ص ۲۹۱ میں کہا اور اس میں ہے "الانبیاء اولاد علات" یہ انبیاء کی علاتی اولاد ہے، علاتی اولاد وہ ہوتی ہے جن کی مائیں مختلف ہوں اور ان کا باپ ایک ہو، لیکن اس نے ارادہ کیا کہ اُن کا ایمان ایک ہوگا اور ان کی شریعتیں مختلف ہوں گی۔

[4] نعیم کے "فتن" میں "رسول" ہے، مسعودی نے کہا "مروج الذہب" ج ۳ ص ۲۱۲ میں ...... ظاہر ہوگا نبی بنی عبس سے عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان، اس کو کہا جائے گا "خالد بن سنان"۔

[5] کنزالعمال میں ہے "علیہ ثوبان ممصران" یعنی اس کے اوپر زرد رنگ کے کپڑے ہوں گے، "النہایہ" ج ۴ ص ۳۳۶ میں اس نے کہا: عیسیٰ علیہ السلام کی حدیث میں ہے: "ینزل بین ممصرتین" وہ ہلکے سے زردی والے کپڑوں میں نازل ہوں گے۔ الممصرۃ سے مراد کپڑے ہیں، ایسے کپڑے جن میں ہلکی سی زردی ہو۔

[6] ہم نے اس کو شامل کیا سنن ابی داؤد سے۔

گے لیکن وہ اُن کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں دے سکیں گے اور وہ زمین میں چالیس سال تک رہیں گے پھر وہ فوت ہوجائیں گے اور مؤمن لوگ اُن کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔

ھمام بن یحییٰ نے اس حدیث کو اُس کی طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے قتادہ سے وہ عبدالرحمٰن بن آدم سے اسی طرح مگر یہ کہ انہوں نے کہا:

اور مسلمان اُن پر نماز جنازہ ادا کریں گے اور اُس نے کہا: چالیس سال (یعنی وہ چالیس سال تک رہیں گے۔"[1]

۲۰۶/۱۱: بیان کیا ہمیں میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن محمد نے، اس نے کہا: یہ حدیث اگرچہ میں نے اس کو القاسم بن فضل پر قرأت کیا ہے لیکن میں نے بھی تو اُس کے اوپر قرأت کی ہے، اور دگرنہ بیشک اُس نے مجھے اِسے بیان کیا اور میرا غالب گمان ہے کہ اُسی نے مجھے بیان کیا، اس نے کہا: بیان کیا اُس نے مجھے یہ، اس نے کہا:

"ہم وراء النہر میں تھے، سورج کو گرہن لگ گیا یہاں تک کہ ہم نے دن کے وقت ستارے دیکھے، اور ہمارے ساتھ انصاریوں کا ایک آدمی تھا جیسے "موسیٰ بن ھشام" کہا جاتا تھا، قوم میں سے کہنے والے نے کہا:

تحقیق میں نے دیکھا ہے بلکہ میرا یقین ہے کہ وہ قیامت ہے، تو موسیٰ بن ھشام نے کہا: اور لیکن اللہ کی قسم! میں نے نہیں دیکھا کہ وہ قیامت ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ نشانی ہے اور بیشک وہ واضح ہوجائے گی،

ایک آدمی نے اُس سے کہا: کیا اللہ نہیں فرماتے:

لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً۔ (سورۃ الاعراف:۱۸۷)

"نہیں وہ آئے گی مگر تمہارے پاس مگر اچانک۔"

اور لیکن اُس کے درمیان نشانیاں ہیں قیامت نہیں ہوگی، یہاں تک کہ یہ نشانیاں ظاہر ہوجائیں؟

---

[1] روایت کیا اس کو نعیم نے "الفتن" ج ۲ ص ۵۷۵ میں اپنی سند کے ساتھ معمر تک، وہ قتادہ سے اس جیسی روایت کرتے ہیں، ابوداؤد نے "سنن" ج ۴ ص ۱۱۷ حاشیہ ۴۳۲۴ میں اپنی سند کے ساتھ ھمام بن یحییٰ تک روایت کیا، وہ قتادہ سے اس جیسی روایت کرتے ہیں، اور نکالا اس کو "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۳۳۶ حاشیہ ۳۸۸۵۶ میں مسند احمد سے سند کے ساتھ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ تک اس جیسی۔

اس نے کہا: ہوسکتا ہے کہ تم کہتے ہو بیشک اس کے بعد جو تم عدل کو دیکھتے ہو بیشک وہ مہدی ہوں گے اور بے شک دجال حق ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں! جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر عمل کیا وہ ہادی بھی ہے، مہدی بھی ہے، اور عنقریب آخری زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جس کا نام ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم[1] کے نام پر ہوگا، بے شک دجال حق ہے، اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر اُس نے اپنی اُمت کو ڈرایا۔

اور تحقیق خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو اِس کی یعنی دجال کی، اور بیان کیا اُن کو کہ وہ اُن میں سے ہوگا وہ جمع کرے گا تمہارے لئے روم کو، اور تم جمع کرو گے اُن کے لئے اور اِس اُمت کے معاملات سنبھالے گا، ایک آدمی جس کا نام تمہارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کے بعد پوری مخلوقات سے زیادہ معزز و مکرم ہے وہ ان تین لوگوں کے علاوہ ہوگا وہ تین یہ ہیں: ابراہیم علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم[2]۔ اور بیشک ابراہیم علیہ السلام تک ولایت کی انتہاء ہوگی، اور بیشک لوگوں میں سے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ سب سے افضل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے۔

تمہارے لئے روم جمع کرے گا، اور تم جمع کرو گے اُن کے لئے، اور وہ قتل کریں گے اعماق[3] جگہ پر، تو وہ موت کی شرط لگائیں گے اور وہ قتل کریں گے یہاں تک کہ وہ شام تک پہنچ جائیں گے، ہر غیر غالب آدمی واپس لوٹے گا۔

پھر وہ متوجہ ہوں گے دوسرے کی طرف، پھر وہ تیسرے کو ملیں گے، پھر وہ قتل کریں گے، یہاں تک کہ اُن دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی کی طرف دو رئیس بھیجیں گے، اور لوگوں میں سے ایک ساتھی مہدی ہوگا، وہ صاحب روم کو قتل کریں گے اور روم کو شکست دیں گے، مسلمان اُن کو قتل کریں گے یہاں تک کہ وہ قسطنطنیہ میں داخل ہوں گے، وہ

---

[1] زیادہ کیا اس کے بعد اصل میں "احمد" ہے۔
[2] اسی طرح، اور ہم نے توقف نہیں کیا اس میں جو ہم تک پہنچا ہے احادیث سے، جو اس لفظ کے مشابہ ہے، اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے۔
[3] اس نے کہا "معجم البلدان" ج ۱ ص ۲۲۲ میں "الاعماق": اس کا ذکر قسطنطنیہ کی فتح میں آیا ہے اس نے کہا: وہ نازل ہوں گے روم میں، "الاعماق" جگہ پر اور "بدابق" جگہ پر، اور ہوسکتا ہے کہ جمع کے لفظ سے آیا ہو اور اس سے مراد العمق ہے، یعنی وہ ایک ایسا علاقہ جو "دابق" کے قریب ہے، حلب اور انطاکیہ کے درمیان۔

اپنے ہاتھوں کو غنیمتوں سے بھر لیں گے،
اسی دوران وہ اس حالت میں ہوں گے کہ اچانک دجال نکلے گا، روشن قباذ[1] نامی منزلوں سے، اہلِ بصرہ تین حصوں میں تقسیم ہوجائیں گے، ایک ثلث ایسا ہوگا جو اعرابیوں سے مل جائے گا ایک ثلث شامیوں سے ملے گا۔[2]
پھر وہ چلے گا یہاں تک کہ وہ ساباط نامی جگہ پر اُترے گا جو کہ کوفہ کی سرزمین میں ہے، تو اہلِ کوفہ تقسیم ہوجائیں گے، یہاں تک کہ وہ تین حصوں میں بٹ جائیں گے،
ایک ثلث اعرابیوں سے ملیں گے اور ایک ثلث شامیوں سے ملیں گے اور ایک ثلث وہ اُن سے الگ ہوجائیں گے۔
پھر دجال چلے گا یہاں تک کہ بیت المقدس سے اُفق کے پچھلی جانب اُترے گا، اللہ تعالیٰ بھیجے گا ایک فرشتے کو جو اُس کے اور اُس کے طلوع ہونے کے درمیان حائل ہوجائے گا، اور وہ آئے گا مسلمانوں کے پاس خبر لے گا، پھر وہ لوٹیں گے، یہاں تک کہ وہ بیت المقدس پہنچیں گے اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اذان اور اقامت کے مابین فجر کی نماز کے وقت نازل ہوں گے، مسلمان اُسے پہچانیں گے، وہ کہیں گے اُس کو حضرت آگے بڑھیئے، وہ کہیں گے نہیں، تم امام ہو۔ تمہارا بعض، بعض کی امامت کرائے، پھر اُن کا امام امامت کرائے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے،
جب وہ نماز سے فارغ ہوجائیں گے، عیسیٰ بن مریم علیہما السلام دجال کے پاس جائیں گے، جب وہ دجال کو دیکھیں گے وہ اُس طرح پگھل جائے گا جس طرح آگ کے اوپر سیسہ پگھلتا ہے، اور اُس کے بڑے بڑے ساتھی عورتیں اور اعرابی یہودی ہوں گے، عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کردیں گے، پھر اُس کے ساتھی دوڑ جائیں گے، کوئی پتھر، نہ کوئی درخت اُن میں سے کسی ایک کو پناہ نہیں دے گا، مگر اُس کو پتھر اور درخت آواز لگائیں گے، آؤ! یہ کافر ہے

---

[1] اسی طرح اور ظاہر ہے کہ یہ تصحیف ہے "روستقباذ" سے، اس نے کہا "معجم البلدان" ج ۳ ص ۷۹ میں، روستقباذ: یہ کوفہ کے برجوں میں سے ایک برج ہے مشرقی جانب "استان شاذ قباذ" کے علاقہ سے۔
[2] یہاں اسقاط ہے ظاہر پر، جبکہ اس نے ثلث ثالث کا ذکر نہیں کیا، اور گزر چکا ہے کہ ثلث ثالث ہے وہ چھوڑیں گے اُن کی اولاد کو اُن کی پیٹھوں کے پیچھے۔

اس کو قتل کردو، دو درختوں کے علاوہ، ”الدفلی اور الحرمل“، بیشک یہ دونوں درخت یہودیوں کے درخت ہیں۔

اور یاجوج وماجوج نکلیں گے، تو وہ نکلیں گے یہاں تک کہ بحیرہ تک پہنچیں گے یعنی بحیرہ طبریہ تک، اللہ تعالیٰ اُن پر جراثیم بھیجے گا، اور جانور بھیجے گا، تو وہ اُن کی گردنوں میں داخل ہوجائیں گے، پھر اُن کو کاٹیں گے، اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرمائے گا، اُس دن کی طرح جس طرح حضرت آدم علیہ السلام زمین کی طرف اُترے تھے یہاں تک کہ وحشی جانور درندوں کے ساتھ چریں گے، کوئی ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی نہیں کرے گا اور اسلحہ رکھ دیں گے، اور کوئی اسلحہ کو نہیں اٹھائے گا جنگ کے لئے اور یہاں تک کہ ایک آدمی قبر کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا: اے فلاں! اگر تُو جانتا ہے اُس چیز کو جس میں ہم ہیں تو تُو ضرور اُس کو پوشیدہ رکھے گا،

اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام چالیس سال تک اُن کے درمیان رہیں گے، اور وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کردیں گے، اور اللہ تعالیٰ ہر مؤمن کی روح کو قبض کرلے گا، اور اُن کے باقی لوگ زمین میں باقی رہیں گے، پھر وہ لوٹیں گے اُس کی طرف، جس کی طرف اُن کے آباء جاہلیت میں عبادت کرتے تھے، پھر وہ رستوں میں فساد کریں گے، جس طرح سے گدھے فساد کرتے ہیں، اور اِن کے اوپر قیامت قائم ہوگی۔“

۲۰۷/۱۲: بیان کیا یحییٰ بن عبدالباقی نے ہمیں، اس نے کہا: خبردی العباس بن الولید العذری [۱] نے، اس نے کہا: خبردی میرے باپ نے مجھے، اس نے کہا: خبردی الاوزاعی نے، اس نے کہا: خبردی الزھری نے، وہ نافع سے، وہ ابی قتادۃ الانصاری کے غلام ہیں، وہ ابراہیم سے، وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنی حدیث میں دجال کے بارے میں:

”کیسے ہوں گے تم جب تمہارے اندر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا؟“ [۲]

---

[۱] وہ ابوالفضل العباس بن الولید بن مزید العذری البیروتی ہے، جس کا ترجمہ ”سیر اعلام النبلاء“ ج ۱۲ ص ۴۷۱ میں کیا گیا ہے۔

[۲] اور روایت کیا اس کو نعیم نے ”الفتن“ ج ۲ ص ۵۷۴ حاشیہ ۱۶۰۵ ظہری تک اس جیسی۔ اور نکالا اس کو ”کنزالعمال“ ج ۱۴ ص ۳۳۲ میں صحیح مسلم سے اپنی سند کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تک۔

۲۰۸ / ۱۳:   بیان کیا ہمیں میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی علی بن بحر القطّان نے، اس نے کہا: خبر دی ہشام بن یوسف نے، اس نے کہا: خبر دی ہمیں معمر نے، وہ الزھری سے، اس نے کہا: خبر دی مجھے نافع نے، جو کہ ابی قتادہ الانصاری کے غلام ہیں، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور اس جیسی روایت ذکر کی۔[1]

۲۰۹ / ۱۴:   بیان کیا میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی علی بن بحر القطّان نے، اس نے کہا: خبر دی ہشام بن یوسف نے، اس نے کہا: خبر دی معمر نے، وہ الزھری سے، اس نے کہا: خبر دی طلحہ بن عبداللہ بن عوف نے، وہ ابی بکرۃ الثقفی[2] سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا:

"ایک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر نکلے، اور اکثر لوگ مسیلمہ کے بارے میں بات چیت کر رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی نہیں ہے جس نے اس بارے میں کوئی بات کہی ہو، تو فرمایا: حمد وصلوٰۃ کے بعد، بیشک تم اکثر اس آدمی کے حالات کے بارے میں بات کرتے رہتے ہو، اور اکثر تم اُس کی شان کے بارے میں باتیں کرتے ہو، سنو! بیشک وہ کذاب ہے، تیس کذابوں سے، وہ نکلیں گے مسیح الدجال سے پہلے، بے شک وہ ایک شہر سے نہیں مگر وہ داخل ہوں گے عنقریب مسیح الدجال کے رعب پر، سوائے مدینہ کے، اور وہ یہ ہوگا کہ مدینہ کے رستوں میں سے ہر رستے پر دو فرشتے ہوں گے، وہ دفع کریں گے مدینہ سے اُسے یعنی مسیح الدجال کے رعب کو، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث کو ذکر کیا اس کے بعض حصہ کو۔"[3]

۲۱۰ / ۱۵:   بیان کیا ہمیں میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن محمد المؤدب نے، اس نے کہا: خبر دی صالح بن عمر نے، اس نے کہا: خبر دی عاصم بن کلیب نے، وہ اپنے باپ سے، اس نے کہا: میں نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وہ کہہ رہے تھے: میں تمہیں بیان کرتا ہوں وہ جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے جو کہ صادق بھی ہیں اور مصدوق بھی ہیں:

---

[1] اور روایت کیا اس کو نعیم نے "الفتن" ج ۲ ص ۵۷۴ حاشیہ ۱۶۰۵ ظہری تک اس جیسی۔ اور نکالا اس کو "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۳۳۲ میں صحیح مسلم سے اپنی سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک۔

[2] وہ نفیع بن الحارث رضی اللہ عنہ ہے جو کہ معروف صحابی ہے۔

[3] روایت کیا اس کو نعیم نے "الفتن" ج ۲ ص ۵۵۰ حاشیہ ۱۵۴۶ میں اپنی سند کے ساتھ معمر تک اس جیسی۔

”بیان کیا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کہ ابوالقاسم الصادق ہیں۔ بیشک کانا دجال جسے گمراہی پھیلانے والا کہتے ہیں، وہ نکلے گا مشرق کی طرف سے اُس زمانے میں جس میں لوگوں میں اختلافات ہوں گے اور لوگوں کے فرقے ہوں گے، وہ پہنچے گا اُس کو زمین میں جس کو اللہ چاہے گا چالیس دنوں میں، اللہ جانتا ہے کہ اُس کی معیاد کیا ہے، مؤمن ہلا دیئے جائیں گے سخت ہلا دینا۔

تو پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو نازل کرے گا، وہ اُن کی امامت کروائیں گے، تو جب وہ اپنے سر کو اپنی رکعت سے اٹھائیں گے، اور کہیں گے:

سن لیا اللہ نے اس کی بات کو جس نے اُس کی تعریف کی، تو اللہ تعالیٰ دجال کو قتل کردے گا۔

اللہ تعالیٰ مومنوں کو غلبہ عطا فرمائے گا۔“[1]

تو چاہئے کہ اب ہم یہاں اس باب کو منقطع کردیں اور چاہیے کہ ہم ذکر کریں، ہونے والے خلفاء کی تعداد کا ”الحسنی“ کے بعد اور وہ جن کے بارے میں مسند اخبار موجود ہیں، جن کو جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ نے اور عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ نے اور ابو جحیفہ السوائی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ بارہ خلیفے ہوں گے تمام کے تمام قریشی ہوں گے اور مہدی ہوں گے، اور یہ لکھا ہوا ہے کہ اس باب میں جس کا ہم نے اختتام کیا ہے۔

[1] وارد کیا ”مجمع الزوائد“ ج ۷ ص ۶۶۸ حاشیہ ۱۲۵۴۳ سند کے ساتھ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ تک اس جیسی، اور اس میں یہ ہے: اور غالب ہو جائیں کے مسلمان، پھر اس نے اس کے آخر میں زیادہ کیا کہ اس نے قسم اٹھائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوالقاسم الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بے شک وہ حق ہے لیکن وہ قریب ہے ہر چیز جو آنے والی ہے وہ قریب ہوتی ہے۔“ بزار نے اس کو روایت کیا اور اس کے راوی صحیح راوی ہیں سوائے علی بن المنذر کے، اور وہ ثقہ ہے۔

(۳۵)

سیاق المأثور سنیداًفی الخلفاء الکائنین بعد الحسنی

''الحسنی'' کے بعد ہونے والے خلفاء کے بارے میں

مستند روایات کا بیان

۲۱۱/۱: بیان کیا ہمیں میرے دادا نے، اس نے کہا: بیان کیا یونس بن محمد نے ابو محمد المؤدب نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن سلمہ نے، وہ سماک بن حرب سے، وہ جابر بن سمرۃ السوائی رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا: میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''اسلام ہمیشہ بارہ خلیفوں تک غالب رہے گا، پھر کہا ایک ایسا کلمہ جو مجھے یاد نہیں، تو میں نے اپنے والد سے کہا: اے میرے ابوجان! کیا فرمایا؟ تو اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمام کے تمام قریش سے ہوں۔''

۲۱۲/۲: بیان کیا ہمیں ابوبکر احمد بن زہیر بن حرب بن شداد النسائی [1] نے، اس نے کہا: خبر دی علی بن الجعد نے، اس نے کہا: خبر دی ابوخیثمہ زہیر بن معاویہ نے، وہ زیاد بن خیثمہ سے، وہ الاسود بن سعید الہمدانی سے، اس نے کہا: میں نے سنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے، تمام کے تمام قریش سے ہوں گے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قریش کے لوگ آئے، تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہنے لگے: کہ اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر قتل ہوں گے۔''

---

[1] ''الجرح والتعدیل'' ج ۲ ص ۵۲ اور ''المنتظم'' ج ۱۲ ص ۳۲۸ میں اس کا ترجمہ موجود ہے۔

اس کو ایک جماعت نے روایت کیا ہے، زھیر سے، اُن میں سے ابو جعفر النفیلی[1] ہیں، اور ابو النضر ہاشم بن القاسم الکنانی[2] ہیں، اسی طرح۔

۲۱۴/ ۳: بیان کیا ہمیں ابراہیم بن موسیٰ ابو اسحاق التوزی نے، اس نے کہا: خبر دی یوسف بن موسیٰ القطان نے، اس نے کہا: خبر دی عبد الرحمٰن بن مغراء[3] نے، اس نے کہا: خبر دی اسماعیل بن ابو خالد نے۔ اور ابو خالد کا نام ھرمز الوالبی الکوفی[4] ہے۔ وہ اپنے باپ سے، وہ جابر بن سمرۃ السوائی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، اس نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے:

"ہمیشہ یہ دین قائم رہے گا، یہاں تک کہ بارہ خلفاء ہوں گے جن پر قوم جمع ہو جائے گی، جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی بات سنی، جس کو میں سمجھ نہیں سکا، میں نے اپنے والد سے پوچھا تو، اس نے کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، یہ سب قریش سے ہوں گے۔"

اس حدیث کو عمرو بن عثمان بن سعید[5] بن کثیر نے روایت کیا، وہ مروان بن معاویہ سے، وہ اسماعیل بن ابو خالد سے، وہ اپنے باپ سے، وہ جابر بن سمرۃ السوائی رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح حرف بہ حرف روایت کی۔

۲۱۴/ ۴: بیان کیا ہمیں احمد بن زھیر نے، اس نے کہا: خبر دی شہاب بن عباد العبدی نے، اس نے کہا: خبر دی ابراہیم بن حمید الرواسی[6] نے، وہ اسماعیل بن ابو خالد سے، وہ اپنے باپ سے، وہ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا یہاں تک کہ بارہ خلفاء ہوں گے، میرا خیال ہے کہ میرے والد نے کہا تھا تمام کے تمام قریش سے ہوں، اُمت اِن پر

---

[1] اصل میں "البقلی" ہے یہ تصحیف ہے اور اس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔
[2] اصل میں "الکفای" ہے اس کا ترجمہ "تاریخ بغداد" ج ۱۴ ص ۶۴ میں کیا گیا ہے، اور اس نے کہا: بنو لیث بن کنانہ سے ہے۔
[3] اصل میں "معنی" ہے یہ تصحیف ہے، "تہذیب التہذیب" ج ۳ ص ۴۰۰ اور "الجرح والتعدیل" ج ۵ ص ۲۹۰ اور "سیر اعلام النبلاء" ج ۹ ص ۳۰۰ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔
[4] اس کے باپ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے، "سیر اعلام النبلاء" ج ۶ ص ۱۷۶ رقم ۸۳ میں مراجعت کریں۔
[5] ہم نے اس کا اضافہ کیا ہے، اور وہ صحیح ہے، "الجرح والتعدیل" ج ۶ ص ۲۴۹ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔
[6] اصل میں "الرقاشی" ہے "تہذیب التہذیب" ج ۱ ص ۱۳۹ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

جمع ہو جائے گی۔"

۵/۲۱۵: بیان کیا ہمیں احمد بن زہیر بن حرب نے، اس نے کہا: خبر دی میرے باپ نے، اس نے کہا: خبر دی عبدالرحمٰن بن مہدی نے، وہ سفیان سے، وہ عبدالملک بن عمیر[1] سے، وہ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا:

"میں اور میرے والد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے: یہ معاملہ اُس وقت تک چلتا رہے گا جب تک کہ بارہ امیر نہ ہو جائیں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کلمہ کہا جس کو میں نہیں سمجھا، تو میں نے اپنے والدِ گرامی سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا، تو انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمام کے تمام قریش سے ہوں گے۔"

۶/۲۱۶: بیان کیا ہمیں احمد بن زہیر نے، اس نے کہا: خبر دی موسیٰ بن ابو اسماعیل ابو سلمہ نے، اس نے کہا: خبر دی وھیب[2] بن خالد نے، وہ داؤد بن ابی ہند سے، وہ عامر سے یعنی الشعبی سے، وہ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ اُس نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

"یہ معاملہ بارہ خلفاء تک غالب رہے گا اُس نے کہا کہ لوگوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور خوب بلند آواز سے پکارنے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آہستہ سے ایک کلمہ کہا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا، اے ابو جی! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا؟ تو اُس نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمام خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔"

۷/۲۱۷: بیان کیا ہمیں احمد نے، اس نے کہا: خبر دی ابو نعیم نے، اس نے کہا: خبر دی فطر بن خلیفہ نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے ابو خالد الوالبی نے، اس نے کہا: میں نے سنا جابر بن سمرۃ السوائی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اس دین کو اس وقت تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی جب تک کہ بارہ خلفاء قائم رہیں گے اور تمام کے تمام قریش سے ہوں گے۔"

۸/۲۱۸: خبر دی ہمیں احمد بن زہیر نے، اس نے کہا: خبر دی عبید اللہ[3] بن عمر نے، اس نے کہا: خبر دی

---

[1] اصل میں "عن" ہے اور یہ تصحیف ہے، "سیر اعلام النبلاء" ج ۵ ص ۴۳۸ اور "تہذیب التہذیب" ج ۳ ص ۴۸۱ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔
[2] اصل میں "وھب" ہے اور یہ تصحیف ہے، "تہذیب التہذیب" ج ۶ ص ۱۰۶ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔
[3] اصل میں "عبد" ہے "تہذیب التہذیب" ج ۴ ص ۲۸ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

سلیمان نے، اس نے کہا: خبر دی ابن عون نے، وہ الشعبی سے، وہ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمارہے تھے:

"دین ہمیشہ ناقابل تسخیر رہے گا، اس کے ماننے والے لوگ اُن لوگوں کا ساتھ دیں گے جنہوں نے اُن کے خلاف بارہ خلفاء کی سازش کی ہوگی۔"

تو لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور لوگوں کو وہ بٹھائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی بات کہی جس کو میں سمجھ نہیں سکا، تو میں نے اپنے والد گرامی سے یا بھائی سے پوچھا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا تھا۔ تو اس نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمام قریش میں سے ہوں گے۔

۹/۲۱۹: خبر دی ہمیں علی بن سہل نے، وہ احمد بن زہیر سے، ان دونوں نے کہا: خبر دی محمد بن بکیر ابو الحسین الحضرمی[۱] نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن ابی یعفور نے، وہ عون بن ابی جحیفہ سے، وہ اپنے والد سے، اور اس کا نام وہب بن عبداللہ السوائی الکوفی ہے، اس نے کہا:

"میں اپنے چچا[۲] کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دے رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خبردار! میری اُمت کے معاملات اُس وقت تک درست نہیں ہوں گے یہاں تک کہ بارہ خلفاء نہ گزر جائیں، اور تمام کے تمام قریش سے ہوں گے۔"[۳]

اس نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پست ہوگئی تو میں نے کہا اپنے چچا سے اور وہ میرے سامنے تھے، اے میرے چچا! کیا کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے؟ اُس نے کہا:[۴] کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، اے میرے بیٹے! وہ تمام کے تمام قریش سے ہوں گے۔[۵]

اور ان متون میں وہ طریقے ہیں جن کو ہم نے تخفیف کی وجہ سے کم کرنے کو ترجیح دی ہے، اور جو ہم

۱۔ اصل میں "الخضرمی" ہے اور یہ تصحیف ہے اور "تاریخ بغداد" ج ۲ ص ۹۵ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔
۲۔ ہم نے المستدرک علی الصحیحین سے اس میں اضافہ کیا ہے۔
۳۔ اسی طرح، المستدرک میں (کلھم من قریش) "تمام قریش سے ہوں گے"، اس عبارت کا اس نے ذکر نہیں کیا
۴۔ ہم نے اس کا اضافہ کیا "المستدرک" سے اور اس میں ہے: پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کلمہ کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پست تھی۔
۵۔ روایت کیا اس کو "الحاکم" نے "المستدرک" ج ۳ ص ۶۱۷ اپنی سند کے ساتھ یونس بن ابی یعقوب تک اسی طرح، اس جیسی۔ اور اس کو نکالا "کنز العمال" ج ۱۲ ص ۳۲ میں، وہ طبرانی سے، اور ابن عساکر سے سند کے ساتھ عون تک، اس جیسی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس فرمان تک (کلھم من قریش) "تمام قریش سے ہوں گے۔"

نے یہاں لکھا ہے وہ نیابت کرتا ہے اُن کی جو متروک ہو چکا ہے، گویا کہ اس طبقہ کی خبروں کی کتابوں کو جو فائدہ پہنچایا وہ یہ ہے کہ یہ عبارت یا یہ متن صرف مہدی جو کہ حسینی کے نام سے معروف ہے کی وفات کے بعد مستند جانا جاتا ہے جو سب سے بڑے قبیلے کی اولاد میں سے ہوں گے اور وہ الحسن[1] بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں، اور اسی سے ہمیں متنبہ کیا گیا ہے اسی طرح یہ وہی ہے جس کو ہم نے مذکور ''دانیال'' کی کتاب میں پایا ہے جس کا ذکر ہماری اس کتاب کے پیشرو میں ہے یعنی اس کا ذکر گزر چکا ہے اور اس نے کہا:

جب مہدی رضی اللہ عنہ فوت ہو جائے گا تو پانچ آدمی ایک دوسرے کے پیچھے حکومت کریں گے، اور وہ سب سے بڑے قبیلے کی اولاد میں سے ہوں گے، پھر اُن کے بعد پانچ آدمی حکومت کریں گے جو ایک دوسرے کے پیچھے چلیں گے اور وہ سب سے چھوٹے قبیلے کی اولاد میں سے ہوں گے، پھر وصیت کرے گا اُن کا آخری خلافت کی، اُس آدمی کے لئے جو بڑے قبیلے کی اولاد میں سے ہوگا، پھر پہلا حکمرانی کرے گا، پھر اُس کے بعد حکمرانی کرے گا، پھر اُس کا بیٹا، پھر اِس طرح سے بارہ بادشاہ مکمل ہو جائیں گے، ان میں سے ہر ایک مہدی، رشید اور مرشد ہوگا، ہادی اور رہنما ہوگا، پھر بڑے قبیلے کی نسل ختم ہو جائے گا اور چھوٹے قبیلے کی نسل بھی موت سے ختم ہوگی۔

اسی طرح بنو ہاشم میں سے کسی کے لئے موت باقی نہیں رہے گی، لوگ بڑے قبیلے کے وفاداروں میں سے ایک آدمی کو مقرر کریں گے، لیکن وہ ایسا کرنے سے انکار کر دے گا، وہ نہیں چھوڑیں گے اُس کو یہاں تک کہ اُن کے اوپر وہ حکمرانی کرے گا، پھر لوگوں میں اچھے طریقے سے ائمہ کرام کے طریقے پر وہ چلے گا، وہ ائمہ کرام جو نبیؐ اُمّی کی، اولاد میں سے ہوں گے۔ پھر یہ حکمران مر جائے گا، فساد اور نفاق اور فسق و فجور زمین میں ظاہر ہو جائے گا تو اُس وقت زمین کا حیوان نکلے گا۔

پھر میں نے اپنے شیوخ میں سے کسی ایک کو نہیں پایا جن کو ہم ملے وہ ہمیں خلفاء کے زمانے کی طرف دلیل کے ساتھ اشارہ نہ کرتا ہو یعنی وہ بارہ قریشی خلفاء، لیکن ہمیں ابو داؤد السجستانی کی تالیف میں جابر بن سمرۃ

---

[1] اصل میں ''ابوالحسن'' ہے اور کلام میں واضح اختلاط ہے۔

میں کہتا ہوں: کاش کہ میری شاعری اسطرح ہوتی جیسا کہ ''ابن المنادی'' نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مہدی ہی ''الحسینی'' ہے اور یہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک ہیں، اگر اس نے جس چیز کا ذکر کیا ہے وہ دانیال کی کتاب سے اخذ کر کے کیا ہے جیسا کہ ذکر کیا گیا مگر وہ بالکل درست نہیں ہے، اس ثبوت کی بنیاد پر جو بعد میں اخذ خود دانیال کی کتاب سے اپنے قول میں وارد کیا ہے کہ (اگر مہدی مر گیا) بغیر کسی حسنی کے وصف کے یا امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے وگرنہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حسینی الامام الحسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں، تو غور کیجئے اور تدبر سے کام لیجئے۔

کی مسند میں لکھی ہوئی حدیث کا ذکر ملا ہے، کہ مہدی کے وقت کے مبہم ہونے کے شروع میں تحریری طور پر ذکر موجود ہے، خلافت مہدی کی وفات کے بعد یکے بعد دیگرے وہ حکمرانی کریں گے جو خبروں میں یعنی اخبار میں معروف ہیں اور یہ دانیال کی کتاب کے اندر اس استدلال کے طور پر ہم نے اس کو پایا ہے اور اس کا نام، اس کا نسب اور اس کی صفات اور اس کے عدل کی صفات اور اس کے احکام کی استقامت بھی موجود ہے۔

پھر ہم نے ابو صالح کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پایا ہے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق سورۃ النور میں ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْــٴًـا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ (سورۃ النور: ۵۵)

"تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں، اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں، اُن سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ اُنہیں ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا، جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا، اور اُن کے لئے اُس دین کو اقتدار بخشے گا، جسے اُن کے لئے پسند کیا ہے، اُن کو جو خوف لاحق رہا ہے، اُس کے بدلے اُنہیں ضرور اَمن عطا کرے گا۔ (بس) وہ میری عبادت کریں، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور جو لوگ اُس کے بعد بھی ناشکری کریں گے، تو ایسے لوگ نافرمان ہوں گے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لیسکننهم الارض آمنین۔

"کہ اللہ تعالیٰ ضرور بضرور اُن کو امن دے گا بغیر کسی خوف کے۔"[1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ (سورۃ النور: ۵۵)

"جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو (خلیفہ) بنایا تھا۔"

یعنی بنو اُمیہ میں سے اور بنو عباس میں سے، تو بنو اُمیہ نے اَسّی سے زیادہ سال حکمرانی کی اور بنو عباس

---

[1] ہم نے سیاق و سباق کے لئے اس کو لازماً شامل کیا ہے۔

نے سو سال[1] سے بھی زیادہ حکمرانی کی، پھر ذکر کیا اُن کا ایک کے بعد ایک اُن کی صفتوں کے ساتھ یہاں تک کہ اُس نے کہا:

پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی نکلے گا مشرق کی جانب سے، قیادت کرتے ہوئے لشکروں کی، اُس وقت کوئی ظلم باقی نہیں رہے گا مگر وہ اُس کو ختم کر دے گا اور اُس کی جگہ پر عدل قائم کرے گا، اور ظلم کا کوئی دروازہ نہیں چھوڑے گا، مگر اُس کو انصاف کے ساتھ وسعت دے گا اور عدل و امن غالب آجائے گا اُس کے زمانے میں، تو زمین میں ہادی اور مہدی اور امام اور منصف رہے گا جس کا نام "محمد بن عبداللہ" ہوگا، جس کی صفات یہ ہوں گی کہ وہ درمیانے قد کا آدمی ہوگا جس کا رنگ سرخی مائل ہوگا، اور وہ جسمانی لحاظ سے مضبوط، اُس کا دل بہادر، قوت میں مضبوط، جس سے اللہ تعالیٰ اِس قوم کی ہر تکلیف کو دور کرے گا، اور اللہ تعالیٰ اُن سے اپنے عدل و انصاف کے ساتھ ہر ظلم و زیادتی کو دور کرے گا:

پھر اس کے بعد بارہ آدمی ہوں گے جن کی عمر ایک سو پچاس سال[2] ہوگی، حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے چھ ہوں گے اور حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے پانچ اور عقیل بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ایک، اور وہ اُن سب سے بہتر ہوگا!

پھر وہ مر جائے گا، پھر زمانے میں فساد پھیلے گا، اور منکرات واپس لوٹ آئیں گی، اور اہلِ خیر اور نیک لوگ دوڑ جائیں گے، اہلِ فسق و فجور اور فسادی لوگ ترقی کریں گے اور وہ غالب آجائیں گے اس بات پر کہ وہ راستوں میں فساد قائم کریں گے، گدھوں کی طرح علی الاعلان اور کسی بھی قسم کی رکاوٹ سے نہیں ڈریں گے!

اسی وقت. یاجوج ماجوج دیوار توڑ کر باہر نکل آئیں گے اور وہ زمین میں چلیں گے، لیکن وہ نہیں آئیں گے کسی بھی درخت کے پاس یا کسی پانی والی جگہ پر مگر اس کو کھالیں گے اور اُس کو پی لیں گے اور اُس کو ختم کر دیں گے تو بربادی ہوگی ہر قسم کی بربادی اس کے لئے جو بھی اس وقت باقی ہوگا۔

پھر باقی نشانیاں ظاہر ہوں قیامت کے قائم ہونے تک۔

---

[1] ان کا قول: یعنی بنو امیہ سے...... یہاں تک کہ یہ ابن المنادی کے ظاہری اقوال میں سے ہے، اور ہم نے نہیں پایا اس کو فریقین کی کتابوں میں جو اس کی تائید کرنے والی ہو بلکہ وہ واضح تحکم ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں، اور جو تاریخ نے ہمارے لئے محفوظ کیا ہے، مختلف قسم کے واقعات کو جو کہ ہولناک واقعات ہیں جو بنو امیہ اور بنو عباس کے ادوار میں رونما ہوئے، اور اس کے اوپر رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کے خون کو بہانا یعنی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے، یہ بہتر ہے اس بات سے جو اس معنیٰ کو باطل کرنے والی چیز ہے جو کچھ ہم سے پیش کیا گیا، اس کا ذکر نہ کیا جائے، اسے ابن المنادی نے دانیال کی آخری کتاب کی سند سے روایت کیا ہے جس میں درج ہے، اس بیان سے اس کا کوئی تعلق نہیں، تو آپ غور کریں!

[2] اسی طرح، ہم نے اس کی مراد اور اس کے معنیٰ پر واقفیت حاصل نہیں کی۔

اور کعب الاحبار میں اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت میں، عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے، وہ المثنی بن ہانی سے، وہ اس سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں!

کہ میں باہر نکلا اور میں اسلام چاہتا تھا میں ایک یہودی کے پاس آیا جسے ''ذو قرنات'' کہا جاتا تھا، اس نے مجھے کہا: تو کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے؟ میں نے کہا: میں اس نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو چاہتا ہوں جو مکہ سے نکلا اور یثرب میں ٹھہرا،

تو اس نے مجھے کہا: اگر تو اُس کا ارادہ کرتا ہے تو جان لو کہ اُسے آج کے دن قبض کرلیا گیا یعنی فوت کرلیا گیا ہے۔

تو کعب کہا: میں نکلا، تو میں رستہ بنا رہا تھا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں، جب میں سوار ہوا یثرب کی طرف سے کچھ لوگ سامنے آچکے تھے تو میں نے اُن سے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں، انہوں نے بھی کہا وہ تو فوت ہوگئے ہیں، لوگ اس کے بعد اپنے دین سے پھر چکے ہیں۔

میں ''ذی قرنات'' کی طرف لوٹا، تو میں نے اُس سے کہا: وہ کیا کہتے ہیں، اس نے کہا:

وہ ایک چیز میں سچ کہتے ہیں اور ایک چیز میں جھوٹ بولتے ہیں:

رہی یہ بات اُن کا یہ کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوچکے ہیں اس بات میں وہ سچے ہیں، رہی اُن کی یہ بات کہ لوگ اُن کے بعد اپنے دین سے پھر گئے ہیں وہ اس بات میں جھوٹے ہیں،' یہ دین ایسا دین ہے کہ جو قیامت تک قائم رہے گا۔

کعب۔ نے کہا: میں نے اس سے کہا: اس کے بعد کون ہوگا؟ اس نے کہا: امن،

میں نے کہا: اس کے بعد کون ہوگا؟ اس نے کہا: لوہے کا ہارن۔[1]

میں نے کہا: اس کے بعد کون ہوگا؟ اس نے کہا: الطیبی السیر۔

میں نے کہا: اس کے بعد کون ہوگا؟ اس نے کہا: ہادی اور مہدی۔

میں نے کہا: اس کے بعد کون ہوگا؟ اس نے کہا: العتریف المترف۔[2]

---

[1] اس کے بارے میں ''مجمع الزوائد'' ج ۹ ص ۶۵ میں رجوع کریں۔

[2] ''النہایہ'' ج ۳ ص ۱۷۸ میں اس نے کہا، اس میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد خلفاء کا ذکر کیا اور کہا: ''اوہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بچوں کے لئے خلفاء میں سے جو بھی خلافت میں کامیاب ہوگا وہ شاہانہ طور پر اعتراف کرنے والا ہوگا اور میرے بعد وہ قتل ہوگا، اور میرے پیچھے اور میرے جانشین کے پیچھے وہ العتریف ہے یعنی ظالم، چھپانے والا اور یہ بھی کہا گیا ہے: الخبیث نکما ہوگا، اور یہ بھی کہا گیا: وہ العفریت کا دل ہے یعنی شیطان خبیث ہوگا۔

پھر اس نے ایک کے بعد دوسرے کا اُن کی خوبیوں سمیت تذکرہ کیا، یہاں تک کہ اُس نے کہا:
پھر ہوں گے بارہ مہدی[1] پھر آسمان سے روح اللہ نازل ہوں گے، تو وہ دجال کو قتل کریں گے۔
پھر اُن نشانیوں کا ذکر کیا، یہاں تک کہ دنیا فنا ہوجائے گی۔

ابوالجلد[2] سے مروی ہے اور اُس کا نام جیلان بن فروۃ الجونی پھر البکری ہے، اور انہوں نے کتابیں پڑھی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان میں سے دو آدمی ستر سال تک حکومت کریں گے۔
ان میں سے پہلا تیس سال حکومت کرے گا، اور دوسرا چال سال۔

تو محمد بن حماد الدباغ نے مجھے بیان کیا، انہوں نے کہا: کہ بیان کیا مجھے ابو الربیع الزھرانی نے، اس نے کہا: خبر دی سلم بن قتیبہ نے، اس نے کہا: خبر دی ابو العوام نے، وہ ابی عمران الجونی سے، اس نے کہا: ابوالجلد نے کہا:

"اس امت کے دو خلیفے قریش میں سے حکومت کریں گے، اُن میں سے ایک تیس سال اور دوسرا چالیس سال۔"

حاتم بن ابی صغیرہ جو کہ ابو یونس القشیری[3] ہیں، اپنی روایت میں ابی الجلد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے اُس سے ذکر کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان میں سے ایک آدمی حکومت کرے گا، اور اُس کا بیٹا ۲۷ سال تک۔ پھر اُس نے ذکر کیا بیٹے کا پہلے کے لئے، اور اُس نے اُس کی روایت میں ان دو سالوں کا اضافہ کیا اُس روایت کی مناسبت سے جو اُس سے پہلے تھی، تاریخ کے حوالے سے اہلِ معرفت کی مناسبت سے اِن دو آدمیوں کی حکومت کا ذکر نہیں کیا اور مذکور بارہ لوگوں کے ماضی کے دور اور اُن کی تعداد کا بھی ذکر نہیں کیا، اس لئے مکمل عدد باقی رہ جاتا ہے، جو کہ ۱۸۵[4] کے عدد تک اور باقی ۱۰ کے درمیان یہ تقسیم کر دیئے جائیں گے، تو پھر اُن کے اکثر لوگ اُن کے ساتھ مل جائیں گے۔[5]

---

[1] اسی طرح، اور "یہودی" کا قول اس کے خلاف ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے اس کا ارادہ تھا، ملاحظہ فرمائیں، ہماری تعلیقات جو اس باب کے شروع میں ہے۔

[2] اصل میں "الخالد" ہے یہ تصحیف ہے، اس کا ذکر آنے والی حدیث میں صحیح طور پر آئے گا، اس کا ترجمہ "الجرح والتعدیل" ج ۲ ص ۵۴۷ میں کیا گیا ہے۔

[3] اصل میں "القتیری" ہے یہ تصحیف ہے، "تہذیب التہذیب" ج ۲ ص ۱۶۴ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[4] اسی طرح

[5] اسی طرح، ہمارے لئے "ابن المنادی" کی اس کلام سے مراد واضح نہیں ہے۔

۲۲۰/۱۰: عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم الافریقی نے کہا اُس میں جو ملاحم کے بارے میں روایت کی گئی، وہ خالد بن ابی عمران سے روایت کرتے ہیں، وہ حذیفہ بن الیمان سے، اس نے کہا: اُن حکمرانوں کے بارے میں سوال کیا جو اِس امت کے معاملات چلائیں گے، تو اُنہوں نے ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم اور بنو اُمیہ کی خلافت کا بھی ذکر کیا، پھر بنو عباس کی خلافت کا تذکرہ کیا، پھر سفیانی، یاجوج ماجوج اور چوپایہ اور دجال اور گرہن اور دھنسا دیا جانا اور ہوا میں بسنے والے پروں والے سانپوں کا ذکر کیا۔

پھر اس نے تذکرہ کیا سورج کے طلوع ہونے کا مغرب کی طرف سے۔

اور اس نے مہدی الحسنی کے ذکر کے وقت کہا جو کہ اس کے بعد قائم رہنے والے ہوں گے، اور وہ بارہ مہدی ہوں گے، پھر اُن کے بعد بڑی اولاد کے والی ہوں گے، اور وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما ہیں، پھر وہ چار سال تک اُمت کے معاملات چلائیں گے، اور وہ اس کے ساتھ لوگ بہترین زندگی بسر کریں گے۔

پھر وہ فوت ہو جائیں گے اور لوگوں کے لئے کوئی امام نہیں ہوگا اس کے بعد، پھر لوٹ آئے گی مصیبت، تنگی اور فساد[1] اور خوف اور قتل عام اور بھوک اور اچانک موت۔ اور یہ قیامت کے آغاز کا وقت ہوگا۔

اب ہم اس حصہ میں لکھیں گے کہ ہمارے پاس سونے کے پہاڑ کے ذکر کے ساتھ جو خبریں آئی ہیں، دریائے فرات اس سے چھپ جائے گا اور اُس پر لوگوں کا قتل عام ہوگا، یہاں تک کہ اُن میں سے اکثر لوگ ہلاک ہو جائیں گے، چاند گرہن ہوگا، جو اس سونے کے درمیان حائل ہو جائے گا، اور یہ دجال کے دور میں ہوگا، اور اس کے بعد کے واقعات کا ذکر کیا گیا ہے، اس کے دور میں اور اس کے دور کے بعد کے واقعات، اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے اس کے بارے میں کہ یہ کب ہوگا، وہی سب کچھ جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

[1] اصل میں اس نے اس کے بعد اضافہ کیا اور تنگی۔

(۳۶)

سیاق تفسیر المأثور فی الکنز الذی ینحسر عنه الفرات فی آخر الزمان

”آخری زمانے میں ”فرات“ میں خزانے کے اختتام کے بارے میں منقول روایات“

۱/۲۲۱: بیان کیا ہمیں ابو قلابہ عبدالملک بن محمد بن عبداللہ الرقاشی نے، اس نے کہا: خبر دی عبداللہ بن حمران نے، اس نے کہا: خبر دی عبدالحمید بن جعفر نے، وہ اپنے باپ سے، وہ سلیمان بن یسار[1] سے، وہ عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے، اس نے کہا:

”میں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا تھا اس نے ایک حدیث[2] نقل کی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک فرات ختم ہو جائے گا اُس کے پہاڑ سے سونا، لوگ اُس کے اوپر قتل وغارت گری کریں گے، تو ۹۹[3] قتل ہوں گے۔“

۲/۲۲۲: بیان کیا ہمیں عصام بن غیاث بن عصام ابو القاسم الکندی نے، اس نے کہا: خبر دی عبداللہ ابن سعید الکندی الاشج نے، اس نے کہا: خبر دی عقبہ بن خالد ابو مسعود الکندی السکونی نے، اس نے کہا: خبر دی

---

[1] اصل میں ”بشار“ ہے یہ تصحیف ہے، اس کا ترجمہ ”سیر اعلام النبلاء“ ج ۴ ص ۴۴۴ میں کیا گیا ہے۔

[2] اس کے بعد اصل میں اضافہ کیا اور اس نے کہا اس سے، تو کہا: بے شک ابی بن کعب ہے۔

[3] مسلم نے اپنی ”صحیح“ ج ۱۸ ص ۱۹ میں اس کو روایت کیا اپنی سند کے ساتھ عبدالحمید بن جعفر تک، اسی طرح، اور اس میں ہے: ”ممکن ہے فرات میں سونے کا جو پہاڑ ہے وہ ڈوب جائے جب لوگ اس کی خبر سنیں گے تو اس کی طرف چلیں گے اور وہ اس سے کہے گا جو بھی اس کے پاس جائے گا، اگر ہم لوگوں کو چھوڑ دیں کہ وہ اس سے کچھ حاصل کریں، تو وہ ضرور بضرور وہاں جائیں گے، تمام کے تمام تو اس نے کہا پھر وہ وہاں مارے جائیں گے اور ۹۹ لوگ قتل ہوں گے۔“

اسی سے ہے ”عقد الدرر“ ص ۲۱۲، اور روایت کیا نعیم نے ”الفتن“ ج ۲ ص ۶۱۶، ۶۱۷ میں اپنی سند کی ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک اس جیسی۔

عبیداللہ بن عمر نے، وہ ابی الزناد[1] سے، وہ الاعرج سے، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فرات کے پہاڑ سے سونا اُترے گا، جو بھی وہاں حاضر ہو تو اُس سے کچھ نہ لے''۔[2]

۲۲۳/ ۳: بیان کیا مجھے ابوالحسن علی بن ابراہیم بن الزمان القصری جو کہ قصر ابن ھبیرۃ ہیں اور ابوالقاسم عصام بن غیاث الکندی سے، اس نے کہا: خبر دی ابوسعید الاشج نے، اس نے کہا: خبر دی قبہ بن خالد الکندی نے، اس نے کہا: خبر دی عبیداللہ بن عمر نے، وہ خبیب بن عبدالرحمٰن سے، وہ[3] حفص بن عاصم سے، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فرات ڈوبنے والا[4] ہے سونے کے خزانے سے، جو وہاں حاضر ہو اسے چاہئے کہ وہاں سے کچھ حاصل نہ کرے''۔[5]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس میں ایک معدنی چیز ہے جسے ''فرعون'' کہا جاتا ہے وہ لوگوں کے لئے مجسمے کی طرح نظر آتا ہے جو کہ سونے کا ہے، اور یہ اُن کے اوپر اور اُن کے ذریعے سے ایک گرہن کی کیفیت میں ہوگا۔

آیئے! اب ہم اس باب میں اس بات کا تذکرہ کریں جس تک ہم پہنچے ہیں۔

---

[1] اصل میں ''الزیاد'' ہے اور یہ تصحیف ہے اس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

[2] روایت کیا اس کو مسلم نے اپنی ''صحیح'' ج ۱۸ ص ۱۹ میں اپنی سند کی ساتھ عقبہ بن خالد تک اس جیسی، اور ابوداؤد نے اپنی ''سنن'' ج ۴ ص ۱۱۵ حاشیہ ۴۳۱۴ اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن سعید تک اس جیسی، (اور وہ دونوں وسیع اختلاف کے ساتھ)

[3] اصل میں ''عن جدہ'' ہے، اور جو متن میں ہے جیسا کہ ابوداؤد کی سند میں ہے، اس نے ''الجرح والتعدیل'' ج ۳ ص ۳۸۷، ''خبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب بن یساف الانصاری'' نے روایت کیا اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے، وہ اپنی چچی ''انیسہ'' سے، اور وہ ''حفص بن عاصم'' سے۔

[4] سنن ابوداؤد میں ''یحسر'' کا لفظ ہے۔

[5] روایت کیا اس کو ''ابوداؤد'' نے اپنی ''سنن'' ج ۴ ص ۱۱۵ حاشیہ ۴۳۱۳ اپنی سند کے ساتھ ''عبداللہ بن سعید الکندی'' تک وہ عقبہ سے اسی طرح۔

(۴۷)

سیاق بعض المأثور فی ذلك

''اس کے بارے میں بعض منقول روایات''

۲۲۴/۱: بیان کیا ہمیں ابوبکر موسیٰ بن اسحاق بن موسیٰ الانصاری الخطمی نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن اسحاق المسیبی نے، اس نے کہا: خبر دی یحییٰ بن یزید بن عبدالملک بن المغیرۃ بن نوفل نے، وہ اپنے باپ سے، وہ سعد بن سعید بن ابی سعید المقبری[1] سے، وہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''عنقریب لوگوں کے لئے ایک معدن کو کھولا جائے گا جسے ''فرعون'' کہا جاتا ہے اور یہ اُنہیں سونے کے مجسمے کی طرح دکھائی دے گا جس کی وجہ سے دشمنی پیدا ہوگی اور ایسا زمین میں قیامت کے قائم ہونے تک ہوتا رہے گا۔''

گویا کہ یہ حدیث اس خزانے میں سے کچھ لینے کی ممانعت کا مفہوم بیان کرنے کے لئے آئی ہے جو لوگوں کے لئے آزمائش کے طور پر ظاہر ہوگا جس سے ایک دوسرے قتل کرنے پر دشمنیاں واقع ہوجائیں گی اور یہ واضح ہوگا کہ مومن کا مقام ایک ایسے مسارع کے مقام کی طرح ہوگا جو اُس کو دنیا کے عذاب کے قریب کرے گا، مسارع سے مراد جو دنیا میں تیزی دکھانے والا ہو اور پھر اُسی وقت زمین میں دھنسا دیا جانا بھی ہوگا اور آخرت میں اُس کے بارے میں ترغیب دلانا بھی مقصود ہوگا۔

اور یہ بھی ہے کہ خزانہ جو لوگوں کے لئے اس وقت ظاہر ہوگا اس کے بارے میں یہ حکم ہوگا کہ اُس کو تیار کرنا یا اُس کو بڑھانا جائز نہیں ہے، اور بلکہ اُس سے کچھ حاصل کرنے کی بھی سختی سے ممانعت ہے۔

بے شک ہم اس حدیث کو بیان کرنے میں انفرادیت رکھتے ہیں، جسے المقبری نے روایت کیا ایسے

---

[1] اصل میں ''سعد بن ابی سعید المقبری'' ہے تصحیف ہے اس کی جو کہ متن میں ہے، اس کا ترجمہ ''الجرح والتعدیل'' ج ۴ ص ۸۵ رقم ۳۷۱ میں کیا گیا ہے۔

ایک دروازے کی شکل جو کہ ناظرین اور سننے والوں کے لئے بڑی وضاحت ہے۔

آیئے! اب ہم ان آثار کا تذکرہ کریں جو چوپایہ کے ضمن میں آئیں گے اور اُس کے نکلنے کی کیفیت کے بارے میں اور وہ کہاں سے نکلے گا اور نکل کر وہ کیا کرے گا، اس باب میں یہ سب کچھ لکھا ہوا ہے ہم اس کے تذکرے کو مکمل کریں گے۔

(۳۸)

سیاق بعض المأثور فی صفة الدابۃ، وعدد مخارجھا وما یتصل بذلك

''چوپائے کے بیان اور اُس کے نکلنے کی تعداد اور اُس سے متعلقہ بعض منقول روایات''

۲۲۵/۱: بیان کیا ہمیں میرے دادا نے، اس نے کہا: بیان کیا ہمیں یحییٰ بن معین نے، اس نے کہا: خبر دی عباس بن محمد الدوری نے، اس نے کہا: خبر دی یحییٰ بن معین نے، اس نے کہا: خبر دی ہشام بن یوسف نے، وہ رباح بن عبید اللہ بن عمر سے، وہ سہیل بن ابی صالح سے، وہ اپنے باپ سے، وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بُرے ہیں وہ قبائل جو ''جیاد''[1] (محلہ) میں ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دو مرتبہ فرمایا۔

کہا گیا کہ وہ کیا ہے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس میں سے حیوان نکلے گا اور وہ تین بار چیخے گا اور ہر وہ سنے گا جو بھی ڈرے ہوئے لوگ ہوں گے۔''[2]

---

[1] اس نے ''معجم البلدان'' ج ۲ ص ۱۹۵ میں کہا، جیاد: یہ جید کی جمع ہے، یہ اجیاد میں ایک لغت ہے۔ اور اس نے ج ۱ ص ۱۰۵ میں کہا: ابو القاسم الخوارزمی نے کہا اجیاد ہے یہ مکہ میں ایک جگہ ہے جو صفا کے ساتھ ہے۔
اور ابو سعید السیرافی نے کتاب ''جزیرۃ العرب'' میں کہا جو کہ اس کی تالیف ہے کہ وہ ظہور دابہ کی جگہ ہے۔

[2] نکالا اس کو ''کنز العمال'' ج ۱۴ ص ۲۴۳ میں الاوسط للطبرانی سے سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تک اس جیسی۔ اور نکالا اس کو ''عقد الدرر'' ص ۲۹۲ میں البیہقی سے البعث والنشور کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اسی طرح۔
اور ابن کثیر نے ''البدایہ والنہایہ'' ج ۱۰ ص ۱۵۳ کے آخر میں یحییٰ بن معین سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔
اور اس میں ہے ''اجیاد'' یہ جیاد کے بدلے ہے۔

۲۲۶/۲: بیان کیا ہمیں موسیٰ بن ہارون[1] بن عمرو ابو عیسیٰ الطوسی نے، اس نے کہا: خبر دی الحسین بن محمد المروزی[2] نے، اس نے کہا: خبر دی شیبان بن عبدالرحمٰن نے، وہ قتادہ سے، اس نے کہا:

ہمارے لئے ذکر ہوا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا، وہ موٹا آدمی ہے، وہ اُس دن مکہ میں ہوگا، وہ لوگوں کو کہے گا: اگر میں چاہتا تو میں اپنے دونوں جوتے[3] اُٹھاتا یعنی دونوں جوتے، پھر میں اُن میں چلتا، اور میں تلاش کرتا، ہر اُس جگہ پر وہاں بھی مجھے جانا پڑتا جہاں سے بھی حیوان نکلے گا۔

قتادہ نے کہا: ہمارے لئے ذکر ہوا جب عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے تھے:

قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم ایک برتن[4] پر جمع ہوجائیں گے اور وہ جانیں گے کہ اُن میں سے مؤمن کون ہے اور کافر کون ہے؟

انہوں نے کہا: اے ابن عمرو رضی اللہ عنہما! وہ کیسے؟ اس نے فرمایا: حیوان نکلے گا ہر انسان اپنے سجدہ کی جگہ پر مسح کرے گا، یعنی سجدہ کی جگہ جہاں پیشانی لگائی جاتی ہے۔ رہے مؤمن وہ اپنے چہرے میں سفید رنگ کا ایک نکتہ پائیں گے، جس سے اُن کے چہرے کی سفیدی واضح ہوجائے گی، اور جو کافر ہیں وہ سیاہ نکتہ[5] پائیں گے، یہاں تک کہ اُن کے چہرے پہ سیاہ دھبے واضح ہوجائیں گے، یہاں تک کہ وہ بازاروں میں بکھر جائیں گے، اور اُن میں سے ایک کہے گا اے مؤمن! تم اسے کیسے خریدو گے؟ اور کیسے بیچو گے؟ اُن میں سے ایک دوسرے کو جواب دیں گے۔

قتادہ نے کہا: ابن عباس کہا کرتے تھے: اُس کے پاس بال ہیں اور پَر ہیں جس کی چار ٹانگیں ہوں گی، جو تہامہ کی کچھ وادیوں سے نکلے گا۔

حضرت قتادہ نے بعض قرأت میں کہا:

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ۔ (سورۃ النمل:۸۲)

''اور جو ہماری بات پوری ہونے کا وقت اُن لوگوں پر آپہنچے گا تو ہم اُن کے لئے زمین

---

[1] اصل میں ''مروان'' ہے اور یہ تصحیف ہے، ''تاریخ بغداد'' ج ۱۳ ص ۵۰ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[2] وہ الحسین بن محمد بن بہرام، ابو احمد التمیمی المؤدب ہے اور وہی مرور وذی الاصل ہے جس کا ترجمہ ''تاریخ بغداد'' ج ۸ ص ۸۷ میں کیا گیا ہے۔

[3] اصل میں ''شبتی'' ہے یہ تصحیف ہے، اور السبت کا معنیٰ ہوتا ہے ''ہر قسم کی رنگ کیا ہوا چمڑا'' اور سبتیہ کا معنیٰ ''جوتے'' ہے۔ جس کے اوپر کوئی بال نہ ہوں۔ ''لسان العرب'' ج ۶ ص ۱۴۰۔

[4] ہم نے اس کا اضافہ کیا ''الدر المنثور'' سے۔

[5] ہم نے اس کا اضافہ کیا ''الدر المنثور'' سے۔

سے ایک جانور نکالیں گے۔"

وہ اُن سے بات کرے گا اور کہے گا:

أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ﴿۸۲﴾ (سورۃ النمل: ۸۲)

"کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔"[1]

۲۲۷/ ۳: بیان کیا ہمیں القاسم بن زکریا بن یحییٰ المطرّز نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے محمد بن حمید الرازی نے، اس نے کہا: خبر دی ابوتمیلہ یحییٰ بن واضح نے، وہ ابی عصام خالد بن عبید سے، وہ عبداللہ بن بریدۃ سے، وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، اُس نے کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے مکہ کے قریب صحراء میں ایک جگہ لے گئے وہ ایک خشک زمین تھی اور اُس کے اردگرد ریت ہی ریت تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کہا:

اس جگہ سے حیوان نکلے گا، اور یہ کچھ دیر کے لئے ہوگا،

ابن بریدہ نے کہا: میں نے اس کے بعد کئی سال[2] حج کیا، ہمیں اُس کے لئے ایک لاٹھی دکھائی گئی، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ میری ہی لاٹھی تھی ایسی ایسی۔"[3]

۲۲۸/ ۴: بیان کیا العباس بن محمد الدوری نے، اس نے کہا: خبر دی حسین بن علی الجعفی نے، وہ الفضیل[4] بن مرزوق سے، وہ عطیہ العوفی سے، وہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا:

"حیوان نکلے گا صفا میں ایک شگاف سے، ایسا شگاف کہ جس میں گھوڑا تین دن تک[5] آتا رہے گا اور اُس سے تین دن تک باہر نہیں آسکے گا۔"[6]

---

[1] السیوطی نے "الدر المنثور" ج ۶ ص ۳۷۹ میں اس کو وارد کیا اور الدانی نے "السنن" ص ۱۴۵ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص کے اس قول سے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی۔ اور نکالا اس کو "عقد الدرر" ص ۳۹۱ الدانی سے ایک ٹکڑا۔

[2] اصل میں "بسنتین" یعنی دو سال اور جو اس کے درمیان، ہم نے اس کو شامل کیا ہے السنن اور النہایہ سے۔

[3] روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اپنی "سنن" ج ۲ ص ۱۳۵۲ حاشیہ ۴۰۶۷ میں اپنی سند کے ساتھ ابوتمیلہ تک اس جیسی، اور اسی سے ہے "نہایہ البدایہ والنہایہ" ج ۱۰ ص ۱۵۲ اور "عقد الدرر" ص ۲۹۳۔

[4] اصل میں "الفضل" ہے یہ تصحیف ہے، "الجرح والتعدیل" ج ۷ ص ۷۵ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[5] ہم نے اس کو "نعیم" کے "فتن" سے شامل کیا ہے اور اس کے بعد اصل میں ہے "وہ اس سے نہیں نکلے گا جو اس کی ساتھ ہے" یہ بھی واضح تصحیف ہے۔

[6] روایت کیا اس کو "نعیم" نے "الفتن" ج ۲ ص ۶۶۴ حاشیہ ۱۸۵۹ میں اپنی سند کے ساتھ اور الحسین بن علی الجعفی تک، اسی طرح۔ نکالا اس کو ابن کثیر نے "نہایہ البدایہ والنہایہ" ج ۱۰ ص ۱۵۲ میں سند کے ساتھ فضیل بن مرزوق تک اس جیسی اور اس میں ہے "جیسے گھوڑا دوڑتا ہے"۔

۲۲۹/۵: بیان کیا ہمیں العباس بن محمد نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن الصلت نے، اس نے کہا: خبر دی ابوکدینہ نے، وہ قابوس سے، یعنی ابن ابی ظبیان سے بیان کرتے ہیں، وہ اپنے باپ سے، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، اور ہم نے آپ سے حیوان کے بارے میں سوال کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ بڑی وہیل مچھلی کی طرح ہوگا۔

۲۳۰/۶: بیان کیا ہمیں ابوبکر محمد بن احمد بن ابی العوام بن یزید[1] الریاحی نے، اس نے کہا: خبر دی بہلول بن المورّق ابوغسان الشامی نے، اس نے کہا: خبر دی ہمیں موسیٰ بن عبیدۃ الزبدی[2] نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن ثابت بن شرحبیل[3] نے، وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، اور وہ کہا کرتے تھے:

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ضرور بضرور چلنے دو اس حیوان کو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر سے اور مسجد کے صحن سے یہاں نماز پڑھی جاتی ہے خنازیر پر، اور ضرور بضرور چلنے دو حیوان کو کثیر بن الصلت کے دروازے پر، اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے گھر پر جہاں مدینہ میں نماز کی جگہ ہے۔"

۲۳۱/۷: بیان کیا ہمیں احمد بن الحسین بن مدرک القصری نے، اس نے کہا: خبر دی سلیمان بن احمد الواسطی نے، اس نے کہا: خبر دی الولید بن مسلم نے، اس نے کہا: خبر دی طلحہ بن عمرو نے، وہ عبداللہ بن عبید[4] بن عمیر سے روایت کرتے ہیں، وہ ابی الطفیل سے، وہ ابی سریحہ حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حیوان کے لئے ازل سے تین قسم کا نکلنا ہوگا،

ایک دفعہ اقصیٰ یمن سے نکلے گا، اور اُس کا ذکر دیہاتوں میں عام ہوجائے گا، مگر اُس کا ذکر شہروں میں نہیں ہوگا یعنی مکہ میں،

پھر دوسری دفعہ اُس کا نکلنا مکہ کے قریب ہوگا اور اس کا ذکر شہروں میں عام ہوجائے گا اور اُس کا ذکر شہر میں داخل ہوجائے گا یعنی مکہ میں۔

---

[1] اصل میں "ابو یزید ابوعوام" ہے ملاحظہ فرمائیں "تاریخ بغداد" ج ۱ ص ۳۸۹ اور "الانساب" ج ۳ ص ۱۱۱

[2] اصل میں ہے "الزیدی" اور یہ تصحیف ہے، "الجرح والتعدیل" ج ۸ ص ۱۵۱ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے، اور اس کو "معجم البلدان" ج ۳ ص ۲۵ میں ذکر کیا ہے، اس کے ذکر کے ساتھ "ربذہ" کے لئے۔

[3] اصل میں "شرحیل" ہے یہ تصحیف ہے، "الجرح والتعدیل" ج ص ۲۱۵ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[4] ہم نے اس کو شامل کیا ہے اور وہ صحیح ہے اور وہ ابوہاشم اللیثی ہے، "سیر اعلام النبلاء" ج ۴ ص ۱۵۷ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

پھر وہ کافی دیر تک چھپا رہے گا، یہاں تک کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے مقدس، بہترین اور سب سے زیادہ معزز مساجد میں ہوں گے، یعنی مقدس گھر میں، اور لیکن انہوں نے مسجد کے پہلو[1] کے علاوہ اُن کی دیکھ بھال نہیں کی ہوگی، مسجد کے باہر بائیں طرف بنو مخزوم کے دروازے تک رکن اسود کے درمیان اُس کو تلاش کریں گے پھر لوگ اُس سے منہ موڑ جائیں گے، اور لوگوں کی ایک جماعت اِس کے لئے قائم کردی جائے گی اور وہ جانتے ہوں گے کہ وہ ایسا کرنے سے قاصر ہوں گے، یعنی اللہ تعالیٰ اُن کی مدد نہیں کرے گا پھر اُن کے اوپر مٹی سے اُس کا سر نظر آئے گا اور اُن کے چہرے اِس قدر ناگوار ہوجائیں گے، گویا کہ میں نے اُس کو چھوڑ دیا گویا کہ وہ چمکتے ہوئے موتے ہوں گے آسمانی ستاروں کی طرح۔

پھر وہ زمین میں واپس چلا جائے گا، اُس کو چاہنے والا کوئی بھی اُس کو نہیں پہنچ سکے گا[2] اور نہ کوئی بھاگنے والا اُس تک پہنچ سکے گا، یہاں تک کہ ایک آدمی اُس سے نماز کے لئے پناہ مانگے گا تو وہ اُسے اپنے پیچھے سے پکار کر اُسے کہے گا: اے فلاں! اب تم نماز پڑھتے ہو، تو وہ اُسے اپنے چہرے پر قبول کرلے گا، اور اُسے اُس کے چہرے پر نشان لگا دیا جائے گا، پھر وہ چلا جائے گا۔

لوگ اپنے گھروں میں ایک دوسرے سے تجاوز کر رہے ہوں گے، اور اپنے سفروں میں ایک دوسرے کے ساتھی بن رہے ہوں گے، اُن کے مالوں میں شرکت کر رہے ہوں گے، کافر مؤمن سے پہچان لیا جائے گا، یہاں تک کہ مؤمن کہے گا کہ اے کافر! میرا حق ادا کردے، اور کافر کہے گا: اے مؤمن! میرا حق ادا کردے۔[3]

۸/۲۳۲: پس مجھے خبر دی گئی بندار محمد بن بشار سے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن ابی عدی نے، وہ ھشام بن

---

[1] اصل میں ہے اور فتن نعیم میں ہے "یربوا"۔

[2] "نہایۃ البدایہ" میں ہے "ولا ینجو منہا" وہ نجات نہیں پائے گا اس سے۔

[3] روایت کیا اس کو نعیم نے "الفتن" ج ۲ ص ۶۶۱ میں اپنی سند کے ساتھ طلحہ بن عمرو تک اس جیسی، ص ۶۶۶ میں مذکورہ جزء سے اپنی سند کے ساتھ "قیس" تک اس جیسی۔

اونکالا اس کو ابن کثیر نے "نہایۃ البدایۃ والنہایۃ" ج ۱۰ ص ۱۵۱ میں طلحہ بن عمرو سے اس جیسی۔

حسان سے، وہ قیس بن سعد سے، وہ ابی الطفیل سے، اس نے کہا:

''میں نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کے پاس اس حیوان کا ذکر کیا، تو انہوں نے کہا: وہ حیوان نکلے گا تین مرتبہ پہلی دفعہ بعض وادیوں میں نکلے گا، پھر چھپ جائے گا، پھر دوسری مرتبہ بعض بستیوں میں نکلے گا، جس کا بہت ذکر کیا جائے گا، پھر امراء لوگ خوب خون بہائیں گے، اسی دوران لوگ بڑی بڑی معزز مساجد میں ہوں گے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کا نام نہیں لیا۔ اس وقت زمین اُٹھے گی لوگ وہاں سے بھاگ جائیں گے صرف مؤمنوں کی ایک جماعت باقی رہ جائے گی جو ثابت قدم ہوں گے، اور کہیں گے: دوڑنے سے ہماری نجات نہیں ہو سکے گی؟

پھر جانور نکلے گا، اور اُن کے چہرے ظاہر ہو جائیں گے یہاں تک کہ آپ اُن کو ستاروں کی طرح چھوڑیں گے، پھر اُس کے پیچھے چلیں گے، پھر مؤمن کا چہرہ واضح ہو جائے گا اور کافر کا چہرہ ڈھانپ دیا جائے گا، دوڑنے والا اُس سے بچ نہیں سکے گا اور نہ کوئی اُسے پکڑ سکے گا۔

ابوالطفیل نے کہا: میں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اُس دن لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ وہ کس حالت میں ہوں گے؟

تو اس نے کہا: وہ جائیداد میں پڑوسی ہوں گے، مالوں میں شریک ہوں گے، سفر میں ساتھی ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے گا۔''[1]

اور رہی الولید بن مسلم کی روایت، یہ حذیفہ بن اُسید الغفاری رضی اللہ عنہ کے ذکر کے ساتھ آئی ہے۔ اور محمد[2] بن ابی عدی کی روایت بے شک یہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کے ذکر سے آئی ہے، وہ دونوں حدیثیں اکٹھی ذکر کی گئی ہیں ''ابو طفیل'' سے، ''ابو طفیل'' نے اس حدیث کو دو حذیفوں سے سنیں، اور ہو سکتا ہے کہ اس کے علاوہ اُس کا معاملہ کچھ اور ہو مگر یہ کہ ''ابن ابی عدی'' کی حدیث کی سند ''ولید بن مسلم'' کی سند سے زیادہ قوی ہے، اور یہ کہ ''طلحہ بن عمرو'' ضعف کے زیادہ قریب ہیں۔

ان نشانیوں کی تاریخ کا ذکر مختلف طریقوں سے آئے گا۔

تو رہا ''وھب بن منبہ'' بیشک اُس کے نزدیک نشانیوں میں سے پہلی نشانی الروم ہے، پھر دجال ہے،

---

[1] سابقہ تخریج دیکھیں۔

[2] ہم نے اُسے شامل کیا ہے سیاق وسباق کے لئے ضروری بنانے کی خاطر۔

پھر یاجوج وماجوج ہے، پھر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہے، پھر ''الدخان'' یعنی دھواں، پھر ''الدابہ'' یعنی جانور، اور آخر میں سورج کا مغرب سے طلوع ہونے کی نشانی ہے۔

وھب سے بھی روایت کیا گیا ہے کہ نشانیاں دس ہیں۔

ابووائل شقیق بن سلمہ اور ابوالمليح بن اسامہ دونوں آئے، کہ ''حذیفہ بن الیمان'' سے بیان کرتے ہوئے کہ ''السفیانی'' عباسی اولاد کی خلافت کے بعد ہوگا، اس کے بعد ''المہدی'' ہوگا، اور وہ ''السفیانی'' کو قتل کرے گا پھر ''قسطنطنیہ'' اور ''رومیہ'' فتح کرے گا دجال کے ظہور سے پہلے۔

رہا دریائے فرات، دجلہ اور نیل اور اکثر مشرقی اور مغربی نہروں کے خشک ہونے کا ذکر، تو روایات مختلف ہیں، بعض بعض کی تقدیم پر، اگرچہ اُن دریاؤں کے خشک ہونے پہ اتفاق ہے۔

اور ''یاجوج وماجوج'' کے ظہور کا ذکر پانیوں کے ختم ہونے کے ذکر میں اور کعبہ کے گرائے جانے کے ذکر میں داخل ہے۔

پس ہم ابتداء کریں گے یاجوج وماجوج کے ذکر کی، اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔

(۳۹)

سیاق المأثور فی ظهور یأجوج ومأجوج

''یاجوج وماجوج کے ظہور کے بارے میں منقول روایات''

۲۳۳/۱: بیان کیا ہمیں العباس بن محمد الدوری نے، اس نے کہا: خبر دی احمد بن اسحاق الحضرمی نے اور خبر دی حمران بن علی الورّاق[1] نے، اس نے کہا: خبر دی مسلم بن ابراہیم نے، اس نے کہا: خبر دی وھیب بن خالد نے، اس نے کہا: خبر دی عبداللہ بن طاوٴس نے، وہ اپنے باپ سے، وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن فرمایا:

''آج کا دن یاجوج وماجوج کے پچھواڑے سے کھلا ہے بالکل اسی طرح۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گرہ باندھی اس طرح، پھر وھیب نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اُس نے ۹۰ کی گرہ باندھی۔''[2]

۲۳۴/۲: خبر دی ابوعیسیٰ موسیٰ بن ہارون الطوسی نے، اس نے کہا: خبر دی الحسن بن محمد المروزی نے، اس نے کہا: خبر دی شیبان بن عبدالرحمٰن نے، وہ قتادہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کہتے ہیں:

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ. (سورۃ الانبیاء:۹۶)

''یہاں تک کہ جب یاجوج وماجوج کو کھول دیا جائے گا۔''

اس نے کہا وہ دونوں قبیلے ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کے خروج کو قیامت کی علامت قرار دیا:

وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ (سورۃ الانبیاء:۹۶)

''اور وہ ہر بلندی سے پھسلتے نظر آئیں گے۔''

اس نے کہا: ہر پہاڑی سے اور ہر طرف سے وہ نکلیں گے۔

---

[1] اس کا ترجمہ ''تاریخ بغداد'' ج ۸ ص ۱۷۱ اور ''سیر اعلام النبلاء'' ج ۱۳ ص ۴۹ میں کیا گیا ہے۔

[2] روایت کیا اس کو احمد نے اپنی ''مسند'' ج ۲ ص ۳۴۲ اور ص ۵۲۹ میں اپنی سند کے ساتھ وھیب تک، اسی طرح۔

شیبان نے کہا: اور خبر دی قتادہ نے، وہ سالم بن ابی الجعد سے، وہ معدان بن ابی طلحہ سے، وہ عمرو البکالی سے، وہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا:

"فرشتوں کے دس حصے ہیں، اور نو حصے الکروبی ہیں جو دن رات اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں تھکتے نہیں اور ایک حصہ جسے ہر چیز کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے اور تمام فرشتے۔"[1] انسان اور جن[2] ان کے دس حصے ہیں، نو حصے جنّات ہیں اور ایک حصہ انسان ہے، اور اگر انسان کا ایک حصہ پیدا ہو تو جنات میں سے نو پیدا ہوں گے۔

اور بنی نوع انسان دس حصے ہیں نو حصے یاجوج و ماجوج کے اور ایک حصہ سارے انسانوں کا۔"[3]

۲۳۵/۳: اور بیان کیا حمید بن ھلال سے، وہ ابی الضیف[4] سے، وہ کعب سے، اس نے کہا:

"یاجوج ماجوج نکلے گی اور یہ دجال کو قتل کرنے کے بعد یہاں تک کہ وہ بحیرہ (یعنی دریا) کے پاس آجائیں گے اُنکا پہلا حصہ پانی پیے گا، اور اُن میں سے درمیانی حصہ مٹی کو چاٹے گا، اور اُن میں سے آخری حصہ گزر جائے گا تو وہ کہیں گے:

ایک دفعہ یہاں پانی تھا، اس نے کہا: آئے گی ایک آواز عیسیٰ بن مریم کی، وہ فرمائیں گے:

اے اللہ! ہم میں ان کی طاقت نہیں ہے اور ہمارا اِن پر کوئی اختیار بھی نہیں ہے، پس تُو اِن کے مقابلے میں کافی ہوجا، جیسا کہ تیری مشیت ہے۔

تو اللہ تعالیٰ اُن پر اُن کے پیچھے سے ایک کیڑوں کی طرح[5] بہت زیادہ تعداد میں جھنڈ

---

[1] اسی طرح، اور مستدرک الحاکم میں ہے "وہ ایک جزء ہے اس کی رسالت کا"

[2] المستدرک میں ہے کہ اس نے مخلوق کو تقسیم کر دیا۔

[3] روایت کیا الحاکم نے "المستدرک" ج ۴ ص ۵۳۶ حاشیہ ۸۵۰۶ میں اپنی سند کے ساتھ قتادۃ تک (اس جیسی) اس میں ہے:
بیشک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دس حصوں میں تقسیم کر دیا ہے، نو اجزاء فرشتوں کے بنا دیئے اور جز ساری مخلوق کا اور ملائکہ کو دس اجزاء میں تقسیم کر دیا، اسی سے ہے "عقد الدرر" ص ۳۸۴۔
اور اس کے درمیان سے وارد کیا ہے "مجمع البیان" ج ۷ ص ۱۱۴ قتادہ سے اس جیسی۔

[4] اصل میں ہے "حمید، وہ ابن ھلال الصیف سے" اور یہ تصحیف ہے، مراجعت کریں "ابو الضیف" کے ترجمہ میں "الجرح والتعدیل" ج ۹ ص ۳۹۶ میں اور اس میں ہے کہ اس نے روایت کی کعب سے، اور اس سے روایت کی حمید بن ہلال نے۔

[5] "النہایہ لابن الاثیر" ج ۵ ص ۸۵ یاجوج وماجوج کی حدیث کے بارے میں اللہ تعالیٰ اُن پر ایک جھنڈ بھیجے گا یعنی یہ النغف ہے یعنی حرکت کے ساتھ، یعنی وہ ایسے چھوٹے سے جانور جو بکریوں اور اونٹوں کے ناکوں میں ہوتے ہیں۔

کے جھنڈ بھیجے گا، وہ اُن تمام کو مُردہ کردیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ اُن پر پرندوں کو بھیجے گا وہ اُن کو اُچک لیں گے اور اُن کو سمندر میں پھینک دیں گے، پھر آسمان سے بارش نازل ہوجائے گی، اور زمین کے اندر انگوریاں پیدا ہوجائیں گے، یہاں تک کہ ایک انار ایک پورے گھر کو سیراب کردے گا۔

ابوالضیف نے کہا: اے کعب! وہ گھر کیسا ہوگا؟ اس نے کہا: وہ اہل البیت رضی اللہ عنہم ہوں گے۔

اسی طرح ان لوگوں کے درمیان جب اُن کے پاس ایک چیخ[1] آئے گی بیشک وہ ''ذالسویقتین'' الحبشی بیت اللہ الحرام کو گرانے کے لئے چلیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھیجیں گے، ایک گروہ کو ۷۰۰ یا ۷۰۰ اور ۸۰۰ کے درمیان تعداد میں، یہاں تک کہ وہ کسی رستے میں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اُن پر ایک ایسی یمنی اچھی ہوا بھیجے گا[2]، اللہ تعالیٰ اُس میں قبض[3] کرلے گا ہر مؤمن کی روح اگرچہ وہ پتھر کے پیٹ میں کیوں نہ ہو۔

اس نے کہا: پھر اس کی اور قیامت کی مثال ہے جیسا کہ ایک آدمی گھوڑا[4] حاصل کرتا ہے، پھر وہ کہتا ہے اب لیٹے رہو، کل کے لئے سب کچھ رکھ دو، پھر جو اِس کے بعد قیامت کے علم کا مکلف ہوگا تو وہ تکبر کرنے والا ہوگا اور قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''[5]

۳۳۶/۴: شیبان نے کہا: بیان کیا ہمیں قتادہ نے وہ ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ لوگ حج کریں گے اور فتوحات حاصل کریں گے اور عمرہ کریں گے اور یاجوج و ماجوج کے خروج کے بعد درخت لگائیں گے۔[6]

---

[1] اصل میں ہے ''لوگوں میں سے پھر چیخ آئے گی عیسیٰ بن مریم کہیں گے'' اور جس کو ہم نے ثابت کیا ہے جامع البیان للطبری سے۔

[2] اصل میں ہے بدل اس کے جو قوسین کے درمیان ہے ''یعنی ۸۰ اور ۹۰ کے درمیان پھر وہ بھیجے گا'' اور یہ ہم نے جامع البیان سے ثابت کیا ہے۔

[3] جامع البیان سے۔

[4] جامع البیان میں ہے ''کہ وہ اپنے گھوڑے کے ارد گرد گھومے گا''۔

[5] روایت کیا اس کو ''جامع البیان للطبری'' ج ۱۷ ص ۱۷ اور ''والدرالمنثور'' ج ۵ ص ۶۷۷ میں اپنی سند کے ساتھ کعب تک، اور روایت کیا اس کو نعیم نے ''الفتن'' ج ۲ ص ۵۸۹ حاشیہ ۱۶۴۱ میں اپنی سند کے ساتھ ابوالضیف تک (اس جیسی)۔

[6] روایت کیا اس کو ''الدرالمنثور'' ج ۵ ص ۶۷۸ میں اپنی سند کے ساتھ ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ تک، اور اس کے لئے کافی سارے اتفاقات ہیں اور بہت سی تخریجات ہیں، جس کا ذکر معجم احادیث المہدی رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۱۵۲ میں کیا گیا ہے۔

۷۳۳/۵: قتادہ نے کہا کہ ہمارے لئے ذکر کیا، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ نے یاجوج و ماجوج کا بند یعنی دیوار دیکھی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے اِسے میرے لئے بلایا تھا؟ تو اس نے کہا: یہ سرد سیاہی کی طرح ہوں گے، اِن کا رستہ بھی سیاہ ہوگا، اور اِن کا ایک رستہ سرخ ہوگا، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اُس کو دیکھا ہے۔[1]

۸۳۴/۶: شعبان نے کہا: اور بیان کیا ہمیں قتادہ نے، وہ ابو رافع سے، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک یاجوج و ماجوج ہر روز دیوار کو کھودتے ہیں، یہاں تک کہ جب وہ اُس کو توڑنے کے قریب ہوں گے تو کہے گا وہ آدمی جو اُن کے اوپر ہے یا اُن کا مخالف ہے، واپس چلے جاؤ ہم اُسے کل کھول دیں گے،

تو اُس نے کہا: اللہ تعالیٰ اُس کو اتنا ہی لوٹا دے گا جتنا زیادہ سختی کے ساتھ لوٹایا جا سکتا تھا یہاں تک کہ جب اُن کی مدت آن پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ اُس میں نقب لگائیں اور اُس کو اچھی طرح سے کھودیں، یہاں تک کہ جب وہ توڑنے کے قریب پہنچ جائیں تو وہ جو اُن کا مخالف ہے کہے گا: واپس چلے جاؤ تم اِسے کل کھول دو گے، ان شاء اللہ۔ تو اُس نے پھر استثناء کیا، پھر وہ اُس کی طرف لوٹیں گے، پھر وہ اُس کے پاس پائیں گے، ایسا اِس طرح پائیں گے جیسا وہ کل اُسے چھوڑ کر گیا تھا، پھر وہ اُس کو توڑ کر لوگوں پر چڑھ دوڑیں گے، تو وہ پانی بھریں گے[2] لوگ اُن کے قلعوں میں محفوظ ہونے کے لئے دوڑ جائیں گے، پھر وہ اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے، اور اُن کے تیر خون آلود ہو کر واپس لوٹیں گے اور وہ کہیں گے: ہم نے اہلِ زمین کو بھی شکست دے دی اور اہلِ آسمان نے ہمیں ظلم اور جبر سے اٹھایا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ اُن پر ایک جھنڈ کو بھیجے گا، جو اُن کی پیٹھ میں ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اُس سے اُن کو ہلاک کر دے گا، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، بیشک زمین

---

[1] روایت کیا اس کو نعیم نے "الفتن" ج ۲ ص ۵۸۴ حاشیہ ۱۶۳۲ اور "امام بخاری" نے ج ۴ ص ۱۶۷ میں، اور "جامع البیان للطبری" نے ج ۱۶ ص ۲۰ میں اپنی سند کے ساتھ قتادہ تک (اس جیسی)۔

[2] اصل میں "فینسفون" یعنی وہ ایک دوسرے سے سبقت لے جائیں گے، اور جس کو ہم نے المستدرک للحاکم سے ثابت کیا ہے۔

کے درندے موٹے تازے[1] ہوجائیں گے اور وہ خوب گوشت پوست[2] سے بھر جائیں گے۔

الشکر یعنی کسی چیز کا بھر جانا، اس لئے عرب لوگ کہتے ہیں کہ بکری کے پستان کے لئے شکراً شدیداً یعنی بہت زیادہ بھرا ہوا، اور بھری ہوئی اُونٹنی، اور بھری ہوئی بکری، یہی صحیح ہے۔[3] تو رہی یہ بات کہ ''سین'' کے ساتھ اُس کے بارے میں جو روایت کی جاتی ہے یہ تصحیف ہے، بیشک کہا جاتا ہے اس کے بارے میں کہ اُس کو شراب کی وجہ سے نشہ چڑھ گیا اور اُس کے علاوہ ایسے مشروبات جن کی عقل ختم ہوجائے، پس چاہئے کہ اس کے بارے میں جان لیا جائے۔''

۲۳۹/۷: خبر دی ہمیں محمد بن عبداللہ بن سلیمان الحضرمی نے بھی، اُس نے کہا: خبر دی علی بن الحسن اللانی نے، اس نے کہا: خبر دی عبداللہ بن عصمہ نے، وہ حماد بن سلمہ سے، وہ قتادہ بن اسلمہ[4] سے روایت کرتے ہیں، وہ قتادہ سے، وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح کی روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''وہ اپنے تیروں کو آسمان کی طرف پھینکیں گے، تو وہ تیر خون آلود ہو کر واپس لوٹیں گے تو وہ کہیں گے ہم نے اُس کو بھی قتل کردیا جو آسمان میں ہے اور اُس کو بھی قتل کردیا جو زمین میں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اُن کے اوپر اُن کی پیٹھوں کے پیچھے ایک جھنڈ کو بھیجے گا، جو اُن کو قتل کردے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نغف'' سے مراد وہ ہے جو اُونٹ کی زین میں سے نکلے۔

۲۴۰/۸: بیان کیا مجھے الحسن بن العباس بن ابی مہران نے، اس نے کہا: خبر دی ابن عبدالرحمٰن الدشتکی[5] نے، اس نے کہا: خبر دی عبداللہ بن ابی جعفر الرازی نے، وہ اپنے باپ سے، اس نے کہا: خبر دی الربیع بن انس نے،

---

[1] المستدرک للحاکم میں ہے ''تبطر'' یعنی موٹے ہوں گے اور متکبر ہوں گے۔
[2] روایت کیا الحاکم نے ''المستدرک'' ج ۴ ص ۵۳۴ حاشیہ ۸۵۰۱ میں اپنی سند کے ساتھ قتادہ تک۔ اور اس کو وارد کیا ''عقد الدرر'' ص ۳۷۸ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔
[3] اسی طرح۔
[4] اسی طرح، اور ظاہر ہے ''حماد بن سلمہ قتادہ سے''
[5] اصل میں ''الرشتکی'' ہے اور یہ تصحیف ہے وہ احمد بن عبدالرحمٰن الدشتکی ہے، ''تہذیب التہذیب'' ج ۱ ص ۱۰۲ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

اس نے کہا: خبر دی ابو العالیہ الریاحی نے، اس نے کہا:

"مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یاجوج وماجوج تمام انسانوں پر دوگنا زیادہ ہوں گے، اور بیشک جِنّ انسانوں سے دوگنا ہوں گے، اور بیشک یاجوج ماجوج دو آدمی ہیں۔

ان میں سے ایک کا نام "یاجوج" ہے اور ان میں سے دوسرے کا نام "ماجوج" ہے۔

اس نے یہ بات نہیں کہی جس کا ذکر ابھی ختم ہوا ہے، مگر اُس روایت سے جس کو اُس نے خود سنا، رہی یہ بات کہ یہ یا تو تورات سے لی گئی ہے یا اُس کے علاوہ کہیں اور سے، اور ہم نے اِس کے بارے میں خوب غور بھی کیا ہے، تو اس کا صحیح ہونا بعید نہیں ہے، اور یہ دونوں نام دو افراد کے لئے ہیں، جیسا کہ تعمیر و قیادت کے لحاظ سے اسلاف کی طرح، پھر یا وہ یاجوجی اور ماجوجی قوم کے ایک ہی نام کی طرح ہو جاتے ہیں۔

جہاں تک مستند روایتوں کا تعلق ہے لیکن وہ سنداً ٹھیک نہیں ہے اور وہ الگ الگ اس کی مخالفت میں آئی ہیں۔ اور نازل ہونے والی آیت کے لفظ پر آئی ہیں۔

پھر ہمارے درمیان مفسرین میں یہ بات مشترک ہے کہ وہ یا تو دو قسمیں ہیں تصور اور فعل میں قُربت کی وجہ سے لوٹیں گے، یا وہ ایک ہی قسم ہے جس کے طول اور اختصار میں اختلاف کرتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ کس نے نام رکھا ثابت، ثابت کیا ہوتا ہے؟ جب کوئی چیز چھوٹی ہو جائے، یہ تصغیر اور صحیح کے درمیان جمع ہے، تو انہوں نے کہا: ثابت اور تثبیت ہے اور وہ کہتے ہیں اُس کے لئے جس نے یاجوج نام رکھا وہ خلاف ہے ماجوج کے، اس کی لمبائی اور چوڑائی میں۔ اور اِسی طرح لیکن ہم نے اس کے بارے میں سنا ہے کہ وہ ہاتھوں کے اندازے کے مطابق ہے اور اِس کے علاوہ دو صنفوں کی طرح یعنی دو قسموں کی طرح وہ قد کے لحاظ سے بن جاتے ہیں۔ اگر اُس کو صورت اور رنگ اور فعل کے لحاظ سے اُن کے آپس میں تقارب کو شامل کریں تو اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے۔

۲۴۱/۹: بیان کیا ہمیں عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل نے "کتاب العلل" میں، اس نے کہا: خبر دی یحییٰ بن سفیان[1] نے، اُس نے کہا: خبر دی عبداللہ بن یوسف نے، اس نے کہا: خبر دی یحییٰ بن حمزۃ سے، وہ الاوزاعی

---

[1] اسی طرح، ہم اس نام پر توقف نہیں کرتے، عبداللہ بن احمد بن حنبل کے شیوخ میں۔

سے، وہ حسان بن عطیہ سے، بیشک اس نے کہا یاجوج وماجوج کی خبر کے بارے:

''بے شک چار لاکھ قومیں ہیں، اُن میں سے کوئی بھی قوم ایک دوسرے کے مشابہ نہیں۔

اور الاوزاعی نے کہا: اُن کے ذہن میں یہ بات آئی کہ اُن میں سے ایک ہزار تھے اور ایک ہزار ہم میں سے تھے۔''[1]

۲۴۲/۱۰: روایت کیا سفیان ثوری نے، وہ منصور بن المعتمر سے، وہ ربعی بن حراش سے، وہ حذیفۃ بن الیمان سے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک یاجوج اور ماجوج قومیں ہیں، ہر قوم میں چار سو قومیں ہیں، یہاں تک کہ اُن میں سے کوئی آدمی نہیں مرتا، یہاں تک کہ وہ ایک ہزار آنکھوں کو دیکھتا ہے جو اُس کی پشت کے درمیان سے نکلتی ہیں، اور وہ اولادِ آدم ہے، پھر وہ دنیا میں فساد کے لئے نکلیں گے۔

اور اُن کا اُترنا شام کے علاقہ میں ہوگا اور اُن کا دوسرا سرا عراق میں ہوگا (یعنی اُن کی ابتداء شام اور اُن کی انتہاء عراق میں)، اور وہ دنیا کے دریاؤں کو پار کریں گے، اور اُن میں سے پانی پئیں گے اور دریا فرات، دجلہ اور طبریہ دریا، یہاں تک کہ وہ پھر بیت المقدس آئیں گے، وہ کہیں گے کہ ہم نے اہلِ زمین کو قتل کر دیا ہے، اب تم آسمان والوں سے لڑو۔

پھر وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے پھر اُن کے تیر خون آلود ہو کر واپس لوٹیں گے، پھر وہ کہیں گے: ہم نے آسمان والوں کو قتل کر دیا۔ اور اُس دن عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور مسلمان ''طور سینا'' پہاڑ میں ہوں گے، اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجے گا، کہ وہ میرے بندوں کی ''طور'' پہاڑ میں حفاظت کریں اور جو بھی ''ابلہ''[2] نامی جگہ میں ہیں، تو اپنے ہاتھوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائیں گے، اور مسلمان اپنے ہاتھوں کو اٹھائیں گے، وہ اللہ تعالیٰ سے اِن کے خلاف بددعا کریں گے۔

اللہ تعالیٰ اُن پر ایک جانور بھیجے گا جس کا نام ''اَلنَّغَف'' ہوگا، تو وہ اُن کے نتھنوں میں داخل ہو جائے گا، اور وہ شام کے علاقہ سے لے کر مغرب تک مُردہ ہو جائیں گے، یہاں تک کہ

---

[1] روایت کیا اس کو نعیم نے ''الفتن''، ج ۲ ص ۵۹۲ میں اپنی سند کی ساتھ اوزاعی تک اس جیسی۔

[2] اسی طرح، اور ظاہر ہے یہ نام ہے جگہ کا۔

زمین اُن کی لاشوں اور بدبُو سے رنگین ہوجائے گی پھر سورج مشرق سے طلوع ہوگا۔[1]

۲۴۳/۱۱: بیان کیا مجھے ہارون بن علی بن الحکم نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن داوٗد بن یزید القنطری نے، اس نے کہا: خبر دی آدم بن ابی ایاس[2] نے، اس نے کہا: خبر دی شعبہ نے، اُس نے کہا: خبر دی النعمان بن سالم نے، اس نے کہا: میں نے نافع بن عاصم بن عروہ[3] بن مسعود سے سنا وہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں، بیشک اُس نے کہا:

"بیشک یاجوج وماجوج میں نہریں ہیں وہ اُن میں جس طرح چاہیں کھیلیں گے، اور درختوں کو وہ کھائیں گے، اور عورتوں سے جب بھی وہ چاہیں مجامعت کریں گے، اُن میں سے کوئی ایک نہیں مرے گا، اُس وقت تک یہاں تک کہ اُنکی اولاد میں سے ایک ہزار کا وارث نہ ہوجائے۔"

۲۴۴/۱۲: شعبہ نے کہا: بیان کیا ہمیں عبیداللہ بن ابی یزید نے، اُس نے کہا: میں نے ابن عباس سے سنا، انہوں نے ہمارے لڑکوں کو ایک دوسرے سے لڑتے ہوئے دیکھا، تو انہوں نے کہا: اسی طرح یاجوج وماجوج نکلیں گے۔

۲۴۵/۱۳: بیان کیا ہمیں سعدان بن نصر نے، اُس نے کہا: خبر دی سفیان بن عیینہ نے، وہ الزہری سے، وہ عروۃ بن الزبیر سے، وہ زینب بنت ابی سلمہ سے، وہ حبیبہ سے، وہ اپنی والدہ اُمہ حبیبہ سے، وہ اُم المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بیان کرتی ہیں، وہ ارشاد فرماتی ہیں کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن نیند سے بیدار ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی سوا کوئی معبود نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار یہ ارشاد فرمایا: بربادی ہے عرب کے اس شر کے لئے جو قریب آگیا ہے، اور یاجوج وماجوج کا آنا اور اُن سے پھر فتح حاصل کرنا یہ اِسی طرح ہوگا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حلقہ بنایا۔

---

[1] وارد کیا اس کو عقد الدرر ص ۳۸۱ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس جیسی، اور اس نے کہا:
نکالا اس کو امام ابو عمرو عثمان بن سعید المقری نے اپنی سنن میں۔

[2] اصل میں "اناس" ہے یہ تصحیف ہے، "تہذیب التہذیب" ج ۱ ص ۱۸۷ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[3] اصل میں "عقبہ" ہے یہ تصحیف ہے، "الجرح والتعدیل" ج ۸ ص ۴۵۴ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم میں سے نیک لوگ ہلاک ہو جائیں گے؟[1]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! جب خبیث لوگ کثیر تعداد میں ہوں گے۔"[2]

اس ختم شدہ باب میں ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے وہ یاجوج وماجوج کی حدیث میں سے ہے، اور جو کچھ ہم نے پیچھے چھوڑا ہے اس کے لئے کافی ہے۔ لہٰذا آیئے! ہم اب اس کو ختم کرتے ہیں، اور چاہئے کہ ہم ذکر کریں اُس کا جو پانی کی گہرائیوں میں سے جو ذکر آیا ہے اس کا اس باب میں وضاحت کرتے ہوئے، اس کی جس تک ہم پہنچے ہیں۔

---

[1] اسی طرح، بقیہ مصادر میں ہے "انہلك وفينا" کیا ہم ہلاک کئے جائیں گے اور ہم میں۔

[2] روایت کیا اس کو نعیم نے "الفتن" ج ۲ ص ۵۹۱ اپنی سند کی ساتھ ابن عیینہ تک، اس جیسی اور وارد کیا اس کو ابن کثیر نے "نہایۃ البدایۃ والنہایۃ" ج ۱۰ ص ۱۴۱ میں، اور کہا: اور ثابت ہے صحیحین میں زینب بنت جحش کی حدیث سے اس جیسی

(۴۰)

سیاق المأثور فی غور المیاہ بالعراق وغیرہ

”عراق وغیرہ میں پانیوں کے خشک ہونے کے بارے میں منقول روایات“

۱/۲۴۶: بیان کیا ہمیں العباس بن محمد الدوری نے، اس نے کہا: خبر دی یحییٰ بن اسحاق ابوزکریا السیلحینی نے، اس نے کہا: خبر دی یحییٰ بن ایوب نے، وہ ابی قبیل المعافری سے، اس نے کہا:

”ہم عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے پاس تھے، تو ذکر کیا گیا ایک چشمے کا جو مصر سے پہلے تھے، تو بعض نے کہا، اس کا پانی ختم ہوجائے گا، اور بعض نے کہا بہے گا یہاں تک کہ وہ غرق ہوجائے گا۔

تو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اس کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُن پر ایک ہوا کو بھیجے گا، جس سے ٹیلے پھٹ جائیں گے، جسے ”الحزن“ کہا جائے گا پھر وہ اُس کو اُس کے درمیان میں ڈال دے گا، یہاں تک کہ وہ پانی تک چالیس ہاتھ کھدائی کرے گا، لیکن اُس کی بھی طاقت نہیں ہوگی۔“

۲/۲۴۷: بیان کیا ہمیں میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی یزید بن ہارون نے، اس نے کہا: خبر دی المسعودی نے وہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے، وہ القاسم بن عبدالرحمٰن سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا:

”پھیل جائے گا فرات عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے دور میں، تو لوگوں نے اس کو مکروہ جانا، تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

اے لوگو! اس کے بڑھنے کو مکروہ نہ جانو۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس میں پانی کی ایک طشت بھر کر مل جائے، پھر وہ پائی نہیں جائے گی، اور یہ اُس وقت ہوگا جب ہر قسم کا پانی اپنے اصل

کی طرف لوٹے گا، اور ہو جائے گا پانی اور بقیہ مؤمنین شام میں ''۔[1]

اسی طرح وہ مسعودی کی روایت میں انقطاع ہے، قاسم[2] اور ابن مسعود کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے۔

اور جو الاعمش ہے، بیشک اُس نے روایت کیا اُس کو القاسم سے، وہ اپنے باپ سے، وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے متصل طور پر۔

۲۴۸/ ۳: بیان کیا ہمیں جعفر بن محمد بن شاکر الصائغ نے، اس نے کہا: خبر دی قبیصہ بن عقبہ نے، اس نے کہا: خبر دی سفیان الثوری نے، وہ الاعمش سے، وہ القاسم بن عبدالرحمٰن سے، وہ اپنے باپ سے، وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ کی طرف پانی کی قلت کے بارے میں دریائے فرات میں شکایت کی۔ تو انہوں نے فرمایا:

''عنقریب تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ تم اس میں پانی کی ایک پلیٹ بھی بھر نہیں پاؤ گے۔ اور ہر پانی اپنے عنصر کی طرف لوٹ جائے گا اور پانی اور مؤمن شام میں باقی ہوں گے۔''[3]

الاعمش کی اس روایت میں دریائے فرات میں پانی کی قلت کا ذکر ہے اور ''المسعودی'' کی روایت میں پانی کی کثرت کا ذکر ہے، تو پھر ان روایتوں پر اتفاق اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ دریائے فرات کا پانی کم ہو جائے گا جس سے لوگوں کو نقصان ہوگا، اور لوگوں کو نقصان کم ہوگا۔ اللہ زیادہ جانتا ہے۔

۲۴۹/ ۴: بیان کیا مجھے ہارون بن الحکم نے، خبر دی حماد بن المؤمّل نے، اس نے کہا: خبر دی الیسع بن اسماعیل نے، اس نے کہا: خبر دی المتوکّل نے، اس نے کہا: خبر دی عیسیٰ بن واقد نے، وہ بصریوں کا ایک آدمی ہے، وہ علی بن الحسین سے، وہ عبداللہ بن محمد سے، وہ میمون بن مہران سے، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی امت کے طبقات کی حدیث میں:
ایک سال میں ۲۴۰ سال ہوں گے، زمین کا پانی دو ثلث خشک ہو جائے گا، فرات اور نیل

---

[1] نکالا اس کو ''کنز العمال'' ج ۱۴ص ۵۶۹ حاشیہ ۳۹۶۲۶ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی جیسی۔

[2] کہا ابن حجر نے ''تہذیب التہذیب'' ج ۴ ص ۴۹۹ میں القاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود المسودی...... نے روایت کیا اپنے باپ سے، اور اپنے دادا سے مرسل طور پر۔

[3] دیکھئے سابقہ تخریج۔

منقطع ہو جائیں گے کہ یہاں تک کہ لوگ اُن کے ساحلوں پر بکریاں چرائیں گے۔“[1]

اب ہم ذکر کریں گے۔ جو چاند اور سورج گرہن کے بارے میں روایات ہیں، اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مغرب کے بارے میں جو لکھا ہوا ہے باب میں جس کا ہم نے اختتام کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ۔

روایت کیا اس کو نعیم نے ”الفتن“، ج ۲ ص ۱۰۷ میں اپنی سند کے ساتھ شریح بن عبید اور ابی عامر و ضمرۃ بن حبیب تک اس جیسی لمبی حدیث میں، اسی طرح

(۴۱)

سیاق المأثور فی کون طلوع الشمس والقمر من الغرب

”چاند اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بارے میں منقول روایات“

۲۵۰/1: بیان کیا ہمیں میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی شجاع بن الولید ابو بدر السکونی نے، انہوں نے کہا: خبر دی سلیمان بن مہران نے، وہ ابی الضحیٰ مسلم بن صبیح سے، وہ مسروق بن الاجدع سے، بیشک عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے اس آیت کو پڑھا:

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ (سورۃ الانعام:۱۵۸)

”یہ (ایمان لانے کے لئے) اس کے سوا کس کا انتظار کر رہے ہیں کہ اُن کے پاس فرشتے آئیں، کیا تمہارا پروردگار خود آئے، کیا تمہارے پروردگار کی کچھ نشانیاں آجائیں؟ (حالانکہ) جس دن تمہارے پروردگار کی کوئی نشانی آگئی، اُس دن کسی ایسے شخص کا ایمان اُس کے لئے کارآمد نہیں ہوگا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو، کہ جس نے اپنے ایمان کے ساتھ کسی نیک عمل کی کمائی نہ کی ہو، (لہٰذا ان لوگوں سے) کہہ دو کہ: ”اچھا، انتظار کرو، ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔“

تو انہوں نے کہا: یہ سورج اور چاند کا مغرب سے طلوع ہونا ہے، پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے قرآن کی یہ آیت پڑھی:

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۸﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿۹﴾ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ

الْمَفَرُّ ﴿١٠﴾ (سورۃ القیامہ: ۸ تا ۱۰)[1]

''اور چاند بے نُور ہو جائے گا۔ اور چاند اور سورج اکٹھے کر دیئے جائیں گے۔ اُس وقت انسان کہے گا کہ: ''کہاں ہے کوئی جگہ جہاں بھاگ کر جاؤں؟''''

۲۵۱/۲: بیان کیا مجھے ابو موسیٰ محمد بن ابی موسیٰ الانصاری پھر الزرقی نے، اس نے کہا: خبر دی ابراہیم بن معاویہ بن ذکوان القساری، اور عبداللہ بن محمد بن عمرو الغزّی نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن یوسف الفریابی نے، اس نے کہا: خبر دی سفیان الثوری نے، وہ منصور بن المعتمر سے، وہ ابی الضحیٰ سے، وہ مسروق سے، وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں:

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ

(سورۃ الانعام: ۱۵۸)

''یہ (ایمان لانے کے لئے) اس کے سوا کس کا انتظار کر رہے ہیں کہ اُن کے پاس فرشتے آئیں، کیا تمہارا پروردگار خود آئے، کیا تمہارے پروردگار کی کچھ نشانیاں آجائیں؟''

تو انہوں نے کہا: سورج کا چاند کے ساتھ مغرب سے طلوع ہونا ایسے ہی ہے جیسے دو اُونٹ آپس میں ملے ہوئے ہوں۔[2]

حذیفہ بن الیمان سے مسند طور پر روایت کیا گیا ہے کہ وہ دونوں مغرب سے طلوع ہوں گے ایک لمبی حدیث میں، اور ہم اس کو ان شاء اللہ لکھنے والے ہیں ایک الگ باب میں کیونکہ وہ ایک ایسی حدیث ہے جس میں متعدد آیات کا ذکر جمع ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔

---

[1] روایت کیا اس کو السیوطی نے ''الدر المنثور'' ج ۳ ص ۳۸۹ میں اور روایت کیا اس کو نعیم نے ''الفتن'' ج ۲ ص ۶۵۳ میں اپنی سند کے ساتھ مسلم بن صبیح تک۔

[2] روایت کیا اس کو ''الدر المنثور'' ج ۳ ص ۳۸۹ میں اپنی سند کی ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔
اور روایت کیا اس کو ابن حماد نے ''الفتن'' ج ۲ ص ۶۵۶ حاشیہ ۱۸۴۸ میں اپنی سند کی ساتھ سفیان سے، اس جیسی۔

(۴۲)

سیاق المأثور فی طلوع الشمس من المغرب لإغلاق باب التوبة

''سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بارے میں توبہ کا دروازہ بند ہونے کیلئے منقول روایات''

۲۵۲/۱: بیان کیا ہمیں العباس بن محمد بن حاتم الدوری نے، اس نے کہا: خبردی الطنافسی ابو یوسف یعلی بن عبید نے، اس نے کہا: خبردی ابوحیان التیمی نے جو تیم الرباب ہے، وہ ابوزرعہ بن عمرو بن جریر سے بیان کرتے ہیں، کہا گیا:

''تین آدمی مروان کے پاس مدینہ میں بیٹھے، انہوں نے سنا اُس کو جو قیامت کی نشانیوں کے بارے بات کر رہا تھا کہ اُس کی پہلی نشانی دجال کا ظہور ہے، تو وہ اُس کے پاس سے چلے گئے پھر وہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے پاس جا کر بیٹھ گئے، انہوں نے جو مروان سے سنا تھا اُس کو جا کر بیان کیا، تو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا:

بے شک مروان نے کوئی چیز بھی نہیں کہی، میں نے پہلی نشانی کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث یاد کی ہے جس کو میں نے بعد میں بھلایا نہیں، میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نشانیوں کے بارے میں فرما رہے تھے،

بیشک پہلی نشانی یہ ہے کہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، اور حیوان کا چاشت کے وقت لوگوں پر نکلنا، اُن دونوں میں سے جو بھی ہو وہ ایک دوسرے سے پہلے ہوگی، تو دوسری اُس کے قریب تر ہوگی۔

پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کتاب پڑھ رہے تھے، میرا خیال ہے کہ پہلی نشانی سورج کا

طلوع ہونا مغرب سے ہے، اور اُس کی کیفیت یہ ہوگی کہ جب یہ غروب ہوگا تحت کے نیچے آجائے گا، پھر وہ سجدہ کرے گا، پھر اُس کو لوٹنے کی اجازت دی جائے گی، پھر وہ واپسی[1] کی اجازت مانگے گا، جب اللہ تعالیٰ ارادہ کرے گا کہ وہ مغرب سے طلوع ہو تو اُس کو واپسی کی اجازت مل جائے گی، پھر کوئی چیز اُس کو لوٹا نہیں سکے گی، جب رات چلی جائے گی جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ چلی جائے گی یعنی ختم ہوجائے گی، اور وہ پہچان لے گا کہ اگر اُس کو واپسی کی اجازت دی گئی پھر وہ مشرق کو نہیں پاسکے گا، اور وہ کہے گا: اے میرے رب! کتنا دور ہے مشرق، اے میرے رب! میرے لئے لوگوں میں سے کون ہوگا؟ جب کنارہ طوق کی طرح ہوجائے گا، پھر اُس کو رجوع کی اجازت مل جائے گی، اُسے کہا جائے گا اپنی جگہ سے طلوع ہو۔

پھر وہ لوگوں پر مغرب سے طلوع ہوگا، پھر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ۗ (سورۃ الانعام:۱۵۸)

"(حالانکہ) جس دن تمہارے پروردگار کی کوئی نشانی آگئی، اُس دن کسی ایسے شخص کا ایمان اُس کے لئے کارآمد نہیں ہوگا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو، کہ جس نے اپنے ایمان کے ساتھ کسی نیک عمل کی کمائی نہ کی ہو۔"[2]

روایت کیا اس کو ابن حبان سے جماعت کے لحاظ سے، اُن میں سے اسماعیل بن علیہ ہے اور حدیث حذیفہ بن الیمان میں ہے، اور حذیفہ بن اُسید الغفاری المسندین (دونوں مستند ہیں) میں ہے کہ طلوع الشمس مغرب سے ہوگا اور یہ پہلی نشانی ہے اور اسی طرح ابن مسعود سے بھی روایت آئی ہے کہ پہلی نشانی ہے، اور جب یہ طلوع ہوجائے گا، اسی طرح اعمال ضم کردیئے جائیں گے، اس وقت توبہ کے دروازے بند ہونے کی وجہ سے۔

---

[1] اصل میں اسی طرح ہے "کہ واپس نہیں لوٹے گا اور نہ اس پر کوئی چیز لوٹے گی پھر اُسے لوٹنے کی اجازت دے دی جائے گی، پھر اس پر کوئی چیز واپس نہیں لوٹے گی۔"

اور جس کو ہم نے "الدرالمنثور" سے ثابت کیا ہے اور مسند ابن ابی شیبہ سے۔

[2] روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے اپنی "مسند" ج ۱۵ ص ۶۷ حاشیہ ۱۹۱۳۵ میں اور روایت کیا اس کو سیوطی نے "الدرالمنثور" ج ۳ ص ۳۹۰ میں

۲/۲۵۴: بیان کیا مجھے الحسین بن الحباب بن مخلد نے، اس نے کہا: خبر دی ابو ہشام محمد بن زید الرافعی نے، پھر خبر دی مجھے احمد بن محمد بن عبداللہ بن صدقہ نے، اس نے کہا: خبر دی علی بن المنذر الطریقی نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن الفضیل نے، اس نے کہا: خبر دی عمارۃ بن القعقاع نے، اس نے کہا:

”خطبہ دیا ہمیں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے، آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی اور اُس کی ثناء بیان کی، پھر ارشاد فرمایا: مجھ سے سوال کرو اے لوگو! پہلے اس سے کہ تم مجھے گم پاؤ[1] آپ نے یہ تین دفعہ کہا۔

صعصعہ بن صوحان العبدی آپ کی طرف کھڑا ہوا، کہنے لگا: اے امیر المؤمنین! دجال کب نکلے گا؟

آپ نے فرمایا: اے صعصعہ! ذرا ٹھہر، اللہ تعالیٰ جان لے گا تیرے مقام کو، اور سن لے گا تیری کلام کو، جس سے پوچھا جا رہا اُس کو پوچھنے والے[2] سے زیادہ علم نہیں ہے۔ اور لیکن اُس کے خروج کے لئے کچھ علامتیں اور اسباب ہیں اور کیفیتیں ہیں، اُن میں سے بعض بعض کے ساتھ مل کر ایسے آئیں گی جیسے ایک جوتا دوسرے جوتے کے ساتھ ملتا ہے ایک ہی حالت میں، پھر اگر تو چاہے میں تجھ کو اس کی علامت کی خبر دیتا ہوں، اے صعصعہ!

تو اس نے کہا: اُس کے بارے میں آپ سے سوال پوچھتا ہوں اے امیر المؤمنین!

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے ہاتھ کی گرہ باندھو اور یاد کر لو اُس کو جو میں تجھ کو کہوں گا۔

جب لوگ نمازوں کو فوت کر لیں گے، امانتوں کو ضائع کرنا شروع کر دیں گے، بردباری کمزور پڑ جائے گی، اور ظلم فخر سمجھا جانے لگے گا اور لوگوں کے امراء فاسق و فاجر لوگ ہوں گے، اور اُن کے وزراء خائن ہوں گے، اور اُن کے مددگار ظالم ہوں گے، اور اُن کے قرأ فاسق ہوں گے، اور ظلم و جور ظاہر ہو جائے گا، سود عام ہو جائے گا، زنا عام ہو جائے گا، اور قطع رحمی عام ہو گی، اور نوجوان بچیاں عام ہو جائیں گی، اور شراب پی جانے گی، وعدے توڑے جائیں گے، اور بچیاں عام لوگوں کی طرح ہو جائیں گی۔[3]

---

[1] اور ہم نے اس کو ثابت کیا اکمال الدین سے صدوق کے لئے۔
[2] اصل میں ہے ”وہ سائل سے اس سے زیادہ جانتا ہے۔“
[3] اسی طرح۔

اور لوگ جماعتوں کی نماز میں سستی کریں گے اور مساجد کو سجا کر رکھیں گے، اور میناروں کو اُونچے اُونچے کریں گے، اور مصاحف کو حلال سمجھیں گے، اور رشوتوں کو وصول کریں گے، سود کھائیں گے، بیوقوفوں کو استعمال کریں گے، خونوں کو ہلکا سمجھیں گے، اور دین کو دنیا کے بدلے بیچیں گے،

اور عورت اپنے خاوند کے ساتھ تجارت کرے گی، دنیا کے حصول کی خاطر، اور عورتیں منبروں پر سوار ہوں گی اور مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کریں گی اور مرد عورتوں کی مشابہت اختیار کریں گے، اور اُن کے درمیان اسلام صرف پہچان ہوگی، اور اُن کے گواہ گواہی دیں گے اس بات کی کہ جن کی گواہی نہیں دی جاسکے گی، اور حلف اٹھائیں گے قبل اس سے کہ اُن سے حلف لیا جائے گا۔

اور بھیڑ کے چمڑے کا لباس پہنیں گے بھیڑیوں کے دلوں پر، اور اُن کے دل زہر سے زیادہ کڑوے ہوں گے۔ اور اُن کی زبانیں میٹھی ہوں گی شہد سے بھی زیادہ، اور اُنکے پلنگ مُرداروں سے بھی زیادہ گندے ہوں گے، اور وہ دین کے علاوہ خرچہ تلاش کریں گے، اور نیکی کو بُرا جانیں گے اور برائی کو اچھا جانیں گے۔

اللہ نجات دے، اللہ نجات دے، اللہ بچائے، اللہ بچائے، بہترین اُس وقت رہنے کی جگہ ''عبادان'' ہوگی، جس میں سونے والا اللہ کے رستے میں جہاد کرنے کے برابر ہوگا، اور یہ پہلا ٹکڑا ہوگا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام محفوظ ہوں گے اور ضرور بضرور وہ لوگوں پر اس وقت آئیں گے، اور اُن میں سے ہر ایک کہے گا: کاش! کہ میں ''عبادان'' کے گھروں میں سے کسی گھر میں اینٹ کی جگہ لگا ہوتا۔[1]

اس نے کہا: الاصبغ بن نباتہ آپ کی طرف کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے امیر المؤمنین! دجال کون ہوگا؟

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سن لو لوگو! بے شک دجال صائد[2] کا بیٹا صائد ہے، بد بخت ہوگا وہ

---

[1] اکمال الدین میں ہے گھروں میں سے بہترین گھر اس دن بیت المقدس ہوگا لوگ ضرور بر ضرور اس وقت آئیں گے ان میں سے ہر ایک کی خواہش ہوگی کہ وہ بیت المقدس کا رہائشی ہو۔

[2] اصل میں ''صافن'' ہے۔

جو اُس کی تصدیق کرے گا خوش بخت ہوگا جو اس کی تکذیب کرے گا، خبردار! بیشک دجال کھانا کھائے گا، پانی پیئے گا، بازاروں میں چلے گا، اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بلند ہے۔

خبردار! بیشک دجال کی لمبائی چالیس ہاتھ ہوگی، اُس کے نیچے روشن گدھا ہوگا، اُس کے دونوں کانوں میں سے ہر کان کی لمبائی تیس ہاتھ ہوگی، اُس کے گدھے کے ایک کھر سے دوسرے کھر کے درمیان ایک دن رات کی مسافت ہوگی، جس کے لئے زمین آہستہ آہستہ لپیٹی جائے گی[1]

بادل ایک دوسرے کو وصول کریں گے اور سورج مغرب کی طرف سبقت کرے گا، سمندر اپنے گہرائی تک ہو جائے گا، اُس کے سامنے دخان کا پہاڑ ہوگا اور اُس کے پیچھے سرسبز پہاڑ ہوگا، وہ اپنی آواز کے ساتھ منادی کرے گا، ہر وہ چیز جس کے دل میں دھڑکن موجود ہے وہ سنیں گے،

میری طرف آیئے، میرے دوستو میری طرف آؤ! میرے بھائیو! پس میں وہ ہوں جو پیدا کرتا ہے، پھر اُس کو برابر کر دیتا ہے، اور وہ جس نے اندازہ رکھا اور اُسی نے ہدایت دی، میں تمہارا اعلیٰ رب ہوں۔

اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا، اِسی طرح یہ تمہارا رب نہیں ہوگا، یہ تو کانا ایک آنکھ والا ہوگا، لیکن تمہارا رب کانا نہیں ہے، خبردار! بیشک دجال اُس کے پیروکار اور اُس کا گروہ یہودی ہوگا، اور اولاد الزناء ہوگی، اللہ تعالیٰ اُس کو شام میں عقبہ کے اوپر قتل کرے گا، مار دے گا، جسے ''عقبۃ افیق'' کہا جاتا ہے، تین گھنٹوں کے لئے وہ دن گزاریں گے، حضرت مریم بن عیسیٰ علیہا السلام کے ہاتھوں پر۔

اسی وقت ''الدابہ'' یعنی حیوان مقام صفا سے نکلے گا، اُس کے ساتھ سلیمان بن داؤد کی انگوٹھی ہوگی، اور موسیٰ بن عمران کا عصا ہوگا، وہ ہر مؤمن کی پیشانی پر مہر لگا دے گا، یہ مؤمن سچا ہے سچا ہے،

پھر ہر کافر کی پیشانی پر عصا لگائے گا ''یہ کافر سچا ہے سچا ہے''

---

[1] اصل میں ''اس کی زمین کی لمبائی آہستہ آہستہ ہوگی''۔

بیشک خبردار! مؤمن اس وقت کہے گا کافر سے: بربادی ہو تجھے اے کافر! تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے تیرے جیسا نہیں بنایا، یہاں تک کہ کافر کہے گا مؤمن کو، خوشخبری ہے تیرے لئے اے مؤمن! کاش میں تیرے ساتھ ہوتا اور میں بھی بڑی کامیابی حاصل کرلیتا۔[1]

مجھ سے نہ پوچھو اس کے بارے میں جو اِس کے بعد ہوگا بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے عہد کیا تھا، مجھ سے عہد لیا تھا کہ میں اُس کو چھپاؤں۔"[2]

---

[1] اکمال الدین میں اس کے بعد جو لفظ ہیں وہ یہ ہیں: "پھر الدابہ (حیوان) اپنا سر اٹھائے گا وہ دیکھے گا اس کو جو بھی دل کی دھڑکنوں والے لوگ ہوں گے، یہ مغرب سے سورج کے طلوع کے بعد ہوگا اور اس وقت توبہ اٹھا لی جائے گی، کسی کی بھی توبہ قبول نہیں ہوگی اور نہ ہی عمل قبول ہوگا وہ بھی اٹھا لیا جائے گا:

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ۗ (سورۃ الانعام:۱۵۸)

ترجمہ: "(حالانکہ) جس دن تمہارے پروردگار کی کوئی نشانی آگئی، اُس دن کسی ایسے شخص کا ایمان اُس کے لئے کارآمد نہیں ہوگا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو، کہ جس نے اپنے ایمان کے ساتھ کسی نیک عمل کی کمائی نہ کی ہو۔"

[2] روایت کیا اس کو اکمال الدین للصدوق ج ۲ ص ۵۲۵ میں اپنی سند کی ساتھ النزال بن سبرۃ تک (اس جیسی) الفاظ میں تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ، اسی سے ہے "البحار" ج ۵۲ ص ۱۹۲ حاشیہ ۲۶

(۴۳)

الخطبة الثانية، وفيها ذكر فتنة العراق الآتية من ناحية القُطقُطانيّة[1]

''دوسرا خطبہ اور اُس میں آنے والے عراق کے فتنے کا ذکر ہے قطقطانیہ کی جانب سے''

۲۵۴/۱: پہنچا ہے مجھے ابراہیم بن سلیمان بحیان بن مسلم بن ہلال الدبّاس الکوفی[2] سے، اس نے کہا: خبر دی علی بن اسباط المقوی[3] نے، اس نے کہا: خبر دی علی بن الحسین العدی نے، وہ سعد الاسکافی سے، وہ الاصبغ بن نباتہ سے، اس نے کہا:

''خطبہ دیا امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں، پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور اللہ تعالیٰ کی ثنا بیان کی اور ارشاد فرمایا:

اے لوگو! بے شک قریش ہی عرب کے امام ہیں، اُن کا نیک نیک ہے اور اُن کا بدکار بدکار ہے، خبردار، سنو! اور ضروری ہے کہ کوئی ایسی چکی ہو جس میں گمراہی کو پیسا جائے اور وہ

---

[1] القُطقُطانة: کوفہ کے قریب ''البریہ بالطف'' کی طرف ایک جگہ ہے وہاں النعمان بن منذر کا قید خانہ تھا اور کہا جاتا ہے کہ اس کے اور ''الرھیمۃ'' کے درمیان زیادہ سے زیادہ بیس میل کا فاصلہ ہے جب آپ قادسیہ سے نکلیں اور شام کو جانے کا ارادہ کریں، مراصد الاطلاع ج ۳ ص ۱۱۰۷

[2] النجاشی نے اپنی کتاب ''الرجال'' ج ۱ ص ۹۳ رقم ۱۹ میں ترجمہ کیا ہے، اور ابراہیم بن سلیمان بن عبید اللہ ابن خالد النہمی نے کہا ہے کہ وہ کوفہ میں رہتے تھے، اور بنو ہلال میں بھی رہے، اس کی کتب بھی ہیں، اُن میں سے کتاب الخطب، انتہی

میں کہتا ہوں آغا بزرگ الذریعۃ ج ۷ ص ۱۸۳ اور ص ۱۸۸ میں ذکر کیا ہے کہ وہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطبے ہیں۔

اس کے نام کے اعراب میں اختلاف ہے الاردبیلی نے اس کا جامع الرواۃ: ج ۱ ص ۲۲ میں ترجمہ کیا ہے، ابراہیم بن سلیمان بن عبد اللہ بن حیان النہمی نے کہا ہے کہ حدیث کے اندر یہ ثقہ تھے، کوفہ میں رہتے تھے، پھر بنو ہلال میں رہنے لگے۔

[3] الاصل میں ''المصری'' ہے، رجوع کریں رجال النجاشی ج ۲ ص ۷۳

گھومتی رہے، اور جب وہ اپنے قطب[1] پر کھڑی ہو جائے تو پھر پیس دے اپنی مکمل قوت کے ساتھ، خبردار! بیشک اُس کا پیسنا خوب ہوگا اور اس کی خوبی اُس کی تیزی ہوگی، اور اُس کی نرمی اللہ تعالیٰ پر ہے،

خبردار! بیشک میں اور میری عترت اور میرے اہلِ بیت کے نیک لوگ، لوگوں سے زیادہ عالم ہوں گے بچپن میں اور لوگوں سے زیادہ بردبار ہوں بڑھاپے میں، ہمارے پاس حق کا جھنڈا ہے، جو آگے بڑھے گا وہ پیسا جائے گا اور جو تاخیر کرے گا وہ مٹانے والا ہوگا اور جس نے اُس کو لازم پکڑ لیا وہ حق پر ہوگا۔

بیشک ہم رحمت کے اہل بیت ہیں، اور ہمارے ذریعے سے حکمت کے دروازے کھلتے ہیں، اللہ کے حکم سے ہمارا فیصلہ ہوتا ہے، اللہ کے علم سے ہمارا علم ہے اور جو سچا ہے ہم نے سنا وہی سچا ہے، اگر تم ہماری پیروی کرو گے، تو نجات پاؤ گے، اور اگر تم منہ پھیر جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے دے گا ہمارے ہی ہاتھوں۔

اور اللہ کی قسم! اگر میں تمہیں بیان کروں ہر وہ جو میں جانتا ہوں تو ایک گروہ یہ کہنا شروع کر دے، کہ کتنا جھوٹا ہے اور کتنا الزام تراش ہے،

اگر میں تم میں سے سو کو منتخب کرتا ہوں جن کے دل سونے کی طرح ہیں تو پھر میں سو میں سے دس کو منتخب کروں گا، پھر میں اُن کو بیان کروں گا اُن میں جو میرے اہل بیت ہیں، ایک نرم حدیث جس میں میں حق کے سوا کچھ نہیں کہوں گا اور اُس بارے میں جو بھی میرے اوپر اعتماد کرے گا، سچا سمجھ کر کرے گا، تو وہ نکلیں گے اور کہیں گے حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں سے زیادہ جھوٹا ہے!!

اگر میں اُن کے علاوہ[2] دس کو منتخب کروں تو میں اُن کو اپنے دشمنوں میں بیان کروں اور باغیوں میں بیان کروں بہت ساری حدیثیں، اور وہ نکلیں گے اور کہیں گے علی لوگوں میں سب سے زیادہ سچا ہے!!

---

[1] کنز العمال میں "قلبها" لفظ ہے۔

[2] الکنز میں ہے "غیر کم" یعنی (غیرھم) کی بجائے

ہلاک ہوں خطبہ دینے والے خطیب[1]، اور مضبوط لوگ تلاش[2] ہوں، اور باقی رہیں دل جو الٹ پلٹ ہوں ان میں سے کچھ شور وشغب والے ہوں، اور اُن میں سے کچھ بانجھ ہوں اور اُن میں سے کچھ زرخیز ہوں اور اُن میں سے کچھ سختیاں[3] ہوں۔

اے میرے بیٹو! تمہارے جوان تمہارے بزرگ ہیں اور تمہارے بزرگ تمہارے چھوٹوں پر رحم کریں اور ایسے گمراہ مجرموں کی طرح نہ بنو جنہوں نے دین کو نہیں سمجھا، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ خالص یقین نہیں دیئے گئے ایسے ہی جیسے انڈے کی سفیدی ہو۔

افسوس ہے آل محمد کی چوزوں جیسی (بچوں جیسی اولاد پر) جو کہ جبّار خلیفہ کی طرف سے ہے جو کہ زبردست ہے، بزرگ ہے، امیر ہے اور میرے پیچھے اور میرے پیچھے سے حقیر ہے، اور خدا کی قسم میں نے پیغامات کی تعبیر سیکھی ہوئی ہے، بیشمار لوگوں کی یا چیزوں کی تکمیل اور کلمات کی تکمیل اور اُن لوگوں کو میرے گھر کے لوگوں[4] میں شامل ہونے دو، ایک ایسا آدمی جو کہ خدا کے حکم کا حکم دیتا ہو، مضبوط ہو، زبردست ہو اور خدا کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرتا ہو، یہ ایک شرمناک ذلّت آمیز وقت کے بعد ہوگا جس میں شدید مصیبت ہوگی اور بالآخر وہ مصیبت ختم ہو جائے گی اور اُس وقت رشوت عام قبول کی جائے گی۔

اُس وقت اللہ تعالیٰ دجلہ کے ساحل سے ایک آدمی کو بھیجے گا جو اپنی جماعت کو حکم دے گا اور اُسے نفرت کے ساتھ اُٹھائے گا خون بہانے کے لئے، وہ آڑ اور پردے میں ہوگا اور وہ ایسے لوگوں کو مارے گا جو اُس سے ناراض ہوں گے اور وہ حسد کی وجہ سے سختیاں بھی کرے گا، بختِ نصر کے دور میں ''حران'' کے علاقہ میں، اور وہ اُن کو ختم کرنے کے درپے ہوگا اور اُن کو زہر آلود پیالے پلائے گا، اور اُن کو سزا کی شکل میں کوڑوں سے سزا دی جائے گی اور مار دھاڑ کرنے والی تیز دھار والی تلواریں چلیں گی۔

پھر اُس کے بعد مشتبہ چیزیں اور مشتبہ اُمور ہوں گے، سوائے اس کے کہ دریائے فرات

---

[1] الکنز میں ہے ''حاطب الحطب'' یعنی خاطب الخطب کی بجائے۔
[2] الکنز میں ہے: ''وحاصر صاحب القصب'' یعنی حاص صاحب العصب کی بجائے۔
[3] اور الکنز میں ہے: ''مسیّب'' یعنی ''مشتت'' کی جگہ یعنی مصائب
[4] الکنز میں ہے ''من یخلفنی فی'' جو مخالفت کریں میری میرے بارے میں

سے نجف تک ایک ایسا دروازہ ہوگا جو کہ قسطنطنیت کی طرف مختلف نشانیوں میں اور پے در پے آنے والی آفتوں میں، پھر یقین کے بعد شک پیدا کریں گی جو کہ ایک وقت تک پیدا ہوں گے، شہر بنائے جائیں گے، خزانے کھولے جائیں گے اور اُمتیں یعنی قومیں جمع ہوں گی ایک نظر والے لوگ نظر کی تمنا کرنے والے لوگ اور چہروں پر لعنت بھیجتے ہوں گے اور آنے والے، پیچھے رہنے والوں کو دیکھیں گے اور ایک دوسرے کے لئے مصیبتوں کا اظہار کردیں گے[1]

تو بہت افسوس ہوگا اُن پر جن کو میں جانتا ہوں، رجب کا مہینہ ذکر کا مہینہ ہے، اور رمضان تمام سالوں کا مہینہ ہے[2] شوال جس میں قوم کے معاملات کا حکم آئے گا، اور ذی القعدہ ایسا مہینہ ہے جس میں وہ لوگ بیٹھیں گے، اور ذوالحجہ ایسا مہینہ ہے جس کے پہلے دس دن فتح کے دن ہیں۔

خبردار! بے شک تعجب، سارے کا سارا تعجب جمادی الاوّل[3] کے بعد رجب المرجب کے مہینہ میں ہوگا، تمام متفرق لوگ جمع ہوں گے اور مردے اُٹھ جائیں گے، اور مختلف قسم کی فضول گفتگو کرنے کا مُردوں کے بارے میں عام رواج ہوجائے گا، اور اُن کے درمیان خندقیں واقع ہوجائیں گی اور اُن کے مختلف کپڑے اور ذیل اُٹھائے جائیں گے اور اُن کی حمایت کے لئے پکار کر اعلانات ہوں گے، اور اُن کے الفاظ بولے جائیں گے، یہ سب کچھ دریائے دجلہ اور اُس کے آس پاس ہوگا۔

خبردار! بے شک یہ سب کچھ ہمارے درمیان قائم ہوگا اور اُس کا حساب صاف ہوگا، اور اُس کے ساتھیوں کے سردار پکاریں گے[4] اُس وقت جب اللہ تعالیٰ کے دشمن اُس کے نام اور اُس کے باپ کے نام کو رمضان المبارک کے مہینے میں تین بار ماریں گے، فتنہ فساد، لڑائی، جنگ وجدل اور مشقت کے بعد پھر اُلجھن اور ایک ٹانگ پر کھڑے ہونے کی

---

[1] الکنز میں ہے "حتیٰ" کا لفظ یعنی یہاں تک کہ

[2] اور الاصل میں ہے "من" یعنی سے

[3] الکنز میں ہے "و" یعنی اور

[4] الکنز میں ہے "ینادی" یعنی وہ پکارتا ہے۔

مصیبت کا بھی وجود قائم ہوگا۔

بے شک میں جانوں اس بات کو کہ زمین کس کے پاس اپنی امانتیں نکالے گی اور اپنے خزانے کسی کی طرف بھیجے گی، اگر تم چاہو میں اپنا پاؤں ماروں اور کہوں، نکل جائے[1] یہاں سے انڈوں کی سفیدی کی طرح اور ڈھال بن کر۔

اے میرے بیٹو[2]! تم کیسے ہوگے؟ اُس وقت جب تمہاری تلواریں تمہارے دائیں ہاتھوں میں مسلح شکل میں ہوں گی پھر تم تیر پھینکو گے رات کے وقت، تیر اندازی کی شکل میں، ضرور بہ ضرور اللہ تعالیٰ ایسے خلیفہ کو خلافت دے دے گا، جو ہدایت پر ثابت قدمی کرے گا، اور اپنے فیصلے کے لئے رشوت نہیں لے گا، اگر وہ منافقوں کو شرمندہ کرنے کے لئے دور رس دعائیں مانگے تو وہ دُور ہی ہوں گی۔ مؤمنو! لیکن یہ اُن کے چاہنے کے باوجود ہوگا، اور تمام تعریفیں اُس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے۔[3]

---

[1] الکنز میں ہے "اخرجی" یعنی تُو نکل جا۔

[2] الکنز میں ہے "یابن" یعنی اے بیٹے!

[3] اسی سے کنز العمال ج ۱۴ ص ۵۹۲ حاشیہ ۳۹۶۷۹ اور النعمانی نے "الغیبہ" ص ۱۹۵ حاشیہ ۱۴ اپنی سند کے ساتھ الحارث الاعور الہمدانی تک اور اسی سے ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک قطعہ۔

(۴۴)

الخطبة الثالثة، وفيها ذكر المهدیؓ والقحطانیؒ بعد ذکر بنی أمیۃ

''دوسرا خطبہ، اور اُس میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور القحطانی کا ذکر ہے بنو اُمیہ کے ذکر کے بعد''

۲۵۵/۱: بیان کیا مجھے ہارون بن علی بن الحکم ابو موسیٰ المقری نے، پھر المزوق نے، اس نے کہا: خبر دی حمّاد بن المؤمل ابو جعفر الضریر نے، اس نے کہا: خبر دی کامل بن طلحہ نے اس نے کہا:

خبر دی ابن لہیعہ نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے اسرائیل بن عبّاد نے، وہ ابو الطفیل عبد الرحمٰن بن قیس بن ابی عریرۃ الغفاری سے، وہ محمد بن علی سے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک دن اپنی مجلس میں ارشاد فرمایا:

''اللہ کی قسم! مجھے معلوم تھا کہ تم ضرور بضرور مجھے قتل کر کے چھوڑو گے، اور ضرور بضرور تم میری مخالفت کرو گے، اور ضرور بضرور برتن میں جو کچھ ہے اُسے بھرنا چھوڑ دو گے، تمہارے بھائیوں کو اس میں رنگنے سے کیا چیز مانع ہوگی، یعنی اس کی داڑھی کو خون کے ساتھ اس قسم کے (حربے کو استعمال کرتے ہوئے) یعنی اس کا سر (کھوپڑی)۔

اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں بھی یہ لوگ میری مخالفت میں تھے، اور یہ لوگ ضرور بضرور اہلِ باطل کے خلاف جمع ہو کر تمہارے پاس پہنچیں گے اور تمہیں تمہارے حق والوں پر بکھیر دیں گے یہاں تک کہ ان کے قبضے میں آجائیں گے یعنی وہ اُن کی ملکیت میں ہو جائیں گے، ایک لمبے عرصے تک پھر وہ حرام خون، حرام عزت، حرام

شراب، حرام مال کو حلال کر دیں گے۔ مسلمانوں کے گھروں میں سے کوئی گھر باقی نہیں رہے گا مگر اُن کے اوپر اُن کے مظالم ڈھانے والے لوگ داخل ہوں گے۔

ہائے افسوس! اے بنو امیہ! جو کہ اُن کی اُمت کے فرزندوں میں سے ہیں، اُن کے زندیق اُن کو قتل کریں گے اور اُن کے جانشین[1] کو دور کر دیں گے اور جب یہ ہو گا تو اللہ تعالیٰ اُن کے بعض کو بعض سے مار دے گا۔

اللہ کی قسم! جس نے دانے کو پیدا کیا اور روح کو شفا بخشی، بنو اُمیہ کی ملکیت اُس وقت تک قائم و دائم رہے گی یہاں تک کہ اُن کے زندیق لوگ پیدا نہ ہو جائیں، مگر جب وہ اُسے قتل کر دیں، اُن کی لونڈی کا بیٹا پانچ مہینے تک حکومت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُن کے درمیان تیر پھینکے گا، تو وہ اُن کے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور مؤمنوں کے ہاتھوں سے تباہ کریں گے، خلاء کو توڑیں گے، خون بہایا جائے گا، اور کڑواہٹ[2] گر جائے گی سات مہینے تک۔

جب اُن کا زندیق قتل ہو جائے گا اُس وقت لوگوں پر افسوس ہو گا، بعض بنو ہاشم دوسروں پر غلبہ پالیں گے یہاں تک کہ پانچ لوگ بادشاہ کو تبدیل کر دیں گے، جس طرح لڑکوں کا ایک خوبصورت عورت پر فرق ہوتا ہے۔

اُن میں سے منحوس[3] مغرور لوگ ہوں گے اور اُن میں سے ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہیں سناط[4] کہا جاتا ہے یعنی وہ آدمی جس کی اصل کوئی نہ ہو، اور ایسا آدمی جس کی اہلِ شام بیعت کرتے ہوں، پھر اہلِ جزیرۃ[5] کے حماز لوگ اُن کی طرف چلیں گے جو کہ ''اوثان'' کے شہر سے تعلق رکھتے ہیں وہ اس لڑائی کریں گے اور ''الخلیع'' کو شکستِ خاص[6] دیں گے اور وہ خزانوں پر غالب آجائیں گے، وہ اس سے لڑائی کریں گے دمشق سے حران تک اور کام کرے گا پہلے ظالموں کے کاموں کی طرح، تو اللہ تعالیٰ اُن کے تمام کاموں کے حوالہ

---

[1] اس نے زیادہ کیا الکنز میں ''فی الاسواق'' یعنی بازاروں میں۔
[2] اس نے زیادہ کیا الکنز میں ''فی العالم'' یعنی دنیا میں۔
[3] الکنز میں ہے ''والمشؤم'' یعنی منحوس۔
[4] یعنی وہ جس کی اصلاً داڑھی وغیرہ نہ ہو۔
[5] الکنز میں ہے ''حماز الجزیرۃ'' یعنی الجزیرۃ کا حماز۔
[6] نہیں ہے الکنز میں۔

سے آسمان سے ناراضگی کا اظہار کرے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ اس کے خلاف مشرق سے ایک نوجوان لڑکا[1] بھیجے گا جو خاندان کے خاندان لوگوں جو کہ کمزور ہوں گے اور مظلوم ہوں گے، سیاہ جھنڈے کے مالکوں کو بلائے گا، اللہ تعالیٰ ان کی عزت کردے گا (یعنی اللہ تعالیٰ اُن کو غلبہ عطا فرمائے گا اُن کے اوپر اپنی فتح نازل کرے گا اُن کو کوئی بھی قتل نہیں کر سکے گا مگر وہ اُس کو شکست دے دیں گے اور قحطانی لشکر چلے گا اُس وقت تک جب تک کہ وہ خلیفہ کو نکال نہ دیں، جبکہ وہ نفرت اور خوف میں مبتلا ہوجاتا ہے، پھر اُس کے ساتھ نو ہزار فرشتے چلیں گے، اُن کے پاس فتح کا جھنڈا ہوگا، اور یمن کا نوجوان حماز جزیرے کے ایک طرف دریا کے کنارے پر اُسے ذبح ہونا ہوگا تو وہ اور بنو ہاشم کے سفاح یعنی قصاب قسم کے لوگ اُن سے ملاقات کریں گے اور وہ حماز کو شکست دے دیں گے اور اُس کے لشکر کو بھی شکست دے دیں گے، اور اُسے دریا میں غرق کردیں گے۔

حماز چلے گا یہاں تک کہ وہ حرّان تک پہنچ جائے گا، اور وہ اُس کا پیچھا کریں گے پھر وہ اُن سے بھاگ جائے گا[2] تو وہ ان شہروں پر قبض کرلیا جائے گا جو سمندر کے کنارے پر شام کے علاقہ میں ہوں گے، یہاں تک کہ وہ بحرین میں جا کر ختم ہوجائے گا،

اور سفاح چلے گا اور یمن کا نوجوان بھی چلے گا یہاں تک کہ وہ دمشق میں اُتریں گے تو پھر وہ اُسے فتح کریں گے تیزی کے ساتھ، اتنی تیزی جیسے بجلی کی تیزی ہوتی ہے، اور اُس کی دیواروں کو وہ منہدم کردیں گے، پھر وہ (دیواروں کو) بنائے گا، اور تعمیر کرے گا، جس کی مدد ایک آدمی بنو ہاشم سے کرے گا جس کا نام نبی کے نام پر ہوگا، پھر وہ اُس کو کھولیں گے، مشرقی باب سے پہلے اس سے کہ دوسرا دن گزر جائے گا چار گھنٹے کا، پھر وہ اُس میں ستر ہزار تلواریں جو کہ سیاہ رنگ کے جھنڈے اٹھائے ہوئے لوگوں نے اپنے ہاتھوں میں سونتی ہوں گی، اپنی اس علامت کے ساتھ وہ داخل ہوں گے، اور وہ کہیں گے: ''مر جاؤ مر جاؤ''

---

[1] اصل میں ہے ''فیقًا'' یعنی فتی کی بجائے۔
[2] الکنز میں ہے ''فینھزم'' یعنی شکست کھائے گا۔

اُن میں سے اکثر مقتولین مشرق کی جانب سے ہوں گے،

الحماز کی تلاش میں نوجوان لوگ اُس کو پائیں گے پھر وہ اُس کو قتل کردیں گے، مغربین[1] اور یمن سے بحرین کے پیچھے، اور اللہ تعالیٰ خلیفہ کے تسلط کے لئے ہر چیز مکمل کرے گا۔

پھر دو ہاشمی اٹھیں گے، اُن میں سے ایک شام میں سے دوسرا مکہ میں، مسجد الحرام والے اُسے ہلاک کردیں گے اور وہ قبول کرے گا یہاں تک کہ شام والے[2] بہت ساری تعداد میں اُسے ملیں گے پھر اُسے شکست دے دیں گے۔[3]

پھر ذکر ہوگا اسکے بعد اس معاملے کے اختتام کا، تو ہم نے قطع کردیا اس کا ذکر اس لئے کہ یہی معاد ہے اس میں جو دانیال وغیرہ کی کتاب میں گزر چکا ہے، الگ اور مجموعہ کی شکل میں۔"

[1] اصل میں ہے "المغربین" یعنی دو مغرب۔

[2] اصل میں اس نے اس کے بعد اضافہ کیا "النصر، فأتا" یعنی فتح کا، تو میں۔

[3] اسی سے ہے کنز العمال ج ۱۴ ص ۵۹۵ حاشیہ ۳۹۶۸۰ میں۔

(۴۵)

باب الرجوع إلى الأخبار الزوائد

”زائد اخبار کی طرف رجوع کا باب“

۲۵۶/ ۱: خبر دی ہمیں ابن داؤد القنطری نے، اس نے کہا: خبر دی ابوالحسین عاصم بن علی بن عاصم الواسطی نے، اس نے کہا: خبر دی القاسم بن الفضل الحدانی نے[1]، اس نے کہا: خبر دی ابونضرۃ نے ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خبردار! بے شک قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ درندے انسانوں کی طرح کلام کریں گے، اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اُس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگ کلام نہ کریں اور آدمی اپنے جوتے کے تسمے سے کلام نہ کرے، اور اپنے کوڑے کی مٹھاس سے کلام نہ کرے، اور اُس کو خبر وغیرہ نہ دے، اس کی ران اُس چیز کے ساتھ جو کہ اُس کے گھر والوں نے اُس کے بعد کیا ہوگا[2]

۲۵۷/ ۲: بیان کیا میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن محمد نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن سلمہ سے، وہ ابی حمزہ سے، وہ ابراہیم سے، کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: اُس خطاب میں جو اُن دونوں کے درمیان تھا جس کو اُس نے تورات سے حفظ کیا تھا، اُن حوادثات کے بارے میں جو دنیا میں واقع ہوں گے،

---

[1] اصل میں ”الحرانی“ ہے، ”الجرح والتعدیل“ ج ۷ ص ۱۱۶ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[2] طوسی نے اس کو وارد کیا اپنی ”امالیہ“ ص ۱۳ ذیلی حاشیہ ۱۶ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس جیسی، اور اسی سے ہے ”البحار“ ج ۱۷ ص ۳۹۴ حاشیہ ۶ اور اس کو نکالا ہے ”عقد الدرر“ ص ۱۱۴ میں مستدرک حاکم سے اور سنن ابی داؤد سے اور جامع ترمذی سے اُن کی اسانید کے ساتھ الخدری سے۔

اے امیر المؤمنین! اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب[1] میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں تمہیں بتاتا کہ قیامت تک کیا ہونے والا ہے، اس نے کہا: اور وہ کیا ہے؟ (وہ کونسی آیت ہے؟)

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿٣٩﴾ (سورۃ الرعد: ۳۹)[2]

''اللہ تعالیٰ جس (حکم) کو چاہتا ہے، منسوخ کر دیتا ہے، اور (جس کو چاہتا ہے) باقی رکھتا ہے، اور تمام کتابوں کی جو اصل ہے، وہ اُسی کے پاس ہے۔''

۲۵۸ / ۳: بیان کیا ہمیں ابو ابراہیم احمد بن سعد بن ابراہیم الزہری نے، اس نے کہا: خبر دی ابو بکر بن ابی شیبہ نے[3] اس نے کہا: خبر دی شریک نے، وہ ابن الاصفہانی سے، وہ الشعبی سے، وہ زید بن صحار سے[4] اس نے کہا:

''ہم نے بلنجر[5] (شہر کا نام ہے) پر حملہ کیا، لیکن ہم اُس کو فتح نہ کر سکے، اور میرا بھائی باہر نکل گیا، تو ہم حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو میں نے کہا، ہم ایک دوسرے کے سامنے آئیں گے تو پھر ہم اُسے فتح کر لیں گے، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہرگز وہ فتح نہیں ہوگا اور نہ جبل دیلم یعنی دیلم کا پہاڑ، کسی بھی بنو اُمیہ[6] کے آدمی کے ہاتھوں فتح ہوگا۔''

۲۵۹ / ۴: کہا ابو بکر بن ابی شیبہ نے، خبر دی عبداللہ بن ادریس نے، وہ مسعر سے، وہ ابی حصین سے، وہ الشعبی سے، وہ مالک بن صحار[7] سے، وہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے، بے شک انہوں نے کہا:

''نہیں فتح ہوگا بلنجر (شہر) نہ ہی دیلم پہاڑ مگر آل محمد[8] میں سے کسی آدمی کے ہاتھوں۔''

---

[1] ہم نے اضافہ کیا اس کا اس کے لازمی سیاق کی ساتھ۔

[2] وارد کیا اس کو ''الدر المنثور'' ج ۴ ص ۶۶۴ ابن جریر سے، کعب سے اس جیسی۔

[3] وہ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ہے، جس کا ترجمہ ''تہذیب التھذیب'' ج ۳ ص ۲۳۹ میں ہے۔

[4] ''اسد الغابہ'' ج ۲ ص ۲۹۱ رقم ۱۸۴۷ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[5] بلنجر: خزر کے شہروں میں سے ایک شہر ہے باب اور ابواب کے پیچھے، ''مراصد الاطلاع'' ج ۱ ص ۲۳۰

[6] نکالا اس کو ''کنز العمال'' ج ۱۴ ص ۲۶۶، ص ۵۶۲ اسی طرح۔

[7] ''الجرح والتعدیل'' ج ۸ ص ۲۱۱ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[8] اسی سے ''عقد الدرر'' ص ۲۸۲ میں ہے۔

۲۶۰/ ۵: خبر دی العباس بن محمد نے، اس نے کہا: خبر دی شبابہ بن سوار نے، اس نے کہا: خبر دی الحریس بن طلحہ ابو قدامہ نے، اس نے کہا: خبر دی ابو الحیرۃ سخبہ بن عبداللہ نے، اس نے کہا: میں نے سنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے:

''اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے، دن اور رات نہیں جائیں گے یہاں تک کہ خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈے نہ ظاہر ہو جائیں، یہاں تک کہ وہ اپنے گھوڑوں کو بیسان[1] اور فرات[2] کے درختوں کے ساتھ باندھ نہ لیں۔

۲۶۱/ ۶: خبر دی ہمیں علی بن داؤد نے، اس نے کہا: خبر دی عبداللہ بن صالح نے، اس نے کہا: خبر دی معاویہ بن صالح نے کہ ابو الزاہریہ نے اُسے بیان کیا کثیر بن مرّۃ سے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اُس وقت تک بھلائی کے ساتھ نہیں ہوں گے یہاں تک کہ تمہارے اعرابی لوگ تمہارے پاس موجود لوگوں کے ساتھ دست و گریبان نہ ہوں، اور اُن کے اوپر سال[3] آتے رہیں گے، یہاں تک کہ وہ تمہارے ساتھ گھروں میں نہ ہوں اور اُنہیں اُن سے نہ روکو، اُن لوگوں کی بڑی تعداد کو جو اُن کی طرف سے تم پر برستے ہیں، اُن میں سے وہ لوگ کہتے ہیں جب تک ہم بھوکے اور سیر ہیں اور جب تک ہم بدبخت ہیں اور نعمتوں والے ہیں تو اس دن تک ہمیں تسلیاں دو۔

اور تم ضرور بضرور زمین کو مشکل میں ڈالو گے یہاں تک کہ آپ کے پاس موجود لوگ غصہ میں آجائیں گے، دیہات میں بسنے والوں بدوؤں پر جیسا کہ تمہارے بدو لوگ تمہارے پاس موجود شہری لوگوں پر غصے میں آتے ہیں۔ امن قائم کرنے کی مشکلات کی شدت کی وجہ سے۔[4]

---

[1] اصل میں ''نیسان'' ہے اور یہ تصحیف ہے دبیسان کی، یہ اردن میں ایک شہر ہے، شامی وادی میں، اور کہا جاتا ہے یہ زمین کی زبان ہے، حوران اور فلسطین کے درمیان، اور اس میں فلوس کا چشمہ بھی ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ جنت ہے، اور بیسان بھی، یہ معروف جگہ ہے یمامہ کی سرزمین میں۔ اور بیسان بھی۔ یہ مرو الشاہجان کی بستیوں میں سے ہے۔ ''مراصد الاطلاع'' ج ۱ ص ۲۴۱

[2] اسی سے ہے کنز العمال'''' ج ۱۴ ص ۵۷۶

[3] بقیہ مصادر میں سے۔

[4] اسی طرح المستدرک میں ہے (یہاں تک کہ تمہارے شہری لوگ دیہاتی لوگوں پر حسد نہ کریں زمین کی تنگی کی وجہ سے)

زمین تمہارے ساتھ سفر کرے گی، ایک حد تک اور اُس میں ہلاک ہونے والے ہلاک ہوجائیں گے اور جو باقی رہ جائیں گے وہ باقی رہیں گے یہاں تک کہ گردنیں آزاد ہوجائیں گی پھر اُس کے بعد ایک مدت تک زمین تمہارے لئے پُرسکون ہوجائے گی، یہاں تک کہ آزاد رہنے والے توبہ کرلیں، اُس کے بعد زمین تمہارے لئے ایک میل کے فاصلے پر گھومے گی، پھر جنہوں نے ہلاک ہونا ہے وہ ہلاک ہوجائیں گے، جنہوں نے باقی رہنا وہ باقی رہ جائیں گے، باقی رہنے والے کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم آزاد ہوگئے ہیں، اے ہمارے پروردگار! ہم آزاد ہوگئے ہیں، تین دفعہ کہیں گے۔

پھر وہ اُنہیں بلائے گا اور کہے گا: تم نے جھوٹ بولا، بلکہ میں آزاد کررہا ہوں۔

اور اِس اُمت کے بقیہ لوگوں کو ایک زلزلے کے ساتھ آزمایا جائے گا، پھر اگر وہ توبہ کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کی توبہ قبول کرلے گا، اگر وہ دشمنی کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن پر دوبارہ زلزلہ سے دھنسا دیا جانا، اور مسخ کیا جانا، اور گرج چمک کے ساتھ دوبارہ لوٹے گا، تو پھر کہا جائے گا لوک ہلاک ہوگئے، لوگ ہلاک ہوگئے، اور واقعی وہ ہلاک ہوگئے، اللہ تعالیٰ ہرگز عذاب نہیں کرے گا، کبھی بھی اُس اُمت پر یہاں تک کہ وہ اُن کی طرف عذر کی بنا پر ہوگا[1] وہ کہیں گے اُس اُمت کا عذر کیا ہے؟ اس نے کہا: وہ گناہوں کا اقرار کریں گے لیکن توبہ نہیں کریں گے، اور اُن کے دل اپنی نیکیوں اور گناہوں کی وجہ سے مطمئن ہوں گے، جیسا کہ ایک درخت مطمئن ہوتا ہے اُس سے جو اُس کے اندر موجود ہوتا ہے، یہاں تک کہ کوئی محسن (نیکی کرنے والا) بھی طاقت نہیں رکھے گا، اس بات کی کہ وہ احسان میں اضافہ کرے، اور کوئی گنہگار بھی اس بات کی طاقت نہیں رکھے گا گناہ کی وجہ سے بہت زیادہ گناہ میں ڈوبے جانے کی وجہ سے، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ (سورۃ المطففین: ۱۴)[2]

"ہرگز نہیں! حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اُس دن اپنے پروردگار کے دیدار سے محروم ہوں گے۔"

---

[1] المستدرک میں ہے (تغدر) یعنی وہ خیانت کریں اور اسی طرح اسکے بعد ہے، اور الدر المنثور میں ہے (تعذر) یعنی عذر کریں۔

[2] روایت کیا اس کو نعیم نے "الفتن" ج ۱ ص ۲۴۲ حاشیہ ۶۸۵ ابن عمر سے (یہ ایک قطعہ ہے) اور حاکم نے "المستدرک" ج ۴ ص ۵۵۳ میں اپنی سند کے ساتھ ابن الزاھریہ تک، اور وارد کیا اس کو "الدر المنثور" ج ۸ ص ۴۴۶ میں عبداللہ بن عمر سے اسی طرح،

۲۶۲/ ۷: خبر دی ہمیں علی بن داؤد نے، اس نے کہا: خبر دی آدم بن ابی ایاس نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن الفضل نے، وہ زید العمّی سے، اس نے کہا: میں نے سنا الحسن سے، وہ فرماتے ہیں:

”بے شک بادشاہ زمین کے سپرد کر دیئے جائیں گے، جب اللہ تعالیٰ زمین میں دھنسانے کا ارادہ کرے گا تو جبرائیل امین علیہ السلام اُس کو آواز دیں گے اُس کے نام کے ساتھ، تو فرشتہ کہے گا: میں حاضر ہوں، اللہ تعالیٰ کہیں گے: زمین کو ایسے ایسے نرم کر دے۔

فرشتہ اُس کو نرم کر دے گا، یہاں تک کہ وہاں کوئی چیز بھی ٹھہر نہ سکے گی، پھر وہ اُس کو دھنسا دے گا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ قوم لوط کو دھنسانے کا ارادہ کرے گا، جبرائیل علیہ السلام اُس کو آواز دیں گے کہ اُس کو اٹھائے، تو وہ اُس کو اٹھائے گا، یہاں تک کہ اُس کو کر دے گا جبرائیل علیہ السلام کے پَر پر، آسمان والے مرغ کی چیخ سنیں گے، اور کتوں کی پکار سنیں گے، پھر اُن کو اُلٹ پلٹ کر دے گا۔ پھر بارش کا فرشتہ پکارے گا، میرے اوپر بادل لاؤ۔

ایک بدلی آئے گی اس میں پتھر ہوں گے، تو برسائے گا ہر اس پر جو اُس بستی سے نکلا ہوگا، تو اُن تمام کو ہلاک کر دیا جائے گا، پھر الحسن نے کہا: اسی طرح فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔“

۲۶۳/ ۸: بیان کیا ہمیں میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن محمد نے، اس نے کہا: خبر دی القاسم بن الفضل الحدانی نے، وہ شہر بن حوشب سے، اس نے کہا: کہا جاتا تھا کہ

”رمضان المبارک کے مہینہ میں آواز ہوگی اور شوال المکرم کے مہینے میں ھمھمہ ہوگا اور ذی القعدہ کے مہینے میں قبائل کا آپس میں اختلاف[1] ہوگا۔ اور ذی الحجہ کے مہینے میں عام خون بہایا جائے گا اور حاجیوں کو لُوٹا جائے گا، اور محرم الحرام کے مہینے میں، کاش! کہ میں آپ کو بتا سکوں[2]، آپ سے کہا گیا کہ آواز سے کیا مراد ہے؟

---

[1] اس نے ”النہایہ“ ج ۴ ص ۳۷۹ میں کہا اُس میں ہے (میری امت ہلاک نہیں ہوگی یہاں تک کہ اُن کے درمیان ایک دوسرے کے درمیان اختلاف پیدا نہ ہو جائے، یعنی وہ گروہوں میں بٹ جائیں گے اُن کے بعض بعض سے متمیز ہو جائیں گے اور تنازعہ واقع ہو جائے گا۔

[2] عقد الدرر میں اسی طرح ہے: ”اور حاجیوں کو محرم میں لُوٹ لیا جائے گا“۔ بعض روایات میں ہے اور محرم اور کیا ہے محرم؟ آپ کہہ رہے تھے اُسے تین دفعہ دور ہو دور ہو لوگ آپس میں بہت زیادہ قتل ہوں گے۔ اور، اس کی بعض روایات میں ہے اور محرم اور کیا ہے محرم؟ دور ہو دور ہو، لوگ اس میں قتل ہوں گے۔ اور اس کی بعض میں ہے کہ محرم میں آسمان سے ندا کرنے والا آواز لگائے گا کہ خبردار! بیشک اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے فلاں ہیں...... پس تم اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔

اس نے کہا: یہ آسمان کی طرف سے ہے، یہ سونے والے کو جگا دے گا، اور جاگنے والے کو ڈرائے گا، اور لڑکیاں اپنے حواس سے نکل آئیں گی، اور اُسے تمام لوگ سنیں گے، کوئی آدمی نہیں آئے گا، اور اطراف اکناف میں سے، مگر وہ بیان کرے گا کہ اُس نے اسے سنا۔"[1]

۲۶۴/۹: بیان کیا مجھے احمد بن محمد بن عبداللہ بن صدقہ نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن جامع ابن ابی کامل الموصلی نے، اس نے کہا: خبر دی ابو یحییٰ الحمانی نے، اس نے کہا: خبر دی حازم بن الحسین بن محمد الروایتی الحمانی نے، وہ شہر بن حوشب سے، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ یہ مرفوع ہے:

"رمضان المبارک کے مہینے میں آسمان سے ایک آواز سنی جائے گی اور شوال کے مہینے میں ھمھمہ ہوگا، اور ذی القعدہ کے مہینے میں قبائل آپس میں گروہ بندی یعنی اختلافات کا شکار ہوجائیں گے، اور ذوالحجہ کے مہینے میں حاجیوں کو لوٹا جائے گا اور محرم الحرام کے مہینے میں فراخی ہوگی۔"[2]

۲۶۵/۱۰: بیان کیا ہمیں محمد بن احمد بن ابی العوام بن یزید[3] الریاحی نے، اس نے کہا: خبر دی قریش بن انس نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن عبید نے، وہ الحسن سے مرسل طور پر بیان کرتے ہیں:

اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت کے دوران یا کہا کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ تجار بہت زیادہ ہوں گے اور مال بہت زیادہ ہوجائے گا اور قلم غالب آجائے گی۔"[4] [5]

۲۶۶/۱۱: بیان کیا ہمیں العباس بن محمد نے، اس نے کہا: خبر دی قبیصہ بن عقبہ نے، وہ سفیان الثوری سے، وہ الاعمش و عبدالمالک بن سعید بن ابجر سے اکٹھے بیان کرتے ہیں، وہ عبدالرحمٰن بن سعید سے، وہ سعید بن

---

[1] اسی سے "عقد الدرر" ص ۱۴۳ اور روایت کیا اس کو نعیم نے "الفتن" ج ۱ ص ۲۲۵ تا ۲۲۸، مختلف اسناد سے، اور سلیلی اپنے فتن میں اس پر جس پر ذکر کیا ابن طاؤس نے "التشریف بالمنن" ص ۲۸۴ حاشیہ ۴۱۱۔

[2] اسی سے "عقد الدرر" ص ۱۴۳ میں ہے۔

[3] اصل میں ہے "احمد بن برید ابی العوام" یہ تصحیف ہے، "تاریخ بغداد" ج ۱ ص ۳۸۹ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[4] اسی طرح، اور ظاہر ہے کہ یہ تصحیف ہے (وتظهر الفتن) یعنی فتنے ظاہر ہوں گے۔

[5] روایت کیا الحاکم نے "المستدرک" ج ۲ ص ۹ حاشیہ ۲۱۴۷ اپنی سند کے ساتھ الحسن تک، وہ عمرو بن تغلب سے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس لفظ کے ساتھ: (بیشک قیامت کی علامات میں سے یہ ہے کہ مال زیادہ ہوجائے گا، جہالت کی کثرت ہوگی، فتنے ظاہر ہوجائیں گے، اور تجارت عام ہوگی۔

وھب سے، اس نے کہا: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے کہا:

''گویا کہ میں ایک سوار ہوں میں تمہارے پیٹھوں کے درمیان سے آیا ہوں تو یتیمی اور بیواؤں کے درمیان حائل ہوں اور اُس کے درمیان بھی جس کو اللہ تعالیٰ نے اُن کے باپوں کو دیا ہے تو انہوں نے کہا: پیسہ یعنی مال ہمارے لئے ہے۔''[1]

۲۶۷ / ۱۲: بیان کیا ہمیں یحییٰ بن عبدالباقی نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے العباس بن الولید بن مزید نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے میرے باپ نے، اس نے کہا: خبر دی الاوزاعی نے منقطع طور پر حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مقام پر ہمارے پاس کھڑے ہوئے آپ نے اُس مقام میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو قیامت کے قیام تک تھی، مگر اُس کو ہمیں بیان کر دیا، اس کو سمجھا جس نے بھی اُس کو سمجھا، اس کو بھلا دیا جس نے بھی اُس کو بھلا دیا، میرے اِن ساتھیوں نے اُسے سکھایا، بے شک جو بھی چیز آپ سے سن کر ہونی تھی، جسے اُنہوں نے بھلا دیا، پھر مجھے وہ چیز دکھائی گئی، میں نے اُس کا تذکرہ کیا جیسے لوگ تذکرہ کرتے ہیں آمنے سامنے، اُس بندے کا جو اُس سے غائب ہو جائے پھر وہ اُس کو دیکھے اور اُس کو پہچان لے۔''[2]

۲۶۸ / ۱۳: خبر دی میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی مکی بن ابراہیم ابوالسکن البلخی نے، اس نے کہا: خبر دی ہاشم[3] بن ہاشم نے، وہ الیزیدی[4] سے، وہ عمر بن ابراہیم سے، وہ محمد بن کعب القرظی سے، وہ حضرت المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے ایک جگہ پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں

---

[1] روایت کیا حاکم نے ''المستدرک'' ج ۴ ص ۴۹۲ حاشیہ ۸۳۷۷ میں اپنی سند کے ساتھ سفیان تک، اس جیسی، اور اسی سے ہے ''کنز العمال'' ج ۱۱ ص ۱۹۵۔

[2] روایت کیا الحاکم نے ''المستدرک'' ج ۴ ص ۵۳۳ حاشیہ ۸۳۹۹ میں اپنی سند سے الاعمش تک، وہ شقیق سے، وہ حذیفہ سے، اسی طرح، اور اس نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے شیخین کی شرط پر۔

[3] اصل میں ''ھشیم'' ہے اور یہ تصحیف ہے، ''الجرح والتعدیل'' ج ۹ ص ۱۰۳ رقم ۴۳۴ میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[4] اسی طرح، ہاشم بن ہاشم کی روایت عمر بن ابراہیم سے بلاواسطہ طور پر وارد ہے جس کو ذکر کیا ہے ''الجرح والتعدیل'' ج ۶ ص ۹۸ رقم ۵۰۸ نے، ہو سکتا ہے کہ (الزیدی سے ہو) یہ زھری کی تصحیف ہے اور جس کے ساتھ ہاشم بن ہشام کو متصف کیا گیا ہے، جیسا کہ ''سیر اعلام النبلاء'' ج ۶ ص ۲۰۶ میں ہے۔

بیان کی ہر وہ چیز جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں قیامت تک ہوگی، اُس کو یاد کیا جس نے بھی اُس کو یاد کیا، اُس کو بھلا دیا جس نے بھی اُس کو بھلا دیا۔"[1]

۲۶۹ / ۱۴: بیان کیا مجھے عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے میرے باپ نے، اس نے کہا: خبر دی ابوسعید مولی بنی ہاشم نے، اور اس کا نام عبدالرحمٰن[2] بن عبداللہ ہے، خبر دی اسحاق بن عثمان ابویعقوب الکلابی نے، اس نے کہا: خبر دی ابوایوب عبداللہ بن ابی سلیمان نے جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا:

"اگر میں چاہوں کہ میں اُس خلیفہ کو ملوں جو دوسوسال کے سر پر ہے تو میں ضرور بضرور اُسے ملوں گا یا اُسے مقرر کروں گا۔"

۲۷۰ / ۱۵: بیان کیا مجھے احمد بن محمد بن عبداللہ بن صدقہ نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن جامع بن ابی کامل الموصلی نے، اس نے کہا: خبر دی ابویحییٰ الحمانی نے، اس نے کہا: خبر دی الولید بن جمیع نے، وہ ابی الطفیل سے، وہ حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا:

"اگر قیس غیلان نے شام کے اندر اقتدار سنبھالا تو اُس وقت آپ کو خبردار کیا جائے گا۔"[3]

۲۷۱ / ۱۶: خبر دی العباس بن محمد نے، اس نے کہا: خبر دی ابوالحسن علی بن قادم نے، اس نے کہا: خبر دی اسرائیل بن صالح بن رستم نے، وہ ابی عمران الجونی سے، وہ ابی الجلد سے، اور وہ کتابیں پڑھتا تھا، اس نے کہا:

"آفتیں اہلِ اسلام پر آئیں گی خاص طور پر دوسرے عالم کے علاوہ، اور سارے دینوں والے لوگ اُس کے ارد گرد ہوں گے اور محفوظ ہوں گے، یہاں تک کہ ایک آدمی اپنے دین سے پھر جائے گا پھر چاہے وہ یہودی ہو یا عیسائی ہو۔"

۲۷۲ / ۱۷: بیان کیا مجھے ہارون بن علی بن الحکم نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن المؤمّل نے، اس نے کہا:

---

[1] دیکھئے سابقہ تخریج اور رجوع کیجئے "مستدرک الحاکم" ج ۴ ص ۵۱۹ حاشیہ ۸۴۵۶ و ۸۴۵۷۔

[2] اصل میں ہے اس کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن، یہ تصحیف ہے، جس کا ترجمہ "تہذیب التہذیب" ج ۶ ص ۳۴۹ میں کیا ہے اور اس کو بصری کے ساتھ متصف کیا گیا ہے۔

[3] روایت کیا اس کو حاکم نے "المستدرک" ج ۴ ص ۵۱۶ ذیل کی حدیث ۸۴۴۹ میں اپنی سند کے ساتھ حذیفہ تک، اس جیسی۔ اور اس میں ہے "جب آپ دیکھیں قیس کو کہ وہ شام میں والی بن چکا ہے تو پھر متوجہ ہو جائیے اور ہوشیار رہیے" اور نکالا اس کو "کنز العمال" ج ۱۱ ص ۲۳۰ حاشیہ ۳۱۳۳۹ میں ابن ابی شیبہ سے اس جیسی۔

حماد الفزاری[1] نے، اس نے کہا: خبر دی المبارک یعنی بن فضالہ[2] نے، وہ الحسن سے مرسل طور پر بیان کرتے ہیں، اس نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سو پچاس سال میں میری موت کے بعد گیارہ شیاطین سمندر کے جزائر میں سے باہر نکلیں گے، وہ فقہاء کی مجالس میں بیٹھیں گے اور لوگوں کو فتوے دیں گے اور انہیں گمراہ کریں گے۔''

۳۷۳/۲/۱۸: بیان کیا مجھے ہارون بن علی نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن المؤمل نے، اس نے کہا: خبر دی کامل بن طلحہ نے، اس نے کہا: خبر دی ابن لھیعہ نے، وہ یزید بن ابی حبیب سے، وہ حدیج بن ابی عمرو سے، بیشک اُس نے کہا: میں نے المستورد بن شدّاد سے سنا، وہ کہتے ہیں:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر اُمت کے لئے ایک اجل مقرر ہے اور بے شک میری اُمت کے لئے سو سال کی مدت مقرر ہے، جب میری اُمت سو سال پر آئے گی، جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے وہ وعدہ اُس پر آ کر رہے گا۔''[3]

۳۷۴/۲/۱۹: بیان کیا ہمیں العباس بن محمد نے، اس نے کہا: خبر دی ابراہیم بن ابی العباس السامری نے، اس نے کہا: خبر دی ابو اویس[4] نے، وہ عمر بن ابی سہیل[5] سے، وہ اپنے باپ سے، وہ مالک بن ابی عامر سے، بیشک اُس نے کعب الاحبار سے سنا، وہ فرما رہے تھے:

''ہم زمین کی صفات کو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پاتے ہیں یعنی تورات میں، ایک عقاب کی وضاحت کے ساتھ، تو شام میں اُس کا سر، اور اُس کے دو پَر مشرق و مغرب میں، اور اُس کی دُم یمن میں ہوگی، لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہیں گے جب تک سر بلند رہے گا، اور سر جب جسم

---

[1] اصل میں ''حماد بن الفزاری'' ہے اور یہ تصحیف ہے وہ حماد بن محمد بن عبداللہ الفزاری ہے جس کا ترجمہ تاریخ بغداد ج ۸ ص ۱۵۱ میں ہے اور اس میں ہے کہ روایت کی گئی المبارک بن فضالہ سے۔

[2] اصل میں ''فضال'' ہے یہ تصحیف ہے جس کا ترجمہ ''سیر اعلام النبلاء'' ج ۷ ص ۲۸۱ میں کیا گیا ہے۔

[3] روایت کیا اس کو نعیم نے ''الفتن'' ج ۲ ص ۶۸۶ حاشیہ ۱۹۳۷ میں اپنی سند کے ساتھ ابن لھیعہ سے (اس جیسی)

[4] وہ عبداللہ بن عبداللہ بن اویس بن مالک بن ابی عامر الاصبحی ابو ابویس ہے جس کا ترجمہ ''تہذیب التہذیب'' ج ۳ ص ۱۷۳ میں کیا گیا ہے۔

[5] اصل میں ''ابو سہل'' ہے یہ تصحیف ہے وہ ابو سہیل نافع بن مالک بن ابو عامر ہے، جس کا ترجمہ ''تہذیب التہذیب'' ج ۴ ص ۳۰۱ اور ج ۵ ص ۵۸۷ میں کیا گیا ہے۔

سے الگ ہو جائے گا تو لوگ گھبراہٹ[1] سے نکل آئیں گے اور جب لوگ گھبراہٹ میں ہوں گے تو لوگوں کی ہلاکتیں ہوں گی، اور اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں کعب کی جان ہے، لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ عرب کے جزیروں میں سے کوئی جزیرہ باقی نہیں رہے گا یا یہ کہا کہ عرب کے شہر میں سے کوئی شہر باقی نہیں رہے گا، سوائے اُس کے جن کے ساتھ گھوڑوں کی جماعت[2] نے وفا کی ہوگی، اہلِ شام میں سے وہ اُن سے اسلام کے حوالے سے لڑیں گے اگر وہ نہ ہوتے تو یہ لوگ سارے کے سارے کافر ہو جاتے۔''

۲۷۵/۲۰: بیان کیا مجھے میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن محمد نے، اس نے کہا: خبر دی عبداللہ بن النصر نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے میرے باپ نے، وہ اپنے باپ سے، بیشک اس نے قیس بن عبّاد کے ساتھ حج کیا، پھر وہ ملے عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہم سے کسی راستے میں، پھر آپ نے قیس سے سوال کیا یا اُس سے کچھ دریافت کیا یہاں تک کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس سے اہلِ بصرہ کے بارے میں سوال کیا، تو اُس نے اُن کے بارے میں بعض معاملات کی خبر دی، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا:

''یہ کھنڈرات میں سے وہ زمینیں ہیں جو سب سے زیادہ تیز ہیں (کھنڈرات ہونے میں تیز ہیں) تو قیس نے اس سے کہا: کون سی چیز اُسے برباد کرے گی، تو انہوں نے کہا بھوک۔''

۲۷۶/۲۱: بیان کیا مجھے ہارون بن علی بن الحکم نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن المؤمّل نے، اس نے کہا: خبر دی کامل بن طلحہ نے، اس نے کہا: خبر دی ابن لھیعہ نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروۃ سے، وہ مکحول سے، وہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک ایسی فتح ہوئی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اُس دن سے کوئی فتح نہیں ہوئی اس جیسی جب سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں ہوں، لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح کی مبارکباد دینے لگے، اور وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اُن میں سے کوئی بھی بغیر اجازت کے اُس میں داخل نہیں ہوا، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

---

[1] اسی طرح

[2] اور المقنب کا معنی ہے گھوڑوں اور گھڑسواروں کی جماعت اور وہ سو کے علاوہ۔

میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح کی مبارک ہو، جنگ ختم ہوگئی ہے، پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اگر اللہ نے چاہا۔

تو اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دُور ہے دُور ہے! اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بے شک تیرے اور اُس کے درمیان چھ خصوصیات ہیں، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں خاموش ہوگیا اور کوئی کلام نہیں کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے فرمایا: اے حذیفہ! تُو نے مجھ سے کیوں نہیں پوچھا؟ کہ یہ خصلتیں کیا ہیں، تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! وہ کیا ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُن میں سے پہلی میری موت ہے، یہ ایک ہے، تو میں نے کہا: جی ہاں [1]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر بیت المقدس کی فتح ہے، میں نے کہا: جی ہاں!

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر اس کے بعد دو بڑے گروہوں کے درمیان فتنہ پیدا ہوگا، اور اُن دونوں کے درمیان بہت سی مخلوق ماری جائے گی، اور اُن کا دعویٰ ایک ہوگا، پھر تم پر موت مسلط کردی جائے گی، وہ تمہیں بدلہ کے طور پر اس طرح مارے گی جس طرح بکری مر جاتی ہے، پھر مال بڑھتا چلا جائے گا، یہاں تک کہ ایک اُس شخص کو سو دینار تک بلایا جائے گا اور وہ لینے سے انکار کردے گا، تو بنو اصفر کی اولاد میں سے اُن کے بادشاہوں کی اولاد سے ایک لڑکا پیدا ہوگا، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! بنی اصفر کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ رومی ہیں۔ یہ ایک دن میں جوان ہوگا، جیسا کہ بچہ ایک مہینہ میں جوان ہوتا ہے، اور وہ ایک مہینے میں جوان ہوجائے گا، جیسا کہ بچہ سال میں جوان ہوتا ہے، تو جب وہ بالغ ہوجائے گا تو وہ اُس سے محبت کریں گے اور اُس کی پیروی کریں گے، جب کہ وہ اُس سے پہلے کسی بادشاہ سے محبت نہیں کرتے تھے، پھر وہ اُن کے درمیان کھڑا ہوجائے گا اور وہ کہے گا کہ یہ عربوں کا گروہ کب تک رہے گا؟

---

[1] کنز العمال میں ہے "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔ بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں بے شک ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

وہ پھر بھی تمہاری ایک جماعت کو ماریں گے، اور ہم خشکی اور سمندر میں اس سے زیادہ ہیں؟ یہ کب تک ہوں گے؟ تم دیکھتے ہو اس کی نشاندہی کرو میرے پاس۔

پھر اُن کے رئیس لوگ اُٹھ کر اُن کے سامنے اس کے مخاطب ہوں گے، وہ اُسے کہیں گے، ہاں! میں نے تیرے معاملے جیسا معاملہ نہیں دیکھا،

پھر وہ کہے گا: میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں ہم اُن کو نہیں چھوڑیں گے جب تک اُن پر قبضہ نہ کرلیں۔

پھر وہ لکھے گا روم کے جزائر کی طرف پھر وہ اَسّی سال تک اُس کو بڑھا دیں گے، ہر انتہاء کے تحت بارہ ہزار مقاتل ہوں گے۔

میں نے کہا: غایت سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جھنڈا، چنانچہ وہ اُس کے پاس جمع ہوں گے اور وہ نو لاکھ[1] جنگجو ہوں گے۔ پھر وہ ہر جزیرے کی طرف لکھے گا پھر وہ اُس کی طرف تین سو بحری جہاز بھیجیں گے، تو وہ ایک جہاز میں اُن میں سے سوار ہوگا، اس حال میں کہ اُس کے پاس اپنی تیز دھار تلوار اور لوہے کے بنے ہوئے مقابلے کی خاطر سامان ہوگا، اور اُس کے اندر مقابلہ کرنے کی طاقت ہوگی، اور وہ وہاں اُس وقت تک ہوگا یہاں تک کہ انطاکیہ سے العریش تک چڑھائی کرلے، اس لئے خلیفہ اُس دن اپنے سپاہیوں کے ساتھ تعداد میں مزید زیادہ اضافہ کر کے جنگجوؤں کو بھیجے گا اور اُن کی تعداد شمار نہیں کی جاسکے گی، اُن میں سے ایک خطیب کھڑا ہوگا اور کہے گا:

تم کیسے ہو؟ تم کیا دیکھتے ہو؟ دیکھو میری طرف بیشک میں بہت بڑا معاملہ دیکھ رہا ہوں، بیشک میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرنے والا ہے، اور اپنے دین کو ہر دین پر غالب کرنے والا ہے لیکن یہ بہت بڑی آزمائش ہے، بیشک میری رائے ہے کہ میں نکلوں اور میرے ساتھ لوگ چلیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر کی طرف، پھر میں بھیجوں گا یمن کی طرف اور عرب کی طرف، جہاں بھی وہ ہوں گے اور دیہاتی لوگوں کی طرف، بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ مددگار ہے ان کا جو اُس کی مدد کرتے ہیں، اور کوئی چیز ہمیں

---

[1] اسی طرح اور ظاہری طور پر صحیح یہ ہے کہ نو لاکھ ساٹھ ہزار ہے۔

نقصان نہیں دے گی، جب تک کہ وہ یہ نہ دیکھ لیں کہ تمہارے لئے کیا کیا جا رہا ہے۔"[1]

۲۷۷/۲۲: ابی زرعہ بن عمرو بن جریر سے، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ اُس نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے: قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو، جب سورج طلوع ہوگا، تو وہ اُس کو دیکھیں گے اور پھر اُس کے اوپر ایمان لے آئیں گے، اور وہ یہ کہ اُن کا ایمان کسی کو نفع نہیں دے سکے گا، اور نہ اُن کے ایمان میں اس سے پہلے کسی کو امن ہوا اور نہ فائدہ ہوا۔[2][3]

۲۷۸/۲۳: بیان کیا ہمیں میرے دادا نے اور علی بن سہل نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن عبید ابو عبداللہ الطنافسی نے، اس نے کہا: خبر دی الاعمش نے، وہ ابراہیم التیمی سے، وہ اپنے باپ سے، وہ حضرت ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھا اور سورج غروب ہو گیا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کہا: اے ابوذر! کیا تُو جانتا ہے کہ سورج کہاں جائے گا، میں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ جانتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک یہ جائے گا یہاں تک کہ اپنے رب کے سامنے سجدہ کرے گا، پھر وہ اُس سے واپس جانے کی اجازت مانگے گا، تو پھر وہ (اللہ) اُسے واپس جانے کی اجازت دے گا، تو گویا کہ اُس سے کہا جائے گا جہاں سے تم آئے تھے وہیں واپس چلو، اور وہ اپنے طلوع ہونے کی جگہ لوٹ جائے گا یہی اُس کا ٹھکانہ ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۳۸ (سورۃ یٰس:۳۸)[4]

"اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے یہ سب اس ذات کا مقرر کیا ہوا نظام ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کا علم بھی کامل ہے۔"

۲۷۹/۲۴: بیان کیا ہمیں العباس بن محمد الدوری نے، اس نے کہا: خبر دی ابو یحییٰ الحمانی نے، اس نے کہا: خبر دی الاعمش نے، اور خبر دی ابو قلابہ نے، اور علی بن سہل نے، دونوں نے کہا: خبر دی ابراہیم نے، اس نے کہا:

---

[1] روایت کیا اسکو حاکم نے "المستدرک" ج ۔ ص ۵۹۴ حاسیہ ۸۶۵۵ اپنی سند کے ساتھ عوف تک اور نکالا اس کو "کنز العمال" ج ۱۱ ص ۲۲۱ حاشیہ ۳۱۳۰۱ میں نعیم سے اس کی سند کے ساتھ حذیفہ تک (اس جیسی)۔ اور روایت کیا اس کو احمد نے اپنی "مسند" ج ۶ ص ۲۵ اپنی سند کے ساتھ عوف تک۔

[2] اللہ تعالیٰ کے قول سورۃ الانعام میں آیت نمبر ۱۵۸ کی طرف اشارہ ہے۔

[3] نقل کیا اس کو "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۲۰۶ حاشیہ ۳۸۴۱۱ میں مسند احمد سے اور سنن ابی داؤد سے، ان دونوں کی سندوں کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک (اس جیسی)۔

[4] نقل کیا اس کو "کنز العمال" ج ۶ ص ۱۷۳ حاشیہ ۱۵۲۴۶ میں ابو نعیم سے، اور سورۃ یٰس کی آیت ۳۸

خبر دی الاعمش نے، وہ ابراہیم التیمی سے، وہ اپنے باپ سے، وہ حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

۲۸۰/۲۵: اور بیان کیا ہمیں علی بن سہل نے، اس نے کہا: خبر دی یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی نے، اس نے کہا: خبر دی کعب نے، وہ الاعمش سے، وہ ابراہیم التیمی سے، وہ حضرت ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں پوچھا:

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ (سورۃ یٰس آ:۳۸)

''اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جارہا ہے یہ سب اس ذات کا مقرر کیا ہوا نظام ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اس کا ٹھکانہ) یعنی سورج کا، عرش کے نیچے ہے۔[1]

۲۸۱/۲۶: خبر دی علی بن داؤد القنطری نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن عبدالعزیز الرملی نے، اس نے کہا: خبر دی ہاشم بن سلیم نے، وہ عبدالاعلیٰ سے، وہ محمد بن سوقہ سے، وہ زرّ بن حبیش سے، اس نے کہا: ہم صفوان بن عسال المرادی کے پاس آئے انہوں نے آپ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں پوچھا؟

انہوں نے کہا: کیا وہ مسافر ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں!

انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی اللہ کے لئے، اللہ تعالیٰ رحمت کے باغوں میں اُس کی عیادت کرے گا یہاں تک کہ وہ واپس آجائے۔[2]

اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک مغرب میں ایک دروازہ ہے توبہ کا، جس کی چوڑائی اتنی ہے کہ جتنی ایک سوار چار سال تک سفر کرے۔ اور وہ دروازہ بند نہیں ہوگا جب تک کہ سورج مغرب[3] سے طلوع نہ ہو۔ اور اُس نے باقی حدیث ذکر کی لیکن اُسے لکھا نہیں۔

۲۸۲/۲۷: بیان کیا ہمیں ابوعیسیٰ موسیٰ بن ہارون الطوسی نے، اس نے کہا: خبر دی الحسین بن محمد المروذی نے، اس نے کہا: خبر دی شیبان نے آیت کے بارے میں:

---

[1] روایت کیا اس کو ''الدر المنثور'' ج ۷ ص ۵۶ میں اس کی سند کے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ تک (اس جیسی)۔

[2] اضافہ کیا اصل میں ''ریاض میں''۔

[3] اس کا صدر حصہ ''مجمع الزوائد'' ج ۳ ص ۲۳ حاشیہ ۴۷۷۴ زر بن حبیش سے ہے، اور ''کنز العمال'' ج ۹ ص ۲۰ حاشیہ ۲۴۷۲۴ میں صفوان سے ہے، اور اس نے حدیث کے ذیل میں ''کنز العمال'' ج ۴ ص ۲۶۱ حاشیہ ۱۰۴۳۱ میں زر سے روایت کیا ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ... (سورۃ الانعام:۱۵۸)

''یہ (ایمان لانے کے لئے) اس کے سوا کس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ اُن کے پاس فرشتے آئیں۔''

اس نے کہا: اس سے مراد موت ہے،

اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ ... (سورۃ الانعام:۱۵۸)

''یا تمہارا پروردگار خود آئے۔''

اس نے کہا: یہ دن قیامت کا ہوگا۔

اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ط (سورۃ الانعام:۱۵۸)

''یا تمہارے پروردگار کی کچھ نشانیاں آجائیں۔''

اس نے کہا: ہمارے لئے ذکر کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ چھ اعمال کرنے میں جلدی کرو۔

سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، اور دجال، اور دھواں، اور دابۃ الارض (زمین کا چوپایہ)، اور تم میں سے کسی ایک کی خاص موت[1] اور عام لوگوں کا معاملہ، اور قیامت کا معاملہ۔

اس نے کہا: ہمارے لئے ذکر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے پناہ دی ہے میری اُمت کو تین چیزوں سے: یہ کہ وہ گمراہی پر اکٹھے نہیں ہوں گے، یہ کہ غالب آجائیں گے اہل باطل اہل حق پر، یہ کہ اُن کا نبی اُن کے لئے بددعا کرے کہ وہ سارے ہلاک ہوجائیں۔

پھر اُن کو تین کے ساتھ تبدیل کردیا: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال، دابۃ الارض یعنی زمین کا چوپایہ۔

اس نے کہا: ہمارے لئے ذکر ہوا بے شک کہنے والے نے کہا، اے اللہ کے نبی! سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اس کی کیا نشانی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ رات لمبی ہوجائے گی، وہ ایک رات دو

---

[1] اس نے کہا: ''النہایہ لابن الاثیر'' ج ۲ ص ۳۷ میں اور اس میں ہے ''بادروا بالاعمال ستًا: الدجال اور ایسے ایسے اور تم میسے کوئی ایک خاص'' اس سے مراد موت کا وہ حادثہ جو ہر انسان کے ساتھ خاص ہوتا ہے یہ خاصہ کی تصغیر ہے اور کسی چیز کو اُس کی حقارت کی وجہ سے چھوٹا سمجھا جاتا ہے، ایک طرف رکھ کر جو اُس کے بعد ہوتا ہے ہوگا، مرنے کے بعد اُٹھنے سے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے سے اور حساب و کتاب ہونے سے اور اُس کے علاوہ جو بھی ہوگا۔

راتوں جتنی لمبی ہوگی، پھر تہجد پڑھنے والے لوگ کھڑے ہوں گے، جس میں وہ نماز پڑھ رہے تھے یہاں تک کہ وہ اپنی نماز مکمل کرلیں گے، اور ستارے ایسے ہی ہوں گے جیسے وہ چلتے ہی نہیں، پھر وہ اپنے بستر پر آ کر لیٹ جائیں گے، یہاں تک کہ اُن کے پہلو تھک جائیں گے، پھر وہ کھڑے ہوں گے اور نماز پڑھیں گے، یہاں تک کہ رات لمبی ہو جائے گی اور لوگ گھبرا جائیں گے، پھر وہ صبح کریں گے اور لیکن حقیقت میں صبح نہیں ہوگی، لیکن وہ سوائے دوپہر[1] کے اور کچھ نہ دیکھیں گے۔

وہ اسی دوران کہ سورج کا وہ مشرق سے نکلنے کا انتظار کر رہے ہوں گے کہ وہ آئے اور مغرب میں غروب ہو۔ جب اُس کو لوگ دیکھیں گے وہ ایمان لے آئیں گے، اور یہ وہ وقت ہے جب کوئی اس ایمان سے فائدہ حاصل نہیں کر سکے گا، کہ اُس نے پہلے ایمان قبول کیا تھا یا اپنے ایمان میں اس نے بھلائی کمائی تھی۔[2،3]

۲۸۳ / ۲۸: بیان کیا ہمیں علی بن سہل بن المغیرہ نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن سعید الاصفہانی نے، اس نے کہا: خبر دی معاویہ بن ہشام نے، وہ شریک سے، وہ عثمان بن ابی زرعہ سے، وہ ابی صادق[4] سے، وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جنت کے آٹھ دروازے ہیں، اُن میں سات بند ہوں گے اور ان میں سے توبہ کا دروازہ کھلا ہوگا، اُس وقت تک جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوگا''۔[5،6]

۲۸۴ / ۲۹: بیان کیا ہمیں میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی اسحاق بن یوسف ابو محمد الازرق نے، اس نے کہا: خبر دی عوف الاعرابی نے، وہ انس بن سیرین سے، وہ ابی عبیدہ سے یعنی ابن عبداللہ بن مسعود سے، وہ

---

[1] ہم نے اس کو ثابت رکھا ہے اس کو ''الدر المنثور'' سے، اس کے لازمی سیاق کے لئے۔

[2] اللہ تعالیٰ کے قول سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۵۸ کی طرف اشارہ ہے۔

[3] اس نے وارد کیا ہے اس سے ایک ٹکڑا ''الدر المنثور'' ج ۳ ص ۳۹۱ میں قتادہ سے اور اس میں مسلم نے اپنی ''صحیح'' ج ۱۸ ص ۸۷ میں ایک قطعہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

[4] اصل میں ''صادق'' ہے ''تہذیب التھذیب'' ج ۶ ص ۳۶۱ میں ابو صادق الازدی سے ترجمہ کیا گیا ہے اور اس میں ہے روایت کیا اُسے عثمان بن المغیرہ نے۔

[5] اصل میں ہے اس کے مغرب سے اس کی طرف۔

[6] روایت کیا اس کو حاکم نے ''المستدرک'' ج ۴ ص ۲۹۰ حاشیہ ۷۶۷۱ میں اپنی سند کے ساتھ ابو صادق تک، وہ عبدالرحمٰن بن یزید سے، وہ عبداللہ بن مسعود سے، اور اس میں ''من نحوہ'' یعنی اسی طرح کی اور نقل کیا اس کو ''کنز العمال'' ج ۴ ص ۲۱۱ حاشیہ ۱۰۱۹۶ میں الطبرانی سے اور مستدرک الحاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، بیشک اس نے کہا: چار سے زیادہ نشانیاں گزر چکی ہیں۔[1]
''سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال، دابۃ الارض یعنی زمین کا چوپایہ، اور یاجوج ماجوج کا خروج۔''

اس نے کہا: وہ نشانی جس پر اعمال ختم ہوجائیں گے ''وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے''، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ۗ قُلِ انْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ ﴿١٥٨﴾ (سورۃ الانعام:۱۵۸)

''(حالانکہ) جس دن تمہارے پروردگار کی کوئی نشانی آ گئی، اُس دن کسی ایسے شخص کا ایمان اُس کے لئے کارآمد نہیں ہوگا، جو پہلے ایمان نہ لایا ہو، یا جس نے اپنے ایمان کے ساتھ کسی نیک عمل کی کمائی نہ کی ہو، (لہٰذا ان لوگوں سے) کہہ دو: 'اچھا، انتظار کرو، ہم بھی انتظار کررہے ہیں'۔''

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سورج کا طلوع ہونا ہے اُس کے مغرب سے۔[2]

اور یہاں حبشہ کا ذکر کرنا مناسب ہوتا، کیونکہ وہ اس وقت موجود ہیں، اس لئے اس کے لئے کہ وہ کعبے کو گرادیں گے اور اس کے بعد وہ کبھی بھی کعبہ نہیں بنائیں گے، سوائے اس کے کہ ہم نے اُن کا ذکر پہلے کیا ہے زنگیوں کے ذکر کے ساتھ، اس لئے اب اُن کا ذکر اس جگہ نہیں ہے۔

آیئے! ہم اس باب میں لکھیں گے کہ ہم جس تک پہنچے ہیں کہ مذکورہ بالا باب میں غروب آفتاب سے سورج کے طلوع ہونے کے تذکرہ میں کیا بیان کیا گیا ہے اور اس طویل کہانی میں اس کا کیا تعلق ہے اور ساری کی ساری قوت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

[1] اصل میں ہے ''ان نشانیوں کا ذکر جو گزر چکیں چار کے علاوہ'' اور جس کو ہم نے ''الدر المنثور'' سے ثابت کیا ہے۔
[2] روایت کیا اس کو ''الدر المنثور'' ج ۳ ص ۳۹۴ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اپنی سند کے ساتھ۔

(۴۶)

سیاق حدیث طلوع الشمس معجّلاً لطلوعها من المغیب

''سورج کے مغرب سے جلدی طلوع ہونے کی حدیث کا بیان''

۲۸۵/۱: بیان کیا مجھے ہارون بن علی بن حکم نے، اس نے کہا: خبر دی احمد بن عبدالعزیز بن مرداس الباہلی نے، اس نے کہا: خبر دی عبداللہ بن محمد بن سعید القرشی نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن موسیٰ الشیبانی نے، اس نے کہا: خبر دی مسلمہ بن الصلت نے، اس نے کہا: خبر دی ابو علی حازم بن المنذر المعتری نے، اس نے کہا: خبر دی عمر بن صبح نے، وہ المقاتل بن حیان سے، وہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے، وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے،

ابو علی نے کہا: بیان کیا ہمیں الحارث بن مصعب سے، وہ المقاتل بن حیان سے، وہ شہر ابن حوشب سے، وہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے،

ابو علی نے کہا: اور خبر دی الاعمش نے، وہ سلیمان بن موسیٰ سے، وہ القاسم بن مخیمرہ سے، وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے، اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما، وہ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا، اس نے کہا: بے شک میں نے لوگوں کو چاند اور سورج کے بارے میں باتیں کرتے ہوئے سنا ہے، اور وہ کہنے لگا: وہ کیا باتیں کر رہے تھے؟

اس نے کہا: ان کا بیان تھا کہ سورج اور چاند دونوں قیامت کے دن آئیں گے گویا کہ وہ بانجھ بیل ہیں، پھر اُن کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ اللہ تعالیٰ کریم ہے اور عظیم ہے اس بات سے کہ وہ اپنی اطاعت پر کسی کو عذاب دے، کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں دیکھا:

---

[1] اس نے نکالا اس جیسا ''کنز العمال''، ج ۶ ص ۱۵۳ حاشیہ ۱۵۲۰۱ و ج ۱۴ ص ۵۳۳ حاشیہ ۳۹۵۳۳ ابن مردویہ سے وہ انس رضی اللہ عنہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾

(سورۃ ابراہیم: ۳۳)

''اور تمہاری خاطر سورج اور چاند کو اس طرح کام پر لگایا کہ وہ مسلسل سفر میں ہیں، اور تمہاری خاطر رات اور دن کو بھی کام پر لگایا۔''

تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کیسے اللہ تعالیٰ جو کہ غالب ہے، عظیم ہے، دو بندوں کو سزا دیتا ہے جن کی وہ تعریف کرتا ہے کہ وہ دونوں اُس کی اطاعت میں رہتے ہیں؟[1]

انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمیں بتایئے اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق کو کامل اور مکمل بنایا ہے، اُس کی مخلوق میں سے حضرت آدم علیہ السلام کے سوا کوئی نہیں بچا، اُس نے اپنے عرش کے نور سے شم (مہک) کو پیدا کیا، پھر اُسے مٹا کر چاند بنا دیا، پھر اُس کے بعد اُن سے سورج کے بغیر روشنی کو پیدا کیا، لیکن اُن سے لوگ صرف دیکھتے ہیں، آسمان کی بلندی اور زمین سے اُن کی دوری کی وجہ سے، اور اگر اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے دو سورج اِس طرح چھوڑ دیئے ہوتے جیسے اُس نے ہمیں معاملے کی ابتداء میں پیدا کیا تھا، تو وہ نہ رات کی دن سے پہچان ہوتی اور نہ دن سے رات کی پہچان ہوتی، اور یہ آخری وقت نہیں تھا کہ اُس کے پاس کام کرنے کا وقت ہو۔ لیکن روزے دار کو یہ معلوم نہ ہونا تھا کہ وہ کب روزہ رکھے اور کب افطار کرے؟ اور عورت کو یہ معلوم نہیں ہونا تھا کہ کیسے اُس نے عدت گزارنی ہے؟ اور اُسی طرح مقروض لوگوں کو یہ پتہ نہیں لگنا تھا کہ اُن کے قرض دار کو کب رقم واپسی کرنی ہے، لیکن لوگوں کے حالات زندگی کا اور اُن کی معاشی زندگی کا علم بھی نہیں ہونا تھا، اور لوگ یہ نہ جان سکتے ہوتے کہ وہ اپنے آرام کے لئے کتنی دیر زندہ رہیں گے اور مظلوم قوم اور مظلوم غلام اور ستائے ہوئے جانوروں کے پاس بھی وقت نہ ہونا تھا آرام کرنے کے لئے، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف دیکھا اور اُن کے اوپر رحمت فرمائی۔ جبرائیل امین علیہ السلام کو بھیجا، تو جبرائیل امین علیہ السلام نے اپنا بازو چاند کے چہرے پر رکھنے کا حکم دیا تین مرتبہ، اور اُس دن سورج نکل آیا، اُس نے اس سے نور کو مٹا دیا یعنی روشنی کو، اور اُس میں نور باقی رہ گیا، کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

[1] اس نے وارد کیا اسے ''الدر المنثور'' ج ۵ ص ۴۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ۔ (سورۃ بنی اسرائیل: ۱۲)[1]

''اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیوں کے طور پر پیدا کیا۔''

ایک بار یہاں کشتی آتی ہے بے شک سیارے اُس کے ساتھ گھومتے ہیں اور اِن پانچوں کے علاوہ سب ختم ہوجاتے ہیں۔[2]

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اور رحمان کی مخلوقات میں سے سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ مخلوق ہے اور جو کچھ اس کی قدرت باقی ہے وہ اُس سے زیادہ حیرت انگیز ہے، اور وہ اُس سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہے جیسا کہ جبرائیل امین علیہ السلام کا حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہنا:

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾ (سورۃ ہود: ۷۳)

تو فرشتوں نے کہا کیا آپ اللہ تعالیٰ کے حکم پر تعجب کر رہی ہیں؟ آپ جیسے مقدس گھرانے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں ہی برکتیں ہیں، بے شک وہ ہر تعریف کا مستحق، بڑی شان والا ہے۔''

اور وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے دو شہر ہیں، اُن میں سے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں، اور ہر شہر کے دس ہزار دروازے ہیں، دو دروازوں کے درمیان ایک فرسخ (فرلانگ) کا فاصلہ ہے، اور اِن دونوں شہروں کے ہر دروازے پر ہر روز دس ہزار لوگ سوار حفاظت کے لئے ہوتے ہیں، اُن کے پاس اسلحہ یعنی ہتھیار بھی ہوتے ہیں، اور اُن کے پاس تمام اقسام کے گھوڑے بھی ہوں گے۔[3]

اور یہ محافظ لوگ اُن کو اُس دن تک تعینات نہیں کریں گے جس دن (قیامت کے قریب) صُور پھونکا جائے گا، اُن میں سے ایک کا نام ''جابرسا'' اور دوسرے کا نام ''جابلقا'' ہوگا اور اُن کے پیچھے تین اُمتیں ہوں گی:

(۱) منسک (۲) یارس[4] (۳) تاویل

---

[1] وارد کیا اس کو ''الدر المنثور'' ج ۵ ص ۲۴۷ میں اور قرطبی نے ''الجامع لاحکام القرآن'' ج ۱۰ ص ۲۲۸ میں ابن عباس سے الفاظ میں تھوڑے اختلاف کے ساتھ، اور سورۃ الاسراء آیت نمبر ۱۲ میں۔

[2] اور اسی طرح۔

[3] الکراع: یہ نام ہے تمام قسم کے گھوڑوں کے لئے۔

[4] ''مستدرک الحاکم'' ج ۴ ص ۵۴۶ اور ذیلی حاشیہ ص ۸۵۲۶ ''تاریس'' تک۔

اور اُن کے پیچھے یاجوج وماجوج ہوں گے۔ بے شک جبرائیل علیہ السلام مجھے ایک رات میں لے کر نکلے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ [1] تو میں نے یاجوج وماجوج کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بلایا اور اُس کی عبادت کرنے کی طرف، تو انہوں نے انکار کر دیا، اُس کا جو میں اُن کے پاس لے کر آیا تھا، اُسی انکار کی وجہ سے وہ جہنم میں جائیں گے۔

پھر وہ مجھے دو شہروں کے رہنے والوں [2] کے پاس لے گیا، میں نے اُن کو بھی اللہ تعالیٰ کے دین اور اُس کی عبادت کرنے کی طرف دعوت دی تو انہوں نے ہمیں جواب دیا، پس وہ دین میں ہمارے بھائی ہیں جو اُن سے بہتر ہے وہ تم میں سے نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے، اور جو اُن میں سے بُرا ہے وہ تم میں سے بُرائی کرنے والوں کے ساتھ ہے، تو مدینہ والے لوگ جو قوم عاد کی باقیات میں سے مشرق کی جانب ہیں اور وہ ثمود کی نسل سے بھی ہیں وہ اُن کے اُن مؤمنین میں سے بھی ہیں جو ایمان لائے تھے۔

تو مدینہ والے جو مغرب کی طرف ہیں وہ قومِ ثمود کی باقیات میں سے ہیں، اور اُن کے مؤمنین کی نسل سے بھی ہیں جو ایمان لائے۔

پھر وہ مجھے تین اُمتوں کی طرف لے گیا، میں نے اُن کو بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دی، انہوں نے بھی جو میں نے دعوت دی اس کا انکار کر دیا، وہ بھی جہنم میں یاجوج وماجوج کے ساتھ ہوں گے۔

جب سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ طلوع ہوتا ہے بعض چشموں پر اپنی عجلت (تیزی) کی وجہ سے اور اُس کے ساتھ ۳۶۰ فرشتے ہوتے ہیں، جو اُس کو کھینچ کر لے جاتے ہیں سمندر میں اور اِسی طرح چاند کو بھی۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ بندوں کو نشانیوں میں سے کوئی نشانی دکھائے تاکہ اُن کو اُن کے گناہ کی وجہ سے رجوع کرنے کی خاطر سزا دے اور اپنی اطاعت پر واپس لانے کی خاطر، تو پھر سورج کو اُس کے مدار سے نیچے گرا دیتا ہے، اور وہ سورج اُس سمندر کی گہرائی میں چلا جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ نشانی کو بڑا بنا دے اور بندوں کے خوف کو سخت کر دے تو یہ سارے کا سارا مدار سے نیچے گر جاتا ہے، یہاں تک کہ اُس کے مدار پر کوئی چیز باقی نہیں رہتی، یہ اس وقت ہوتا ہے جب دن تاریک ہوتا ہے اور ستارے نمودار رہتے ہیں۔

---

[1] اللہ تعالیٰ کے قول سورۃ الاسراء آیت نمبر ا میں اشارہ ہے۔

[2] اس نے نکالا "البحار" ص ۴۴، ۴۲ ایک حدیث عقول کے تحفہ جات کے بارے میں الحسن بن علی رضی اللہ عنہما سے اس نے کہا: اے معاویہ! اللہ کی قسم تحقیق اللہ نے دو شہروں کو پیدا کیا ان میں ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں، ان کے نام "جابلقا وجابلسا" ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف میرے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کو نہیں بھیجا۔

اگر اللہ تعالیٰ کسی نشانی کو بغیر نشانی کے بنانا چاہے تو اُس کا آدھا یا تہائی یا اس سے کم یا زیادہ پانی میں گر جاتا ہے، اور اُس میں سے کچھ مدار پر باقی رہ جاتا ہے، تو اُس وقت فرشتے جو کہ مدار پر مقرر کئے جاتے ہیں وہ دو حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں،

ایک گروہ سورج کو اُلٹ پلٹ کرتا ہے اُسے مدار کی طرف گھسیٹتا ہے اور ایک گروہ سورج کو مدار پر تبدیل کر دیتا ہے اور اُس کو سمندر کی طرف گھسیٹتا ہے۔ اور اُس میں سے اسے دن کے گھنٹوں کی مقدار کے مطابق چلاتے ہیں چاہے دن ہو یا رات ہو یہاں تک کہ اس کے طلوع ہونے میں کوئی چیز اضافہ نہ کرے۔

جب وہ سورج کو اٹھاتے ہیں تو اُسے مدار پر رکھ دیتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اُس چیز پر جس پر اللہ تعالیٰ نے اُن کو طاقت دی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ طاقت دی ہے اور اُنہیں یہ سمجھا دیا ہے کہ وہ کسی چیز میں کمی نہیں کر سکتے، پھر اُسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے گھسیٹتے ہیں یہاں تک کہ وہ اُسے مغرب تک پہنچا دیتے ہیں، پھر وہ اُسے داخل کرتے ہیں باب العین میں جو اُس کے قریب ہوتا ہے (باب العین سے مراد چشمے کا دروازہ)۔ پھر وہ گرا دیتا ہے آسمان کے کناروں سے سمندر کے پیچھے اُسے پھر وہ بلند کرتا ہے، فرشتوں کی پرواز کی رفتار کے ساتھ بلند و بالا ساتوں آسمانوں تک۔

پھر وہ عرش کے نیچے ایک رات کی مقدار کے برابر سجدہ کرتا ہے، پھر اُسے مشرق سے طلوع ہونے کا حکم دیا جاتا ہے، پھر وہ اُسی چشمے سے طلوع ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اُس کے لئے مقرر کیا تھا، تو سورج اور چاند اسی طرح اپنے طلوع ہونے سے اپنے غروب ہونے تک اِسی حالت میں رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے رات میں فرشتوں میں سے ایک فرشتہ اور اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ساتویں سمندر پر دنیا میں راتوں کی تعداد کے برابر مشرق سے تاریکی سے بطور ایک رکاوٹ کے اس کو پیدا کیا۔

جب سورج غروب ہوتا ہے تو فرشتہ آتا ہے اور اُس پردے کے اندھیرے میں ایک مٹھی بھرتا ہے، پھر غروب آفتاب کا سامنا کرتا ہے، پھر بھی وہ وہی کام کرتا ہے جیسے شام کے وقت شفق غروب آفتاب کی موجودگی میں مشرق کی طرف نظر آتی ہے اور بھیجتا ہے اس اندھیرے کو اپنی انگلیوں کے خلال سے تھوڑا تھوڑا، یہاں تک کہ جب یہ شفق یعنی سرخی غائب ہو جاتی ہے پھر اندھیرے کو بھیج دیتا ہے پھر وہ اپنے پروں کو پھیلاتا ہے اور وہ زمین کے قطر تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور آسمان کے کندھوں تک پھر رات کی تاریکی کو اپنے پروں سے مغرب کی طرف تھوڑا تھوڑا لے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ مغرب تک پہنچ جاتا ہے پھر مشرق سے صبح پھٹ جاتی ہے، پھر وہ اندھروں میں شامل ہو جاتا ہے ایک دوسرے سے، پھر وہ اُسے ایک ہاتھ سے اپنی مٹھی کی

طرف پکڑتا ہے، اگر وہ اُسے مشرق میں پردہ سے اٹھاتا ہے پھر اُسے ساتویں سمندر پر غروب آفتاب کے وقت رکھتا ہے۔

جب وہ اندھیرا مشرق سے مغرب کی طرف جاتا ہے تو وہ پھونک مارتا ہے صُور میں تو دنیا پھر جاتی ہے، تو سورج اور چاند اِسی طرح رہیں گے یہاں تک کہ بندوں کی توبہ کا وقت نہ آجائے۔

چنانچہ تمام روئے زمین میں نافرمانیاں پھیل جائیں گی اور بے حیائی عام ہوجائے گی، نیکیاں جاتی رہیں گی، کوئی کسی کا کوئی حکم نہیں مانے گا، اور برائیاں ظاہر ہوجائیں گی، کوئی اُسے نہیں روکے گا، بدکاروں کی اولاد کی کثرت ہوجائے گی، اور بیوقوف لوگ اُن کے حکم کو مانیں گے، اور اُن میں بے حیائیاں غالب آجائیں گی، اور وہ اپنے رب کی نافرمانی کریں گے[1] اور وہ اپنی زبانوں کی پیروی کریں گے،[2] اور علماء کو ملامت کریں گے، اور کہیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو عقل مند کہتے ہیں اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں یہاں تک کہ اُن کے درمیان باطل حق کا درجہ لے لے گا، اور حق باطل کا درجہ لے لے گا، اور اُن میں سے بہت سے ایسے ہیں جو موسیقی کے ساز بجاتے ہوں گے کثرت کے ساتھ، اور سارنگیاں بجائیں گے اور اُن کی زبانوں پر اُن کا دین بن جائے گا، اور اپنے دل جاہلوں کی طرف لگائیں گے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کریں گے۔ مؤمن اُن کے درمیان تکیہ کر کے اور چھپ کر چلیں گے، اور وہ سود کو تجارت سمجھ کر حلال سمجھیں گے، اور شراب کو نبیذ سمجھ کر حلال سمجھیں گے، اور حرام کو تحفہ سمجھ کر حلال کریں گے اور قتل کو نصیحت سمجھ کر حلال سمجھیں گے۔

جب وہ ایسا کریں گے تو صدقہ کم ہوجائے گا، یہاں تک کہ سائل جمعہ اور جمعہ کی درمیانی رات گھومتا رہے گا اس لئے کہ اُسے ایک دینار یا درہم نہیں دیا جائے گا، لوگ اپنے پاس موجود چیزوں میں بخل کریں گے، یہاں تک کہ امیر یہ گمان کریں گے کہ وہ ایسا نہیں کرتا، بلکہ جو کچھ اُس کے پاس ہے وہ اُس کے لئے کافی ہے، جس کے پاس رشتہ داریاں ہیں وہ رشتہ داریوں کو کاٹ دے گا۔

اگر وہ ایسا کریں اور یہ خصوصیات اُن میں جمع ہوجائیں، تو سورج عرش کے نیچے ایک رات کے برابر پھنس جائے گا، جب بھی سورج سجدہ کرتا ہے اور جہاں سے طلوع ہونے کا حکم ہوتا ہے وہاں سے اجازت مانگتا ہے، اُس کا جواب نہیں دیا جاتا یہاں تک کہ چاند طلوع ہوجائے، اُس تک وہ پہنچ جائے گا تو سورج کی لمبائی

---

[1] مضاف کے حذف کے ساتھ معصیۃ ربھم، یعنی اپنے رب کی معصیت۔
[2] الرتب: سختی کو کہتے ہیں یا چھوٹی بڑی انگلی کے درمیان ایک انگلی کو کہتے ہیں۔

تین راتیں اور دو راتیں ہوں گی اور اُس رات کی لمبائی معلوم نہیں ہوگی، سوائے اُن لوگوں کے جو تہجد گزار ہیں، اور وہ ایک چھوٹے سے گروہ کے بقیہ لوگ[1] ہیں اس لئے اُن میں سے کوئی توبہ نہیں کرتا[2] بلکہ توبہ کے اِس دروازے سے داخل بھی نہیں ہوتا جو توبہ کا دروازہ توبۃ النصوح کہلاتا ہے پھر اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھایا جائے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں اور توبۃ النصوح (یعنی سچی توبہ) کیا؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"گناہ کی وجہ سے پچھتاوا جو گزر چکا ہو اور پھر دوبارہ وہ لوٹ کر نہیں آتا جس طرح دودھ پستانوں میں واپس نہیں آتا۔"

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! سورج اور چاند اس کے بعد کیسے ہوں گے؟ اور لوگ اس کے بعد کیسے ہوں گے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے حذیفہ رضی اللہ عنہ! سورج اور چاند وہ دونوں واپس آئیں گے تو اگر اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کو اس دروازے میں سے غروب کر دے گا تو پھر وہ دونوں بند ہو جائیں گے، تو اُن کے درمیان جو کچھ بھی ہوگا وہ ہو کر رہے گا اور اُن کے درمیان کسی قسم کا کوئی شگاف بھی نہیں ہوگا اور اس کے بعد کسی نفس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اگر اسے یقین ہو کہ وہ اس سے پہلے ایمان نہیں لایا۔ یا اپنے ایمان میں کسی قسم کی کوئی نیکی نہیں کی، اور نیک بندے سے کچھ بھی نیکی[3] قبول نہیں کی جائے گی، سوائے اس کے جو نیکی کرنے والے اس سے پہلے تھے، یعنی نیک تھے۔ یہ بہت بڑا سمندر ہوگا اور ان پر سورج طلوع اور غروب ہوگا

---

[1] الاصل میں "خیفیہ" ہے جسے ہم نے "الدر المنثور" سے ثابت کیا ہے۔

[2] ہم نے اس کو ظاہر کیا ہے اور اصل میں اسی طرح ہے کہ وہ توبہ کریں گے یا رجوع کریں گے۔

[3] سورۃ الانعام آیت ۱۵۸ میں اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف اشارہ ہے۔

جیسا کہ پہلے ہوتا تھا۔

رہے وہ لوگ بغیر کسی شک وشبہ کے اس نشانی کی ہولناکی اور اُس کی عظمت کو دیکھنے کے بعد دنیا میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ وہ دنیا میں درخت لگائیں گے اور وہ اُس میں نہروں کو بھی پھاڑ کر بنائیں گے اور اُن کے اوپر بلڈنگیں بنائیں گے۔

جہاں تک کہ دنیا کا تعلق ہے اگر کوئی آدمی کوئی چیز تیار کر کے دے تو سورج طلوع ہونے سے لے کر اس کے غروب ہونے تک بلکہ قیامت[1] تک وہ سفر نہیں کرے گا۔

اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے، دن اور راتیں تیزی کے ساتھ چلنے والے بادلوں سے بھی زیادہ تیزی سے گزریں گی، کوئی آدمی بھی نہیں جانے گا کہ وہ شام کس حال میں کرے گا اور کب وہ صبح کرے گا، پھر قیامت برپا ہوگی۔

اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، ضرور بضرور وہ ان کے پاس آئیں گے بیشک ایک آدمی واپس پلٹے گا ایک ایسے دودھ کے ساتھ جو اس کے نیچے لگا ہوگا نہ وہ اس کو چکھے گا اور نہ اُس کو وہ تناول کرے گا، بیشک ایک آدمی ہوگا جس کے منہ میں لقمہ ہوگا لیکن وہ اُس کو نگل نہیں سکے گا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾

(سورۃ العنکبوت: ۵۳)[2]

''اگر (عذاب کا) کا ایک معین وقت نہ ہوتا تو اُن پر ضرور عذاب آجاتا، اور وہ آئے گا ضرور (مگر) اتنا اچانک کہ اُن کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سورج اور چاند لوٹیں گے وہاں تک جہاں اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کو پیدا کیا تھا، اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق:

---

[1] الدر المنثور: ج ۳ ص ۳۹۶ تا ۳۹۸ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول سے وارد ہے ''اللہ تعالیٰ نے مشرق کے پاس حجاب پیدا کیا'' اسی طرح اس کے بعض الفاظ میں اختلاف کے ساتھ وارد ہوا۔

[2] اور روایت کیا نعیم نے اسی طرح ''الفتن'' ج ۲ ص ۶۵۵ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تک، اور اسی سے امام القرطبی نے اپنی تفسیر ج ۱۵ ص ۳۹ میں روایت کیا، اور ''الدر المنثور'' ج ۷ ص ۶۲ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی روایت وارد ہوئی ہے۔

إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ ﴿١٣﴾ (سورۃ البروج: ۱۳)

''وہی پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے، اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔''

یعنی وہ دونوں وہاں تک لوٹیں گے جہاں سے وہ دونوں تخلیق کئے گئے تھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میرے ماں باپ قربان ہوں (اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قیامت کیسے قائم ہوگی؟ اور لوگ کس حال میں ہوں گے؟

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے حذیفہ! لوگ اپنے بازاروں اور گلی کوچوں میں اپنی دنیا میں خوش وخرم ہوں گے اور وزن کرنے والا وزن کر رہا ہوگا، ناپ تول والا ناپ تول کر رہا ہوگا، خرید وفروخت کرنے والے ایک دوسرے کے ساتھ سودا بازی کر رہے ہوں گے، تو اچانک ایک چیخ اُن کے پاس آئے گی، تو فرشتے مُردہ حالت میں گر پڑیں گے اور آدمی بھی ایسی حالت میں گر جائیں گے جیسے مُردہ ہوتے ہیں اپنے چہروں کے بل۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق:

مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ﴿٤٩﴾ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ﴿٥٠﴾ (سورۃ یس: ۴۹، ۵۰)

''(دراصل) یہ لوگ بس ایک چنگھاڑ کر انتظار کر رہے ہیں جو اُن کی حجت بازی کے عین درمیان اُنہیں آ پکڑے گی، پھر نہ کوئی یہ وصیت کر سکیں گے، اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جائیں گے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ان میں سے کوئی بھی اپنے ساتھی کو وصیت کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھے گا، نہ کوئی اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر جا سکے گا، اور وحشی جانور بھی اپنے پہلوؤں کے بل مُردہ حالت میں گر پڑیں گے، اور پرندے بھی اپنے گھونسلوں سے آسمان کی فضا میں مُردہ حالت میں گریں گے، اور درندے بھی اپنی کچھاروں میں مر جائیں گے، اور مچھلیاں بھی سمندروں کی گہرائیوں میں مر جائیں گی اور کیڑے مکوڑے زمین کے اندر ہی رہ جائیں گے۔

ہمارے رب کی مخلوق میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا، سوائے ان چاروں کے:

حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرائیل علیہ السلام اور حضرت ملک الموت علیہ السلام

اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام سے فرمائیں گے: مرجاؤ، وہ مرجائیں گے۔

پھر اسی طرح اسرافیل علیہ السلام سے کہیں گے: مرجاؤ، وہ مرجائیں گے۔

پھر اسی طرح میکائیل علیہ السلام کو کہیں گے: مرجاؤ، وہ مرجائیں گے۔

پھر ملک الموت سے کہیں گے: اے مالک[1] جو بھی ذی روح ہے وہ موت کا مزہ چکھنے والا ہے، پس آپ مرجائیں تو پھر ملک الموت ایک چنگھاڑ ماریں گے، پھر وہ گر کر مرجائیں گے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ساتوں زمینوں کو آواز دیں گے تو ہر وہ چیز جو اس میں ہے ایک دفتر[2] میں لپیٹ دی جائے گی۔''

پھر وہ آسمانوں کو پکارے گا، پھر اُس میں ہر وہ چیز لپیٹ لے گا جیسے کتاب میں کوئی چیز لپیٹی جاتی ہے۔

ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور جو کچھ اُن دونوں میں ہے وہ ہمارے رب تعالیٰ کے قبضے میں نہیں ہوگا، جیسا کہ اگر کوئی رائی کا کوئی دانہ زمین کی ریت میں اور سمندروں میں بھیج دیا جائے تو وہاں کوئی انگوری نہیں اُگتی، اِسی طرح ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اُن میں جو کچھ بھی ہے وہ ہمارے پروردگار کے قبضہ میں نہیں ہے،

پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

''بادشاہ کہاں ہیں؟ ...... اور ظالم و جابر کہاں ہیں؟ ...... کس کیلئے آج حکمرانی ہے؟ ...... پھر اللہ تعالیٰ خود ہی جواب دیں گے ایک ہی خدا زبردست کیلئے ہے جو کہ قادر مطلق ہے۔''

پھر اُسے دوسرا اور تیسرا کہے گا، پھر اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اس طرح رہنے کا اختیار دے گا جیسے وہ پہلے تھے، اور زمینوں کو بھی وہ اختیار دے گا جس طرح وہ پہلے تھیں۔

پھر اللہ تعالیٰ صور پھونکنے والے کو حکم دے گا، تو اُٹھے گا اور ایک پھونک مارے گا جس سے زمین پھٹ جائے گی، اور اِس میں جو کچھ ہے بیان کرے گا، ہر کوئی اپنے حصے کی طرف دوڑے گا، پھر اللہ تعالیٰ اُن پر ایک دریا سے بارش برسا دے گا، جسے ''الحیوان'' کہا جائے گا، اور وہ عرش کے نیچے ہے، اُن پر چالیس دن

---

[1] اسی طرح، اور ظاہر ہے کہ ملک ہے۔

[2] سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۴ میں اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف اشارہ ہے ※

اور چالیس راتوں تک مردوں کی منی کی طرح بارش ہوتی رہے گی، یہاں تک کہ گوشت پھوٹ پڑے گا اُن کے جسموں پر جیسے ہوائیں[1] روئے زمین پر ہوتی ہیں۔ پھر دوسری پھونک مارنے کی اجازت ملے گی تو وہ صور پھونکے گا اور روحیں نکلیں گی، وہ ہر وہ جسم میں داخل ہو جائے گی جس سے وہ نکلی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

''میں نے کہا اے اللہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا روح جسم کو جان لے گی؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں! اے حذیفہ رضی اللہ عنہ! بے شک اپنے اُس جسم کو پہچانتی ہو گی جس سے وہ اپنی حیثیت[2] سے نکلتی تھی۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''لوگ اندھیرے میں اُٹھیں گے، اُن میں سے کوئی اپنے ساتھی کو نہیں دیکھ سکے گا، اِس لئے وہ تیس سال تک رہیں گے، پھر اُن سے اندھیرا اچھٹ جائے گا، سمندر پھٹ جائیں گے، آگ بھڑک اُٹھے گی۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''لوگ سب کچھ جمع کرلیں گے[3]، لوگ اس طرح آپس میں ملیں گے جیسے ایک فوج یا گروہ ہوتا ہے، مگر مؤمن کافر کے ساتھ نہیں ملے گا اور نہ کافر مؤمن کے ساتھ ملے گا، اور بیت المقدس کی چٹان پر صور پھونکنے والا کھڑا ہو گا، لوگ ننگے، ننگے پاؤں، بغیر ختنہ[4] کے اکٹھے ہوں گے، اُن میں سے ہر ایک کے اوپر اندھیرا ہو گا، اور سورج اُن کے سروں کے قریب آجائے گا، اُن کے اور اُس کے درمیان دو سالوں کا فاصلہ ہو گا، اور یہ تقریباً دس سال پر محیط ہو جائے گا، چنانچہ آپ مشرک لوگوں کے کھوکھلے نعرے سنیں گے، اور وہ

---

[1] ''لسان العرب'' ج ۸ ص ۱۳۶ میں اس نے کہا کہ ''الاطراب'' کا معنی ہوائیں ہے۔
[2] اسی طرح، اور ہو سکتا ہے کہ یہ نسخہ جات کے اضافہ جات میں سے ہو یا حدیث میں اسقاط ہو۔
[3] اسی طرح۔
[4] الغرل، اغرل کی جمع ہے، اور اُسے اقلف کہتے ہیں اور وہ آدمی جس کا ختنہ نہ ہوا ہو۔

"الساھرۃ"[1] نامی جگہ پر جا کر ختم ہوں گے، اور یہ بیت المقدس کے ایک کونے میں جگہ ہے جو لوگوں کو ٹھہرائے گی اور اُن کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھائے گی اور لوگ اُس کے اوپر کھڑے ہوں گے۔"

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

"پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھٹنوں کے بَل گر گئے اور فرمایا: وہ اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہوں گے لیکن اُن کی نگاہیں آسمان پر جمی ہوئی ہوں گی، اُن میں سے کوئی بھی دائیں بائیں نہیں دیکھ سکے گا، پھر ہر ذی روح چیز مشغول ہو جائے گی اس کے ساتھ جس کے پاس وہ آئی ہے۔"

پھر انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ (سورۃ المطففین: ۶)

"جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تو لوگ ایک سو سال تک کھڑے رہیں گے اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ بیشک یہ ایک سو سال کا ایک دن جیسا ہوگا، جیسے کوئی ایک دن میں ایک نماز پڑھنے کا جو وقت ہے اس کے برابر ایک سال ہوگا، جب ایک سو سال کی مقدار پوری ہو جائے گی، آسمانِ دنیا پھٹ جائے گا اور اُس کے رہنے والے اُس سے نیچے گر جائیں گے اور وہ اہلِ زمین سے دگنے ہوں گے۔ اس لئے وہ مخلوق کو گھیرے ہوئے ہیں۔ پھر دوسرا آسمان پھٹ جائے گا اور اُس کے رہنے والے نیچے گر جائیں گے، جو آسمان سے نیچے آنے والی چیزوں سے زیادہ ہوں گے، اور زمین والوں سے بھی دُگنے ہوں گے، پھر آسمان پھٹ جائے گا اور اُس کے رہنے والے گر جائیں گے اور وہ بہت زیادہ ہوں گے اُس سے جو ساتوں آسمانوں سے گرے، اور اہلِ زمین سے بھی دُگنے ہوں گے۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ آئیں گے بادلوں[2] کے سائیوں میں، سب سے پہلے وہ چوپایوں

[1] الساھرۃ: بیت المقدس میں ایک جگہ کا نام ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: الساھرۃ سے مراد قیامت کی زمین ہے، یا وہ سفید زمین جس میں خون نہ بہایا گیا ہو۔ "معجم البلدان" ج ۳ ص ۱۸۰۔

[2] سورۃ البقرۃ آیت ۲۱۰ میں اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف اشارہ ہے۔

سے کلام کریں گے اور کہیں گے کہ اے میرے جانورو! میں نے تمہیں صرف آدم علیہ السلام کی اولاد کے لئے پیدا کیا تھا، اُن کے لئے تمہاری اطاعت وفرمانبرداری کیسی رہی؟ حالانکہ وہ اس کو خوب جانتا ہے۔

پھر درندے کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! تُو نے ہمیں اُن کے لئے پیدا کیا تھا تو اُنہوں نے ہمیں وہ تکلیفیں دیں جس پر ہم نہیں بولے، ہم نے صبر کیا، تیری رضا کی خاطر۔

اللہ تعالیٰ انہیں کہے گا: تم نے سچ کہا، بے شک تم نے میری رضامندی تلاش کی، میں تم سے راضی ہوں، اور آج کے دن تم سے میری رضامندی اس طرح ہے کہ میں تمہیں جہنمی لوگوں کی ہولناکیوں کو دکھاؤں گا، تو تم مٹی بن جاؤ گے۔

تو اُس وقت کافر کہے گا:

وَيَقُولُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾ (سورۃ النباء: ۴۰)

''اور کافر کہے گا کہ کاش! میں مٹی ہوجاتا۔''

پھر نچلی زمین کی طرف جائے گا اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اور چھٹی کی طرف ــــــ، اور یہ زمین باقی رہے گی، اور اُس کے رہنے والوں کے لئے یہ کافی ہوگی، جیسا کہ کشتی دریا کی موج میں کافی ہوتی ہے، خاص طور پر اُس وقت جب ہوائیں اُس کو ہچکولے دے رہی ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی کہیں گے کہ کیا یہ زمین وہی نہیں ہے جس پر ہم کھیتی باڑی کیا کرتے تھے اور اُس کی پشت پر چلا کرتے تھے اور اُس پر ہم عمارتیں بنایا کرتے تھے، تو آج اُس کو کیا ہوگیا کہ وہ ٹھہرتی کیوں نہیں؟

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تو وہ اُن کو جواب دے گی اور کہے گی: اے زمین والو! میں وہی زمین ہوں جسے مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بچھونا بنایا تھا میرے پاس ایک وقت تک اور ایک معلوم دن تھا، اور میں گواہ ہوں تم پر تمہارے خلاف، اس بات پر جو کچھ تم میری پیٹھ پر کرتے رہے، پھر تم پر سلامتی ہو، تم نہیں مجھے دیکھتے تھے ہمیشہ اور نہ میں تمہیں دیکھتی تھی۔

پھر زمین انسان آدمی اور عورت کے خلاف گواہی دے گی، اُس کی جو اس نے اُس کی پیٹھ پر اچھا کام کیا تو وہ اچھا ہوا، جو بُرا کیا تو وہ بُرا ہوا۔ پھر اُس زمین کے پاس جائے گا، تو

سفید زمین آئے گی، جس کے اوپر کوئی گناہ نہیں ہوا ہوگا، اور اُس پر کوئی خون بھی نہیں بہایا ہوگا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر وہ مخلوق کا محاسبہ کرے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر وہ لگاموں میں جکڑے ہوئے ستر ہزار لوگوں کو لائے گا۔ ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اُن کو پکڑے ہوں گے، اگر ایک فرشتہ اُن میں سے اگر اُس کے کان ہوں تو وہ تمام جمع ہونے والوں کو اُن کے ذریعے سے پکڑلیں اور چار سو سال کی مسافت پر آدمیوں کا سفر ہوگا اور اِسی طرح لوگ نشے میں ہوجائیں گے، دل گلوں تک اُڑ رہے ہوں گے، کوئی بھی آدمی اُن میں سے طاقت نہیں رکھے گا مگر بہت بڑی مشقت میں ہوگا، پھر پکڑے گا اُن کو اُسی غم میں یہاں تک کہ وہ اپنی ہی جگہ میں غرق ہوجائیں گے، پھر رحمان حکم دے گا سجدوں میں جانے کا، پھر اجازت دی جائے گی،

پھر وہ کہیں گے: تمام تعریفیں اُسی کے لئے ہیں جس نے مجھے بنایا وہ اللہ جس نے اُن سے انتقام لیا جس نے اُن کی نافرمانی کی۔ مجھے ایسا آدمی نہیں بنایا کہ وہ مجھ سے بھی انتقام لے۔

پھر جنت مزین کی جائے گی تو آدمی پانچ سو سال کی مسافت پر ہوں گے، مؤمن اُس کی خوشبو سونگیں گے، اور اُن کے جی سکون میں ہوجائیں گے اور وہ اپنی قوت میں مزید اضافہ محسوس کریں گے، اُن کی عقلیں مضبوط ہوجائیں گی، اور اللہ تعالیٰ اُن سے اُن کے گناہوں کے سبب سے اُن کو گناہوں کے دلائل سکھائے گا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا:

پھر ترازو قائم کیا جائے گا، اور اعمال کی کتابیں شائع ہوں گی، پھر وہ پکارے گا، فلانی کا بیٹا فلاں کہاں ہے؟ حساب کے لئے کھڑے ہوجاؤ، وہ کھڑے ہوجائیں گے، پھر وہ اپنے رسولوں کے لئے گواہی دیں گے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچادیئے تھے اور تم قیامت کے دن رسولوں کی حجت ہو۔ ایک آدمی نے ایک آدمی کو پکارا، اس کے بعد کیا خوشی ہے؟ اس کے بعد کوئی بدبختی نہیں ہوگی؟ کیا بدبختی ہے اس کے بعد کسی قسم کی کوئی خوش بختی نہیں ہوگی۔

جب دونوں جہان والوں کے درمیان فیصلہ ہوجائے گا اور اہلِ جنت جنت میں داخل

ہوجائیں گے اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوجائیں گے تو اللہ تعالیٰ میری اُمت کی طرف اپنے خاص فرشتوں کو بھیجے گا، یہ جمعہ کے دن کی مقدار میں ہوگا، اُن کے پاس بہت سے تحفے تحائف اور نوادرات اُن کے رب کی طرف سے ہوں گے، وہ کہیں گے تم پر سلامتی ہو بے شک رب العزت نے تم پر سلام بھیجا ہے اور تمہیں وہ کہتا ہے: کیا تم جنت میں راضی ہو اور کیا تم نے جنت میں مہمانی اور رہائش کو پسند کرلیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کہیں گے، یہ سلامتی ہے اور اُسی سے سلامتی ہے اور اُسی کی طرف سلامتی لوٹتی ہے۔

پھر وہ کہے گا:

بے شک رب تعالیٰ نے تمہیں اس کی زیارت کی اجازت دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک سفید اور پیلے رنگ کے اونٹ پر سوار ہوں گے جن کے کجاوے سونے کے اور جن کی لگامیں یاقوت کی، اور کافور کے رومالوں میں وہ چلیں گے، اور میں اُن کا قائد ہوں گا اور اُن کی لگام بلال کے ہاتھ میں ہوگی اور بلال کا چہرہ سورج اور چاند کے نور سے بھی زیادہ چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ چمک رہا ہوگا، اور مؤذن لوگ اُس کے اردگرد اس مقام پر ہوں گے۔ اور اللہ کے حرم والے لوگ مجھ سے لوگوں سے زیادہ قریب ہوں گے۔ پھر میرے حرم والے وہ لوگ ہوں گے جو اُن کے ساتھ ہوں گے۔ پھر اُن کے بعد الافضل فالافضل یعنی درجہ بدرجہ۔ پھر وہ چلیں گے اور اُن کے لئے تکبیر یعنی اللہ اکبر اور تحلیل یعنی لا الہ الا اللہ (آوازیں ہوں گی) جنت میں کوئی سننے والا اُن کی آوازوں کو نہیں سنیں گے مگر وہ جو مشتاق ہوگا اُن کی طرف دیکھنے کا، پھر وہ گزریں گے جنتیوں کے پاس سے، اُن کی جنتوں سے۔ پھر اہلِ جنت جنتیوں میں کہیں گے کہ یہ کون لوگ ہیں جو اچانک ہمارے قریب سے گزرے، ہماری جنتیں اپنے حُسن میں مزید خوبصورت بن گئیں اور مزید نورانی ہوگئیں، تو وہ کہیں گے یہ محمد ﷺ ہیں، اور اُس کی اُمت ہے۔ وہ اللہ رب العزت و تبارک کی زیارت کریں گے۔

تو وہ کہیں گے: اگر محمد ﷺ اور اِس کی اُمت کی یہ قدرومنزلت ہے تو پھر رب العزت عزوجل کے چہرۂ مبارک کی زیارت بھی کریں گے۔ پھر وہ کہیں گے کاش ہم بھی اُمت محمد ﷺ میں ہوتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:
تو وہ چلیں گے یہاں تک کہ وہ ایک درخت کی طرف پہنچیں جسے ''طوبیٰ'' کہا جاتا ہے، اور وہ درائے ''ھرول'' کے کنارے پر ہے اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے ہی ہے، جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے محلوں میں سے کوئی بھی محل نہیں ہے مگر اُس میں اِس درخت کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی بھی ہے۔ پھر وہ اُتریں گے اُس کے نیچے۔
پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے جبرائیل! جنتیوں کے (کپڑے) پہنادو۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اُن میں سے ہر ایک، ایک سو جبّہ پہنے گا، اگر کسی ایک کی انگلیوں کے درمیان وہ ہو تو اُسے جنت کے کپڑے کافی سمجھے جائیں گے۔
پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے جبرائیل! جنتیوں کو خوشبو لگادو۔
تو بچے خوشبو کی طرف لپکیں گے اور خود خوشبو لگائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اِن کو اہلِ جنت سے الگ کردو، بچے الگ ہونے کے لئے دوڑیں گے۔
پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: پردے ہٹادو، یہاں تک کہ میرے دوست میرے چہرے کو دیکھ سکیں، کیونکہ وہ میری عبادت کرتے تھے، انہوں نے مجھے دیکھا نہیں اور وہ مجھے جانتے تھے اور اپنی آنکھوں سے میری طرف نہیں دیکھتے تھے۔
فرشتے کہیں گے: اے اللہ! تُو پاک ہے، ہم تیرے فرشتے ہیں، ہم تیرے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں، ہم نے پلک جھپکنے کی بھی تیری نافرمانی نہیں کی، ہم تیرے چہرے کو نہیں دیکھ سکتے، تو انسان ایسے کیسے کرسکتا تھا؟
اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے میرے فرشتو! جب تک میں نے اُن کے چہروں کو اپنے چہرے کے لئے خاک آلود ہوتے دیکھا اور جب تک میں نے اُن کو پیاسے دن بھر اپنے چہرے کے لئے روزہ رکھتے دیکھا، اور شدید قسم کی پیاس برداشت کرتے ہوئے دیکھا، اور جب تک میں نے اُنہیں اعمال وہ کرتے دیکھا جس میں میں نے اُنہیں اپنی رحمت کی طلبگار اور میری تسکین کی اُمید رکھنے والے اور ثواب کے طالب دیکھا، اور جب تک میں نے اُن کو اُن کی آنکھوں کو اپنے ڈر سے روتے ہوئے دیکھا، تو ایسی قوم کے لئے حق ہے کہ میں اُن کی قوت بصارت کو وہ چیز عطا کروں جن کے اندر میرے چہرے کو

دیکھنے کی طاقت ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر پردے ہٹا دیئے جائیں گے، لوگ سجدے میں گر پڑیں گے، کہیں گے: اے اللہ! تو پاک ہے، اے اللہ! ہمیں اولاد یا ازواج نہیں چاہیئے، ہم تیرے چہرے کی زیارت چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا: اپنے چہروں کو اٹھاؤ اے میرے بندو! یہ جزا کا گھر ہے یہ عبادت کا گھر نہیں ہے، یہ تمہارے لئے ہے میری طرف سے، ہر جمعہ کی مقدار کے برابر، جیسا کہ تم مجھے میرے گھر میں زیارت کیا کرتے تھے۔"

یہ آخری حدیث ہے جو اِس سند کے ساتھ لائی گئی اُن لوگوں کے بارے میں جن میں سے ایک "حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ" ہے اور ایک "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما" ہیں۔ دوسرے "حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ" ہیں۔

میں نے غور کیا ماضی میں اس پر، اگر اُس کی سند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں سے آئے جنہوں نے اسے مسند طور پر روایت کیا تو میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا جو اُن کی طرف سے روایت کی گئی، اس میں ابوفروہ یزید بن محمد بن سنان الرہاوی، وہ عثمان بن عبدالرحمٰن ابی عبدالرحمٰن القرشی جو کہ الطرافی کے نام سے معروف ہے اُس نے اُن کو بیان کیا اور کہا: بیان کیا ہمیں محمد بن عمر نے، المقاتل بن حیان سے، وہ عکرمہ سے، اس نے کہا:

> "ایک آدمی آپ کے پاس آیا کہنے لگا: اے ابن عباس! میں نے آج "کعب الاحبار" سے ایک حدیث سنی ہے جس میں انہوں نے سورج اور چاند کا تذکرہ کیا اور اُن کا گمان ہے کہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما نے اُن دونوں کے بارے میں یہ بات کہی ہے۔

تو اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا: ابن عمرو رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ قیامت کے دن سورج اور چاند لایا جائے گا، گویا کہ وہ دونوں بیل ہوں گے، اور اُن دونوں کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

عکرمہ نے کہا: تو ابن عباس رضی اللہ عنہما جوش میں آ گئے اور آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے اور غصے میں آ گئے یہاں تک کہ آپ کی پگڑی کا شملہ اُڑ گیا، اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کی پگڑی کا شملہ آپ کے کندھے سے شدید غصے کی وجہ سے گر پڑا۔ پھر آپ فرمانے لگے بے شک اللہ تعالیٰ

زیادہ عزت والے ہیں، زیادہ جلال والے ہیں، کہ وہ عذاب دیں کسی ایک کو اپنی اطاعت کرنے کی بنا پر بھی، پھر کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾

(سورۃ ابراہیم: ۳۳)

"اور تمہاری خاطر سورج اور چاند کو اس طرح کام پر لگایا کہ وہ مسلسل سفر میں ہیں، اور تمہاری خاطر رات اور دن کو کام پر لگایا۔"

یعنی وہ دونوں سورج اور چاند ہمیشہ اُسکی فرمانبرداری میں ہیں، کیسے اپنے دونوں ان غلاموں کو جن کو اُس نے اپنی اطاعت کے لئے پیدا کیا تھا عذاب دے گا۔ اور پھر اُس نے اُن دونوں کی تعریف کی کہ وہ دونوں اُس کے فرمانبردار ہیں مطیع ہیں۔

پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما بار بار (بار بار واپس پلٹتے رہے) لوٹتے رہے، اور زمین سے ایک لکڑی پکڑی اور ایک گھنٹہ تک زمین کے اندر اُس کو مارتے رہے، پھر اپنا سر اٹھایا کہنے لگے: کیا میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چاند اور سورج کے بارے میں سنا تھا، اور اُن دونوں کی تخلیق کے آغاز کے بارے میں سنا تھا۔ ہم نے آپ سے کہا: کیوں نہیں اللہ آپ پر رحم فرمائے۔

پھر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو کامل بنایا اور اُس کی مخلوق میں سے آدم علیہ السلام کے علاوہ کوئی باقی نہ رہا، اس نے سورج کو اپنے عرش کے نور سے پیدا کیا۔

پھر پوری حدیث کو ذکر کیا جس کو عمر بن الصبح نے بیان کیا "المقاتل بن حیان" سے، اس نے عکرمہ سے، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، اس کے علاوہ کسی روایت کا ذکر نہیں کیا، اور ہمارے پاس جو متن آیا، اکثر وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ تھے، اور اس پر شہر بن حوشب کی مکمل حدیث نہیں آئی، جو حذیفہ سے بیان ہوئی، اور نہ وہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مکمل حدیث آئی جو اہلِ رد (یعنی مرتدین) کے قتال کے بارے میں تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اُن کے خلاف فتح دی اور اُن کے ساتھ اسلام[1] کے ستون کو مضبوط کر دیا۔

اس کتاب کے اردگرد ہمارے لئے ایک بیان ہوگا آنے والی کتاب الزیادات میں ہے حاشیہ ۱۳

عمارہ اوزاعی نے کہا: حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مسائل کے بارے میں، کیا اس شر کے بعد کوئی خیر ہوگی، تو اُس نے کہا جی ہاں اور اُس میں دھواں ہوگا، اور کہا: کیا ہے وہ دھواں؟ تو اُس نے کہا: ایسی قوم جو میری سنت کے علاوہ کسی اور چیز کی پیروی کریں گے، اور میرے رستے کے علاوہ کسی اور کا رستہ اختیار کریں گے وہ پہچانیں گے اُن میں سے اور کچھ وہ ہوں گے جو نہیں پہچانیں گے،

اوزاعی نے کہا: بہترین وہ جماعت ہوگی اور اُن کی ولایت میں وہ لوگ ہوں گے جن کی سیرت معروف ہوگی، اور اُن میں سے بعض ایسے بھی ہوں گے جن کی سیرت غیر معروف ہوگی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو اختیار نہیں دیا ہوگا، کہ جب تک وہ گمراہ ہوں اُن سے جنگ کریں۔

۲۸۶ / ۲: بیان کیا ہمیں یعقوب بن اسحاق بن زیاد ابو یوسف القلوسی[1] نے، اس نے کہا: خبر دی عبد الغفار بن عبید اللہ[2] الکریزی نے، اس نے کہا: خبر دی عبید اللہ بن عبد الاعلیٰ بن سعید نے، وہ یونس بن عبید سے، وہ الولید ابی بشر[3] سے، وہ جندب بن عبد اللہ البجلی سے، اس نے کہا: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے کہا:

"کیونکہ میں[4] جانتا ہوں کہ شہروں سے فلاں فلاں چیز مجھ سے آئی ہے، کیونکہ لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھلائی کے بارے میں پوچھتے تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بُرائی کے بارے میں سوال کرتا تھا تاکہ میں اُس برائی کو جان سکوں اور پھر اُس سے ڈرتا رہوں۔"[5]

۲۸۷ / ۳: بیان کیا ہمیں العباس بن محمد بن حاتم الدوری نے، اس نے کہا: خبر دی یعقوب بن ابراہیم بن سعد[6] الزھری نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے میرے باپ نے، وہ صالح بن کیسان سے، وہ ابن شہاب سے،

---

[1] الاصل میں "القلوینی" ہے جو کہ تصحیف ہے، وہ ابو یوسف المصری ہیں جو القلوسی کے نام سے مشہور ہیں، جس کا ترجمہ "تاریخ بغداد" ج ۱۴ ص ۲۸۶ رقم ۷۵۸۰ میں کیا گیا ہے۔

[2] اور الاصل میں "بن عبد" ہے اور یہ تصحیف ہے متن میں، اس کا ترجمہ "الجرح والتعدیل" ج ۶ ص ۵۴ میں کیا گیا ہے، اور اس نے کہا ہے کہ وہ ابن عبید اللہ بن عبد الاعلیٰ بن عبد اللہ بن عامر بن کریز ہے۔

[3] وہ الولید بن مسلم، ابو بشر العنبری، بصری ہے، آپ اس کا ترجمہ "الجرح والتعدیل" ج ۹ ص ۱۶ میں پائیں گے۔

[4] اسی طرح، اور ہوسکتا ہے کہ "لا احد" ہو۔

[5] اور اس جیسی روایت کی نعیم نے "الفتن" ج ۱ ص ۳۲ و ۳۴ تا ۳۶ میں متعدد طرق سے۔

[6] الاصل میں "سعید" ہے اور یہ تصحیف ہے جس کا ترجمہ "تاریخ بغداد" ج ۱۴ ص ۲۶۹ میں کیا گیا ہے۔

اس نے کہا: کہا ابوادریس عائذ اللہ[1] بن عبداللہ الخولانی نے، اس نے کہا: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرمارہے تھے:

"اللہ کی قسم! میں ہر فتنے کے لوگوں کو جانتا ہوں یہ میرے اور قیامت کے درمیان جو بھی ہوں گے اور وہ کیا ہے؟ جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بتایا اور اُسے میرے تک ہی محدود کردیتا، ایسا نہیں تھا بلکہ میرے علاوہ دوسروں کو بھی بیان فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مجلس میں لوگوں کو بیان کررہے تھے جس میں میں بھی تھا فتنوں کے بارے میں، کہ اُن کی تیاری کیسے کرنی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُن میں سے تین ایسے ہیں جو کچھ نہیں چھوڑیں گے، اُن میں سے موسم گرما کی ہواؤں کی طرح فتنے ہوں گے، اُن میں سے کچھ چھوٹے ہوں گے اور کچھ بڑے ہوں گے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: وہ گروہ میرے علاوہ سب کے سب چلے گئے۔"[2]

۲۸۸/۴: بیان کیا ہمیں میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی ہمیں محمد بن عبید الطنافسی نے، اس نے کہا: بیان کیا ہمیں الاعمش نے، وہ عدی بن ثابت سے، وہ زرّ بن حبیش سے، اس نے کہا: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میری خواہش تھی کاش کہ میں اُن سو لوگوں کو ملتا جن کے دل سونے کے تھے، پھر میں کھڑا ہوتا اُس پتھر پر تو میں اُن کو جب یہ حدیث بیان کی کہ پھر کوئی فتنہ اُس کے بعد[3] اُن کو نقصان نہیں دے گا کبھی کبھی، اور وہ میرے خلاف کسی قسم کی طاقت بھی نہیں رکھ سکیں گے۔"[4]

۲۸۹/۵: اور بیان کیا مجھے میرے دادا نے، اس نے کہا: اور بیان کیا ہمیں محمد بن عبید نے، اس نے کہا: خبر دی الاعمش نے، وہ عمارہ بن عمیر سے، وہ ابوعمار سے، اس نے کہا: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

[1] الاصل میں "عابد" ہے اور یہ تصحیف ہے، جس کا ترجمہ "تہذیب التھذیب" ج ۳ ص ۵۶ میں کیا گیا ہے۔

[2] روایت کیا اس کو نعیم نے "الفتن" ج ۱ ص ۲۸ حاشیہ ۳ میں، اپنی سند کے ساتھ ابن شہاب تک اس جیسی۔

[3] ہم نے اس کو اضافہ سے نقل کیا "الفتن" سے۔

[4] روایت کیا اس کو نعیم نے "الفتن" ج ۱ ص ۶۷ حاشیہ ۱۲۹ میں اپنی سند کی ساتھ، الاعمش تک اسی طرح، اور اس کے آخر میں اسی طرح ہے، پھر وہ چلا گیا میں نے اُن کو نہیں دیکھا نہ اُنہوں نے مجھے دیکھا۔

''بے شک فتنے دلوں پر پیش کیے جائیں گے کہ وہ کونسا دل جس کو میں پیوں، یعنی میں دیکھوں کہ اُس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ ہوگا، اور وہ کونسا دل ہوگا جو اس نقطہ کا انکار کرے گا اور اُس کے دل پر ایک سفید نقطہ پڑ جائے گا، پس تم میں سے جو یہ جاننا پسند کرے گا، کہ اُس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جائے، یا نہ پڑے، فتنے سے متاثر ہو یا نہ ہو، تو اُسے چاہئے کہ وہ دیکھے اگر اُس نے کوئی حلال چیز دیکھی جو اُس سے پہلے اُس نے حرام دیکھی تھی یا اُس نے کوئی حرام چیز دیکھی جسے اس سے پہلے اُسے حلال دیکھا تھا، تو چاہئے کہ اُس وقت فتنہ اُس کو پہنچ چکا ہے۔''[1]

۲۹۰/۶: بیان کیا مجھے ہارون بن علی بن الحکم نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن المؤمّل الضریر نے، اس نے کہا: خبر دی الیسع بن اسماعیل نے، اس نے کہا: خبر دی ہانیٔ بن المتوکّل نے، اس نے کہا: خبر دی عیسیٰ بن واقد نے (وہ اہلِ بصرہ میں سے ایک آدمی ہے) وہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں، وہ حضرت عبداللہ بن محمد رضی اللہ عنہما سے وہ میمون بن مہران سے، وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے اِس اُمت میں نبوت اور رحمت ہوگی، پھر خلافت اور رحمت ہوگی، پھر بادشاہت اور رحمت ہوگی، پھر ظلم اور جبر ہوگا، اور گدھوں کے پالنے کی طرح پرورش ہوگی، جب ایسا ہو تو تمہارے اوپر جہاد فرض ہے، تو تمہارے جہاد میں سے بہترین جہاد گھوڑوں کے ساتھ تیاری ہے۔

اور میری اُمت اُس دن پانچ طبقات میں تقسیم ہو جائے گی،

پہلا طبقہ[2] چالیس سال تک وہ میرا اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام کا اور اہلِ علم و ایمان کا ہوگا۔

اور دوسرا طبقہ: اَسّی سال تک وہ تقویٰ و پرہیزگاری والے لوگوں کا ہوگا۔

تیسرا طبقہ: ایک سو بیس سال تک ہوگا یہ ہمدردی اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ میل جول کا ہوگا۔

چوتھا طبقہ: ایک سو ساٹھ سال تک، یہ آپس میں ایک دوسرے کو قطع رحمی اور ایک

---

[1] روایت کیا اس کو نعیم نے ''الفتن''، ج ۱ ص ۶۷ حاشیہ ۱۳۰ میں اپنی سند کے ساتھ، الاعمش سے اس جیسی۔

[2] ہم نے اضافہ کیا اس کا سیاق کے قرینہ سے۔

دوسرے کی غیبت کرنے کا ہوگا۔
اور پانچواں طبقہ: دوسوسال تک، جس میں بھاگنا، ہنگامہ آرائی، فتنہ اور قتل وغارت ہوگی،
اور دوسو بیسویں سال میں اللہ تعالیٰ اُن پر سرخ آندھی مغرب کی طرف سے بھیجے گا، جس میں پیلے اور سرخ رنگ کے سانپ ہوں گے اور وہ ہوا میں ہوں گے اور اُن کے پَر بھی ہوں گے، علماء مرجائیں گے، یہاں تک کہ ایک آدمی کے بعد ایک آدمی باقی نہیں رہے گا۔
دوسو تیسویں سال میں، آسمان سے سفید اولوں کی بارش ہوگی، اور ایک تہائی کیڑے مکوڑے مرجائیں گے، اور ایک تہائی حیوان ختم ہوجائیں گے، اور ایک تہائی پرندے ختم ہوجائیں گے، دل سخت ہوجائیں گے، قطع رحمی عام ہوجائے گی، درختوں کو نقصان پہنچایا جائے گا، اور جو بھی اُن میں چیزیں ہوں گی،
دوسو چالیسویں سال میں، زمین میں سے دو تہائی پانی کم ہوجائے گا، دریائے فرات اور دریائے نیل منقطع کردیا جائے گا، یہاں تک کہ لوگ اُن دونوں کے کناروں پر چرائیں گے،
اور دوسو پچاسویں سال میں، سمندر غضبناک ہوجائے گا، اور دوایہ[1] بیماری عام ہوجائے گی، کوئی بھی وہاں سواری نہیں کرسکے گا،
اور دوسو ساٹھویں سال میں، دعوت دینے والے نکال دیئے جائیں گے۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ "الداعیہ" کیا ہے؟
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سمندر سے آدمیوں کی شکل میں ایک شیطان ہوگا اور اُن میں سے بہترین شکل وصورت میں جس کے اوپر سُرخی ہوگی، اور وہ سڑک کے کنارے بیٹھی ہوگی، اور اپنی طرف لوگوں کو بلائے گی، اور اُس کی اُس جگہ پر چالیس لوگ آئیں گے، یہاں تک کہ عورت اپنی چادر سے باہر نکلے گی، یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے محل سے باہر نکلے گی، تو مرد لوگ سڑک کے کنارے سے خود بخود ہٹ جائیں گے،
دوسو ستر سالوں میں، آسمان سے ایک منادی پکارے گا، تو زمین والے سنیں گے، جنات اور

---

[1] ابن منظور نے "لسان العرب" ج ۴ ص ۴۵۵ میں فرمایا: "دوی الماء" پانی لہروں کی شکل میں بلند ہوگیا، "الدوایہ" کی طرح، یعنی جس طرح پانی کی لہر بند ہو اور اس میں ہوا بھی ہو، "الاصمعی" کہتے ہیں: ایسا پانی جو لہر کے ساتھ بلند ہوجائے اور بلند ہونے والا بھی، جبکہ اس کو کوئی بیماری بھی لاحق ہوجائے، بالکل اسی طرح جب دودھ پیا جاتا ہے اس میں ہیجانی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔

انسانوں کی باقیات کا نصف مر جائے گا،

اور تین سو سال میں، مکہ میں صفا کے نیچے سے جانور نکلے گا، اور اصفہان کی یہودیہ سے دجال نکلے گا، اور عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، اور سورج مغرب سے طلوع ہوگا،

پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس سے آگے ہمارے بارے میں سوال نہ کرو۔"[1]

۲۹۱/۷: بیان کیا ہمیں ہارون بن علی نے، اس نے کہا: خبر دی ابراہیم بن سعید الجوہری نے سن ۲۴۲ کے بارے میں، اُس نے کہا: خبر دی سفیان نے القاسم بن مخیمرہ کی حدیث کی، وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ[2] سے بیان کرتے ہیں۔

آیئے! اب ہم اُس باب کا ذکر کریں گے جس پر ہم نے اِسے ختم کرنا ہے،

آگ کا خروج جو حجاز کی سرزمین سے بیت المقدس کی سرزمین تک نکلے گی لوگوں کے لئے، اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم اسے بیان کریں گے۔

[1] روایت کیا صدر الحدیث کو ابن حماد نے "الفتن" ج ۱ ص ۹۸ حاشیہ ۲۳۴ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے، اور حاشیہ ۲۳۳ تا ۲۳۶ مختلف طرق سے، اسی طرح۔...... اور روایت کیا اِس کو بھی ج ۲ ص ۷۰۱ حاشیہ ۱۹۷۸ میں اپنی سند کے ساتھ ضمرۃ بن حبیب سے۔

[2] اسی طرح، اور ہو سکتا ہے کہ سابق کی طرح ہو، یا وہاں اسقاط ہو۔

(۴۷)

سیاق المأثور فیما أثر فی خروج النار من الحجاز تسوق الناس إلی بیت المقدس

”حجاز سے نکلنے والی آگ کے بارے میں منقول روایات جب لوگ بیت المقدس کی طرف جائیں گے“

۲۹۲ /۱: بیان کیا ہمیں عبداللہ بن احمد بن محمد نے، اس نے کہا: خبر دی عقبہ بن مکرم ابومکرم الضّبی الکوفی نے، اس نے کہا: خبر دی ہمیں یونس بن بکیر نے، وہ ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع سے، وہ عبداللہ بن ابی بکر بن حرم سے، وہ ابی البداح بن عاصم بن عدی سے، وہ اپنے باپ سے، اس نے کہا:

”جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، آپ نے سیل[1] کے ایک پہاڑ والی قید کے بارے میں سوال کیا، میں بھی قبا میں اس وقت موجود تھا، جو کہ ایک وادی ہے اور میرے پاس سے دیہاتی لوگوں میں سے ایک آدمی گزرا، میں نے اُسے کہا: اے عبداللہ! تیرا خاندان کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں نے اُنہیں ”حبس سیل“ میں اتارا ہے، اور میں نے اپنے کپڑے اور اپنی تمام دوسری اشیاء اُٹھائیں، پھر میں اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گیا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: یہ ”حبس سیل“ والے ہیں (یعنی یہ اہل بیت میں سے ہیں)،

---

[1] زمخشری نے کہا: الحبس ضمہ کے ساتھ ہے اور یہ بنو قرۃ کا پہاڑ ہے، اس کے علاوہ اس نے کہا: الحبس بنی سلیم کے محلہ اور سوارقیہ کے درمیان ایک جگہ ہے، عبداللہ بن حبشی کی حدیث میں ہے آگ نکلے گی حبس سیل سے۔

ابوالفتح نصر نے کہا: ”حبس سیل“ ہے اور اس کو فتح کے ساتھ روایت کیا، کہ بنوسلیم کے دو محلوں میں سے ایک ہے اور وہ دونوں محلے ان دونوں کے درمیان میں ہے جن کا فاصلہ دو میلوں سے کم ہے، الاصمعی نے کہا: ”الحبس“ ایک پہاڑ ہے جو کہ اونچا ہے جو ”السلماء“ سے بھی بلند ہے، اگر وہ پلٹ جائے تو ان پر گر سکتا ہے، ”معجم البلدان“ ج ۲ ص ۲۱۳۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے کہا: یہاں سے اپنے گھر والوں کو نکال لے بے شک قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ اُس میں سے ایسی آگ نہ نکلنا شروع ہوجائے جو میری نظر میں اُونٹوں کی گردنوں کو روشن کردے،

ابراہیم بن اسماعیل نے کہا: خبر دی مجھے بنی سلیم کے بوڑھے لوگوں نے، بیشک وہ لوگ اس حبس کے بارے میں سنتے تھے جس سے گھوڑ سوار[1] بچ کر دوڑنے کی کوشش کرتے تھے۔

۲۹۳ / ۲: بیان کیا ہمیں علی بن سہل بن المغیرہ نے، اس نے کہا: خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے، اس نے کہا: خبر دی ہمیں عبدالحمید بن جعفر نے، وہ عیسیٰ بن علی بن الحکم[2] سے، وہ رافع بن بشیر السلمی[3] سے، وہ اپنے باپ سے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ہوسکتا ہے کہ آگ اِس طرح نکلے گی جو آہستہ آہستہ چلے گی، دن کے وقت چلے گی اور رات کو قیام کرے گی، صبح کے وقت چلے گی، شام کو چلے گی، کہا جائے گا اے لوگو! آگ صبح کے وقت چلے گی تو تم بھی چل پڑنا، اور آگ شام کو چلے گی تو تم بھی چل پڑنا، آگ کہے گی: اے لوگو! تو تم قیلولہ کرو، تم میں سے جس نے اُسے پایا[4] وہ اُسے کھا[5] جائے گی۔''

۲۹۴ / ۳: بیان کیا ہمیں یحییٰ بن عبدالباقی نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے ابوحنیفہ محمد بن احمد نے، اس نے کہا: خبر دی ہمیں ہشام بن عمار الدمشقی نے، اس نے کہا: خبر دی ہمیں یحییٰ[6] بن حمزہ نے، اس نے کہا: خبر دی ہمیں الاوزاعی نے، وہ حضرت نافع بن عمر رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''زمین کے بہترین لوگ ہجرت کریں گے، ہجرت کے بعد ہجرت، ابراہیم کے ہجرت کرنے کی جگہ کی طرف، یہاں تک کہ زمین میں کوئی باقی نہیں رہے گا، مگر زمین میں رہنے والی برائی، زمین اُسے کہے گی: رحمان کی روح اُسے رسوا کرے گی، اور آگ اُنہیں

---

[1] روایت کیا نعیم نے ''الفتن'' ج ۲ ص ۶۲۸ حاشیہ ۱۷۵۴ اور ص ۶۳۲ حاشیہ ۱۷۶۴ میں (اسی کی طرف)

[2] مستدرک الحاکم میں ہے ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہم۔

[3] اصل میں ''بشر'' ہے اس کا ترجمہ ''الجرح والتعدیل'' ج ۳ ص ۴۸۱ میں کیا گیا ہے اور ''اُسد الغابہ'' ج ۱ ص ۲۳۱ میں، اور حدیث کے لئے اس میں اشارہ ہے۔

[4] الاصل میں ''ادلتہ'' ہے یعنی اس نے اس کی طرف رہنمائی کی اور جو کچھ متن میں ہے وہ المستدرک حاکم سے ہے۔

[5] الحاکم نے ''المستدرک'' ج ۴ ص ۴۸۹ حاشیہ ۸۳۶۷ میں روایت کیا ہے اپنی سند کے ساتھ عبدالحمید بن جعفر تک اس جیسی۔

[6] اس کے بعد زیادہ کیا ہے الاصل میں ''حسر بن یحییٰ'' کا اور وہ نسخہ جات کے اضافہ جات میں سے ہے۔

بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جمع کرے گی، وہ اُن کے ساتھ وہیں راتیں گزاریں گے، جہاں وہ سوتے ہیں وہاں یہ سوئیں گے اور یہ اُن کے ساتھ قیلولہ بھی کریں گے، جہاں وہ قیلولہ کرتے ہیں، اُن کے پاس جو کچھ بھی ہوگا اُن سے گر جائے گا، اور وہ پروان چڑھیں گے، اپنی زبان سے قرآن تو پڑھیں گے مگر اُن کی زبانوں کے اوپر سے وہ گزر جائے گا۔"
پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "جب بھی کوئی سینگ نکلے گا تو اُسے بیس سے زیادہ مرتبہ کاٹا جائے گا یہاں تک کہ دجال اُن کے بازوؤں میں ظاہر ہو جائے گا۔"[1]

۲۹۵/۴: بیان کیا ہمیں العباس بن حاتم نے، اس نے کہا: خبر دی عفان نے، اس نے کہا: خبر دی وھب[2] بن خالد نے، اس نے کہا: خبر دی عبداللہ بن طاووس نے، وہ اپنے باپ سے، وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لوگ اکٹھے ہوں گے تین طریقوں پر، رضامندی کی حالت میں، رضامندی اختیار کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے، اور دو ایک اونٹ پر اور تین ایک اونٹ پر، دس ایک اونٹ پر، اور باقی آگ پر[3]۔ اور اُن کے ساتھ وہ رہیں گے جہاں وہ آرام کریں گے، اُن کے ساتھ راتیں گزاریں گے جہاں وہ رات گزاریں گے، اُن کے ساتھ صبح کریں گے جہاں وہ صبح کریں گے، اُن کے ساتھ شام کریں گے جہاں وہ شام کریں گے۔"[4]

۲۹۶/۵: خبر دی ہمیں محمد بن القاسم ابو القاسم القطیعی[5] نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن عزیز الایلی[6]، اس

---

[1] نعیم نے "الفتن" ج ۲ ص ۶۲۷ حاشیہ ۱۷۴۸ میں روایت کیا اپنی سند کے ساتھ شہر بن حوشب تک وہ عبداللہ بن عمرو سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول تک کہ اس کے لئے جو کچھ بھی ہوگا گر جائے گا ان سے، اور اس میں "کہ اللہ کی ذات ان سے نفرت کرے گی بجائے اس کے کہ اللہ کی ذات ان کو ذلیل کرے" ص ۶۳۲ حاشیہ ۱۷۶۵ اور حاشیہ ۱۷۶۷ میں دونوں میں اس جیسی روایت ہے، اور حاکم نے "المستدرک" ج ۴ ص ۵۳۳ حاشیہ ۸۴۹۷ اپنی سند کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اس جیسی روایت کی ہے، اختلاف کے ساتھ ضمن حدیث کے الفاظ میں۔

[2] الاصل میں "وھب" ہے جو تصحیف ہے جس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

[3] مسلم کی روایت ہے میں "تین اونٹ پر، اور چار اونٹ پر، اور دس اونٹ پر، اور ان کے باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی۔

[4] مسلم نے اس کو اپنی "صحیحہ" ج ۱۷ ص ۱۹۴ میں روایت کیا ہے اپنی سند کے ساتھ وھیب تک اس جیسی، اور اسی سے ہے "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۳۵۹۔

[5] اسی طرح

[6] الاصل میں "الابلی" ہے اور یہ تصحیف ہے، جس کا ترجمہ "الجرح والتعدیل" ج ۸ ص ۵۲ رقم ۲۴۰ میں کیا گیا ہے۔

نے کہا: خبر دی سلامہ بن روح نے، وہ عقیل بن خالد سے، وہ ابن شہاب سے، خبر دی اُس کو سعید بن المسیب نے، اس کو خبر دی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ حجاز کی سرزمین سے آگ نکلے گی، لوگوں کو اکٹھا کرے گی، اور اُس آگ کی روشنی سے اونٹوں کی گردنیں بصرہ کے اندر بھی روشن ہو جائیں گی۔''[1]

اب ہم اس خبر کا تذکرہ کریں گے جو اُن دو آدمیوں کے تذکرے کے ساتھ آئی ہیں، جو لوگوں میں سے سب سے آخر میں جمع ہوں گے اور وہ دونوں ایک درجہ میں ہوں گے، اس باب میں یہ لکھا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق اور تائید کے ساتھ جو کچھ ہمارے پاس ہے لکھ دیا گیا ہے۔

روایت کیا اس کا الحکم نے ''المستدرک'' ج ۴ ص ۴۹۰ حاشیہ ۸۳۶۹ میں اپنی سند کے ساتھ عقیل تک، اس جیسی

(۴۸)

سیاق الخبر الآتی بذکر الرجلین المزنیین، وأنّهما آخر المحشورین

''مزنی قبیلے کے دو آدمیوں کے ذکر کے ساتھ آنے والی خبر کا بیان اور وہ دونوں آخر میں اکٹھے ہونے والوں میں سے ہوں گے''

۲۹۷/۱: خبر ابو موسیٰ محمد بن ہارون الزرقی نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن عبد الاعلیٰ نے، اس نے کہا: خبر دی ہمیں ابن وھب نے، اس نے کہا: خبر دی اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ نے، وہ معبد بن خالد سے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے ابو سریحہ الغفاری نے، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں، بے شک انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''سب سے آخر میں جمع ہونے والے مزینہ کے دو آدمی ہوں گے، جو ایک پہاڑ سے آئیں گے بالکل اُسی طرح جیسے وہ کسی دیوار کے پاس سے آ رہے ہوں، یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نشانات پر پہنچ جائیں گے اور وہ زمین اور درندوں کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ وہ شہر میں پہنچ جائیں گے، جب وہ شہر کے سب سے نیچے حصے تک پہنچ جائیں گے تو کہیں گے وہ لوگوں کو نہیں دیکھ رہے (لوگ کہاں ہیں؟)

وہ دونوں میں سے ایک کہے گا: لوگ اپنے گھروں میں ہوں گے، پھر وہ گھروں میں داخل ہو جائیں گے، تو وہاں بھی کوئی نہیں ہوگا، تو وہ کیا دیکھیں گے کہ وہ لومڑی کے بستر پر ہوں گے اور کانٹوں کے بستر پر ہوں گے!!

وہ کہیں گے: لوگ کہاں ہیں؟ ان دونوں میں سے ایک کہے گا: لوگ مسجد میں ہوں گے، تو وہ دونوں مسجد کی طرف آئیں گے لیکن وہاں بھی کسی ایک کو نہیں دیکھیں گے۔

پھر وہ دونوں کہیں گے: لوگ کہاں ہیں؟ تو اُن دونوں میں سے ایک کہے گا: کہ میں نے اُن کو بازار میں دیکھا تھا، اور بازاروں نے ان کو مشغول کر رکھا ہے تو وہ دونوں نکلیں گے یہاں تک کہ وہاں بھی کسی کو نہ پائیں گے۔

تو وہ چلیں گے یہاں تک کہ وہ تہہ تک پہنچ جائیں گے، لیکن وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ دو فرشتے ہوں گے اور وہ اُن کے پاؤں پکڑ کر میدان محشر کی طرف گھسیٹ کر لے جائیں گے، اور وہ حشر میں جمع ہونے والے لوگوں میں سے سب سے آخری ہوں گے۔''[1]

اس حدیث کے ساتھ ہم نے اس کتاب کو ختم کیا اور یہ آنے والی اس کی احادیث ''الملاحم'' کے بارے میں ہے، اور وہ کتاب جو اس سے پہلے تھی وہ ''الفتن'' کے بارے تھی اور ہم نے ان دونوں کو اکٹھا کر دیا تاکہ کوئی طلب کرنے والا ان دونوں موضوعات کی ملتی جلتی اخبار اور احادیث کی طلب کرے اور اُس کو ایک ہی نسخہ میں سب کچھ مل جائے۔ ہم نے اس کتاب میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جس میں ہم نے زیادات کے نام سے ایک منفرد موضوع پہ روایات کو اکٹھا کیا۔

آیئے! ہم اس کا ذکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔

---

[1] روایت کیا اس کو نعیم نے ''الفتن'' ج ۲ ص ۶۲۹ رقم ۱۷۵۶ اپنی سند کے ساتھ ابن وہب تک، اس جیسی اور حاشیہ ۱۷۵۷ اس کی طرف۔

کتاب الزیادات فی کتاب الفتن والملاحم الطارقات

”آنے والے فتنے اور ملاحم (جنگوں) کے بارے میں

کتاب الزیادات“

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ پہلی کتاب ہے جس کا نام ”الزیادات فی کتاب الفتن والملاحم الطارقات“ ہے۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو اپنی تعریف میں یکتا ہے، جو بڑائی اور بزرگی کا مالک ہے، وہ ایسی حمد کا مالک ہے جو تمام ظاہری اور باطنی ڈھانچوں کو ہلا دیتی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت فرمائے اور اُس کی آل پر اور اُس کے تمام ولیوں پر اور یہ وہ نبی ہے جو تمام رسولوں اور انبیاء علیہم السلام سے اعلیٰ وارفع ہے۔

حمد وثناء کے بعد، اللہ تعالیٰ آپ کو جلدی نازل ہونے والی برائیوں سے محفوظ رکھے اور سلامت رکھے اور تمام قسم کی برائیوں اور تنبیہات سے بھی اپنی حفاظت میں رکھے، کیونکہ میں نے اپنی دو کتابوں کو شامل کیا ہے، جن میں سے ایک میں فتنہ کے واقع ہونے کی خبر ہے اور دوسری مندرجہ ذیل اثرات کے ساتھ منفرد ہے۔ یہ کتاب جو میں نے اضافہ کے ساتھ جمع کی تھی اور اِس وقت ہاتھوں میں جو کچھ حاصل ہوا ہے اُس کے مطابق میں نے اُسے خبروں سے شامل کیا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو فتنوں اور جنگ وجدل سے محفوظ رکھے، اور جو بُرائی اور گناہ کے حصول کی طرف منسوب کیا گیا ہو اُسے بھی محفوظ رکھے، کیونکہ وہ سب سے زیادہ عزت والا ہے اب ہم ابتداء کریں گے اُس کی جس کا لکھنا آنے والی اخبار میں میسر ہوگا، اور اُس میں فتنوں کی نوعیت کا بھی تذکرہ ہوگا، ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں ان تمام فتنوں سے اور اِس قسم کی تمام محنتوں اور مشکلات سے۔

۲۹۵/۱: بیان کیا مجھے میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی وھب بن جریر بن حازم ابوالعباس الازدی البصری نے، اس نے کہا: خبر دی شعبہ بن الحجاج العتکی نے، وہ الاعمش سے، وہ ابی وائل سے، وہ حذیفہ بن

الیمان رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
"کون ہے تم میں سے جو ہم سے حدیث کو بیان کرتا ہے یا اُسے یاد ہے کہ جو اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فتنوں کے بارے میں ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا۔ اس نے کہا: میں نے کہا: میں ہوں۔

پھر اُس نے کہا: بے شک تُو آزاد ہے، تو تم نے اُسے کیا کہتے ہوئے سنا؟ اس نے کہا: میں نے کہا میں نے اُسے کہتے ہوئے سنا:

آدمی کی آزمائش، اس کے خاندان، اس کی اولاد، اس کے پڑوسی اور اُس کے مال میں ہوتی ہے، اور جس سے نماز اور صدقہ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر آزمائش کو مٹا دیتے ہیں یعنی یہ چیزیں کفارہ بن جاتی ہیں۔

اس نے کہا: میں یہ نہیں چاہتا، بلکہ میں وہ چاہتا ہوں جو سمندر کی لہروں کو لہرائے،

اس نے کہا: میں نے کہا ہے اے امیر المؤمنین! اس پر آپ پر کوئی حرج نہیں، کیونکہ آپ کے اور اُس کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ فرمایا: کیا وہ دروازہ توڑا جائے یا کھولا جائے، اس نے کہا: میں نے کہا نہیں، بلکہ توڑا جائے۔

پھر اُس نے کہا: اس کا زیادہ امکان ہے کہ اس دروازے کو ہمیشہ کے لئے بند کیا جائے گا۔

ابو وائل نے کہا: ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا وہ جانتے تھے اس دروازے کو؟ [1]

اس نے کہا: جی ہاں! جیسا کہ وہ جانتا تھا، کہ کل رات یا وہ جو رات آنے والی ہے[2]۔ اُسے ایک حدیث سنائی جس میں غلطیاں نہیں تھیں۔

اس نے کہا: تو ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اس دروازے کے بارے میں سوال کریں، اُس نے کہا: ہم نے حکم دیا کہ ایک چوری کرنے والے کو کہ وہ اِس سے پوچھے۔

اس نے اس سے پوچھا: اس نے کہا: یہ دروازہ عمر بن الخطاب ہے[3]۔

۲۹۹/۲: بیان کیا ہمیں ابوبکر احمد بن زہیر ابو خیثمہ النسائی نے، اس نے کہا: بیان کیا ہمیں محمد بن سعید

---

[1] "فتن" میں نعیم ہے: "تو کیا جانتے ہیں عمر اس بارے میں۔"
[2] نعیم کے "فتن" سے اور اصل میں ہے "انہ" "بے شک وہ"۔
[3] روایت کیا اسکو نعیم نے "الفتن" ج ۱ ص ۴۴ حاشیہ ۶۰ اپنی سند میں الاعمش تک اس جیسی۔

الاصبہانی نے، اس نے کہا: خبر دی شریک نے، وہ منصور بن المعتمر نے، وہ حصین بن عبدالرحمٰن سے، وہ ابو مالک الاشجعی تینوں سے، وہ ربعی بن حراش سے، وہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا: ہمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا:

''تم میں سے کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنہ کے بارے میں کچھ سنا ہے میں نے کہا: میں ہوں۔ تو اُس نے کہا: بیشک تم، آزاد کرنے کے لئے ہو۔

اس نے کہا: پھر میں نے کہا: شاید کہ تم آدمی کی آزمائش اس کے اہل وعیال، مال، نفس اور اُس کے پڑوسی کے بارے میں لیتے ہو، اور اِس کا کفارہ نماز، روزہ، صدقہ، نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا ہے؟

اس نے کہا: نہیں، وہ لہریں سمندر کی لہروں کی طرح ہیں۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس سے کہا: تمہارے اور اُس کے درمیان ایک بند دروازہ ہے اور اس نے پوری حدیث ذکر کی۔''[1]

۳۰۰/۳: بیان کیا ہم سے میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی ابو النضر ہاشم بن القاسم نے، اس نے کہا: خبر دی شریک نے، وہ الاعمش سے، وہ منذر الثوری سے، وہ ابی القاسم محمد ابن الحنفیہ بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے، کہ انہوں نے کہا: پانچ فتنے ہوں گے:

''عام فتنہ، خاص فتنہ، تاریک فتنہ، جس میں لوگ درندوں کی طرح ہوں گے، نہ چوتھے فتنے کا ذکر کیا اور نہ پانچویں کا ذکر کیا۔''[2]

۳۰۱/۴: بیان کیا ہمیں میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی ابو النضر نے، اس نے کہا: خبر دی شریک نے، وہ علی بن عبداللہ الغطفانی سے، وہ اُس آدمی سے جس نے اُس کا نام رکھا، میرا خیال ہے زید بن وہب سے، وہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا:

---

[1] روایت کیا اس کو نعیم نے ''الفتن'' ج ۱ ص ۴۶ حاسیہ ۶۵ میں اپنی سند کے ساتھ ابو مالک الاشجعی تک اس جیسی۔

[2] روایت کیا نعیم نے ''الفتن'' ج ۱ ص ۵۲ حاشیہ ۷۷ اپنی سند کے ساتھ الاعمش تک، وہ منذر الثوری سے وہ عاصم بن ضمرہ سے وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا: آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس اُمت میں پانچ فتنے پیدا کرے گا، عام فتنہ، پھر خاص فتنہ، پھر عام فتنہ، پھر خاص فتنہ پھر سیاہ تاریک فتنہ، جس میں لوگ حیوانوں کی طرح ہوں گے، پھر کمزوری ہوگی، پھر گمراہی کی طرف بلانے والے، اگر کوئی باقی رہا اللہ تعالیٰ کے لئے اس دن تو خلیفہ ہوگا پس تم اُسے لازم پکڑنا۔

”فتنے تین ہوں گے، ایک فتنہ اسکے بعد توبہ اور ایک جماعت ہوگی، اور ایک فتنہ اس کے بعد توبہ اور ایک جماعت ہوگی، ایک فتنہ اس کے بعد جماعت ہوگی، لیکن توبہ کا اس میں ذکر نہیں کیا۔“ [1]

۵/۳۰۲: بیان کیا ہمیں جعفر بن محمد بن شاکر نے، اس نے کہا: خبر دی سعید بن سلیمان نے، اس نے کہا: خبر دی ابو عقیل نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے یعقوب بن سلمہ نے، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”ایک ایسا فتنہ آنے والا ہے جس سے صرف اللہ تعالیٰ ہی بچا سکتے ہیں، یا دعا بچا سکتی ہے، یا وہ دعا جس کی ایک جماعت دعا کرے۔“ [2]

۶/۳۰۳: بیان کیا ہمیں العباس بن محمد الدوری نے، اس نے کہا: خبر دی ابو نعیم نے، اس نے کہا: خبر دی المبارک نے، وہ الحسن سے، وہ جندب سے، اس نے کہا مجھے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے کہا:

”کیسے ہوں گے آپ نجات کی طرف لے جانے والے یا کیسے ہوں گے جو نجات دلا سکیں یا اپنے پیروکاروں کو ہلاک کر سکیں؟“

۷/۳۰۴: بیان کیا ہمیں میرے دادا نے، اس نے کہا: خبر دی ابو النضر نے، اس نے کہا: خبر دی شریک نے، وہ عثمان بن عمیر ابی الیقظان سے، وہ ذاذان سے، وہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے، اس نے کہا:

تمہارا کیا حال ہوگا اگر تم میں سے کوئی اپنے تابوت سے اپنے باغ [3] کی طرف نکلے، پھر اپنے گھر والوں کو ڈھونڈتا ہوا نکلے، تو وہ بندر بن جائے، پھر وہ وہاں سے بھاگ جائے یعنی

---

[1] روایت کیا اس کو نعیم نے ”الفتن“ ج ۱ ص ۵۲ حاشیہ ۷۹ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ تک، اس جیسی۔

[2] نکالا اس کو ”کنز العمال“ ج ۱۱ ص ۱۵۳ حاشیہ ۳۱۰۰۶ میں البیہقی سے اور الحاکم سے اپنی تاریخ میں۔

میں کہتا ہوں: روایت کیا الشیخ الصدوق نے کمال الدین میں اپنی سند کے ساتھ مولانا امام الصادق رحمہ اللہ کے بارے میں اس نے کہا: عنقریب تمہیں شبہات پہنچیں گے، پھر تم بغیر علم کے باقی رہو گے، جو بھی دیکھو گے اور نہ کوئی امام ہوگا، جو مہدی ہو، نہیں اس سے نجات حاصل کرے گا مگر وہ جس نے دعائے غریق کے ساتھ دعا مانگی ہوگی۔ میں نے کہا: دعاء الغریق کیا ہوتی ہے؟ اُس نے کہا: تمہارا اس طرح کہنا: یا اللہ یا رحمٰن، یا رحیم، یا کریم، یا مقلب القلوب، ثبت قلبی علی دینک، ”اے اللہ، اے مہربان، اے نہایت رحم کرنے والے، اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔“ ”البحار“ ج ۵۲ ص ۱۴۸ حاشیہ ۷۳ میں۔

[3] الحش: یعنی باغ

اپنے خاندان سے۔"[1]

۸/۳۰۵: بیان کیا مجھے ہارون بن الحکم نے، اس نے کہا: خبر دی سوار بن عبداللہ القاضی نے، اس نے کہا: خبر دی المعمر بن سلیمان نے، وہ لیث بن ابی سلیم سے، وہ مجاہد سے، وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کہتے ہیں:

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ (سورۃ توبہ: ۳۳)

"تا کہ اُس کو غالب کر دے تمام ادیان پر۔"

اس نے کہا: نہیں ہوگا یہ یہاں تک کہ نہ کوئی یہودی، نہ عیسائی، نہ کسی اور دین والا باقی رہے گا سوائے اسلام کے، یہاں تک کہ بکری بھیڑیے سے امن میں ہو جائے گی، اور گائے شیر سے، اور انسان سانپ سے، اور نہ کوئی چوہیا کسی چیز کو کاٹے گی اور یہاں تک کہ جزیہ یعنی ٹیکس ختم کر دیا جائے گا، اور صلیب توڑ دی جائے گی، اور خنزیر کو قتل کر دیا جائے گا، یہی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان:

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ (سورۃ توبہ: ۳۳)

"تا کہ اُسے ہر دوسرے دین پر غالب کر دے، چاہے مشرک لوگوں کو کتنی ہی ناپسند ہو۔"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚ (سورۃ محمد: ۴)

"یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار پھینک کر ختم ہو جائے۔"

مجاہد نے کہا: یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا وقت ہوگا۔[2]

۹/۳۰۶: بیان کیا ہمیں میرے دادا نے، خبر دی یونس بن محمد نے، اس نے کہا: خبر دی حماد بن سلمہ سے، وہ ابی التیاح یزید بن حمید الضبعی سے، وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ

"وہ بیت المقدس آئے، اُس وقت اُن کے سردار ابو العوام تھے، انہوں نے کہا: ہم نے کہا: اے ابو العوام! ہم تو اِس مسجد میں نماز پڑھنے آئے تھے، نہ کہ تجارت کے لئے، تو بتاؤ ہمیں وہ نماز کیسے پڑھتے تھے؟

---

[1] نکالا اس کو "کنز العمال" ج ۱۱ ص ۲۳۱ حاشیہ ۳۱۳۴۲ میں مصنف ابن ابی شیبہ سے۔

[2] وارد کیا اس کو "الدر المنثور" ج ۳ ص ۲۳۱ میں امام بیہقی سے اس کی سنن میں، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے۔

اس نے ہمیں ایک چیز کے بارے میں بتایا، جو کعب نے آپ کے سپرد کیا تھا، آپ نے فرمایا: تم کون ہو؟ ہم نے کہا: اہلِ عراق میں سے،

پھر اُس نے کہا: تم جھوٹ بولتے ہو، اور بہت زیادہ باتیں کرنے والے لوگ ہو، پھر وہ ایک گھنٹہ تک خاموش رہا، وہ کچھ نہ بولا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ کلام ہی نہیں کرے گا، پھر اُس نے کہا: میں نے کعب کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ عرب کے لوگ اپنے نبی کی وفات کے ۲۵ سال بعد اس طرح ہوں گے جس طرح چکی چلتی ہے۔

پھر تم فتنے تلاش کرو گے جن میں قتل و غارت ہوگی لہٰذا اسمیں اپنے آپ کو کنٹرول کرو، اپنے آپ کو کنٹرول کرنا اور اپنے ہتھیار کو بھی بند کر کے رکھنا اور فتنہ ختم ہونے تک ان سے الگ رہنا۔

پھر سکون ہوگا، یہاں تک کہ لوگ جھنڈوں کی طرح آپس میں برابر ہوں گے۔

پھر فتنے ہوں گے، جس کو میں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پاتا ہوں، کہ وہ سیاہ فتنے ہوں گے، ہر بڑی چیز نرم ہو جائے گی یعنی تکبر، تو اُس وقت بھی اپنے نفس اور ہتھیاروں کو روک کے رکھنا اور اِن سے پھر کے رہنا، اگر تمہیں کچھ نہیں ملے گا سوائے بچھو کے سوراخ کے تو پھر تم اُس سے کامیاب ہو جاؤ گے۔"

۱۰/۳۰۷: خبر دی علی بن داؤد القنطری نے، اس نے کہا: خبر دی عبداللہ بن صالح کاتب اللیث نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے اللیث بن سعد نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے سلیمان بن زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام نے، وہ مصعب بن عبداللہ بن ابی امیہ سے بیان کرتے ہیں، اس نے کہا: خبر دی مجھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا:

"لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اُس میں سچے کو جھوٹ سمجھا جائے گا، اور جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا۔ امانت دار کو خائن سمجھا جائے گا اور خائن کو امانت دار سمجھا جائے گا، اور آدمی گواہی دے گا اگر چہ وہ گواہ بھی ہو یا نہ ہو، اور ایک آدمی قسم اٹھائے گا چاہے وہ قسم اٹھانے کے قابل بھی نہ ہو، اور وہ دنیا کا سب سے خوش نصیب شخص سمجھا جائے گا، اس کا نام لکع بن لکع ہے، وہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لائے گا۔"[1]

---

[1] نکالا اس کو "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۲۲۱ حاشیہ ۳۸۴۷۵ میں امام الطبرانی سے۔

۳۰۸/۱۱: بیان کیا مجھے محمد بن حماد بن ماہان ابو جعفر الدباغ نے، اس نے کہا: خبر دی ابو الربیع سلیمان بن داوٗد الزھرانی نے، اس نے کہا: خبر دی اسماعیل بن عیاش الحمصی نے، اس نے کہا: خبر دی شرحبیل بن معشر نے، اس نے کہا: میں فضالہ بن عبید الانصاری رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا:

"کیا حال ہوگا تمہارا اُس وقت جب خوبصورت[1] لوگ منبروں پر بیٹھیں گے اور اپنی خواہشات پوری کریں گے، اور غصے سے مارے جائیں گے۔"[2]

۳۰۹/۱۲: بیان کیا ہمیں العباس بن محمد الدوری نے، اس نے کہا: خبر دی محرم بن بشر العبدی نے، اور یحییٰ بن آدم نے، وہ تمام مالک بن مغول سے بیان کرتے ہیں، وہ الزبیر بن عدی سے، وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے کہا:

"لوگوں پر کوئی وقت ایسا نہیں آئے گا مگر یہ کہ وہ بدتر ہوگا اُس سے جو اُس سے پہلے تھا۔
میں نے یہ تمہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔"

۳۱۰/۱۳: خبر دی یحییٰ بن عبد الباقی نے، اس نے کہا: بیان کیا مجھے العباس بن الولید العذری نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے میرے باپ نے، اس نے کہا: خبر دی الاوزاعی نے، وہ حسان بن عطیہ سے، وہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا:

"لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھلائی کے بارے میں سوال کرتے تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بُرائی کے بارے میں اِس ڈر سے سوال کرتا تھا کہیں وہ میرے اوپر آ نہ جائے۔ تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم اسلام[3] میں نئے نئے آئے ہیں اور ہم جاہلیت والے لوگوں میں سے ہیں، اور گمراہی اور شر کے لوگوں میں سے ہیں، بے شک اللہ عزّ وجل نے ہمیں اسلام سے مشرف کر دیا اور یہ بھلائی عطا فرمائی تو کیا خیر کے بعد بھی شر ہے؟
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جی ہاں! میں نے کہا: کیا اس شر کے بعد خیر بھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] الاصل میں "الحملان" ہے اس نے النہایہ میں کہا: "الجملاء" یعنی خوبصورت مخلوق، گویا کہ یہ جمیل کی جمع ہے اور جمیل سے مراد پگھلی ہوئی چیز ہوتی ہے۔

[2] ذکر کیا اس کو "النہایہ" ج ۱ ص ۲۹۸ میں فضالہ سے اس طرح۔

[3] ہم نے شامل کیا اس کو سیاق وسباق میں اور الاصل میں ہے: "ہم دور جاہلیت میں نئے نئے تھے" نعیم کی روایت میں ہے: "بے شک ہم جاہل اور برے لوگ تھے"۔

نے فرمایا، ہاں! اُس میں دھواں ہوگا۔

میں نے کہا: اُس کا دھواں کیا ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ میری سنت کے بغیر پیروی کریں گے، میری ہدایت کے بغیر ہدایت پائیں گے یعنی میرے رستے کے بغیر کوئی اور رستہ اختیار کریں گے، ان میں سے ایک معروف اور ایک منکر ہوگا یعنی اُن میں سے کچھ امر بالمعروف پر عمل کریں گے اور کچھ نہی عن المنکر پر عمل کریں گے۔

میں نے کہا: کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگی؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے، اور جو لوگ اُن کی بات قبول کریں گے، گویا کہ وہ اُنہیں جہنم میں پھینک رہے ہیں۔

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں اُن لوگوں کی خوبیاں بیان کیجئے،

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ ہماری جلدوں[1] میں سے ہوں گے، اور وہ ہماری زبان بولنے والے ہوں گے۔

میں نے کہا: اگر میں اس زمانے کو پاؤں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کی جماعت اور اُس کے امام کو لازم پکڑ لینا۔

میں نے کہا: اگر اُن کی جماعت یا امام نہ ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اِن فرقوں سے الگ ہو جانا خواہ تمہیں درخت کی جڑ پکڑ کر ہی گزارا کرنا پڑے یہاں تک کہ تم پر موت آجائے اور آپ اِسی طرح ہوں۔[2]

ابو العباس الولید بن یزید نے کہا: اُس نے الاوزاعی سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تفسیر کے بارے میں پوچھا، جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس شر یعنی برائی کے بارے میں پوچھ رہے تھے کہ جو میرے بعد ہوگی اور میں اُس وقت موجود ہوں گا، تو ''الاوزاعی'' نے کہا: ہاں ہاں، یہ وہی ارتداد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہوا، اور عرب کے قبائل

---

[1] الاصل میں ''جادّتنا'' یعنی ہمارے خوبصورت، یہ تصحیف واضح ہے۔

[2] روایت کیا اس کو نعیم نے ''الفتن'' ج ۱ ص ۳۵ حاشیہ ۲۹ و ۳۰ میں روایت کیا دو طرق سے (اس طرح کے) اور اسی سے ''کنز العمال'' ج ۱۱ ص ۲۱۸ حاشیہ ۳۱۲۹۲، اور نکالا اس کو ''کنز العمال'' ج ۱۴ ص ۶۰۱ حاشیہ ۳۹۶۸۸، ابن ابی شیبہ اور ابن عساکر سے۔

میں سے جو بھی کافر ہوئے اور انہوں نے گمان کیا کہ اسلام کی چسکی یعنی اسلام کا دور زائل ہو چکا ہے اور کفر کے حوالے سے جو بھی اُن کے جی میں تھا وہ غالب آ گیا ہے، جب یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو آپ نے مہاجرین اور انصار کو بلایا، اور کہا: کون ہے جو مرتدین کے قتال تک ایمان میں ثابت قدم رہے؟ انہوں نے آپ کو جواب دیا: اور اُس پر اُن میں سے کسی دو نے بھی اختلاف نہیں کیا، چنانچہ اُن کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو بھی کہا، نہیں چھوڑا قوم نے اللہ تعالیٰ کے رستے میں قتال کرنے کو، مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کو کافروں کے مقابلے میں خوب جہاد کرنے کی طاقت دی۔

اور تمہارے درمیان کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو تمہیں قتال کرنے کے سوا ایسی چیز ہو جسے تم پڑھتے ہو، اس عنایت کی شکل میں سوائے اِس کے کہ اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بارے میں بہت کچھ نازل کیا۔ اپنے نفس کو لازم پکڑو، کوئی تم کو نقصان نہیں دے سکے گا، اور جس کو ہدایت مل جائے تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ اوزاعی نے کہا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوپر کسی دو نے بھی اختلاف نہیں کیا۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ وہ نکلیں گے[2]، یہاں تک کہ وہ میرے شہر میں نازل ہوں گے، جس کا نام طیبہ ہے اور یہ مسلمانوں کا بہترین ٹھکانہ ہے، پھر وہ لکھیں گے اُن کی طرف عرب لوگوں میں سے، اِس طرح پہنچے گا اُن کا لکھا ہوا، پھر وہ اُن کو جواب دیں گے یہاں تک کہ اُن پر مدینہ تنگ آ جائے گا، پھر وہ نکلیں گے اکٹھے ہو کر، مضبوط ہو کر، پھر وہ اپنے امام کی بیعت کریں گے موت پر، اور اللہ تعالیٰ اُن کے لئے فتح دے گا۔

پھر وہ توڑیں گے اُن کی تلواروں کے پرتلوں (میان) کو، پھر صاحب روم کہے گا: بے شک قوم اس سرزمین کے لئے مر چکے ہیں، اور وہ تمہارے پاس آئے ہیں، لیکن وہ زندہ حالت

---

[1] اسی طرح، اور امام اوزاعی نے حدیث کے بیان کرنے میں وہم کیا ہے، جبکہ قرآن کریم اس کے بارے میں سبقت لے گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے اس قول میں: اَفَاۡئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰۤى اَعۡقَابِكُمۡ (سورۃ آل عمران: ۱۴۴) ترجمہ: "بھلا اگر اُن کا انتقال ہو جائے یا انہیں قتل کر دیا جائے تو کیا تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے"...... فریقین کی تفاسیر اس کے بیان اور اس کی شرح میں واضح ہیں۔

[2] یہ ٹکڑا اصل میں آنے والے قول کے بعد آتا ہے، تو وہ اس کے والدین کے ساتھ اپنی شکل بنائیں گے اور جو بھی ہم نے ثابت کیا اس کو جیسا کہ نعیم کے فتن میں ہے۔

میں واپس لوٹیں گے نہیں، لیکن میں اُن کی طرف لکھ رہا ہوں کہ وہ میری طرف عجمی لوگوں کو بھیجیں، اور یہ زمین اُن کے لئے خالی کر دیں، بے شک ہمارے لئے اُس زمین کے بارے میں کوئی ضرورت نہیں، اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو ہم بھی ایسا کریں گے، اگر وہ انکار کریں گے تو ہم اُن کے ساتھ قتال کریں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور اُن کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔

جب اُن کا حکم مسلمانوں کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کہا:
عجمیوں میں سے جو ہمارے پاس ہیں اور وہ چاہتا ہے کہ وہ رومیوں کے پاس چلا جائے تو وہ چلا جائے۔ پھر غلاموں میں سے ایک خطیب کھڑا ہوگا اور کہے گا: اللہ تعالیٰ کی پناہ، ہم اسلام کو بطور دین تلاش کرتے ہیں، انہوں نے موت پر بیعت کی ہے، جیسا کہ اُن سے پہلے لوگوں نے بیعت کی تھی۔

پھر وہ اکٹھے ہو کر چلیں گے، جب اُن کو اللہ کے دشمن دیکھیں گے تو وہ لالچ کریں گے اور بغض وعناد رکھیں گے اور جہاد کرنے کی کوشش کریں گے، پھر مسلمان اپنی تلواریں کھینچیں گے، اور اپنی میانیں توڑ دیں گے، اور غالب زبردست اپنے دشمنوں پر غضبناک ہو جائے گا، اور مسلمان قتل کریں گے اُن میں سے، یہاں تک کہ خون ایک گھوڑسوار کے بالوں[1] تک پہنچ جائے گا۔

پھر وہ چلے گا، ہر کوئی جو بھی اُن سے باقی بچے گا، پاک خوشبو کے ساتھ ایک دن اور ایک رات یہاں تک کہ وہ گمان کریں گے کہ وہ عاجز[2] آچکے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اُن پر طوفانی ہوا چلائے گا تو وہ اُنہیں اُس جگہ واپس بھیج دے گا جہاں سے وہ چلے تھے اور وہ اُن کو مہاجروں کے ہاتھوں مارے گا اور اُن میں سے کوئی اور مخبر نہیں بچے گا، تو اُس وقت جنگ ختم ہو جائے گی۔

اے حذیفہ! تو وہ اسی میں رہیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ چاہے گا، یہاں تک کہ تمہیں مشرق

---

[1] الثنن کا معنی ہے وہ بال جو گھوڑے کے پچھاڑے کو لگے ہوتے ہیں۔
[2] نعیم کے فتن میں سے ہے، اس کے بعد اصل میں آنے والا قول، اس کے بھائی، اس غلام، اور اس کے خادم، اور وہ نسخہ جات کے خلط ملط ہونے سے ایسا ہوا۔

سے دجال کے خروج کی خبر مل جائے گی، کہ اُس کا ظہور ہونے والا ہے، تو وہ تمہیں پہنچے گا اور یہ بہت بڑا معاملہ ہوگا، بہت بڑی آزمائش ہوگی، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ مدد فرمائے[1] اللہ تعالیٰ لوگوں پر دو سال سختی کے، فرعون کے سالوں کی طرح بلکہ اُن سے بھی زیادہ سخت مسلط کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ کے دشمن یہودیوں کی طرف سے اپنے لشکروں کے ساتھ آئیں گے اور اہلِ اصفہان بھی اور لوگوں کی مختلف قسمیں جن کے پاس جنت اور دوزخ اور ایسے لوگ ہوں گے جن کو وہ قتل کرے گا پھر وہ اُن کو زندہ کرے گا، اُن کے ساتھ ایک پہاڑ ہوگا ثرید کا، اور پانی کی نہر ہوگی، میں اُس کے اوصاف بیان کروں گا:

بے شک ''ممسوح العین'' نکلے گا یعنی مسیح الدجال، اُس کی پیشانی میں لکھا ہوگا ''کافر'' اُس کو ہر کوئی پڑھے گا جو کوئی اچھا لکھ سکتا ہے، اور جو اچھا نہیں بھی لکھ سکتا وہ بھی پڑھے گا، اس کی جنت دوزخ ہوگی، اور اس کی دوزخ جنت ہوگی۔ وہ مسیح الکذاب جھوٹا ہوگا، تیرہ ہزار یہودیوں کی عورتیں اُس کی پیروی کریں گی، اللہ تعالیٰ اُس آدمی پر رحم کرے، جس نے اپنے بیوقوف کو اُس کی پیروی کرنے سے روکا۔ اور اُس دن اُس پر طاقت قرآن کی ہوگی، بے شک اُس کا معاملہ سخت ہوگا، اور اُس کی طرف شیطان نکلیں گے، زمین کے مشرق سے بھی اور مغرب سے ہوگی تو وہ اُس سے کہیں گے جس طرح چاہو ہمیں استعمال کرو، یعنی جس قسم کی بھی مدد چاہو ہم کریں گے۔ تو وہ اُنہیں کہے گا: تم نکلو، لوگوں کو بتا دو کہ بے شک میں اُن کا ربّ ہوں، میں تمہارے پاس اپنی جنت اور دوزخ لے کر آیا ہوں، شیطان نکل جائیں گے اور اکثر لوگ داخل ہو جائیں گے، سو شیطانوں میں سے اکثر اُس میں داخل ہو جائیں گے تو وہ شکل وصورت بنائیں گے یعنی نقل کریں گے اُس کی، اُس کے والدین[2] کی شکل وصورت کے ساتھ، اور اُس کے بھائیوں کی شکل صورت کے ساتھ، اور اس کے غلاموں کی اور اُس کے خادموں کی شکل وصورت کے ساتھ۔

---

[1] روایت کیا اس کو نعیم نے ''الفتن'' ج ۱ ص ۴۲۴ حاشیہ ۱۲۵۴ میں اپنی سند کے ساتھ مکحول تک، اور اسی طرح حذیفہ رضی اللہ عنہ سے لمبی حدیث کے ضمن میں ہے، اور اسی طرح اس کے آخر میں ہے کہ دجال کی خبر کہ ''وہ ہمارے درمیان ظاہر ہو چکا ہے''، یہ حدیث دوسری جلد میں مکمل ہونے کے وقت آئی ہے فتن کے بارے میں، اور نفس اسناد کے بارے میں. جیسا کہ آپ آنے والی تخریج میں دیکھیں گے۔

[2] اس کے بعد اصل میں اس کا پہلا قول آئے گا: ''فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس وہ نکلیں گے''

کیا تُو ہمیں جانتا ہے؟ تو ایک آدمی اُنہیں کہے گا: ہاں یہ میرا باپ، یہ میری ماں ہے، یہ میرا بھائی ہے، یہ میری بہن ہے، تو آدمی کہے گا: آپ کو کس نے خبر دی؟ تو وہ کہیں گے اُسے بلکہ تُو نے (خبر دی)، تو خبر دیجئے جو اُس نے تمہیں دی۔

تو وہ آدمی کہے گا: بے شک ہمیں یہ خبر دی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا دشمن دجال ہے اور وہ ظاہر ہو چکا ہے، شیطان اُس کو کہیں گے: ٹھہر جا، ایسا مت کہہ، کیونکہ تمہارا رب تمہارے درمیان فیصلہ کرنا چاہتا ہے، یہ اُس کی جنت ہے، اور یہ اس کی جہنم ہے، وہ اپنے ساتھ لایا ہے، اس کے پاس خوراک بھی ہے اور نہریں بھی ہیں، اور اُس کے پاس ہر قسم کا کھانا ہے، سوائے اُس کے جو اللہ چاہے۔

تو وہ شخص اُنہیں کہے گا: تم نے جھوٹ بولا، تم تو شیطان ہو، اور یہ وہ دجال کذاب ہے جو ہم تک پہنچا ہے، جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی صفات کو بیان کیا تھا، اور ہمیں اُس سے ڈرایا تھا اور تمہیں بھی ڈرایا تھا، نہ تمہاری طرف سے اور نہ اُس کی طرف سے کسی قسم کا کوئی مرحبا نہیں یعنی خوش آمدید نہیں، تم شیطان ہو، اور وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن، جھوٹا دجال ہے، ضرور بضرور اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو بھیجیں گے وہی اُس کو قتل کریں گے۔

اُس نے کہا: اُس وقت وہ ناکام ہو جائیں گے اور خسارہ میں پڑ جائیں گے[1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِسی دوران جب تم اِس حالت میں ہوں گے تو اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مینارہ[2] پر نازل ہوں گے۔ اور وہاں مسلمانوں کی ایک جماعت اور اُن کا خلیفہ ہوگا، اور وہ مؤذن کے پکارنے کے بعد یعنی مؤذن کی اذان[3] کے بعد کا واقعہ ہوگا، اور وہ مؤذن کی اذان کو سنیں گے، تو اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُتریں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہا جائے گا:

---

[1] روایت کیا اس کو نعیم نے "الفتن" ج ۲ ص ۵۳۷ حاشیہ ۱۵۱۸ اپنی سند کے ساتھ مکحول تک، وہ حذیفہ سے (اسی طرح کی روایت کرتے ہیں)، اسی سے ہے "کنز العمال" ج ۱۴ ص ۵۹۹ حاشیہ ۳۹۶۸۷۔

[2] اصل میں ہے یہ کلمہ تشویش والا ہے، اور اس سے مراد سفید مینارہ ہے مذکورہ دمشق کے شرقی حصہ میں، روایات میں ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام وہاں نازل ہوں گے، "راجع البحار" ج ۵۱ ص ۹۸ حاشیہ ۳۸ اور "صحیح مسلم" ج ۴ ص ۲۲۵ وغیرہ کی طرف رجوع کریں۔

[3] اسی طرح، اور ہو سکتا ہے کہ ہم "همهمه" اس میں تصحیف ہے۔

''اے روح اللہ! آگے بڑھیے اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائیے''، اور یہ اس بات کی تصدیق ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سچی ہے[1]

تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے: ''بلکہ تم اپنے امام کی طرف چلو تا کہ وہ تمہیں نماز پڑھائے، بے شک وہ بہترین امام ہے، اور عیسیٰ علیہ السلام اُن کے ساتھ اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔''

پھر امام چلا جائے گا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اطاعت عطا فرمائیں گے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی لوگوں کو خوشخبری سنائی جائے گی، دجال اُس کو دیکھے گا، وہ اِس طرح سے پگھل جائے گا جیسے انسان قبر میں آگ کے اندر پگھل جاتا ہے، تو پھر عیسیٰ علیہ السلام اُس کی طرف چلیں گے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُس کو قتل کر دیں گے، اور یہودی کی ایک جماعت کو بھی اُس کے ساتھ قتل کریں گے، اور وہ جدا جدا ہو جائیں گے، اور وہ ہر پتھر اور درخت کے نیچے چھپیں گے، یہاں تک کہ درخت بھی مسلمان آدمی کو کہے گا: ''اے اللہ کے بندے، اے مسلم، آؤ یہ میرے پیچھے یہودی ہے اس کو مار دو، اس طرح پتھر بھی کہے گا، یہودی کے درخت کے بغیر یہ غرقد[2] کا درخت ہے یعنی شجر یہودی۔ وہ نہیں بلائے گا کسی ایک کو جو اُن میں سے اُس کے پاس ہو۔''

پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: میں تمہیں دجال کی حدیث بیان کرتا ہوں تا کہ تم سمجھ لو، یاد

---

[1] ابن ماجہ نے اپنی ''سنن'' ج ۲ ص ۱۳۶۱ ضمنی حاشیہ ۴۰۷۷ میں روایت کیا اپنی سند کے ساتھ ابوامامہ تک، اس کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ رکھیں گے اس کے دو کندھوں کے درمیان یعنی امام مہدی رضی اللہ عنہ کے دو کندھوں کے درمیان، پھر اسے کہیں گے کہ آگے بڑھو نماز پڑھاؤ کیونکہ یہ تمہارے لئے اقامت کہی گئی ہے، اور پھر وہ اُن کی امامت کروائیں گے۔

اور ''احقاق الحق'' ج ۱۳ ص ۱۹۸ میں وارد ہے، عام جملہ مصادر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے ''ہم میں سے وہ جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے'' تو مراجعت کریں۔

میں کہتا ہوں کہ بے شک حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی چاہت یہ ہے کہ اور وہ اولی العزم پیغمبروں میں سے ہیں، وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ سے درخواست کریں گے کہ وہ آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو یہ بھی کہنا ہوگا کہ بے شک اقامت تیرے لئے ہی کہی گئی اور آپ کی اپنی نماز بھی اس کے پیچھے ہوگی۔ افضل آدمی کو امامت کے لئے آگے کرنے میں یہ صادق دلیل ہے اگر مہدی رضی اللہ عنہ وہاں نہ ہوتے جو کہ اس سے افضل تھے تو پھر عقل یہ چاہتی تھی کہ مفضول کو افضل پر مقدم کیا جائے گا۔ تو غور کیجئے!!

[2] ہم نے سیاق سباق سے اس کو ثابت کیا ہے کہ ابن الاثیر نے ''النہایہ'' ج ۳ ص ۳۶۲ میں کہا ہے، قیامت کی نشانیوں کی حدیث کے بارے میں سوائے ''غرقد'' کے بے شک وہ ''شجر یہود'' میں سے ہے، روایت میں ہے ''الا الغرقدۃ'' یعنی یہ بھی ''العضاہ'' کے درختوں میں سے ایک قسم ہے، اور کانٹے دار درختوں میں سے ایک قسم ہے۔

کرلو، تو انہوں نے اُس کو سمجھا، یاد کیا، اور حفظ کیا، اور انہوں نے اُسے بیان کیا جو بھی اُن کے پیچھے تھا، اور اُس کو بھی بیان کریں جو کہ بعد میں ہوں گے، بے شک اس کا فتنہ سخت ترین فتنہ ہوگا اور بہت بڑا فتنہ ہوگا۔

پھر اِس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ رہیں گے جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے، پھر وہ وفات پا جائیں گے، پھر اُن کی مؤمن لوگ نماز جنازہ ادا کریں گے۔"[1]

۱۱/۳۱۱ ۱۴: بیان کیا ہمیں احمد بن محمد بن عبداللہ بن صدقہ نے، اس نے کہا: خبر دی یونس بن عبدالاعلیٰ الصدفی نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے محمد بن ادریس ابو عبداللہ الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے، اس نے کہا: خبر دی مجھے محمد بن خالد الجندی[2] نے، وہ ابان بن صالح سے، وہ الحسن[3] سے، وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"معاملہ نہیں بڑھے گا مگر شدت کی ساتھ، اور کوئی دین[4] نہیں ہوگا مگر تدبر کے بغیر، کوئی لوگ نہیں ہوں گے، مگر بخیلی کے ساتھ، قیامت قائم نہیں ہوگی مگر اُس وقت تک جب لوگوں میں بدترین لوگ ہوں گے، اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام[5] کے سوا کوئی مہدی نہیں ہے۔"

گویا کہ وہ چاہتا ہے کہ کوئی نبوی مہدی آسمانی نہیں ہوگا سوائے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے اُس وقت، پھر اس کے بعد کوئی بھی نہیں ہوگا جو زمین میں اُس کا خلیفہ یا جانشین بنے، نہ آسمان میں کسی حالت میں جانشین بنے۔ زمینی مہدی رضی اللہ عنہ کی نفی نہیں آئی، جو گزر چکی ہے، جبکہ رسل، انبیاء علیہم السلام اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ان کی صفات کے بارے میں صحیح احادیث آئی ہیں اور وہ بارہ قریشی ہیں۔ وہ ہوں گے جس کے بارے میں دانیال

---

[1] اس کی ذیل کو نعیم نے "الفتن" ج ۲ ص ۵۳۸ ذیلی حاشیہ ۱۵۱۸ میں روایت کیا ہے۔

[2] امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال" ج ۳ ص ۵۳۵ حاشیہ ۷۴۷۹ میں کہا ہے اس کے بارے میں اس کے لئے اس کے ترجمہ کے وقت، الازدی نے کہا: وہ منکر حدیث ہے، اور عبداللہ الحاکم نے کہا: مجہول ہے، میں نے کہا: یعنی ذہبی کہتے ہیں اس کی حدیث "نہیں ہوگا مہدی مگر عیسیٰ بن مریم" (از خود) اور یہ خبر منکر ہے۔
اسمعانی نے اسی کے بارے میں "الانساب" ج ۲ ص ۹۶ میں کہا اس حدیث کے اشارہ کے بعد کہ انہوں نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔

[3] اور اصل میں "عن ابان بن ضا عن الحیرۃ" ہے اور یہ متن میں واضح تصحیف پائی جاتی ہے۔

[4] اصل میں "الدنیا" ہے اور یہ متن میں ہے اور جیسا کہ "المستدرک" میں ہے اور وہ صحیح ہے۔

[5] روایت کیا اس کو حاکم نے "المستدرک" ج ۴ ص ۴۸۸ حاشیہ ۸۳۶۳ اپنی سند کے ساتھ یونس بن عبدالاعلیٰ الصدفی تک، اسی طرح

سے ذکر کیا گیا، الحسنی کے بعد جو کہ زمینی مشہور[1] مہدی ہے۔ تو جب یہ سب کچھ ثابت ہوگا، تو ثابت ہوا انس رضی اللہ عنہ کی خبر میں جس کا ذکر ہم نے پہلے کر دیا ہے، اور چاہئے کہ جانا جائے اس کے ساتھ کہ خبرِ انس جو ہے اس کی سند کمزور ہے۔

اگرچہ (خبر انس) کی کمزوری کے اوصاف بیان نہیں ہوئے، تو ہوگا وہ جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لائے ہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما، ام سلمہ رضی اللہ عنہا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ثوبان رضی اللہ عنہ مسند طور پر۔

پھر وہ جس نے سعید بن المسیب سے روایت کیا، اور حسن بصری سے، اور سالم بن ابی الجعد سے، اور ان کے علاوہ سے، الحسنی مہدی کے ہونے کے اثبات میں۔[2]

یہ منسوب ہے کہ کعب الاحبار کی اُس قید کی طرف اور عبداللہ بن عمرو بن العاص، ابوالجلد، اور جس نے بھی اس کی معرفت اور اُس کے سن کے بارے میں جانا ہے، اُس نے خبرِ انس سے ثابت کیا ہے، ہمیں چاہئے کہ ہم اُن نفوس کو پھیر دیں، کہ خبرِ انس بے شک وہ اُسی معنیٰ کے ساتھ آئی ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، بے شک وہ صحیح ہے اور اُس کی تائید بھی ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ کی تائید کی ساتھ۔

۳۱۲/ ۱۵: بیان کیا ہمیں محمد بن علی بن عتاب ابوبکر الایادی نے، اس نے کہا: خبر دی محمد بن المثنیٰ ابوموسیٰ العنزی[3] نے، سن ۲۴۹ میں، اور خبر دی محمد بن ابی عدی[4] نے، وہ حمید الطویل سے، وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا:

"قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ کوئی باقی نہیں رہے گا جو یہ اللہ عزّ وجل فرماتے ہیں۔"[5]

---

[1] اسی طرح، اور کلام میں تشویش پائی جاتی ہے، اور اس میں واضح اختلاط موجود ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ رسولوں اور انبیاء کرام نے خبر دی بارہ خلفائے راشدین کی خوبیوں کے ساتھ، الحسنی کے بعد اور کلام بھی باطل ہے اور ہماری کلام اس کے بارے میں گزر چکی ہے، الحسنی کے بعد ہونے والے خلفاء کے بارے میں ماثور سیاق میں گزر چکی ہے۔

[2] اور وہ صحیح مشہور ہے فریقین کے ہاں، اور عجیب بات ہے ابن المنادی کے لئے کہ وہ اس کو روایت کرتے ہیں پھر مختلف مقامات پر "الحسنی" کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

[3] اصل میں "العبری" ہے جو کہ تصحیف ہے، وہ محمد بن المثنی بن قیس بن دینار ہے جس کا ترجمہ "تاریخ بغداد" ج ۴ ص ۵۱ رقم ۱۶۸۷ میں ہے۔

[4] ہم نے اضافہ کیا ہے اس کا، اور وہ صحیح ہے، جس کا ترجمہ "سیر اعلام النبلاء" ج ۹ ص ۲۲۰ رقم ۶۱ میں کیا گیا ہے۔

[5] نکالا اس کو کنز العمال ج ۱۴ ص ۲۲۲ حاشیہ ۳۸۴۸۵ میں امام احمد، اور مسلم اور ترمذی سے، ان کی سندوں کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ تک اس جیسی۔

یہ اس کتاب کا اختتام ہے یہ کہ "الفتن اور الملاحم" پر مشتمل ہے، ہم اللہ تعالیٰ کی اِس سے پناہ مانگتے ہیں اور اُس کی تمام گناہوں اور مکروہات سے۔

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں اور درود وسلام ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی پاکیزہ آل پر، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اصحاب پر ہمیشہ، جیسا کہ ذکر کرنے والوں نے اس کا ذکر کیا اور غافل لوگ اُس سے غافل رہے۔

آج مورخہ ۲۴ جون ۲۰۲۲ء کو بوقت ۱۱:۰۸ بجے رات بروز جمعرات، اقراء کمپیوٹرز کے آفس میں "الملاحم" نامی عربی زبان کی اردو میں ترجمانی ابوسعد محمد شفیق خاں جالندھری کے قلم سے...... جس کی نگرانی مفتی محمد مسعود ظفر نے کی...... ایک ضخیم کتاب پایہ تکمیل تک پہنچی۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد کے ساتھ!!

سورۃ الکہف کی ابتدائی دس آیات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا ﴿١﴾ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا
مِّنْ لَّدُنْہُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴿٢﴾ مَّاکِثِیْنَ
فِیْہِ اَبَدًا ﴿٣﴾ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ﴿٤﴾ مَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِھِمْ ؕ
کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ ؕ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا ﴿٥﴾ فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی
اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ﴿٦﴾ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّھَا
لِنَبْلُوَھُمْ اَیُّھُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴿٧﴾ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَیْھَا صَعِیْدًا جُرُزًا ﴿٨﴾ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ
اَصْحٰبَ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْمِ ۙ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ﴿٩﴾ اِذْ اَوَی الْفِتْیَۃُ اِلَی الْکَھْفِ فَقَالُوْا
رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً وَّھَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴿١٠﴾

ترجمہ: ”تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی، اور اس میں کسی قسم کی کوئی خامی نہیں رکھی ﴿١﴾ ایک سیدھی سیدھی کتاب جو اُس نے اس لئے نازل کی ہے کہ لوگوں کو اپنی طرف سے ایک سخت عذاب سے آگاہ کرے، اور جو مؤمن نیک عمل کرتے ہیں اُن کو خوشخبری دے کہ اُن کو بہترین اَجر ملنے والا ہے ﴿٢﴾ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ﴿٣﴾ اور تاکہ اُن لوگوں کو متنبہ کرے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے کوئی بیٹا بنا رکھا ہے ﴿٤﴾ اس بات کا کوئی علمی ثبوت نہ خود اُن کے پاس ہے، نہ اُن کے باپ دادوں کے پاس تھا۔ بڑی سنگین بات ہے جو اُن کے منہ سے نکل رہی ہے۔ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں، وہ جھوٹ کے سوا کچھ نہیں ﴿٥﴾ اب (اے پیغمبر!) اگر لوگ (قرآن کی) اس بات پر ایمان نہ لائیں، تو ایسا لگتا ہے جیسے تم افسوس کر کر کے انکے پیچھے اپنی جان کو گھلا بیٹھو گے! ﴿٦﴾ یقین جانو کہ رُوئے زمین پر جتنی چیزیں ہیں، ہم نے انہیں زمین کی سجاوٹ کا ذریعہ اس لئے بنایا ہے تاکہ لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں کون زیادہ اچھا عمل کرتا ہے ﴿٧﴾ اور یہ بھی یقین رکھو کہ رُوئے زمین پر جو کچھ ہے، ایک دن ہم اُسے ایک سپاٹ میدان بنا دیں گے ﴿٨﴾ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ غار اور رقیم والے لوگ ہماری نشانیوں میں سے کچھ (زیادہ) عجیب چیز تھے؟ ﴿٩﴾ یہ اُس وقت کا ذکر ہے جب اُن نوجوانوں نے غار میں پناہ لی تھی، اور (اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہوئے) کہا تھا کہ: ”اے ہمارے پروردگار! ہم پر خاص اپنے پاس سے رحمت نازل فرمایئے، اور ہماری اس صورت حال میں ہمارے لئے بھلائی کا راستہ مہیا فرما دیجئے“ ﴿١٠﴾

مجلسِ تحفظِ سنت پاکستان کے اغراض و مقاصد

☆ اہلِ سنت والجماعت کے اُصول کے مطابق عوام کی دینی تعلیم و تربیت مختصر کورسز اور سیمینارز کا اہتمام۔

☆ سوشل میڈیا ایپس (واٹس ایپ، فیس بک، یوٹیوب، بی آئی پی، ٹیلی گرام وغیرہ) کے ذریعے عوام الناس کی آسان اور بروقت دینی رہنمائی۔

☆ درسِ قرآن و حدیث، اصلاحی مضامین، اختلافی مسائل میں راہِ حق، مستند تاریخی معلومات، تصوف کی حقیقی شکل، سلف صالحین کی سیرت و کردار اور قومی و بین الاقوامی حالاتِ حاضرہ جیسے اہم موضوعات پر مشتمل مختصر آڈیو بیانات کے ذریعے عوام کی دینی رہنمائی۔

☆ فکری انتشار، شکوک وشبہات پر مبنی نظریات اور نت نئے فتنوں کے اس دور میں پیدا ہونے والے اعتراضات کے جوابات مختلف شعبہ جات کے متخصص اہلِ علم و ہنر سے دلوانے کا اہتمام۔

☆ مجلسِ تحفظِ سنّت میں پیش کئے جانے والے تمام مواد کی دستاویزی شکل میں طباعت و اشاعت۔

مرتب کی دیگر کتب

دار التحقیق فیصل آباد پاکستان

مجلسِ تحفظِ سنت پاکستان
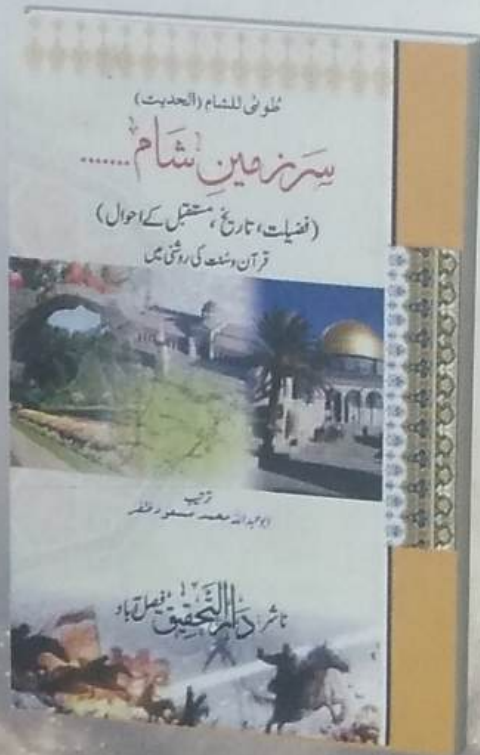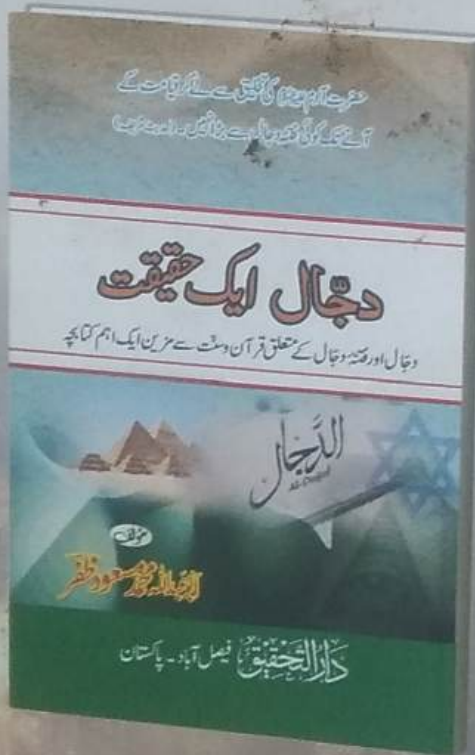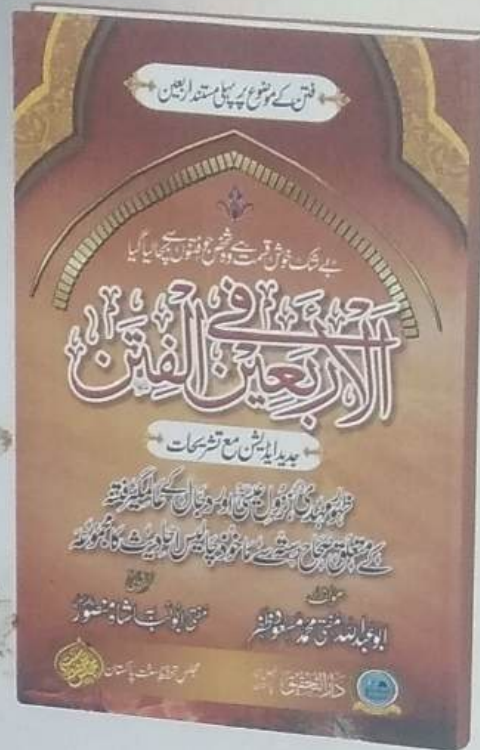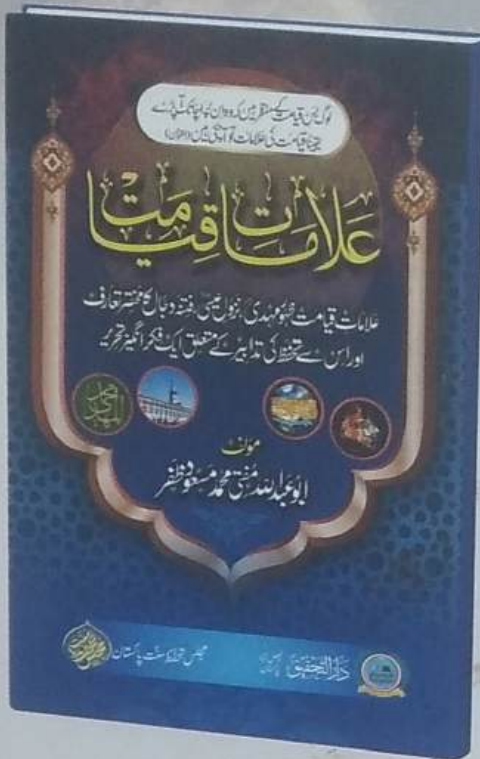
IQRA COMPUTERS & PRINTERS FSD-PAK 041-2631411, 0301-7977716, 0301-6093811